تاریخ حسن

جلد سوئم

تذکرہ اولیائے کشمیر

موسوم بہ

اسرار الاخیار

۱۳۰۵ھ

مؤلفہ

پیر غلام حسن کھویہامی

شائع کردہ

ڈائرکٹر آف لائبریریز، ریسرچ اینڈ پبلیکیشن جموں و کشمیر سرینگر

THE KASHMIR SERIES OF TEXTS AND STUDIES
NO. 110

سالِ اشاعت: ۱۹۹۷ء

تعداد: ۵۰۰

قیمت: ۲۰/- روپے

چھاپ خانہ: رنبیر گورنمنٹ پریس جموں

مژدۂ جانفزا

"تاریخ حسن" حصہ سوئم، تذکرۂ اولیاء کشمیر موسوم بہ اسرار الاخیار
۱۳۰۵
محکمۂ تحقیق واشاعت نے چھپوانے کے لئے ہر طرح کے مراحل سے گذرنے کے
بعد شائع کر کے تاریخ کے اسکالروں اور کشمیر کی تاریخ سے شغف
رکھنے والوں کے لئے ایک اہم کام سر انجام دیا ہے۔ ایک طرف
محکمۂ مذکورہ کے افسرانِ اعلیٰ اس اہم اور صبر آزما کام کو پایۂ تکمیل تک
پہنچانے کے لئے قابلِ ستائش ہیں، دوسری طرف اِس کام کو انجام دینے
والے کارکن اور اسکالر بھی تعریف کے مستحق ہیں، جنہوں نے اس تاریخ
کی ترتیب و تدوین کا کام انجام دیا ہے۔

امید کی جاتی ہے کہ مستقبل قریب میں محکمۂ تحقیق واشاعت شعبۂ
عربی وفارسی کے نادر و نایاب مخطوطات کو بھی شائع کرنے کی سعی مسلسل کرتا
رہے گا، تاکہ اس اہم خزانے کے قلمی کتب کی اہمیت اُجاگر ہو کر تاریخ کے
اسکالروں کی رہنمائی کرے اور کشمیر کے عوام کو اِس پوشیدہ انمول خزانے
سے جانکاری کا مؤثر وسیلہ بنے۔

عبدالقیوم
آنریبل وزیر تعلیم جموں اینڈ کشمیر گورنمنٹ

تاریخ حسن (مؤلف پیر غلام حسن شاہ) چار حصوں پر مشتمل ہے، جو بالترتیب جغرافیہ کشمیر، کشمیر کی سیاسی تاریخ، اولیائے کشمیر اور شعرائے کشمیر پر مشتمل ہیں۔ اسے اتفاق کہا جائے یا حالات و واقعات کا زیر و زبر ہونا کہ اس تاریخ کے اول، دوئم اور چہارم حصے اُس محکمہ ریسرچ اینڈ پبلی کیشنز نے شائع کروا دیئے، مگر حصہ سوئم باقی رہ گیا۔ بہر حال یہ فریضہ بھی (قریب قریب) بخوبی سرانجام دیا جا چکا ہے۔ پریس کا کام لگا یا ہے۔ انشاء اللہ وہ بھی جلد ہی پورا ہو جائے گا، اور تاریخ حسن کا یہ حصہ جس میں کشمیر کے سادات کرام، اولیاء، علماء، ریشیان، مجذوبان اور مقدس تبرکات کا تذکرہ بدرجہ اتم موجود ہے، جلد ہی منظر عام پر آجائے گا۔ اس حصے کے بغیر تاریخ حسن کسی طرح بھی مکمل نہیں ہے، کیونکہ کشمیر کے ذکر میں جب اولیائے کرام کا ذکر نہ ہو، تو وہ بات نہیں بنتی!

بہر حال میں اس مقدس فریضے کے لئے جناب غلام رسول بٹ ریٹائرڈ ہیڈ مولوی اور جناب عبدالعزیز شاہ ہیڈ منشی ریسرچ اینڈ پبلی کیشنز کو قابل تحسین گردانتا ہوں، کہ ان حضرات کی ان تھک محنت کے بغیر شاید یہ کام ادھورا ہی رہ جاتا۔ یوں بھی ریسرچ اینڈ پبلی کیشنز کا شعبہ مخطوطات فارسی و عربی ان دونوں حضرات کی بدولت ہی قائم و دائم ہے۔ جس محنت اور لگن سے یہ لوگ ان ناساعد حالات میں کام کر رہے ہیں، مجھے یہ ماننے میں کوئی عار نہیں کہ یہ ان ہی کا حصہ ہے اور ہم ان کو ان کے واجبات سے تو ادا کرنے میں ہرگز کامیاب نہ ہو سکے ہیں۔ قوم کے اس بیش قیمت سرمائے کو جس طرح سے انہوں نے سینے سے لگا رکھا ہے، یہ معاملہ صرف نوکری کا نہیں بلکہ اپنے قومی ورثے سے محبت کا ہے!

تاریخ حسن کا حصہ سوئم منظر عام پر آئے اور یہ تاریخ اپنے چاروں حصوں کے ساتھ ریسرچ اینڈ پبلی کیشنز کی زینت بنے، ایسی میری خواہش ہے بلکہ دعا ہے! آمین!!

سری نگر
۲۱/۸/۹۶

ناچیز
پرتپال سنگھ بیتاب
ڈائرکٹر آف لائبریریز ریسرچ اینڈ [illegible]

میری عرصہ سے آرزو تھی کہ کشمیر کی اولیائے کرام کا یہ تیسرا حصّہ بھی چھپ جائے۔ کیونکہ یہ حصّہ کشمیر کے عام لوگوں اور خاص کر کشمیر سے وابستہ سکالروں کے لئے دلچسپ کا باعث بن جائے۔ آج میری یہ آرزو انشاءاللہ پوری ہو رہی ہے۔ جو باعث مسرّت ہوگی۔

خورشید احمد قادری

ڈپٹی ڈائریکٹر لائبریز اینڈ ریسرچ

فہرست تاریخ حسن حصہ سوم

خمیس سیوم

از مشائخ وصلحا ربلنے

نام	صفحہ نمبر	نام	صفحہ نمبر	نام	صفحہ نمبر
ملا کاظم جیو	۵۴۲	[illegible]		[illegible]	۵۵۵
حکیم عنایت اللہ	″	ملا [illegible]		[illegible]	″
ملا عبید اللہ	۵۴۳	[illegible]		[illegible]	″
ملا عزیز اللہ	″	[illegible]		[illegible]	″
مولانا امان اللہ شہید	۵۴۴	بابا [illegible]		[illegible]	″
ملا عبدالشکور و ملا ابوالفیض	″	مولانا نورالہدی		مولوی محی الدین	۵۵۶
خواجہ نوراللہ	″	مولانا [illegible]		مولوی [illegible] نظام الدین [illegible]	″
ملا سعدالدین صادق	۵۴۵	ملا ابوالحسن		ملا [illegible] اسلام الدین	″
ملا سلیمان	″	ملا وحیدالدین [illegible]	″	آخوند زادہ ملا رفیق	۵۵۷
عبدالحکیم متو	″	ملا عبدالمومن	″	حافظ محمد عبدالعزیز واعظ	″
ملا کاظم	۵۴۶	قاضی ملا حسین	۵۵۲	ملا امیرالدین [illegible]	″
ملا محمد کاظم متو	۵۴۷	خواجہ عطاءاللہ	″	ملا نوراحمد متو	″
ملا افضل	″	اسحاق بیگ	″	ملا عبدالغنی	″
ملا عبدالستار	″	مولانا جان محمد	″	مولوی امیرالدین	″
ملا اکبر پدرخان	″	حکیم محمد صدیق	″	شیخ احمد واعظ	″
مرادالدین خان	۵۴۸	ملا عبدالقدوس	۵۵۳	مولوی ناصرالدین	۵۵۸
ملا ابوالوفا	″	ملا اکبر خان	″	**تخمیس پنجم**	
ملا محمد مہرجی	″	ملا محمد منعم مندد	″		
ملا ہدایت اللہ گنائی	″	ملا عنایت اللہ شال	″	**از اولیائے مجازیب**	
ملا محمد اسلم رحیل	۵۴۹	ملا قوام الدین	″	بی بی للہ عارفہ	۵۵۹
ملا یوسف گنائی	″	ملا عبدالرسول	۵۵۴	زینتی شاہ مجذوب	۵۶۰
حکیم عنایت اللہ	″	ملا عبدالحق	″	میاں مانک شاہ	۵۶۱
ملا عبداللہ گنائی	″	حافظ ابوالخیر	۵۵۵	غیبی شاہ مجذوب	۵۶۲

تعارف

پیر غلام حسن شاہ کھویہامی سال ۱۲۴۹ھ مطابق ۱۸۳۳ء کھویہامہ کے گاؤں گامرو باندی پورہ میں پیدا ہوئے ہیں - ان کا باپ حافظ غلام رسول شیوا (متوفی ۱۲۸۸ھ مطابق ۱۸۷۱ء) "شیخ کشمیر" کے نام سے معروف تھے - وہ عالم و فاضل ہونے کے علاوہ شاعرانہ تخیل رکھتے تھے - اُنہوں نے "مجموعہ شیوا" منظوم فارسی زبان میں تالیف کیا ہے - غلام رسول شیوا پہلے پہل سرینگر کے محلہ زونی مر میں بود و باش کرتے تھے - سکھوں کے عہد میں جب اُن کی جاگیر بند ہوئی، تو وہ کھویہامہ باندی پورہ چلے گئے - جیسا کہ مورخ پیر غلام حسن شاہ نے خود اپنی تالیف "اعجاز غریبہ" میں اس طرح بیان کیا ہے ؎

سِکھوَ یلہ بند کوٚر جاگیر سوٚنی ہو لوگی در کھوٚیہامہ پایہ ہیوٚنی

(سکھوں نے جب ہماری جاگیر ضبط کی، تو ہمارے والد صاحب پھر کھویہامہ (باندی پورہ) منتقل ہوئے) -

پیر غلام حسن شاہ نے اپنی ابتدائی تعلیم اپنے والد صاحب کی زیر تربیت مکمل کی - اس کے بعد اُس نے طب پڑھی، اور اس میں کافی حد تک دسترس حاصل کی - پیر غلام حسن شاہ نے کشمیر سے باہر دنیا کی بھی سیر و سیاحت کی ہے - اس دوران اس نے افغانستان کے باشندہ ملا محمد جو راولپنڈی کے پنڈوری گاؤں

میں رہتا تھا، سے "وقایعِ کشمیر" کا قلمی نسخہ حاصل کیا۔ جو سنسکرت تاریخ "رتناکر پران" کا ترجمہ تھا۔ جس کو بقول مورخ پیر غلام حسن شاہ، سلطان زین العابدین بڈشاہ (۱۴۲۰ء) کے مورخ اور شاعر ملا احمد نے فارسی زبان میں کیا تھا۔ "وقایعِ کشمیر" کی بدولت پیر غلام حسن شاہ کو کشمیر کے ان ۳۵، اور سات راجاؤں کے حالات حاصل ہوئے، جن کے حالات پنڈت کلہن کو حاصل نہیں ہوئے تھے۔ پیر غلام حسن شاہ نے گم شدہ راجاؤں کے حالات مدلل لکھے ہیں۔ پیر غلام حسن شاہ نے تاریخ حسن چار جلدوں میں تالیف کی ہے۔ جس کی ترتیب اُس نے اس طرح کی ہے:-

پہلا حصہ جغرافیہ کشمیر کے بارے میں ہے، جو اُس نے ۱۳۰۱ھ مطابق ۱۸۸۴ء میں لکھا ہے۔

دوسرا حصہ کشمیر کی سیاسی تاریخ ہے، جو اس نے ۱۳۰۲ھ مطابق ۱۸۸۵ء میں مکمل کیا ہے۔

تیسرا حصہ۔ اولیائے کشمیر پر مشتمل ہے، جو اُس نے ۱۳۰۵ھ مطابق ۱۸۸۸ء میں مکمل کیا ہے۔

چوتھا حصہ۔ شعراء کشمیر پر مشتمل ہے، جو اُس نے ۱۳۰۵ھ مطابق ۱۸۸۸ء میں مکمل کیا ہے۔

لے۔ رتناکر راجہ اونتی ورمن (۸۵۵-۸۳ء) کے عہد میں تھا۔ کلہن پنڈت نے اپنی تاریخ "راج ترنگنی" میں اُس کو تاریخ نویس (مورخ) نہیں لکھا ہے۔

تاریخ حسن کے علاوہ پیر غلام حسن شاہ نے مندرجہ ذیل کُتب بھی فارسی اور کشمیری زبانوں میں تالیف کی ہیں:۔

(۱) گلستانِ اخلاق۔ یہ کتاب اس نے سال ۱۸۶۶ء میں فارسی زبان میں تالیف کی ہے۔

(۲) خزینۂ اسرار۔ سال ۱۸۶۹ء میں فارسی زبان میں تالیف کی ہے۔

(۳) اعجازِ غریبہ۔ سال ۱۸۸۴ء میں منظوم کشمیری زبان میں تالیف کی ہے۔

تاریخ حسن کے قلمی نسخے خانقاہ معلیٰ سرینگر کی لائبریری اور اقبال لائبریری یونیورسٹی کشمیر کی لائبریری میں موجود ہیں۔ چونکہ محکمۂ ریسرچ اینڈ پبلی کیشن کے مخطوطات لائبریری میں سال ۱۹۵۴ء کے دوران تاریخ حسن کا کوئی قلمی نسخہ نہیں تھا اس لئے اس وقت کے محکمہ ریسرچ کے اسسٹنٹ ڈائرکٹر صاحبزادہ حسن شاہ نے خانقاہ معلیٰ کی لائبریری سے تاریخ حسن کی نقل کاپی باضابطہ طور پر حاصل کی۔ جناب اسسٹنٹ ڈائرکٹر نے جلد اول جو کشمیر کی جغرافیہ، قدیم عمارتیں، مندر، اور خانقاہیں، ذات پات اور مذہبی فرقوں وغیرہ پر مشتمل ہے، اور جلد دوم جو سیاسی تاریخ پر مشتمل ہے، جس میں ابتدائی دور سے مصنف کے زمانہ یعنی ۱۳۰۵ھ تک سیاسی حالات لکھے ہیں، یہ دونوں حصے صاحبزادہ حسن شاہ اسسٹنٹ ڈائرکٹر نے ۱۹۵۴ء میں چھاپ دئے ہیں۔ ۶۱-۱۹۶۰ء میں محکمہ ریسرچ اینڈ پبلی کیشن کے ڈائرکٹر شری پی، این، پشپ نے تاریخ حسن کا چوتھا حصہ یعنی حصہ شعراء کشمیر کو زیورِ طبع سے مزیّن کیا ہے۔ اس حصّہ کی کتابت کا کام راقم نے انجام دیا ہے اور اس کی ترتیب تدوین میں بھی راقم نے کسی حد تک کام کیا ہے۔

تاریخ حسن کا تیسرا حصّہ اولیائے کشمیر ابھی تک طبع ہونے سے رہ گیا ہے۔

اِس حِصّہ کی ترتیب اور ایڈیٹنگ کا کام اُستادنا مولوی محمد ابراہیم نے پہلے پہل کافی حد تک انجام دیا۔ مگر پھر بھی اِس حِصّے کو زیورِ طبع سے مزین کرنے کا انتظام نہ کیا گیا۔ اس طرح اِس حِصّے کا کام معطل ہو کر التواء میں پڑ گیا۔ کچھ عرصہ گذرنے کے بعد اِس حِصّہ کی مزید ترتیب اور ایڈیٹنگ کے کام کیلئے ڈائریکٹر لائبریز، ریسرچ اور میوزیمز ڈاکٹر شیخ محمد اقبال نے راقم کے سپرد کیا۔

۱۹۷۶ء میں راقم نے اِس حِصّے کی ترتیب اور تدوین کے کام میں مزید فٹ نوٹس لکھ کر اور اغلاط کی تصحیح کر کے قابلِ اشاعت کے مرحلہ تک پہنچا دیا۔ یہاں تک حِصّہ سویم کی قریباً نصف حِصّہ کی کتابت بھی کی گئی تھی، مگر ڈاکٹر صاحب کی تبدیلی کی وجہ سے اِس پر مزید کام کرنا التواء میں پڑ گیا۔

زیر بحث تاریخ حسن کا حِصّہ سویم "اسرار الاخیار" کشمیر کے سادات کرام، اولیاء، علماء، ریشیان، مجذوبان اور مقدس تبرکات پر مشتمل ہے۔ مورخ پیر غلام حسن شاہ نے تاریخ حسن کا تیسرا حِصّہ مرتب کرنے کے دوران مندرجہ ذیل کُتب سے اِستفادہ کیا ہے:۔

وقائع کشمیر مؤلف علامہ احمد، اسرار الابرار مؤلف بابا داؤد مشکواتی، فتوحات کبرویہ مؤلف عبدالوہاب نوری، واقعات کشمیر مؤلف خواجہ محمد اعظم دیدہ مری، فتوحات قادریہ مؤلف میر سید حسین قادری منطقی، دستور السالکین شرح وردالمریدین مؤلف بابا داؤد خاکی، خوارق السالکین مؤلف احمد بن صبور کشمیری، تاریخ شائق مؤلفہ عبدالوہاب شائق، تاریخ باغ سلیمان مؤلف میر سعد اللہ شاہ آبادی، وقائع نظامیہ مؤلف ملا نظام الدین، خمسہ بہاؤ الدین مؤلف ملا بہاؤ الدین متو، تحقیقات امیری مؤلف امیر الدین پکھلیوالی، مجموعہ شیوا مؤلف حافظ غلام رسول شیوا والد مورخ پیر غلام حسن شاہ۔

اگرچہ مورخ پیر غلام حسن شاہ نے حصّہ سوم میں ساداتِ کرام، علماء و فضلاء وغیرہ کے حالات لکھے ہیں، تاہم اُس نے بعض اولیاءِ کرام کے حالات اِس حصّہ میں نہیں لکھے ہیں۔ مثلاً میر سیّد یعقوب صاحب؟ سونہ وارہ سرینگر، اور ان کے دیگر برادران سیّد علی اکبر؟ مقبرہ امپوریم باغ سرینگر اور ٹیلی ویژن سٹیشن کے عقب میں واقع نامعلوم سیّد کا مقبرہ موجود ہے، سیّد موسیٰ؟ بزلہ سرینگر، سیّد حیدر؟ حیدر پورہ بڈگام، سیّد تاج الدین؟ نٹی پورہ بڈگام کے علاوہ سرینگر کے گرد و نواح میں واقع دیگر ساداتِ کرام جن کے مقبرے تاحال موجود ہیں، مزید برآں حضرت شیخ العالم کے سسرال جنکے مقبرے ڈاڈہ سرہ ترال میں موجود ہیں؟

پیر غلام حسن شاہ گامرو نے اپنی تاریخ میں دعویٰ کیا ہے کہ اُس کو مُلّا احمد علامہ جو سلطان زین العابدین کا سرکاری شاعر اور فارسی مورخ تھا، کی تاریخ "وقائعِ کشمیر" حاصل ہوئی تھی، مگر باوجود اس تاریخ کے پیر غلام حسن شاہ نے سلاطین کشمیر کی اکثر تخت نشینی اور وفات کی تاریخیں صحیح طور پر نہیں لکھی ہیں۔ اِس کی لکھی ہوئی سلاطین کشمیر کی اکثر تخت نشینی اور وفات کی تاریخیں سلطان بڈشاہ کے سرکاری سنسکرت مورخین کی لکھی ہوئی تاریخوں سے مطابقت نہیں رکھتی ہیں۔ اِن میں تین سے ۵ سال کا تفاوت ہے۔ مثال کے طور پر ہم عصر سنسکرت مورخ پنڈت جون راج نے سلطان سکندر کی تخت نشینی کی تاریخ ۱۷ بھادروں ۴۴۶۵ لوکک سال مطابق ۱۳۸۹ء مطابق ۷۹۱ھ، اور سلطان سکندر کی تاریخ وفات ۸ جیٹھ ۴۴۸۹ لوکک سال مطابق ۱۴۱۳ء مطابق ۸۱۶ھ لکھی ہیں۔ اِس کے برعکس غلام حسن شاہ نے سلطان سکندر کی تاریخ تخت نشینی ۷۹۶ھ اور وفات ۸۰۷ھ لکھی ہیں۔ اس طرح اِن میں ۵، اور

۹ سال کا تفاوت ہے۔ سلطان بڈشاہ کی تاریخ تختِ نشینی پنڈت جون راج نے ۴۴۹۶ لوکک سال مطابق ۸۲۳ھ مطابق ۱۴۲۰ء اور تاریخ وفات سلطان زین العابدین کے دوسرے سرکاری سنسکرت مورخ شری ور پنڈت شاگرد پنڈت جون راج نے ۴۵۴۶ لوکک سال مطابق ۸۷۴ھ مطابق ۱۴۷۰ء لکھی ہے، مگر پیر غلام حسن شاہ نے بڈشاہ کی تاریخ تختِ نشینی ۸۲۶ھ اور وفات ۸۷۹ھ لکھی ہیں۔ اس طرح ان میں ۴ اور ۵ سال کا تفاوت ہے۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب پیر غلام حسن شاہ کو سلطان بڈشاہ کے فارسی مورخ علامہ احمد کی تاریخ "وقائعِ کشمیر" حاصل تھی تو پھر کیا یہ ممکن ہے کہ علامہ احمد اپنے مربی سلطان بڈشاہ اور اس کے باپ سلطان سکندر کی تاریخ تختِ نشینی اور وفات میں اس قدر تفاوت رکھتا؟

پنڈت جون راج سلطان بڈشاہ کا سرکاری سنسکرت مورخ لکھتا ہے کہ راجہ دسرتھ کی طرح سلطان بڈشاہ کی تین بیگمات ہیں، جن میں دو بیگمات جموں کی راجہ کی لڑکیاں تھیں اور ایک کشمیر کی تھی، مگر پیر غلام حسن شاہ نے سلطان بڈشاہ کی صرف ایک بیگم کا ذکر کیا ہے، جب کہ سلطان بڈشاہ کی تینوں بیگمات کی قبریں سلاطین کے مزارات سرینگر میں موجود ہیں، جن پر کتبے بھی لکھے ہوئے ہیں۔

بہر کیف پیر غلام حسن شاہ کھوئہامی کی تالیف تاریخ حسن حصہ سوئم باوجود چند خامیوں کے یقیناً ان کا ایک یادگاری کارنامہ ہے

سال ۱۹۹۳ء کے دوران جناب غلام جیلانی ڈائرکٹر لائبریریز اینڈ ریسرچ

س

نے تاریخ حسن حصّہ سوئم کے چھاپنے کیلئے گورنمنٹ رنبیر پریس جموں کو مقرر کیا۔ اِس غرض کے حصول کیلئے مذکورہ پریس کو رقم بھی ادا کیا۔

حال ہی میں محکمہ لائبریریز کے ایکس ڈائرکٹر شری اے، کے، رینہ نے راقم کو تاریخ حسن حصّہ سوئم کی ترتیب و تدوین اور پروف ریڈنگ وغیرہ کے کام پر متعین کیا۔ راقم نے اُن کے حکم کے مُطابق اس کام کی انجام دہی کے لئے اس پر مزید کام کر کے اس کام کی تکمیل کے لئے حتی الامکان کام کیا۔ اِس تیسرے حصّہ کی کتابت آدھی سرینگر اور آدھی جموں میں کی گئی ہے۔ اِس لئے اِس میں کافی حد تک فروگذاشتیں ہوئی ہیں۔ بعض جگہ مسودہ تیار کرتے وقت کچھ عبارت بھی رہ گئی تھی۔ جس کی اصلاح کے لئے ہمیں اکثر اوقات کشمیر یونیورسٹی کی اقبال لائبریری میں اصل مخطوطہ کا مطالعہ کر کے اغلاط کی درستی اور رہ گئی عبارت نقل کرنا پڑتی تھی۔ نقل شدہ مسودہ میں کافی غلطیاں پائی گئیں، اُن کی بھی اصل نسخہ کے مُطابق درستی کی گئی۔ بعض واقعات میں مؤلف سے جو غلطیاں سرزد ہوئی ہیں، اُن کے بارے میں فوٹ نوٹس لکھ کر اُن اغلاط کو دیگر تواریخ کے حوالوں کی روشنی میں درست کیا گیا۔ اس غرض کے حصول کے لئے ہمیں کافی تگ و دو کرنا پڑی۔ چونکہ نقل شدہ مسودہ میں خامیاں رہ گئی تھیں، چونکہ نقل کرنے کے بعد اس کی پروف ریڈنگ یعنے نظر ثانی نہیں کی گئی تھی۔ راقم نے اس مسودہ کے اُن صفحات تک پہلے ہی ۱۹۷۶ء میں نظر ثانی کی تھی، جن صفحات تک کی کتابت ہو چکی تھی۔ بقیہ حصّہ پر نظر ثانی نہیں کی گئی تھی۔ بدیں وجہ راقم کو اکثر اوقات مشکلات سے دوچار ہونا پڑا، جب کہ مسودہ کی عبارت کا تسلسل بیچ کی عبارت رہ جانے کی وجہ سے ٹوٹ جاتا تھا۔

دوسری مشکل جس کا ہمیں سامنا کرنا پڑا، وہ یہ تھی کہ جس حصے کی کتابت سرینگر میں کی گئی تھی، اُس میں اگرچہ بہ نسبت جموں کے کاتب صاحبان کم غلطیاں تھیں۔ مگر اُنہوں نے عبارت کا تسلسل عبارت رہ جانے سے توڑ دیا تھا۔ اسی طرح جموں کے کاتب صاحبان نے زیادہ غلطیاں کی تھیں، کیونکہ وہ فارسی زبان سے واقفیت نہیں رکھتے تھے۔ اکثر کتابت شدہ صفحات میں اصل مسودّہ پر لکھے گئے صفحہ نمبرات بھی لکھے تھے۔ اِس لئے جہاں پر سکالر صاحبان اور تاریخ کا مطالعہ کنندگان صفحات میں خالی جگہیں پائیں گے، اُس کا بیّن وجہ یہی ہے کہ کاتب صاحبان نے مسودّہ پر لکھے گئے صفحہ نمبرات کو بھی کتابت شدہ صفحات میں درج کئے تھے۔ بہرحال ہم کاتب صاحبان کا بھی شکرگذار ہیں کہ اُنہوں نے حتی الامکان کتابت کا کام انجام دیا ہے۔

کم وقت میسر ہونے کی وجہ سے راقم نے پروف کے دوران کتابت شدہ صفحات کی غلطیاں اور مزید فٹ نوٹس کی کتابت اِس لئے خود ہی انجام دی ہیں، کیونکہ ایک تو وقت کم میسر ہونے کی وجہ اور دوسری بات یہ تھی کہ جب ہم کتابت شدہ صفحات کی غلطیاں درست کرنے اور مزید فوٹ نوٹس کو کاتبوں سے کتابت کروانے، تو پھر ہمیں ایک ایک کرکے اُن غلطیوں کو دیکھنا پڑتا کہ آیا غلطیاں درست کی گئی ہیں یا نہیں۔ اس طرح اس میں اور وقت صرف ہو جاتا۔ اس بات کے پیش نظر راقم نے خود ہی غلطیاں وغیرہ دُرست کیں۔

ہم ایکس ڈائرکٹر صاحب لائبریرز اینڈ پبلیکیشن شری لائے کے، رینہ کے مشکور ہیں کہ اُنہوں نے ہر قسم کی سہولیات ہمارے لئے مہیا کیں، جس کی بدولت ہم اس قابل ہوئے کہ ہم اِس اہم اور صبر آزما کام کو انجام دے سکے۔

ہم ڈائرکٹوریٹ آف لائبریریز کے ادنیٰ سے لیکر اعلیٰ افسر تک کے شکر گذار ہیں کہ ہمیں انہوں نے اس اہم کام کو انجام دینے میں ہر قسم کی امداد کر کے سہولیات فراہم کیں۔ ہم ریسرچ لائبریری کشمیر یونیورسٹی کے سٹاف کا تہہ دل سے شکر گذار ہیں کہ اُنہوں نے ہمیں اس کام کی انجام دہی کے لئے مخطوطات اور دیگر کتب مہیا کئے۔

ہم اقبال لائبریری کے جناب لائبریرین صاحب اور مخطوطات سیکشن کے خازن جناب محمد یٰسین صاحب کے شکر گذار ہیں کہ تاریخ حسن حصّہ سوئم کی ترتیب و تدوین کے سلسلے میں جب بھی ہمیں تاریخ حسن حصّہ سوئم کے مخطوطہ کا مطالعہ کرنے کی ضرورت پیش آئی تو اُنہوں نے ہمیں مخطوطہ تاریخ حسن سے اِستفادہ کرنے کی اجازت دی۔

راقم کی یہ بہت بڑی زیادتی ہوگی کہ اگر میں محکمہ ریسرچ لائبریری کے ہیڈ منشی جناب عبدالعزیز شاہ کا ذکرِ خیر نہ کروں، کیونکہ اُنہوں نے اس کام کی ترتیب و تدوین میں میری ہر طرح کی اِمداد کی۔ پروف ریڈنگ میں جو کام اُنہوں نے میرے ساتھ انجام دیا، وہ یقیناً قابلِ ستائش ہے۔

تاریخ کے سکالروں اور مطالعہ کنندگان سے ہمیں توقع ہے کہ وہ جہاں کہیں اس تاریخ کی ترتیب و تدوین میں کوئی خامی اور غلطی پائیں گے، تو وہ اپنے اصلاح کے قلم سے اس غلطی کو ٹھیک کریں گے۔ اس میں شک نہیں کہ ہم نے اپنی طرف سے حتی الامکان سعی کی ہے کہ اس تاریخ کی ترتیب و تدوین میں غلطی نہ رہ جائے۔ ہماری کوشش کے باوجود بھی ممکن ہے کہ اِس کی ترتیب و تدوین میں ضرور خامیاں رہ گئی ہوں گی ؎ گر قبول افتد زہے عزّ و شرف

ہم ہیں (۱) ناچیز غلام رسول بٹ ریٹائرڈ ہیڈ مولوی
(۲) عبدالعزیز شاہ ہیڈ منشی

تاریخ حسن

حصّہ سویم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

در ذکر اولیاءِ بزرگوار و فضلای تقوی اشعار

ای حسن خامۂ از طلا تر کن | مجبزہ پر ز مشک و عنبر کن
نسق این نامۂ ہمایوں فر | نقش بر کش ز عطر و عنبر و زر
حصّہ سیوم از پے تفریح | کن بتذکارِ اولیاء تصریح
اولیاء خاصگان درگاہ اند | در لباس پلاس چوں شاہ اند
بوسہ دہ بارگاہ درویشان | مایہ کن سایۂ صفاکیشان
ہر کہ با اولیاء ولا گیرد | دامنِ مامنِ خدا گیرد
حُبِّ ایشان سعادت ازل است | ذکر ایشان افاضت عمل است
ہر کجا ذکر اولیاء باشد | مہبط رحمت خدا باشد
پیش ازین وقت خود تلف کردی | ذکر شاہانِ ماسلف[1] کردی
حال بہر انابت از دل و جان | نقش کن حال و قال درویشان
تاکہ در حشر از شفاعت شان | جا کنی در صف صفاکیشان

یا الٰہی چو نیست توشیقم
بہر تحقیق بخش توفیقم

[1] رجوع کنید تاریخ حسن حصۂ دوم چاپ محکمۂ تحقیق و اشاعت سرینگر کشمیر سال ۱۹۵۴ء

تاریخ حسن

حصۂ سویم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

در ذکر اولیاء بزرگوار و فضلای تقوی اشعار

ای حسن خامہ از طلا تر کن — مجمرہ پر ز مشک و عنبر کن

نسق این نامۂ ہمایوں فر — نقش بر کش ز عطر و عنبر و زر

حصۂ سیوم از پی تفریح — کن بتذکار اولیاء تصریح

اولیاء خاصگان درگاہ اند — در لباس پلاس چوں شاہ اند

بوسہ دہ بارگاہ درویشان — مایہ کن سایۂ صفا کیشان

ہر کہ با اولیاء ولا گیرد — دامن دامن خدا گیرد

حب ایشان سعادت ازل است — ذکر ایشان افاضت عمل است

ہر کجا ذکر اولیاء باشد — مہبط رحمت خدا باشد

پیش ازین وقت خود تلف کردی — ذکر شاہان ما سلف[۱] کردی

حال بہر انابت از دل و جان — نقش کن حال و قال درویشان

تا کہ در حشر از شفاعت شان — جا کنی در صف صفا کیشان

یا الٰہی چو نیست توثیقم
بہر تحقیق بخش توفیقم

۱ رجوع کنید تاریخ حسن حصۂ دوم چاپ محکمۂ تحقیق و اشاعت سرینگر کشمیر سال ۱۹۵۴ء

تمهید: بدانکه طریق طریقت و معرفت که دلیل نجات ابدی و منهج تقرب ذات سرمدیست
از جمیع ملل و مذاهب همگی جزو مسعود اهل سنت و جماعت باین سبیل خیر و سعادت رسوخ
عقیدت و وتیرهٔ امنیت میدارند به نهجیکه نفس ناطقهٔ انسانی که نه جسم است و نه جسمانی بلکه
امریست ربانی و جوهریست بسیط که مطلقاً فانی نتواند شد هرگاه کسے آنرا از لوث شهوت
و غضب و عصیان پاکداشته و باعمال شائسته و ریاضات بالسته و تزکیهٔ نفس
و تصفیهٔ باطن نفی هستی موهومی خود گرداند. لامحاله باذات وحدت قدسی تقرب و معیت
حاصل نماید. پس به ثبات حقایق تعین ذاتی زبان او زبان خدا و حکم او حکم خداست مادامیکه
مستقل به بدن باشد بکدورت طبعیت و اشتغال و افعال بشریت در حجاب نقصان
و قصور محجوبست چون ازین کدورت مفارقت کند و[له] بصفا و خلوص جوهر خود قابل مشاهدهٔ
انوار الهی گردد و همیشه در بزم قرب و معیت محو تجلیات الوهیت می باشد.

مثنوی

اولیاء راهست قدرت از اله — تیر جسته باز گرداند ز راه
هر که جان بخشد اگر بکشد رواست — نائب است و دست او دست خداست
یک زمانے صحبتے با اولیاء — بهتر از صد ساله طاعت بے ریا
گر تو سنگ خاره و مرمر بوی[ع] — چون بصاحبدل رسی گوهر شوی

در حالتیکه روح را با قالب عنصری موانستے و مودتے خاص میباشد بنا بران فریق
اهل سنت و جماعت بر مزار و مقابر حضرت اولیاء رجوع میدارند و موجب اتصال
و تقرب او باذات وجوب او[۲] را وسیلهٔ حاجات و کفیل مهات خود پندارند از انجا که
خطهٔ کشمیر بخصوصیات مختصه خود محل قبول حسنا است لهذا درین ملک حضرات اولیاء
بکثرت پیدا شده اند و این خاکسار بنا بر کشش شوق و محبت و جوشش امید

[له] بوجه سهو کاتب "و" زاید است [۲] بجای "او را" لفظ "ایشان" باید بود

ع = در چاپ شده تاریخ حسن از اردو ترجمه این یک شعر بدین طور نوشته شده است

رسالت وشفاعت اینطایفه تذکره بعضے اولیای مشاهیر کشمیر از کتب تواریخ وتذکار مصنفهٔ
اجلای انیدیار مثل وقائع کشمیر و اسرارالابرار و واقعات کشمیر و فتحات کبرویہ و
فتوحات قادریہ و دستورالسالکین وخوارق السالکین وتاریخ شالق وتاریخ باغ سلیمان
و وقائع نظامیہ وتاریخ مولوی ہدایت اللہ متو وخمۂ بہاءالدین و تحقیقات امیری
ومجموعۂ شیلوا وغیره انتخاب کرده دریں کتاب درج نمود و در تنسیق وتنمیق آں باوجود تشتت
احوال وپریشانی افکار وشدت مصائب وحدت نوایب اوقات خود صرف کرده برای نزہت
خاطر ابنای روزگار یادگار نهاد. ازانجاکه جنود اولیاء مجاهد اکبر اند بنابراں فقیر حقیر این جیش پرطیش
راموجب قواعد مجاهدان پنج حصہ مقرر کرده وہر حصہ را خمیس نام نهاده ابواب وفصول ایں رسالهٔ
عجالہ را بدیں عنوان ترتیب داد. خمیس اول از حضرت سادات، خمیس دوم از ریشیان
عالی درجات، خمیس سوم از مشائخ وصلحای ربانی خمیس چهارم از علما وفضلای حقانی، خمیس
پنجم از اولیای مجاذیب. خاتمه. دربیان حقیقت اشیائے متبرکه واوزار[1] محترمه که در بندیار
فیض آثار از جناب رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم واولیای باعظمت یادگار است
وباللہ التوفیق.

نظم :-

ندارم زسوز درون ہیچ ساز	کنم سوز بی سوز دل ہیچ ساز
بود گر کسی درجہان اہل سوز	کند گوش ایں نغمهٔ دلفروز
زسوز درون آہی از دل کشد	بگورم سرورے ونورے رسد

آلہی منم بندۂ پر وبال
ازیں قال راہم بدہ سوی حال

[1] مقصود "آثار"

خمیسِ اول

از حضراتِ سادات

بدانکه دریں دیارِ فرحت آثار حضراتِ سادات بسیار و بے شمار ند. از انجمله بعضی مشاهیر نامدار که به نسبتِ معنوی در تواریخ روزگار یادگار مانده بودند تذکرهٔ حالات آنها بطور ایجاز و اختصار دریں اوراق یاد کرده شود فقط۔

سیّد شرف الدّین قدس سرهٗ ملقب به بلبل شاه از اولیای کبار است و مشهور این دیار و در فنون علوم صوری و معنوی نادرهٔ روزگار همیشه عمرِ عزیزِ خود در تجرید و تفرید و سیاحت اطرافِ عالم بسر برده و در تعیینِ مرشد آنجناب اختلاف است بعضی مؤرخان ایشانرا بحضرت شیخ الشیوخ شیخ شهاب الدّین سهروردی قدس سرهٗ منسوب می دارند[۱] ظاهراً[۲] این امر بعیدی نماید۔ چراکه از انتقال حضرت شیخ الشیوخ تا رحلت جناب بلبل شاه نود و پنج سال درمیان فاصله است و جمعی ایشانرا از متوسلان و فرزندانِ معنوی شاه نعمت اللّٰه ولی که از مخصوصان منسوبان حضرت شیخ الشیوخ است پندارد والعلم عندالله مشهور است که آنجناب درزمان حکومت راجه سهدیو بکشمیر آمده بنا ماموریق آنست که مرتبهٔ اول بازگشت رفته مرتبهٔ ثانی درسال ۷۲۵ھ باشاره غیبی برای تلقین کلمهٔ و تربیت رنیچن شاه لطفی

---

[۱] مقصود "می کنند" [۲] مقصود "بظاهر"

مکان درخطۂ کشمیر شرف نزول ارزانی فرمودند توضیح آں این است کہ رنچن شاہ
اولاً بمذہب ہنود از جنود بہود[۱] بود۔ چوں اثر ہدایت در خاطر او افتاد بدل خود عہد کرد
کہ صبح فردا ہرکسکہ اول منظرم می آید بمذہب او رغبت کنم۔ بنخواہش آں تمامی شب
از درگاہ کارساز بعجز و نیاز استدعای ہدایت بسبیل خیر و سعادت میکرد۔ علی الصباح
چوں دریچہ بکشاد و دید کہ آنروی دریاے بہت[۲] حضرت بلبل شاہ بکمال نیاز نماز میخواندند۔
رنچن شاہ نماز و نیاز او پسندیدہ فی الفور با جمیع تبعہ و لحقہ خود بدین او گروید و از آنروز بتوجہ
آنجناب دین اسلام دریں ملک شیوع یافت۔ چنانچہ قصۂ آں در حصۂ دوم[۳] مذکور است۔
مدعا کہ حضرت سید در ستر حال و رعایت سنت و احتیاط ماکولات و مشروبات و مراعات
اوقات بسیار مبالغہ میفرمودند۔ و از ملفوظات آنجناب است کہ سالک را تامل خالص و
زبان سالم بدرقہ نباشد غولان ایں راہ او را بیک منزل نگذارند کہ برسد۔ و نیز فرمودہ
اند کہ از حرام ہمچناں دور باید بود کہ از مار در کوہسار۔ و از شبہ بد انساں باید گریخت کہ از
مردار بازار۔ میفرمودند کہ حقتعالیٰ مرا آنقدر قدرت بخشیدہ است کہ بے قوت زندگانی
بسر رسانم و ہمیں بدن بدار البقا بروم و ابدالآباد ہمیں بدن را محفوظ دارم۔ چوں ایں ہرسہ امر
مسنون نیست اصلا براں مرتکب نشوم کہ اطاعت سنت بہتر از ہزار کرامت و عبادت است۔
فقط۔ صاحب تذکرۃ العارفین[۴] وجہ تسمیۂ بلبل شاہ بہ نسبت آنجناب ہمچنیں می نگارد کہ روزی
سید نامدار برکنار جوئبار بخواہش وضو استادہ بود بر شاخ درختی بلبلی خوش نوا دید کہ با آواز
شیریں و صوت حزیں نواہای سرود۔ دراں اثنا بلبل بطرف آسمان پرواز نمود و حضرت سید

---

[۱] مقصود "بودھ" [۲] مقصود وتستا۔ قدیم نام رود جہلم [۳] رجوع کنید بصفحہ ۱۲۶ چاپ
محکمۂ تحقیق و اشاعت [۴] تصنیف ملا علی رینہ کہ بنام تذکرہ ملا علی ہم شہرت دارد

ہم بدنبال او در ہوا طیران[1] فرمود۔ چوں بلبل خوشنوا را تا بچنگ آوردہ، در حجرۂ خود نزول یافت وبلبل از دست او غائب[2] شد۔ محرمے ماجرای این واقعہ از وی پرسید وگفت کہ آں مرغ روح من بود کہ بر آسمان صعود نمود۔ ومن دنبال او رفتہ از ہوا روح خود بدست آوردم ودر قفس بدن بند کردم۔ گویند سایل این حرف را باطل شمردہ سکوت نمود وحضرت سید باشراق دانستہ لعاب دہان مبارک خود در دہان او انداختہ حالات لاہوت وملکوت بروے مکشوف گشت۔ وبر قول سید اعتراف نمود۔ موجب آں مردماں ایشاں را بلبل شاہ لقب کردہ اند فقط۔

شائق می نگارد کہ یکروز دریای بہت راتخ بندی شدہ بود وحضرت سید بر لب دریا آمدہ فرمود[3] کہ آفتاب را چہ شدہ است کہ سرمایہ اینقدر ینجار کردہ است۔ فی الحال آفتاب برآمد یخ بندی رفع شد۔ پس حضرت سید درمیان دریا غوطہ زدہ غائب شدند وبعد از ششماہ از دریا برآمدند وفرمودند وقتیکہ درمیان دریا غوطہ[4] دادم ساکنان دریا جمع آمدہ مرا تا شش ماہ بگرفتند وبیعت کردند۔ واز فیوض باطنی من ہمہ ہا بہرہ ور شدند فقط۔

یکروز وقت صبح کلوخ استبرا در دست ایشان بود۔ فی الحال دانہ کلوخ را بنظر آنجناب شکل طوطی شدہ طیران نمود وتا یک ہفتہ میان خانقاہ ہر سو جلوہ[5] میداد وآشیانہ ساخت وسخنہای عجیب میکرد۔ عاقبت غائب شد فقط۔

مدعا کہ حالات وکرامات ایشان از حد افزونست۔ ودر سال سنہ ہفتصد وبیست[6] وہفت ہفتم رجب انتقال فرمود ومتصل خانقاہ[7] خود سمت دریا آسود کہ پیشیروی ایشان

---

[1] باید بود "بطیران آمدند" [2] باید بود "ایشان" [3] باید بود "فرمودند".

[4] بمقصود "غوطہ زدم" [5] بمقصود "می کرد" [6] برابر ۲۹ مئی ۱۳۲۷ء [7] واقع در محلۂ بلبل لنکر، سرنگر۔

قبر ملا احمد علامہ است و تربت ایشان سنگین وطویل [است]

تاریخ :- سال تاریخ وصل بلبل شاہ

بلبل قدس گفت " خاص آلہ "

بعضی از مورخان اسم مبارک ایشان سید عبدالرحمن دانند و لقب ایشان شاہ بلال میخوانند

واللہ اعلم

سید تاج الدین عموزادہ حضرت امیر کبیر است در ایام سلطنت سلطان شہاب الدین [در ۷۶۲ھ][1] بدلالت سید مسعود خطہ کشمیر را نضارت[2] بخشید۔

تاریخ خرد گفت تاریخ تشریف او قدم رنجہ سید نیک نو۔

بعد سیاحت اطراف کشمیر در محلہ شہاب الدین پورہ[3] کہ شصت ہزار خانہ آبادی داشت رحل اقامت بکشود۔ تبصرف جذبات و کشف و خوارق سلاطین و اعیان کشمیر را مسخر نمود۔ و سلطان شہاب الدین خود دست بیعت بدامن ہمت آنجناب زدہ حقوق خدمات ایشان بدل و جان بجا آوردہ متصل دولتخانہ خاص نشست گاہ ایشان قرار داد و برای خادمان آنجناب خانقاہی وسیع[3] بنا نہاد و بغیر مصاحبت ایشان لحظہ آرام نمیکرد و در امور مملکت مطابق مصلحت آنجناب ہمیشہ عامل میشد و در مقدمات و محاربات تشریف ایشان ہموارہ شامل میداشت و کثرت فتوحات مملکت راہمگی غلبہ ہمت آنجناب سبب میدانست و پرگنہ ناگام برای مصارف خانقاہ و خرج خادمان و متابعان ایشان جاگیر مقرر بود۔ چون رحلت نمود در شہاب الدین پورہ سمت[4] ملہ کواہ آسود۔

سید حسن بہادر فرزند ارجمند سید تاج الدین صاحب حالات عجیبہ و کمالات غجیبہ

---

[1] برابر ۱۳۶۰ء [2] شادابی [3] متصل محلہ سنگین دروازہ بود۔

[4] " ملہ کھاہ " [5] : بقول مورخ پیرشاہ جو نراج نوشتہ است کہ وفات سلطان شہاب الدین در سال ۷۴۹ھ ... مطابق ۱۳۴۷ء مطابق ۷۷۲ھ وفات کردہ است (راجی آونگ)

دلدارو[۱] جرّار بود. چون سلطان شهاب الدّین جودت وجلادت الشیان دید رتبهٔ سپه سالاری به الشیان بخشید "ورستم ہند" خطاب داد و پنج لک سپاه از سواره و پیاده در تحت فرمان آنجناب نهاد و در محاربات و معارک ایشان را برسم منقلای پیش پیش میفرستاد که بزور همت الشیان گاہے روی ہزیمت ندید و پرگنهٔ کوہامہ و پرگنهٔ ماچھاموں در اقطاع الشیان بخشید و بعد فتح کابل و بدخشان سلطان صبیهٔ صلبیهٔ خود [را] در عقد نکاح آں سعادت مندار جمند گردانید و ہنگام فتح ہندوستان دختر فیروز شاه شہریار دہلی [را] بعقد ازدواج الشیان نامزد ساخت و بی بی تاج خاتون صبیهٔ الشیان در عقد نکاح میر محمّد ہمدانی بود مدّعا که حضرت سید روزانه در امور ملکی شاغل میبود و شبانه بکار خدائے بے ہمتا حاضل میشد۔ شانے عجیب داشت از دریای نیلاب یعنی اٹھک[۲] را بار ہا اسپ سواره عبور کرد و اسپ او را اجل تر نمیشد. چون ندای ارجعی بشنید در خطیرهٔ والد بزرگوار آرمید۔

سیّد مسعود

از یاران سیّد تاج الدّین صاحب جذبه و حالات عجیبه بود و بفرمان مرشد نامدار سیر اطراف و امصار نمود در حالت سیاحت در نید یار نزول فرمود. می آرند که دراں ایّام میرزا حسن فرزند سلطان شہاب الدّین بسبب خنّاق قریب الموت بود و بدعای سیّد مسعود شفا یافت. بنابراں سلطان او را نہایت اعزاز و اکرام نمود و برای توقّف اینجا الحاح و ابرام فرمود وی منظور نکرد که بغیر ملازمت مرشد خود در ینجا قرار نتوانم کرد. چون سلطان اوصاف حمیدهٔ سیّد تاج الدّین بشنید سیّد مسعود را برای ملاقات الشیان بسیار ابرام نمود و عرضداشت خود بنام نامی ایشان نوشته داد۔ وقتی که سیّد مسعود در خدمت سیّد تاج الدّین مشرف شده اوصاف سلطان بیان نمود حضرت[۳]

---

۱. مقصود، دلاور. ۲. مقصود: اٹک (سندھ) ۳. یعنی سیّد تاج الدّین۔

سید که از فترت امیر تیمور دلتنگ شده بود. فی الفور بمعه عیال و اطفال خود بجانب خطهٔ جنت فرمود. مدعا که سید مسعود از اولیای خدا بود. چون انتقال نمود در خطیرهٔ مرشد نامدار خود آسود.

سید یوسف

از خلفای برجستهٔ سید تاج الدین صاحب صدق و یقین و ورع و تمکین بود. بهمرکاب آنجناب در کشمیر آمده میان خطیرهٔ پیر بزرگوار آسوده.

سید کمال الدین حافظ

فرزند سید حسن بهادر از بطن دختر فیروز شاه بود. والدینش در حالت طفولیت از سر گذشته سلطان قطب الدین پرورش الشان فرمود و از حضرت سید محمد حصاری تعلیم باطنی یافته بدرجهٔ اعلی ارتقاء نمود و مانند پدر بزرگوار دلاور و جرار بود و در مزار آبای خود آسوده.

سید حسن سمنانی

برادر سید تاج الدین و عموزادهٔ حضرت امیر کبیر است و از مریدان شاه رکن الدین عالم بود. سید جلال الدین بخاری پیر صحبت داشت حالات و کمالات آنجناب از حد افزون است و از تحریر بیرون می آرند که در ایام فترت امیر گورگان از وطن مالوف خود شهر سمنان با جمیع اعوان هجرت کرده در قصبهٔ ساوان[۱] که از مضافات دهلی است چند سال سکونت کردند. و از آنجا در زمان حکومت سلطان شهاب الدین در ۷۷۵ھ بفرمان حضرت امیر و ترغیب برادر خود سید تاج الدین بسبیل پیر پنچال عزیمت سیر کشمیر فرمودند چون بر فرق پیر پنچال رایت جاه و جلال افراختند ناگاه خنگ تیز آهنگ آنجناب بصدمهٔ سنگ لنگ شده عبور موکب منصور را ساعتی درنگ افتاد. از این رو حضرت سید را دلتنگ شده یکبار بر او رنگ گران سنگی نشسته مانند نهنگ بیدرنگ دوانیدند

[۱] کذا فی الاصل، لاکن در حقیقت نام این قصبهٔ سامانه بود (برای تحقیق رجوع شود به واقعات کشمیر صفحه ۳۸ سنه ۱۳۷۲ھ)

ودر اندک زمانی راه دشوار کوہسار قطع کردہ در ہیرہ پور رسیدند و سنگ سبک رفتار کہ الحال باسم ہیرہ پل مشہور است بخوف اشتہار در انجا گذاشتہ در موضع کولگام پرگنۂ دیوہ سر برکنار رود بار ویشو کہ محل روح افزا و دلکشا بود سکونت اختیار فرمودند و بعد چندگاہ فرزند ارجمند الشان سید حسن و برادر زادہ اش سید حیدر با اہل و عیال در انجا ورود نمودند پس سید نامدار بر مسند ارشاد نشستہ خلق خدا را الفیوض ظاہر و باطن فواید زواید رسانیدند و در ترویج سنت و اعانت ملت کوشیدند خوارق آنجناب از حد و تقویم تحریر بیرون است و آب و آتش در تصرف الشان مسخر بود و حالات عجیبہ و کمالات غریبہ از و ظہور نمود - می آرند کہ شیخ نور الدین نورانی از موضع کیموہ بجہت اکتساب فوائد معنوی اکثر اوقات بخدمت آنجناب می رفتند - روزے حضرت سید در خواب بودند و جناب شیخ را ملاقات حضرت سید میسر نشد - موجب آن حضرت شیخ نظر خود بر خوابگاہ الشان رسانیدند و جواب مطلب خود از آنحضرت دریافتہ بازگشت[1] برگشتند - مدعا کہ حضرت سید از اولیای کبار بود و بتاریخ ۱۱ شعبان سنہ ۷۹۲ھ[2] وبحساب کشمیری ۱۱ کارتک اسوج سودی[3] سیزدہم انتقال فرمود - و با قوم و تبار خود در انجا آسود - مرقد سید حسن نیز جوار الشان است -

سید حیدر برادر زادۂ سید حسین سمنانی عارف ربانی بود ہموارہ در بجا آوری خدمات آنحضرت کوشش بلیغ میفرمود - می آرند کہ در مطبخ حضرت سید روزمرہ یکخروار برنج پختہ میشد - سید حیدر آنرا از دست خود بغیر چمچہ قسمت میکرد و دست مبارکش را از گرمی طعام آسیبی نمے رسید و از یک دیگ اقسام طعام مثل خشکہ و پلاو و متنجن[4] و آش و انواع

---

[1] "گشت" دریں جا زیاد است [2] - برابر ۲۵ جولائی سنہ ۱۳۹۰ میلادی

[3] - مقصود از شدھے (سنسکرتی) بمعنی نیم ماہ روشن - [4] نوع از ادام ہندی

سالن[1] وغیرہ ہر قسمیکہ از ومیخواست فی الفور کشیدہ می داد۔

مدّعا آنکہ حالات وکرامات او بسیار است واوصاف او بے شمار چوں رحلت نمود

درجوار مرقد حضرت سیّد آسود۔

سیّد باقر از خویشان جلیل القدر حضرت سید حسین سمنانی است. حالات عجیبہ داشت

چوں رحلت نمود در پرگنۂ دچھن پارہ در موضع ویری سرن بالای بلندی آسود۔

سیّد زیرک نیز از اقربای قریبۂ حضرت سید حسین سمنانی بود. خوارق بسیار

از ظہور نمود. چوں رحلت فرمود در پرگنۂ دچھن پارہ جوار سیّد باقر آسود۔

حضرت امیر کبیر میر سیّد علی ہمدانی قدس سرہٗ

نسب ایشان از طرف والد ماجد نامدار بچہار دہ واسطہ تا حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ میرسد

واز جانب والدۂ ماجدہ بحضرت امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ منتہی گردد. بنابراں مفخر خافقین

ونجیب الطرفین است ووالد بزرگوار ایشان سید شہاب الدّین مرزبان شہر ہمدان بود۔

ولادت حضرت امیر روز دوشنبہ ۱۲ ماہ رجب سنہ ۷۱۴ھ[2] در ہمدان است وتا مدّت دوازدہ سالگی

در پیش خالوی خود سیّد علاؤالدین تحصیل علوم عقلیہ ونقلیہ از اقران دوران فائق گشت۔

روزے استاد او سید علاؤالدّین در خلوت بذکر خدا سر می جنبانید وحضرت امیر از و پرسید کہ

ایشاں چرا سر خود ہمچنیں می جنبانند. استاد گفت کہ ذکر خدا می کنم. حضرت امیر گفت کہ ذکر خدا را

حاجت سر جنبانیدن نیست۔ استاد گفت کہ از مرشد بزرگوار خود شرف الدّین مزدقانی

ہمچنین تعلیم یافتہ ام وحضرت امیر گفت کہ مرا نیز تعلیم فرمایید۔ استاد بذکر خدا در تعلیم سلامت

---

[1] لفظ ہندی بمعنی ادام. [2] برابر ۲۳ اکتوبر ۱۳۱۴ع

و بعد سه روز در خود اثری و غیبوبتی دریافت و بذوق آن همراه خالوی خود در خدمت شیخ
شرف الدین محمود مزدقانی بشتافت. آنجناب فرمودند که ایشان هرگاه بمحرومیت آمده اند
من در خدمت تو از سر قدم سازم و اگر بمخدومیت آمده اند [illegible] خانقاه
است پیش رو باید نهاد تا که بمقصد اصلی برسی. پس حضرت امیر دست بیعت کرده و بملازمت
خانقاه اشتغال نمود و بعد فرصتی به تلقین و تعلیم مجاز گشته کارش بدانجا رسید که سر بشموخی
کشید و حضرت شرف الدین یاران خود را فرمود که پیش او ذکر خدا بلند نگویند که خوف انزهاق
روح داشت. پس او را تا دو سه ماه زنجیر پا کرده نان باز خوردن دادند. آنگاه بنظر ابو البرکات
تقی الدین اخی فائز گشته مدت دو سال پیش ایشان درس طریقت آموخت و مشعل
معرفت و شهود افروخت و پس از انتقال ایشان باز در خدمت شیخ شرف الدین
محمود آمده رتبهٔ ارشاد حاصل نمود و هم در آن ایام چهار صد اولیای کبار در یک مجلس جمع شده
بودند که سر حلقهٔ ایشان شیخ رکن الدین علاء الدوله سمنانی بود. چون حضرت امیر در خدمت
با برکات ایشان مستفیض شدند. ایشان در حق او دعا کردند و فاتحه خواندند و چهار صد حدیث
باو تعلیم دادند[1]. آنگاه بفرمان مرشد ایشان خود شیخ شرف الدین محمود سه مرتبه ربع
مسکون را سیر فرمودند بار اول شهر بشهر بار دوم ده بده بار سیوم خانه بخانه. می آرند که سی و سه
کس از اولیای کبار آنجناب را خط ارشاد نوشته دادند از آنجمله در خدمت شیخ ابو سعید معمر حبشی
بشرف مصافحه مشرف شدند.

آورده اند که حضرت امیر وقتی در ایام سیر و سلوک تا یک صد و هفتاد و دو روز هیچ نه
خوردند و در حالت سفر حج تا مکه بیست و هشت روز فاقه سفر کردند و نیز مدت هفت سال

---

۱. مقصود: کردند

در یک کرته[1] بسر میبردند و نان جوین غذا خوردند و از کلاه دوزی قوت بدست می آوردند و با
با حضرت خضر علیه السلام ملاقات نمودند و در اثنا بعضی علمای نفسانی را از آنجناب
رغمی پیدا شد لاجرم ایشان را شربت مسموم دادند اما بفضل تعالی مؤثر نگشت لیکن اثر آن هر سال
عود میکرد چنانچه فرموده‌اند تا عمر سی و چهار سال باختیار خود پهلو بر زمین ننهاده خواب نکردم و از طعمهٔ
لذیذ هیچ نخوردم و با مردم هیچ شفقت خود را بهتر از سگی نمی پندارم. فقط. و از مصنفات
آنجناب یکصد و پنجاه رساله مشهور اند. صاحب خلاصة المناقب میفرماید که یکی از
سلاطین طالب صحبت ایشان شده بود. آنجناب منظور نفرمود. بادشاه بغضب آمده حکم
داد که اسپی را نعل درست ساخته با آتش گرم نمایند پس حضرت امیر را بگویند که بر این اسپ
تافته سوار شده پیش من بیایند لیکن اسپ مذکور را هر روز با آتش گرم میکردند و آن
بحکم خدا سرد می شد پس پادشاه ازین فعل نادم شده حضرت امیر را اعتذار نمود فقط. وقتی
در شهر سرندیب بزیارت مقبره حضرت آدم علیه السلام میرفتند ناگاه اژدهای راه ایشان بگرفت
و ایشان در حال او را بغیر آلت جارحه هلاک فرمودند فقط

وقتی علمای نصاری با علمای اسلامیه مناظره کردند که پیغمبر خدا صلی الله علیه وسلم فرموده
است علماء امتی کانبیای بنی اسرائیل. و انبیای بنی اسرائیل احیای اموات میکردند اگر قول
پیغمبر شما درست است پس علمای شما چرا مرده را زنده نمی کنند و علمای اسلام بدین کلام لاجواب
شده تا چهل روز مهلت خواستند و حضرت امیر بالهام خالق قدیر بطی ارض دران مجمع حاضر
شده مرده را دست بگرفت و گفت قم باذنی فی الحال مرده زنده شد فقط. وقتی امیر تیمور
بقصد امتحان ایشان را تکلیف ضیافت کرد. گوسفندی بغارت آورده برای ضیافت

---

[1] - نوع از پیرهن هندی

الشیان پخته کنانیدند و مسند نشستن ایشان پشت بقبله گسترانیدند چون حضرت امیر بجانب پادشاه نهضت کردند و بر مسند برآمدند بحکم خدای تعالی قصر شاهی برگشت و ایشان رو بقبله کرده بنشستند. پس چون بتناول ضیافت مشغول شدند بیوه زنی از بیرون غوغا برداشت که مرا برهٔ گوسفند نذر شاه همدان بود ملازمان پادشاه بغارت بردند حضرت امیر او را تسلی کردند پادشاه نادم شده بر حالات و کرامات ایشان رغم آورده و حضرت سید را پیغام فرستاد که از قلمرو من فی الحال هجرت فرمایید و حضرت امیر فرمودند که هرگاه امروز از قلمرو شما بیرون نروم آب آشامیدن برمن حرام است فی الحال بر مسجد نشستند و فرمودند که این ملک خدا است.
از ملک پادشاه بیرون رفتم فی الحال سامان سفر درست کرده با جمعی از متعلقان و مریدان خود بجانب کشمیر نهضت کردند و در ماه ربیع الاول ۷۷۴ھ[۱] در شهاب الدین پوره قیام فرمودند سید محمد خاوری تاریخ گفت ؎

تاریخ:-

میر سید علی شه همدان | سیر اقلیم سبعه کرد نکو
شد مشرف ز مقدمش کشمیر | اهل آن شد[۲] از و هدایت جو
سال تاریخ مقدم او را | گفتم از "مقدم شریف"[۳] بجو

صاحب وقایع کشمیری نگارد که در ایام ورود حضرت امیر سلطان شهاب الدین با جمعیت پنج لک سپاه سواره و پیاده برای تسخیر هندوستان عزیمت کرده بود و حضرت سید تاج الدین و سید حسن بهادر با جیش پر طیش همراه داشت و در ینجا سلطان قطب الدین قائم مقام شده بود وی حضرت امیر را پیشوائی کرده بکمال اعزاز و اهتزاز در حویلی سید تاج الدین که متصل دولت خانه شاهی بود بنشانید و مدارات و خدمات کما ینبغی بجا آورد و حضرت سید قریب چهار

له برابر ماه ستمبر سنه ۱۳۷۲ع ۲ ۳ سنه ۷۷۴ھ برابر سنه ۱۳۷۲ع ۳ "اهل آن شهر" باید بود (ح ۱/۴)

ماه در سیر و تماشای گلزار کشمیر بسر بردند آنگاه بقصد زیارت حرمین الشریفین از راه هند نهضت کردند و بمقام فیروزپور رسیده با سلطان شهاب الدین و سید تاج الدین ملاقات فرمودند بعد چند روز از انجا نهضت کرده چون در اردوی فیروز شاه پادشاه دهلی رسیدند فیما بین سلطنتین رفع مخاصمت کرده بمصالحه تجویز دادند و دو لشکر دو پادشاه در یک جا جمع گشته با همدیگر سرحدات ملک مقرر کردند و عهدنامهٔ طرفین موثق فرمودند و برای استحکام عهود دختران فیروز شاه یکی بعقد سلطان قطب الدین و دوم بمناکحت سید حسن بهادر نامزد کردند و در انجا سلطان شهاب الدین حضرت امیر را بابت مراجعت کشمیر بسیار الحاح نمود آنجناب موجب خواهش زیارت حرمین منظور نکردند و فرمودند که هنگام مراجعت آنسواد بشرط حیات در کشمیر خواهم آمد از انجا حضرت امیر بمرافقت سید تاج الدین و سید حسن بهادر در قصبهٔ ساوان برای ملاقات سید حسین که از چند سال در انجا متوطن شده بودند تشریف بردند سید حسین را بابت آمدن کشمیر تحریص و ترغیب فرمودند روزیکه حضرت امیر براه حرمین قدم نهادند همانروز سید حسین سمنانی بموافقت[۱] سید تاج الدین سمت کشمیر نهضت کردند و حضرت امیر بعد انصرام مناسک حج و سیر اطراف حجاز براه هند رجعت فرموده اوائل سنه ۷۸۱ھ[۲] بقدوم میمنت لزوم خود خطهٔ دلپذیر را دوباره نضارت بخشیدند و از سادات و علماء زیاده از هفتصد کس همراه داشتند و در محلهٔ علاء الدین پوره در مسجدیکه متصل خانقاه معلی است رخت اقامت بکشودند و همراهیان خود را در رباط سلطان قطب الدین جا دادند.

تاریخ شکر کز مقدم امیر کبیر | باغ کشمیر همچو گل بشگفت
هاتف غیب سال[۳] مقدم او | "آمد اینجا علی ثانی" گفت

همدران ایام بجای حجرهٔ خاص بتخانه کالی شری از تعمیرات راجه پرورسین بود و در میان آن شاه پور

۱ مقصود موافقت ۲ سنه ۱۳۷۹ء ۳ ۷۸۱ھ برابر سنه ۱۳۷۹ء

تمام راہبی در مشقت و ریاضتِ اوقات بسر میبرد حضرت امیر او را بجذبہ مسلمان فرمودند و تبخانہ را مسمار کنانیدند و از سنگہای آن صفۂ وسیع آراستند و بجای حجرۂ خاص خیمۂ خود نصب کردہ دوار العین در انجا بخلوت بسر بردند و تجلیّات ذاتی مشرف شدند و نماز جمعہ و صلوٰۃ خمسہ در انجا بجماعت ادا میکردند قصۂ آن در حصۂ اوّل[1] مشروح است. سلطان قطب الدّین باخلاصِ تمام مراتب خدمت خدام کرام بجا آوردہ با حضرت امیر[1] دست بیعت نمود و تعلیم و تربیت آنجناب صفای باطن حاصل فرمود و بعضی مراسم سیئہ کہ ہنوز باو لاحق بود بفرمان آنجناب برطرف نمود. فقط۔

حضرت امیر میفرمایند کہ "من در توقف کشمیر شبی در مسجدی تنہا نشستم پاسی از شب گذشتہ شخصے آمد و گفت ازین مسجد بیرون بروند کہ من این دروازہ را مقفل گردانم. من گفتم کہ مسجد وقف مساکین و غربا است چرا مقفّل میکنی گفت ہر کہ درین مسجد شب میگذارد فردا زندہ نمی برآید من قبول نکردم وی دروازہ را از بیرون قفل کردہ رفت چون نصف شب گذشت دروازہ مسجد مفتوح شد و مشعلے ظاہر گشت و عورتی نقاب پوش از در درآمد بصفای باطن دانستم کہ این جنیہ است پس بقہر و جلال در روے نظر کردم فی الحال مثل ارزن دانہ دانہ پاشیدہ غایب گشت چون وقت صبح مردمان مرا زندہ دیدند متعجّب شدند" فقط۔

مدعا کہ حضرت امیر عرصۂ دو [و] نیم سال از سیر و سیاحت انیدیار و اشاعت ملّت در رفع بدعت بسر بردند و جمع کثیر تبالیف قلوب در اسلام آوردند و تبخانہ ہا مسمار کنانیدند و بجای آن مساجد و خوانق[2] بنا نہادند تبخانۂ بون مسمار کردہ بجای آن مسجدی بنا فرمودند و مدّت شش ماہ در انجا بعزلت بسر بردند در سال ۷۸۳[3]ھ از راہ لداخ بخواہش سیاحت ترکستان رایت

---

[1] صفحہ ۳۲۳ و ۳۲۴ . [2] مقصود خانقاہ ہا [3] برابر ۱۳۸۱ع

نہضت افراختند و عرصۂ سہ سال در اطراف آن سواد میمنت مواد دین قویم را توفیر و توقیر
بخشیدند و در اطراف کاشغر و ختن و تنگان و اور چی وغیرہ سیر و سیاحت کردہ در شہر افوس
بزیارت غار اصحاب کہف فائز گشتند و در ۷۸۵ھ سلہ بار دوم در کشمیر رونق بخشیدند ترویج
قوانین سنت و اشاعت احکامات شریعت ہر کس را تادیب و تہذیب نمودند و
مراسم اسلام دریں ملک شائع کردند و خواندن اوراد فتحیہ را بالطریق دوام جہرا اجازت
عام دادند و در ۷۸۶ھ سلہ عنان عزیمت بجانب پکھلی معطوف داشتند چوں در ملک
کنر سوادر رسیدند ششم ماہ ذی الحجہ از جہان فانی عازم ملک جاودانی شدند بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
خواندہ انقطاع نفس فرمودند چنانچہ عدد بسم اللہ تاریخ وفات الشان است فقط :

ایضاً از مؤلف : ۔

تاریخ

جناب سیادت امیر کبیر — چو در باغ جنت نہادہ سریر

حسن سال مولود و عمر و وصال — دریں بیت ہر سہ بگفت ای فقیر

سنیں باسط و رحمت اللہ ظہور تولد ۷۱۴ — قضا بر کامل امیر کبیر ۷۸۶ھ

وفات

بعد انتقال ایشان میان مردم کشمیر و اہل طالقان و والی پکھلی کہ سلطان محمد خان بود برای
اندفان آنحضرت فسادی واقع شد کہ ہر طائفہ بجانب خود میخواست . دراں اثنا شیخ
قوام الدین بدخشی فرمود کہ بعد تغسیل و تکفین الشان ہر کسے کہ تابوت مبارک را خواہد بر داشت
بالسویہ برند پس مردمان جہد بسیار کردند و نعش مبارک آنجناب برداشتن نتوانستند .
آنگاہ شیخ قوام الدین بدخشی نعش مبارک برداشتہ بختلان رسانیدند و در انجا بنجم

(کنار)

سہ ۱۳۰۳ع ۔ سہ ۱۳۸۴ع ۔ سہ ۱۳۸۴ع ۔ شاید کہ بنیر و سوات کنونی مراد باشد سہ مقصود ہم اعداد
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم " سہ ۔ مقصود تدفین ۔

ماہ جمیدالثانی[۱] دفن کردند رضی اللہ عنہ و علمی کہ حضرت امیراز شیخ محمد از کانی تبرکاً وقت اجازت یافتہ بودند و چند یار در سفر حرمین الشریفین ہمراہ داشتند و بر موقع سفر مراجعت از کشمیر لدی ماگری علمدار آن کردہ بودند. عاقبت بعد واقعۂ ناگزیر ملک دیوی گنائی ولدی ماگری تلاش کردہ علم میمون مع ستون مبارک و عصائے شریف در کشمیر رسانیدند و بر صفہ کہ در انجا طرح حجرۂ خاص بود گذاشتند کہ سلطان قطب الدین و تمامی اعیان برای زیارت آں در انجا می آمدند از آں وقت باز مردم سنی کشمیر این حجرہ و این اعلام را ملجاء و مطاف خود دانستہ محل اجابت دعاو معان فیض و برکت پندارند فقط۔

سید جلال الدین عطائی از رفقای حضرت امیراست. صاحب جذبہ و حالات و مظہر کرامات بود و با اہل و عیال خود در موضع چہیر متصل کچھامہ پرگنہ کھاورہ سکونت اختیار نمود و با جمعی از سادات کبار و احفاد بزرگوار خود در انجا آسود۔

سید کمال الدین خالوی دلپذیر حضرت امیر فرد کامل و بی نظیر و مرد فاضل و صاف ضمیر بود بعد سیاحت اطراف کشمیر بفرمان حضرت امیر کبیر برائے تعلیم احکام شرع منیر و تربیت شاہ قطب الدین عالی تجمیز درین دیار جنت نظیر قرار پذیر گشتہ جمعے کثیر را بر سر بر تقریب رب قدیر بنشانید و بدرجۂ شہود رسانید. چون رحلت فرمود در قطب الدین پورہ آسود۔

سید کمال الدین ثانی از یاران حضرت سید السادات مصدر فیضان و مظہر کمالات بود. ہنگام رفتن حضرت امیر بموجب علت پیری و قلت طاقت و حاجت دستگیری جہت توقف حاصل کردہ در موضع نانڈ کہی قرار نمود و بعد رحلت در انجا آسود۔

سید جمال الدین محدث نیز خالوی سید نامدار علامۂ روزگار و خاص پروردگار

---

[۱] جمادی الثانی

بود و بالتماس و التفات سلطان قطب الدین از حضرت امیر اجازت سکونت انید یار حاصل فرموده و تا ایام حیات عالمیان را فیض بخشی نمود و بعد تخرق کسوت حیات در محلہ کہ بسبب سکونت ایشان آں مکان را عروۃ الوثقی میگفتند و الحال بہ آروٹ مشہور است با جمیع یاران و متعلقان خود بر کنارۂ دریائے بہت آسود فقط ؛

چوں مردم شیعہ آنجناب را از مقتدایان خود پندارند بنا برآن در عہد عالمگیر و در زمان شیخ غلام محی الدین متصرف مقبرۂ آنحضرت شده بودند اما گروه اہل سنت نزد حاکمان وقت مرافعہ نموده مقبرۂ ایشاں از تصرف آنہا نزع کردند فقط ؛

سید فیروز معروف بہ سید جلال از یاران حضرت امیر صاحب جذبہ و حالات عجیبہ بود در موضع سمپور پرگنۂ وہو مدفون است ۔

سید محمد کاظم معروف بہ سید قاضی ۔ حوالہ دار کتب خانۂ حضرت امیر روشنضمیر و صناف تقریر بود و از حالات و کمالات او نقلہا مشہور است ۔ می آرند کہ روزی حضرت امیر در قصبۂ پانپور کتاب فتوحات از وطلب نمود و آں کتاب در شہر طاق نسیاں مانده بود و سید مذکور در ہماں زمان بطی مکان کتاب حاضر کرده بحضور بگذرانید ۔

گویند دراں ایام تبخانۂ للتہ پور مطاف مردم ہنود بود ۔ سید روشنضمیر بامر حضرت امیر بجہت تعلیم و تربیت صغیر و کبیر در انجا سکونت پذیر شده ، تبخانہ و بت پرستان را قلع و قمع نموده و در انجا آسود ؛

سید رکن الدین و سید فخر الدین دو برادر عالیمقدار از مریدان سید نا ملا در از ہد و تجرید برگزیدۂ روزگار است[1] و در موضع آون پوره پرگنۂ اولر فیض بار ؛

سید محمد قریشی از مصاحبان حضرت امیر روشنضمیر و بے نظیر بود ۔ بامر سید السادات در قصبۂ بجبارہ سکونت گیر شده عالمیاں را فیض بخشی فرموده و تبخانۂ بجیشور کہ لبسیار مزین

---

[1] باید شد ـ "اند"

ومکلّف بود و ویران نمود و سی صد و شصت بُت خورد و کلان که از نقره و طلا و بهفت جوش میان آن صنم خانه نصب شده بودند مسمار کرده از مصالح آن مسجد جامع کلان آباد فرمود و در جوار آن سجاب استراحت آسود. سیّد عزیز الله و سیّد مراد از خلفای اکمل آنجناب است[1] و در حظیره ایشان تحت قباب فقط -

سیّد احمد قریشی برادرزاده سیّد محمّد قریشی مظهر قدرت و عالی همّت بود - در موضع لتر پرگنهٔ شاوره آسود. فقط.

پیر حاجی محمّد قاری از رفقای حضرت امیر جامع الکمالات صوری و معنوی بود کلام قدیم بهفت قرأت از بَر داشت بامر حضرت امیر بجهت تعلیم و تربیّت سلطان قطب الدّین و مردمان این سرزمین در اینجا سکونت فرمودند و سلطان متصل دولتخانهٔ خود برای نمازدمان آنجناب خانقاهی بنا کرده آمدنی دو پرگنه برای مصرف رباط آن مقرر داشت. لنگر جاری ساخت پس سید نامدار در ترویج احکام ملّت و اشاعت مراسم شریعت و تعمیر مساجد و خوانق بسیار کوشید. و هشتم ماه رجب سنه ۷۹۲[2] بعلت صداع[3] نقل فرمود و هنگام نزع این رباعی تقریر نمود و

رُباعی :-

زینجهان رفتیم و دل برداشتیم | ماجهان بان را جهان بگذاشتیم
ایمنی جستیم از دستِ اجل | ایدریغا ما غلط پنداشتیم

چون نعش مبارک ایشان را در صحن خانقاه معلی نماز جنازه ادا کردند از انجا برداشتن نتوانستند و مردمان متحیّر شدند. در آن اثنا نعش مبارک ایشان ناگاه بهوا پریده رفت و در محل انزوای خود محلهٔ لنگرهٹه قرار یافت و در انجا مدفون است ؛

---

[1] باید "شده اند" [2] برابر جون و جولائی ۱۳۹۰ء [3] دردِ سر۔

سیّد بہاؤالدین

از یارانِ حضرت امیر است و در موضع ویذر پرگنہ گروہن مدفون ٭

سیّد جعفر

برادر سید بہاؤالدین صاحب مکاشفہ و شہود بود و در موضع آرہ ہامہ پرگنہ لار آسود ٭

سید کبیر بیہقی

از منسوبان حضرت امیر است۔ صاحب کشف و کرامات و جذبہ و حالات بود و در محلہ خواجہ بازار متصل خانۂ خواجہ شاہ نیاز با جمعی از سادات عالی تبار آسود قصہ مسلمان شدن شاہ پور راہب و کمالات حضرت سید کبیر در حصہ[1] اول مرقوم است ٭

سیّد محمّد عین پوش اوّل

بعضی اورا آہن پوش میگویند۔ صاحب حالات عجیبہ بود و در محلۂ کہنہ کدل[2] بخواب استراحت آسود ٭

سیّد شہاب الدین در محلۂ ملک پور متصل رنگہ مسجد مدفون ست ٭

سیّد بہاؤالدین ثانی از متابعانِ حضرت امیر است و در موضع آرہ ہامہ متصل شوپیان مقبرہ الشان معروف ٭

سیّد نعمت اللہ از پیروان حضرت امیر است۔ در قصبۂ پانپور بالاتر از مقبرۂ خواجہ مسعود مرقد الیشان موجود ٭

سیّد محمّد و سیّد احمد از مریدانِ حضرت امیر صاحب حالات عجیبہ و کمالات بخیبہ اند و در مصاحبت حضرت پیر حاجی محمّدی بودند۔ و پس از انتقال آنجناب از کُنر سواد در غور رفتہ ارشاد خلق می نمودند از انجا بغلبۂ تیمور ہجرت کردہ بکشمیر آمدند

---

[1] رجوع کنید بہ صفحہ ۳۲۳ [2] متصل ... سرینگر

چون متصل شہر رسیدند کتابخانہ ہمراہ داشتند و دزدان بگمان مال و منال ایشان را شہید کردند پس ہر دو بزرگوار سرہا در دست گرفتہ بر دروازۂ پیر حاجی محمد میر صفہ ایستادند. مردمان شہر قریب دہ ہزار فراہم شدند و بفرمان سلطان بر سر ہمان صفہ در خاک دفن کردند ؀

سید محمد حصاری

در مضافات بلخ قریۂ ساماں وطن اصلی ایشان بود چون آبای ایشان بحصار آمدہ سکونت یافتند مشہور بحصاری شدند. و با حضرت امیر قرابت قریبہ داشتند. مدعا کہ حضرت سید بحالات عجیبہ و کمالات غریبہ موصوف بود و در زمان سلطان سکندر بجانب کشمیر توجہ نمود و بالتماس سلطان متصل دولتخانہ او در محلہ سکندر پورہ قرار اختیار فرمود و سلطان ہمیشہ از صحبت با برکت او مستفیض میشد. فقط۔

روزے دیدند کہ حضرت سید بیہوش افتادہ بود و از دامان و آستین پوستینش آب جوش میداد. چون ازاں حالت باز آمدند موجب الحاح و ابرام یاران فرمودند کہ شخصے از مریدان ما در جہاز میرفت و از طوفان بادکشتی او غرق دریا گشت. چون التجا بمن نمود بہمت خود دررہائش او صرف کردم و کشتی حیات او بساحل نجات رسانیدم. ایں آب کہ از پوستین من جوش میزد از بحر محیط بود. وقتیکہ آں مرید از سفر حج باز آمد حقیقت حال ہمچنان بیان نمود۔

گویند حضرت سید گاہے متاہل نشد چوں دنیا را پدرود نمود در محلہ نوہٹہ آسود ؀

سید سراج الدین برادر سید محمد حصاری بسیار کامل و فاضل بود. در نندہ پورہ میر بحری آسود ؀

حضرت میر محمد ہمدانی خلف و خلیفۂ جناب میر سید علی ہمدانی است قدس سرہٗ در روز انتقال آنحضرت عمر شریف ایشان دوازدہ سالہ بود و حضرت امیر ہنگام رحلت دو وثیقہ

یکے وصیت نامہ دوم خلافت نامہ نوشتہ حوالۂ مولانا سرائی نمودند و گفتند کہ ہر دو کاغذ نزد خواجہ اسحٰق ختلانی و مولانا نور الدین بدخشی باید رسانید۔ پس وقتیکہ خواجہ اسحٰق و مولانا نور الدین در خدمت میر محمد ہمدانی قدس سرہٗ مشرف شدند و حضرت میر کاغذات والد ماجد خود از ایشان درخواست نمود و حضرت خواجہ ہمگی وصیت نامہ بایشاں تفویض فرمود و گفت کاغذ دوم بکسے دادن رواست کہ بطلب او سبحانہٗ تعالیٰ بمقام مطلوبیت برسد و رتبہ او از خادمیت بمخدومیت انجامد ہنوز آں وقت نیست وقتیکہ برسد تسلیم نمائیم۔

حضرت سید الفحوای اینکلام تبدیل حال شدہ سجادہ نشینی ترک نمود و در ملازمت خواجہ سہ سال و پنج ماہ قیام فرمود و درین مدت اول کلوخ استنجی برای ایشان تیار میکرد و بعدہ بخدمت آب کشی مامور شد۔ انگاہ از مولنا نور الدین کسب آداب طریقت فرمود۔ چوں بسن شانزدہ سالگی عروج کرد خط ارشاد بایشاں تفویض شد و بارشاد خلق مشغول گشت۔ انگاہ در سال ۷۹۶ھ[1] ہوای سیر کشمیر سنجا طر آوردہ با سیصد (۳۰۰) کس از علماء و سادات خطہ دلپذیر را رونق تازہ بخشید۔

مؤلف تاریخ ورود او گفت ؎

حسن گفت تاریخ تشریف او مبارک امیر کبیر آمدہ

چوں خبر ورود مسعود آں قدوۂ اہل جود بسمع حضرت شیخ نور الدین نورانی رسید فرمود، "اشلوک" :- "کاشرن پیراہ آو" ۷۹۶ یعنی مردمان کشمیر را پیرے آمد چوں حساب آں فہمیدند تاریخ مقدم آنجناب برابر بود سلطان سکندر مراسم پیشوای ایشاں بجا آوردہ در اطاعت و فرمانبرداری جاں سپاری نمود و بتجویز آنجناب برصفۂ مرفوعۂ حضرت امیر خانقاہ معلی بمتانت و استواری ابداع فرمود و در موضع بون و قصبۂ نزال و موضع وچی وغیرہ ہر جاکہ

[1] برابر ۱۳۹۳، ۱۳۹۴ء

حضرت امیر بتجلیات ذاتی فائز شده بودند خوانق عالی بنا ساخت و در موضع کرالہ پورہ برای
نزہت خاطر الشان باغی وسیع طرح انداخت و نیز حضرت سید را یک لعل بدخشانی
موجود بود تبرکاً بسلطان سکندر بخشیدند و بعوض آں سہ قریہ یکی قصبۂ ترال دوم نونہ وَنی
سیوم موضع وچی از دگر فتند و برای مصارف خانقاہ معلی وقف فرمودند. کیفیت آں
در حصّہ اول مشروحست[1] و نقلِ سندِ سلطان سکندر و وقفنامہ حضرت سید درانجا
موجود.

مدعا کہ حضرت سید عرصۂ بیست و دو سال در اشاعت مراسم ملت و اجرای احکامات
شریعت و رفع بدعت در کشمیر گذرانیدند و در ہر جا تخریب منادر و تعمیر مساجد فرمودند و جمعی
کثیر در حصن متینِ دین مبین در آوردند. خصوصاً ملک سہہ بٹ کہ وزیر سلطان بود، [illegible]
بتاثیرِ یکنظر مسلمان کردہ بخطاب ملک سیف الدین ملقب فرمودند و تعلیم و تربیت صوری و
معنوی او را نوازش نمودند فقط۔

می آرند کہ حضرت سید را اولاً بی بی تاج خاتون صبیہ صلبیہ[2] سید حسن بہادر در عقد داشت
وَے بعد پنجسال ارتحال نمود و متصل فتحکدل بالاتر از مقبرۂ ملک مسعود ٹھاکور آسود. بعد آں
بی بی بارعہ دختر نیک اختر ملک سیف الدین بعقد ازدواج خود پسندیدند. وَے بعد سہ سال
انتقال فرمود و در موضع کرالہ پورہ میان باغ خود آسود کہ الحال بہ دِدہ ماجی معروفست فقط۔

می آرند کہ حضرت سید برای ترویج دین متین مدتے بطرف لداخ نہضت کردند. درانجا
نیز خانقاہے بنا کردہ رجعت فرمودند۔

می آرند کہ سلطان سکندر در بجا آوری خدمات و تہیۂ لوازمات و آداب محبت و ارادت
الشان بدل و جان استادہ می بود۔ بنا بر آں سید محمد حصاری را غبار غمے دامنگیر خاطر عاطر

[1] رجوع کنید لصفحہ ۳۳۲ و ۳۳۳ [2] لقب سید [illegible] بی بی تاج خاتون

گشته با حضرت سید ترک الفت فرمود و از حداثت سن و بعضی الشان در پیش اعیان شکوه ها
نمود بلکه روزی در مجلس سلطان در مباحثه علم منطق وغیره با حضرت میر مناظره و معارضه کرده
حضرت سید را الزام داد بنابر آں حضرت سید منغص شده شبانه حضرت والد بزرگوار خود را در
واقعه دیدند که لعاب مبارک خود در دهانش ریختند و نصیحت با فرمودند۔
چوں حضرت سید از خواب بیدار شدند خود را از علوم عقلیه و نقلیه مالامال دیدند۔ پس
هماں وقت چند مکتوب مشتمل حقائق و معارف و نصائح برای سلطان نوشته فرستادند و
کتاب شمسیه[۱] منطق را شرح بقلم آوردند۔ چوں کتاب مذکور بنظر سلطان در آمد و ارباب
فصاحت آنرا سنجیده کلام او را با کلام حضرت امیر کبیر قدس سره فرقے ندیدند۔ بعد آں حضرت
سید چهل و پنج نسخه در علم تصوف تصنیف فرمودند۔
روزے حضرت سید محمد حصاری بر شیرے سوار شده بنظر حضرت سید محمد همدانی گذشت
فی الحال حضرت سید مصلا بر دیوار گسترده بر آں سوار شد و در پیش سید محمد حصاری نهضت کرد
و گفت شیخ آنچه تو کردی مردم آزاری است و آنچه من کردم خود داریست۔
کار نه رام بودن شیر زیان است و نه اطاعت دیوار بے جان۔ بلکه خلاصه مرام دوام
شهود حضرت رحمان است تعالیٰ و تقدس۔ فقط۔
بعد چندگاه حضرت سید محمد حصاری ازیں خیال باز آمده حضرت سید محمد همدانی را بتعلیم و
تربیت صوری و معنوی نواخته خط خلافت خود بوے نوشته دادند و بعد چندے باز فیما بین
الشیان کدورت ظاهری واقع شده بنابراں حضرت سید محمد همدانی در سنه ۸۱۷ھ[۲]
با جاه و حشم و خیل و خدم بطواف حرمین الشریفین نهضت فرمودند و هنگام وداع اهل

[۱] : چند نسخه هائے خطی ایں کتاب در کتبخانه موسسهٔ تحقیق و اشاعت محفوظ است۔
[۲] : برابر ۱۴۱۴ع ۔ (سنسکرت) هم عصر مورخ جون راج در تاریخ خود وفات سلطان سکندر ۸۱۶ھ مندرج کرده است۔ و حضرت سید محمد همدانی قبل از وفات سلطان سکندر

مجلس را خیر باد گفتند و اہل فطرت ازیں حرف تاریخ رجعت الشیاں یافتند. پس آنجناب بعد ادائی مناسک حج بوطن مالوف خود رجعت کرده در ہمدان عمر عزیز گذرانیدند. یوم سہ شنبہ ہفدہم ربیع الاول ۸۵۴ھ[1] رحلت فرمودند و در جوار مرقد والد ماجد خود آسودند۔

سید احمد سامانی: از منسوبان حضرت میر محمد ہمدانی است. عالم با عمل و فاضل اکمل در کمالات علوم غریبہ بی بدل بود تنویر در شرح سراجیہ ریختۂ کلک ایشاں است و مرقد مطہرۂ آنجناب در جوار مزار سید محمد خاوری متصل فتحکدل نمایان۔

قاضی حسین شیرازی: در علوم عقلیہ و نقلیہ فرد کامل، در فنون طریقت و معرفت مرد فاضل بود. چندے عہدۂ قضایای خطۂ شیراز را عامل شده فیصلۂ مقدمات بدیانت داری میکرد. عاقبت ہمرکاب حضرت میر محمد ہمدانی خطۂ دلپذیر را رونق بخشید و در ینجا سکونت ور[illegible] ید. حضرت سلطان بہ نسبت الشیاں تعظیم و تکریم بجا آورده، دہات بسیار جاگیر بخشید و سید موصوف [illegible] برای احکامات شریعت و رفع بدعت بسیار کوشید و رسالۂ در جمع احادیث رتنیہ درست کرده بنظر حضرت میر محمد ہمدانی گذرانید اما احادیث رتنیہ را بعضے علماء تردید میفرمایند و وثوقے ندارند. چوں حضرت سید رحلت فرمود در محلۂ زیر پرستان آسود. الحال بقاضی ولی مشہور است۔

سید محمد خاوری: از یاران میر محمد ہمدانی عالم ربانی و عارف حقانی بود طبعے موزون داشت. تصانیف بسیار مثل خاوری نامہ و شرح لمعات وغیره از تصنیفات او یادگار است. مقبرۂ الشیان متصل فتحکدل بانواع فیوض مشحون است و بابا عبد الکریم ہرلسیہ ریزہ[2] در روضۂ ایشان مدفون۔

سید علاء الدین بیہقی: از احفاد مخدوم جہانیاں سید جلال الدین بخاری است۔

---

[1] برابر اپریل ۳۰ ، ۱۴۵۰ء ۔ [2] "ریز" بابید لبود (جی-آر-سی)

ہمرکاب حضرت میر محمد ہمدانی خطۂ جنت نظیر را خضارت بخشیدہ' در موضع اسکندرپورہ پرگنہ بانگل انزوا فرمود۔ و در آخر عمر بالتماس سلطان بشہر آمدہ متصل دولتخانۂ شاہی سکونت اختیار نمود چوں رحلت فرمود در مزار کلان آسود۔ صاحب فتحات مرقد الیشان در اسکندرپورہ ثابت میدارد ٭

سید فخر الدین ٭ فرزند ارجمند سید علاء الدین است کہ در ریعان جوانی اثنای حیات پدر نامدار ز دنیای غدار رابدرود نمود و در موضع کانزہ بامہ آسود۔

سید ضیاء الدین ٭ مشہور بسید زیرک فرزند دوم سید علاء الدین بیہقی در موضع کانزہ بامہ مدفون ٭

سید تاج الدین بیہقی ٭ فرزند سیوم علاء الدین بیہقی است۔ عمر خود بگوشہ نشینی گذرانیدہ ملجای خاص و عام و مرجع سلاطین کرام بود و از اقطاع عطیۂ سلطان اصلاقوت عیال نفر مود و در ایام بغاوت اعیان ملک با سید حسن بیہقی شہید شدہ در موضع اسکندرپورہ با جمعے از سادات عالیدرجات آسود ٭

سید محمد :۔ فرزند چہارم سید علاء الدین صاحب صفا و تمکین بود در موضع اسکندرپورہ آسود ٭

سید جلال الدین بخاری :۔ از رفقای سید محمد ہمدانی بود و بامر آنجناب برای تربیت سلطان سکندر درینجا قرار فرمود و جمعے کثیر از فیوض ظاہری و باطنی از و استفادہ نمود[1] بنفاذ امر ناگزیر در مزار سلاطین آسود ٭

سید علی اکبر :۔ از رفقای حضرت امیر روشنضمیر و بی نظیر بود در محلۂ تاشوان با چندکس از متعلقان خود آسود ٭

[1] بایذ بود "نمودند"

سیّد نور الدّین :-

ازیاران امیر ہمدانی ہمشیرہ زادۂ سید حسین سمنانی ملجأ و مرجع عالمیان صاحب کشف و عیان بود در محلۂ زینہ کدل متصل زنگہ مسجد مرقد ایشاں نمایاں ۔

سیّد شہاب الدّین و سیّد حضور اللہ :-

ازاقربائی سیّد نور الدّین است و در خطیرۂ او مدفون ؛

سیّد حسین :-

ازیاران حضرت امیر[1] بود. مقبرۂ او جوار سید نور الدّین درون کوچہ مفقود ؛

سیّد محمد لورستانی :-

از رفقائ خاص سید محمد ہمدانی در علم و عمل لاثانی است. در اوائل در پردہ فن گلکاری مستور بود. وقتیکہ سلطان سکندر تعمیر مسجد جامع میکرد معماران چالاک دیوار کنج شمالی آں ہر روز از چونہ[2] ریختہ کردہ می افراختند شبانہ ریختہ میشد. سید موصوف از بنیاد آں قبرے ظاہر کردہ دیوار کنج مسجد را منحرف افراخت. ازیں رو در افواہ انام مشہور شد. پس مدتی در عمارت مسجد بغیر اجرت کار میکرد و از مال خالص خود ہم مبلغے کثیر صرف مسجد میساخت مردمان قیاس کردند کہ حضرت سید گنجے یافتہ است. فقط :-

می آرند کہ سائلے از کثرت عیال و تنگی احوال در خدمت ایشاں سوال نمود. حضرت سید در آں زمان بکار گل مشغول بود و دستِ گل آلودۂ خود را تاب دادہ در دامن او افشاند و فرمود کہ اصلا بغیر خانہ خود فراخ نکنی چوں سائل بخانہ رسید دید کہ ریزہ ہای گل ریزہ ہای طلا شدہ بودند. بسیوم شہر ربیع الثانی سنہ ۸۱۶ھ[3] انتقال فرمود و متصل جامع مسجد با جمیع توابع و لواحق

---

۱. مقصود میر محمد ہمدانی . ۲. چونہ لفظ ہندی بمعنی آہک . ۳. سنہ ۱۴۱۶ع

مدفون است :

خواجہ صدرالدین خراسانی :

از اولیای کبار بود و در پردہ میگذرانید چون در فن معماری مہارتے عجیب داشت بمرافقت سید محمد لورستانی در تعمیر مسجد بغیر اجرت کار میکرد و در محلہ زینہ کدل ۲۳ ماہ ربیع الاول ۸۲۱ھ مقابل مزار سید بدرالدین اندفان پذیرفت :

سید حسین خوارزمی

از رفقای میر محمد ہمدانی است و بارشاد آنجناب در محلہ منہ وار سکونت پذیر شدہ عمر عزیز خود در تجرید و تفرید بگذرانید و خلق خدا را بافادہ و افاضہ فیض بخشی فرمود و بتخانہ آنجا کہ مطاف اہل ہنود بود مسمار ساخت و سلطان سکندر را مدتے تعلیم قواعد قرآن میکرد. چون انتقال فرمود در انجا آسود و از برادر ایشان تا حال نسل باقی است :

سید محمد مدنی

از منسوبان میر محمد ہمدانی است کہ بعد زیارت حرمین الشریفین باتفاق[1] سفیر امیر تیمور گورگانی در عہد سلطان سکندر خطہ کشمیر را رونق بخشید چون گوشۂ دلپذیر دید اقامت گزید. اما برائے ادای بعضے عہود رسالت باز توجہ بولایت ماوراء النہر نمودہ رو در رجعت فرمود و چند سال با عیال و اطفال در رعناواری مقام ساخت و فتنیکہ سلطان از حالات و کمالات او اطلاع یافت بکمال الحاح و ابرام متصل دو لتخانہ خود مسکن ایشان قرار داد خانقاہے عجیب برای خادمان ایشان بنا نہاد و خود شب و روز در مصاحبت و مجالست ایشان اوقات بسر می برد ۔ فقط ۔

۱؎ می آرند کہ روزے در ضیافت سلطان قازے بریان کردہ بر سفرہ آوردند حضرت سید

۲؎ : مقصود مرافقت :

ناظر را فرمودند که این ظرف قاز بری جدا بگزارند و حوالهٔ قاز دار نمایید. چون سلطان بمبالغهٔ تمام از قاز دار تفحص نمود و گفت آن قاز مطبوخ خود مرده بود۔

بعضی مورخان نقل کرده اند که این عمل بقصد امتحان از کسان سلطان سر زده بود۔

مدعا که حضرت سید عمر عزیز خود در مجاهده و مشاهده گذرانید و ۱۱ ماه رجب سنه ۸۹۴ھ[1] ندای ارجعی بشنید و در حدود نوشهره بخواب استراحت آرمید ؛

بعضی مورخان می آرند که حضرت سید یار دوم در عهد سلطان زین العابدین خطهٔ دلنشین را رونق بخشید و مدتے در موضع مالہ موهٔ پرگنهٔ بانگل گذرانید و آخر عمر بالتماس سلطان بشهر آمده در حدود نوشهره قیام کردند و در انجا بحق پیوستند. ظاهراً همین روایت اخیر بصدق اقرب است فقط می آرند که مقبرهٔ متبرکهٔ ایشان تا عهد حکومت علیمردان خان[2] زیارت گاه خاص و عام بود که بروز دوشنبه و پنجشنبه مردمان بازدحام تمام بزیارت آن مقام میرفتند. روزے نامه سیاہے درمیان مقبرهٔ ایشان مرتکب فعل شنیع گشته چشمان او بے نور شدند و فرد ایچ کسے بزیارت آن درگاه مسابقت نمود۔

ازان روز باز مردمان کشمیر بروز دوشنبه و پنجشنبه بدرگاه فیض پناه حضرت سلطان العارفین آمد و رفت خود معمول داشتند. فقط. چون بر لوح دروازهٔ مسجد حضرت سید علی ولی الله منقوش است. بنابران اهل تشیع حضرت سید را بخود منسوب میدارند چنانچه علیمردان خان و پسرش ابراهیم[3] خان که شیعه بودند در ترمیم تعمیرات آنجا اهتمام تمام بکار بردند و از عواید [وفواید] آنجا یک حصه به شیعها مقرر داشتند. در ۱۲۸۹ھ[4] مردم شیعه غلو کرده با جنود سنیان بجنگ پیوستند بنابران اهل شهر بجوش آمده طایفه شیعه را غارت کردند و خانمان آنها بسوزانیدند و بعد ازین فتور راجه رنبیر سنگهه دروازهٔ مسجد و مقبرهٔ ایشان مقفل نمود و مردمان را از آمد و رفت آنجا ممانعت فرمود ؛

---

[1] برابر ۸۹-۱۴۸۸ میلادی [2] ناظم و صوبیدار کشمیر بعهد شاه جهان [3] هم ناظم کشمیر در عهد شاه جهان [4] برابر ۱۸۷۲ء

سیّد محمّد کرمانی ؛

از سادات عالی تبار بود در عہد سلطان سکندر خطۂ دلپذیر را رونق تازہ افزود و در محلۂ تاشوان متصل مقبرۂ ملّا نازک آسود ؛

سیّد فخر الدّین ؛

از اولیای کبار بود و اواخر عہد سلطان سکندر بکشمیر آمدہ در موضع نیوہ پرگنۂ چھراٹ آسود ۔

سیّد محمّد زندہ پوش ؛

از اولیای کبار بود ۔ در کنج مزار سلاطین مدفون است ۔

سیّد عبد اللہ ؛

برادر سید کمال الدّین در محلہ چچہ پل[1] مدفون است ۔

سیّد سلیمان ؛

از سادات عالیدرجات بود ۔ در محلۂ صفاکدل آسود ۔

سیّد کمال ؛

از سادات نامی بریاضت و عبادت گرامی بود در محلہ اہلہ مر آسود ۔

سیّد حسین منطقی

بن سید نور الدّین بن سید تاج الدین از اکابر سادات بیہق است و بیہق شہریست در خراسان فقط ۔

می آرند کہ حضرت سید بسبب فترت امیر تیمور از وطن اصلی خود ہجرت کردہ با جمیع خاندان خود قریب چہل پنجاہ کس در عہد سلطان سکندر بکشمیر آمدند و درینجا عرصۂ چند سال بکمال قدر و منزلت بسر بردند و دختر سیّد محمّد کاندہ ہامی بن سید تاج الدّین بیہقی بعقد از دواج سلطان

[1] مقصود "چھچھ بل"

زین العابدین نام ذکر کردند و ہمدران زمان لشکرے از ہند تسخیر دیار کشمیر یورش آوردہ بجنگ
پیوستند وکسان سلطان حضرت سید حسین را متہم کردند کہ این جماعت با حضرت سید سازش
درونی دارد بنابرآن حضرت سید در لشکر غنیم رفتہ باستمالت و نصیحت در مدافعت آنہا کوشیدند
اما آن جنود درنو دانداز الشان را بوجہے عمل نہ نمودند پس سید بزرگوار بالشکر جرار انید یار بمدافعت
قوم اشرار متوجہ شدند و در حالت شدت کارزار فوجے از زنبوران گزندہ ظاہر گشتہ در فوج
غنیم افتادند و بہ نیش زنبوران مخالفان ہزیمت خوردہ بجانب ہند رجعت کردند فقط۔

می آرند کہ باوجود ظہور کرامت حضرت سید کسان سلطان را اطمینان کلی نشدہ آتش
کدورت زیادہ تر مشتعل گشت بنابران حضرت سید با جمیع متعلقان خود ازین ملک ہم ہجرت
کردہ در قصبۂ چاچہ متصل دہلی قیام کردند و سید نورالدین والد حضرت سید درانجا رحلت
فرمودند پس وقتیکہ سلطان زین العابدین خطۂ کشمیر را مالک و متصرف شدہ حضرت سید را بابت
آمدن کشمیر بسیار ابرام نمود بنابران حضرت سید تنہا بجانب کشمیر تشریف آوردند و بعد
چندگاہ حضرت سید حسن فرزند ایشان با جمیع عیال و اطفال در نمیلک رسیدند و درنیجا توطن
فرمودند فقط ۔

[۲]

می آرند کہ سلطان زین العابدین دختر سید محمد کانہ ہامی در عقد داشت وی بی اولاد بود
سلطان باستدعای حلیلۂ خود از سید حسین فرزندے خواست و حضرت سید باشراق دانست
کہ از وے فرزندے بظہور نیاید بنابران روز دوم پسرے نوزاد از آستین کشیدہ در کنار سلطان
انداخت و گفت محمد امین نام باید ساخت پس وقتیکہ عیال سید روشن ضمیر در کشمیر رسید
منکوحۂ ایشان بعرض رسانید کہ در فلان تاریخ از من پسری متولد شدہ بود کہ ناگاہ از
دست من غائب شد حضرت سید گفت کہ من آن پسر آوردہ بسلطان بخشیدم چون

فرزندرا در پیش مادرِ خود آوردند بشناخت. فقط۔

می آرند که آنجناب در علم منطق مہارتے عجیب داشت بنابرآں ایشانرا منطقی خطاب کرده بودند و خاندان ایشانرا تاحال منطقی میگویند۔ مرقد شریف ایشاں در مزار سلاطین لبِ دریا مشہور است ؛

سید محمد بیہقی

فرزند سید تاج الدّین بیہقی و عم سیّد حسین منطقی است[1] در عہد سلطان بکشمیر آمده در موضع کانزه ہامہ متوطّن شدند۔ سلطان در بجا آوری خدمات ایشان بسیار کوشید و صبیّہ صلبیّہ ایشان بعقد نکاح سلطان زین العابدین در آورده اقطاع ایشان از بانگل مقرر داشت۔

می آرند که حضرت سیّد در کمالات علوم صوری و معنوی فرد یکتا بود۔ طبعے موزون داشت اشعار برجستہ می گفت و دیوان اشعار او قریب چہل ہزار بیت در مضامین تصوّف مسطور است و مرقد شریف ایشان در کانزه ہامہ مشہور ؛

سید حسین

از احفاد سید حسین سمنانی مرشد راہِ ربّانی بود در موضع سیده پوره پرگنہ پھاک آسود۔

سید محمد افضل

صاحب جذبۂ قویّہ و کمالات معنویّہ بود و در محلۂ نوشہره متصل مزار سیّد محمد مدنی مقبرۂ ایشان در خاک مفقود است و بقول بعضے قبر ایشان در مزار شیخ گنج بخش موجود ؛

سید حبیب اللّٰہ

در محلۂ نوشہره بالا تر از مقبرۂ سیّد محمد مدنی مدفون است ؛

---

[1] باید بود "بود"

سید خلیل

صاحب مقامات جلیل بود و در قریهٔ سدره بل پرگنهٔ پهاک آسود۔

سید علی اکبر ثانی

مصدر فیوض سبحانی بود در میدان مایه سومه مدفون است

سید محمد علی و سید محمد ولی

در محلهٔ زنید رہار متصل ناوپوره مقبرهٔ الشیان مشهور است

سید حسن منطقی

فرزند اول سید حسین منطقی است که ذکرش گذشت مظهر فیوضات و مصدر کمالات بود و در شہر ذیتی پوره رایت ارشاد افراخته از اقران خود سبقت ربود و مقبرهٔ الشیان در موضع مذکور مشهور۔

سید محمد امین اویسی

فرزند دوم سید حسین منطقی است برگزیدهٔ سادات کبار و زبدهٔ افراد روزگار صاحب جذبهٔ و کرامات و خرق عادات بود۔ شعر: نگارم اگرچه دو اعطاف او ؛ نگنجد بصد دفتر اوصاف او می آرند که حرم محترمهٔ سلطان که دختر سید محمد کانده ہامی بود آنجناب را بفرزندی خود پذیرفته در کنار حیان پرورش داد چنانچه کیفیت آن در ذکر سید حسین منطقی مشروح است۔ مدعا که حضرت سید را در خوردی آثار بزرگی ظاهر بود و از خدمت بابا حاجی ادہم باکتساب علوم عقلیه و نقلیه فائز گشت و از اقران دوران گوی سبقت برد۔

می آرند که در ایام طالب علمی از ارواح انبیاء و اولیاء تربیت علم باطنی می یافت و اوقات عزیز خود در ریاضات و مجاہدات بسر میبرد آنگاه در خدمت خواجه ہلال نقشبندی روی ارادت آورده طیّ مقامات سلوک نمود و بدرجهٔ شهود اعتلا فرمود۔ پس مدت بسیار ے در موضع اشم

بخلوت اِنزوا بسر برد و سلطان برای خادمان الشان در آنجا خانقاہے بنا ساخت۔ بعد آں در شیب کوہِ ماران باغے احداث نمود و میان آں بعزلت بنشست، کہ الحال آں را امیرہ واری میگویند پس ازاں دولتخانۂ متصل والد ماجد خود در محلۂ عالیکدل رباطے آراستہ بقیۂ عمرِ خود در آنجا بیادِ مولیٰ بسر برد۔ و ہمیشہ بذوق معرفت الٰہی ترک پادشاہی کردہ فقر و فنا و خلوت و انزوا برای خود قبول نمود و بعد سال و ماہے مجلس سلطان را بقدوم میمنت لزوم خود مزیّن میفرمود و بوفور فہم و فراست و فطرت و فطانت طبعے موزون داشت۔

ویسؔ تخلص میکرد۔ اشعارِ آبدار او پر از سوز و گداز است و ترجیع بند او مملو از راز و نیاز۔

غزل :-

جملۂ کائنات آنِ من است	برتر از لامکان مکانِ من است
تنِ من عالم است، ای عالم	جانِ عالم بداں کہ جانِ من است
نکتۂ را کہ عقلِ کل حیران	ہمگی بر سرِ زبانِ من است
چوں سلیمان روزگار منم	پادشاہی ہمہ ازآنِ من است
ہر کجا خسرویست در آفاق	کمترین کمترین شبانِ من است
من گرسنہ زہے خیالِ محال	ماہ و خورشید ہر دو نانِ من است
استخوانے کہ عالمش جویاست	انیہمہ[1] لائقِ سگانِ من است
ای گدایانِ دہر گوش کنید	قاف تا قاف جملہ خوانِ من است
ایں جہانیکہ ہست نیست بدان	تو یقیں داں جہاں جہانِ من است
آنکہ او را تو بے نشان خوانی	بر درِ حجرۂ پاسبانِ من است

[1] و در نسخہ (ی) آں ہمہ مرقوم است۔

زاں بکشمیر منزوی[1] شدہ ام — کیں ہمہ جملہ بوستان من است
چند روزے کہ بودہ ام بشما — منتے زاں لبسے بجان من است
منطقی در مکان شریک تو بود — چونکہ گفتی کہ لامکان من است
بعد ازیں ویس ترک گفت و شنود — کنج کوہ و عبادتِ معبود

می آرند کہ روزے سلطان در نشیمن خاص زینہ ڈینب[ع] میانِ تالاب اولر اسبابِ فرحت
و آلات عشرت مہیا کردہ جشن شاہانہ قرار داد و حضرت سید موجب سماجت سلطان و
التماسِ مقربان در محفل سرور شرف حضور ارزانی داشت. چوں بعضے امور باعث قصور و فتور بود
حضرت سید یا از روی غلبۂ حال و یا از روی وقوع امر نامشروع خود را در آبِ دریا انداخت۔
ہر چند غواصان و ملاحان سعی کردند نشانے از و نیافتند موجب آں سلطان را عیش منغص
شدہ و مجلس برہم خوردہ حزین و غمگین بشہر رجعت کرد. چوں بمقام اشم رسید دید کہ حضرت
سید بر ساحل دریای بہت نشستہ خرقہ خود را امید وخت و روی مبارکش بسانِ خورشید
می افروخت بمعائنۂ ایں حال ہمہ ہا بر پای او افتادند و بشہر بردند. چوں در محلۂ عالیکدل
رسیدند وی در رباط خود بنشست[2] و بریاضت و عبادت پیوست. گویند حضرت سید را
استغراق اکثر غالب می بود موجب آں با مردم التفات کمتر میکرد. چنانچہ حضرت سید را
دربانے بود ہر گاہ میگفت کہ میر با خدا است کسے را رخصت در آمد نہ بود اگر میگفت کہ میر با خدا
و خود است مردم در می آمدند و صحبت میداشتند عاقبۃ الامر در میان وزرای سلطان
حسن شاہ مسمی ملک احمد یتو و تازی بٹ و غیرہ رنجش خاطر واقع شدہ خصومت آنہا
بمحاربت انجامید. دراں اثنا بعضے مفسدان حضرت میر را بتہمت جانب داری بعض امرا

---

[1] انزوا [2] باید بود. بنشستند، پیوستند۔

ع = بر سنگ بنیاد لنگ موجود در الیس، پی، الیس میوزیم نام لنگ
" زینہ دیب " نوشتہ است (ر ح م ر)

موکلان در خلوتگاہ میر واری فرستادہ جسد مبارک ایشان مجروح کنانیدند و حضرت میر فگار و خونبار در عالیکہ دل آمدہ جان بحق تسلیم نمودند و این دو رباعی بر دیوار حجرہ از خون نوشتہ گذاشتند۔

(۱)

ہستم آں رند جہاں گرد مسیحا نفسے ۔ کہ من این ہر دو جہاں را نشمارم بخسے
اگر از عشق تو ام سر برود گو برود ۔ کہ من این راز نہان تو نگویم بکسے

(۲)

من فارغم ز مصلحت اہل روزگار ۔ میدان یقین کہ کشتن من بود بیگناہ
اکنون بیا و شعر بخوان بر مزار من ۔ تا روی ظالمان ستمگر شود سیاہ

می آرند کہ ایشان از قاتلان خود ببخشے بخاطر نیاوردند و این نعمت عظمیٰ ہمہ از حق پنداشتند و در حالت نزع حاضراں برای تعین مرقد مبارک استمزاج کردند و ایشان فرمودند کہ مرا در معبد خود مدفون سازند و بر لب دریا منتظر باشند کہ از غیب چیزے خواہد رسید فردا علی الصباح دیدند کہ تختۂ از صندل میان دریا میرفت و برابر آستانۂ ایشان رسیدہ توقف کرد۔ فی الحال آں تختہ را برداشتہ بر قبر مبارک آنجناب گذاشتند کہ تا حال موجود است سلخ[1] ماہ ذیقعدہ ۸۸۹ھ این واقعہ رونداد "شہید کشمیر" (۸۸۹) تاریخ است۔

تاریخ :-

ملک ز آسماں سر بر آورد گفت ۔ کہ سید محمد امین شد شہید

میگویند کہ در زمان گذشتہ ہرگاہ کسے در صحن روضہ نگاہ داشت ادب نمی کرد یا نام مبارک آنجناب بے ادبانہ میگفت یا قسم بدروغ میخورد فی الحال متنبہ می گشت چوں

[1] برابر ۱۹ نومبر ۱۴۸۴ء

بدعت و گمراہی از حد رفت تادیب و تنبیہ باطنی بالکلیہ رفع شد۔

نقل است کہ ملا دولت نام شخصے از مخلصان حضرت سید بود۔ وے از پیش گاہ وزیر پادشاہ چند قریہ اجارہ گرفت و بباعث آفت سماوی چند سال او را نقصان شدید رسید و بسبب شدت تقاضای وزیر کارش بجوشہ چینی کشید تا کہ شبے بر مقبرۂ حضرت سید رفتہ عرض حال نمود و ہمانشب در خواب دید کہ حضرت سید با حضرت شیخ حمزہ مخدوم و شیخ بہاؤ الدین گنج بخش درین امر مشورت میکردند و آن ہر دو بزرگوار فرمودند کہ وزیر از مریدان حضرت شیخ العالم است و بایشان متوجہ باشیم درانحالت حضرت شیخ العالم آمدہ فرمودند کہ من آن ظالم را تنبیہ خواہم کرد اگر تلافی این امر کرد فبہا ورنہ بعد اتمام تعمیر خانقاہ کہ بر آستانۂ ما میکند تدارک او بعمل آرند پس حضرت شیخ العالم عصای پر غضب بر سینۂ وزیر نہادہ از حقیقت حال مطلع فرمودند موجب آن فرد او وزیر بانتدبیر ملا دولت را آوردہ خشنود ساخت۔

سید بدر الدین

از سادات قدیم العہد در طبقۂ علیہ قادریہ صاحب جذبہ و حالات بود و در محلہ زینہ کدل بسمت مغرب آسودہ۔

سید نور الدین

برادر زادۂ سید بدر الدین۔ در مقبرۂ او مدفون است۔ و این رباعی بر لوح قبرش بخط قدیم منقوش:

رباعی:

جامے است کہ عقل آفرین میزندش — صد شعلہ ز شوق بر زمین میزندش
آن کوزہ گر دہر چنین جام لطیف — میسازد و باز بر زمین میزندش

ہر دو قبر ایشان مصدر فیوض و برکات است ؛

سید قمر الدین

برادر سید نور الدین، خلیفۂ خاص سید حسن منطقی صاحب حالات و کمالات عجیبہ بود۔ در موضع ساورہ پرگنۂ لار آسودہ ؛

سید حسین بلادوری

از حرمین الشریفین باتفاق بابا عثمان اوچپ گنائی بجانب کشمیر توجہ فرمودہ مصدر آیات بینات و مظہر حالات عالیات بود کہ اکابران دین و دنیا در جمیع امور صوری و معنوی از جناب ایشان استمداد و استعانت می نمودند و کیفیت نسبت طریقت آنجناب کما حقہ بتحقیق نرسیدہ و بقول بعضی مورخان از منسوبان شیخ اسحاق شطاریست و اکثرے نسبت ایشان بحضرت شیخ بہاء الدین گنج بخش منسوب میدارند۔ مرقد شریف آنجناب در محلہ راجور اکدل مطاف اہل عرفان است :

چنانچہ حضرت سلطان العارفین تا عرصۂ دوازدہ سال ہر روز بزیارت ایشان شبانہ مستفیض میشدند و تاریخ رحلت آنجناب ہفتم رجب سنہ ۸۶۰[1] ھ مشہور ؛

سید محمد رفاعی

المشہور بجانباز[2] ولی جامع کمالات صوری و معنوی مصدر فیوض و صاحب ارشاد بود۔ اوائل در میان شہر سکونت میداشت پسانہ بعلت ہجوم خلائق در قصبۂ بارہمولہ گوشۂ عزلت اختیار نمود و با اہل و عیال در انجا متوطن گشت۔ چون در راہ خدا ظاہراً و باطناً جانبازی ہا میکرد لاجرم ایشانرا جانباز خطاب دادند ۔

---

[1] : برابر ۱۱ جون ۱۴۵۶ء [2] : مقصود " میکرد "

می آرند کہ سلطان زین العابدین در بجا آوری خدمات ایشان جہد بسیار میکرد و چند قریہ برای معیشت خادمان ایشان جاگیر مقرر کردہ بود و برای تعلیف اسپان ایشان میدان جانباز پورہ نذر فرمود۔ چون حضرت سید رحلت نمود با جمیع توابع در انجا آسود ؛

سید ہلال

ہنگام فترت امیر تیمور خطۂ کشمیر را بقدوم میمنت لزوم خود رونق بخشید و در نسبت باطنی ایشان اختلافست۔ بعضے آنجناب را کبروی میدانند و اکثر ایشان را بلا واسطہ بخواجہ بزرگ حضرت بہاء الحق والدین قدس سرہ منسوب میدانند۔ اصل حقیقت این است کہ ایشان در اوائل نقشبندی بودہ اند۔ چون در خطۂ کشمیر نزول فرمودند از خدمت سید محمد مدنی نسبت کبرویہ حاصل کردہ باشند۔ وفات ایشان ۱۴ ربیع الاول ۸۶۱ھ[1] بحساب کشمیر ۲۴ اشراون مطابق ہاربدی اول و مرقد ایشان در موضع نسبل بر ساحل مانسر معروف ؛

سید حاجی مراد

فرزند ارجمند سید فخر الدین بیہقی است کہ بعد انتقال والد نامدار از عم بزرگوار خود سید ضیاء الدین زیر ک تربیت یافتند و بعد طے منازل سلوک و فراغت آں بزیارت حرمین الشریفین نہضت کردہ از شیخ ابو اسحاق شطاری کہ سرآمد حضرات شطاریہ صاحب جذبات عالیہ بود اخذ بیعت نمود و خط ارشاد حاصل فرمود پس بسبیل ایران در ماوراء النہر بخدمت میر عبد اللہ برزش آبادی کہ در آنزمان سر حلقۂ سلسلۂ کبرویہ بود خط خلافت یافتہ بار دوم بزیارت حرمین الشریفین فائز گشت بعد آں در اطراف روم و شام و غیرہ امصار بعیدہ سیاحت کردہ و حج سیوم بجا آوردہ در کشمیر رسید و در موضع کریری پرگنۂ کروہن گوشۂ عزلت پسندید۔

[1] برابر ۹۔ فروری ۱۴۵۷ء

پس وقت نماز پیشین بہ تجسس آب ہرسو دوید و ندید و بسیار غمگین گردید ناگاہ مردے
مقدس و نورانی از گوشۂ سر کشید و حضرت سید پیغام آب از وے پرسید۔ وے گفت کہ ایں
بوتہ از بیخ باید کشید تا کہ آب ظاہر خواہد شد۔ حضرت سید آں بوتہ از بیخ بر آوردہ آب جوشیدن
گرفت و طہارت کردہ ہر دو بزرگوار نماز خواندند۔ آں مرد نورانی گفت "حاجی مراد مراد یافت
گوشۂ خوش است مبارک باد"۔ پس باہمدیگر موانست و مصاحبت فرمودند آں مرد نورانی
حضرت خضر علیہ السلام بود۔ آنگاہ حضرت سید برای آبادئ مزروعات آنجا از کوہستان لبعید
بمسافت یکروزہ راہ نہر آبی آوردہ موضع مذکور آباد فرمود۔

می آرند کہ حضرت بابا پیام الدین ریشی گاہ اوقات بمصاحبت آنجناب مستفید میشدند
و مسائل طریقت می پرسیدند و حضرت میر را دراں ایام خیال تزویج دامنگیر خاطر عاطر شدہ
بود و حضرت ریشی ایشاں را ازیں فعل محمود منع میفرمود۔ عاقبت الامر حضرت سید متاہل شدند
و فرزندے یافتند۔ روزے حضرت ریشی آمدہ دید کہ فرزند قرآن میخواند حضرت سید گفت کہ
انکار تو باایں پسر بود و حضرت ریشی عذر خواست۔

مدعا کہ حضرت میر یگانۂ عصر بود چوں انتقال فرمود دریہاں قریہ آسود۔

سید ناصر بیہقی

بن سید محمد کانرہ ہامی بن سید تاج الدین بیہقی است کہ جد تمامی سادات بیہقی و منطقی
است و مرقد شریف آنجناب در ملک بیہق معروف۔ مدعا کہ سید ناصر الدین از مریدان سید
حسین منطقی صاحب حالات و مصدر کمالات بود و عمر عزیز خود در مجاہدات بسر نمود۔
سلطان زین العابدین ایشاں را بسیار گرامی میداشت و اکتساب فیوض معنوی از آنجناب
میکرد۔ و دختر نیک اختر سید حسن فرزند سید ناصر در عقد سلطان حسن شاہ بود۔ و قتیکہ امرای

سلطان حسن شاہ[1] باہمدیگر متنازع شدند و سید محمد امین ولیسی [را] شہید کردند، موجب آں سید ناصر الدین معہ عیال و اطفال خود بجانب ہند ہجرت کردند۔ و پس از چندگاہ موجب مطالبۂ سلطان حسن شاہ باز بطرف کشمیر رجعت فرمودند و حضرت سید را بمقام بمبر امر ناگزیر بوقوع آمدہ در آنجا آسودند ؛

سید فضل اللہ

فرزند ارجمند سید حسن منطقی است صاحب حالات عجیبہ و کمالات بخیبہ بود بعد انتقال والد نامدار بر مسند ارشاد نشستہ در افادہ و افاضۂ عباد بسیار کوشش فرمود در صحن مقبرۂ سید حسن معہ پنج فرزند ارجمند خود مسمی سید کمال و سید فرید الدین و سید بایزید و سید نعمت اللہ و سید ناصر کہ ہمہ ہا از اہل صفا و تقوی بودہ اند آسود ؛

سید محمد و سید احمد کرمانی

دو برادر عالی گوہر روشن ضمیر و نیک محضر بودہ اند در محلۂ نوکدل مدفون ؛

سید حسن ثانی

نبیرۂ سید فضل اللہ بن سید نعمت اللہ بیہقی صاحب ریاضات و مجاہدات بود زندگانی خود در افادہ و استفادہ بسر نمود و در موضع اونتی پورہ در خطیرۂ پدر آسود ؛

سید حبیب اللہ

از سادات عالیہ درجات بود۔ حالات عالیات داشت در مزار کلاں گنجبخش آسود ؛

سید حیدر

فرزند سید حاجی مراد بود کہ ہنگام آمدن کشمیر در اثنای راہ متولد شدہ بسبب حدوث

---

[1]: از ۸۸۰ھ تا ۸۹۲ھ (برابر ۱۴۷۵ع تا ۱۴۸۷ع)

[2] = در صفحہ نمبر ۳۷ گذشتہ مورخ حسن وفات میر ولیسی در سال ۸۸۹ھ قرار دادہ

[حاشیہ] [illegible] است در آں وقت پادشاہ کشمیر محمد شاہ بودہ و این ضمن [illegible] بعد سلطان حسن شاہ ... [illegible]

علالت مادرش حضرت سید حاجی مراد او را در آستین خود پنہان داشتند چوں در کشمیر رسیدند از آستین خود کشیده تفویض مادرش نمودند چوں بسن بلوغ رسید از والدِ ماجدِ خود تربیت راه معنوی یافته ارشاد حاصل نمود و بعد انتقال والدِ بزرگوار جانشین او شده در موضع کریری همدوشِ پدر مدفون ؛

سیّد سعید

فرزند دوم سیّد حاجی مراد مرید پدر بزرگوار خود بود حالات عجیبه داشت فرزند او سیّد محمد او او ابن او سیّد احمد و پسر او سیّد محمد اباً عن جدٍ همه ها بو بریکدیگر جانشین شده در افاده و افاضه خلق مشغول بودند و رهنمائی و حاجت روائی خلق الله میفرمودند در حظیره حضرت سید بزرگوار آسوده اند ؛

سیّد برهان

مرید حضرت سیّد جلال الدین بخاری بود و از خراسان آمده بمرافقت سیّد تاج الدین بیهقی در موضع اسکندرپوره سکونت فرمود در انجا بجوابِ آخرت آسوده ؛

سیّد عبد اللطیف

از خلفای سید جانباز ولی صاحب ریاضت و ارشاد بود در حظیرهٔ مرشد آسوده ؛

سیّد سعید

معروف بشاه خواجه صاحبِ کشف و خوارق بود جوار مسجد جامع آسوده ؛

سیّد فخر الدین ^له^

از سادات بزرگوار صاحبِ صفا و عالیمقدار بود در موضع نیوه پرگنه چهرات آسوده ؛

له مکرر در تحریر آمده است - رجوع کنید بصفحه نمبر ۲۱ - (ج، آ، م)

سید محمد نوری

از خوارزم آمده در گوجواره متمکن گشت. حالات و مقامات عالیه داشت. در محله مذکور آسود.

سید فرید

از سادات عالی درجات صاحب حالات و کمالات بود. در محله حالطه آسود.

سید عبدالله

از ولایت اندراب آمده عمر خود در موضع حبک پرگنه پهاک در یاد خدا گذرانید و در انجا آرمید.

سید جعفر

از متعلقان سید محمد حصاری صاحب کمال و برجسته احوال بود. در موضع چهتره هامه پهاک آسود.

سید یعقوب

در عهد سلطان زین العابدین از سیستان آمده در موضع کهور بریاضت و عبادت پرداخت
قریب سه صد مرید خاص همراه داشت که همه از اهل تقوی و صاحب صفا بودند. در موضع
مذکور همه آسودند فقط.

سید قمر الدین

از خوارزم آمده مدتی در پرگنه اچهه متمکن شده بود آخر عمر در شهر آمده در باغ ملک سیف ڈار که
الحال بشیر اکڈه مشهور است منزوی گشت. ۲۲ محرم سنه ۹۰۷ه انتقال نموده در انجا آسود.

سید حبیب الله

از سادات کبار صاحب صلاحیت و خوش اطوار بود. در موضع اموره پرگنه آکڈون مدفون است.

سید عبدالله

معروف بشیث ولی بزرگوار و عالی مقدار بود و باشش برادر نیک محضر خود در اندرواره

برابر ۹. اگست ۱۵۰۱ء سنه : باید شد "صلاح"

آسوده.

سید یحیی

همرکاب سید علاء الدین بیهقی از ولایت آمده در محله بوته زجه بازار آسوده ؛

سید محمد اخناج

از سادات بزرگوار خوش کردار و ستوده اطوار بود در محله نوهته متصل جامع و مسجد آسوده ؛

سید محمد عراقی

صاحب ورع و تقوی از اهل صفا بود در محله ملارته آسوده ؛

سید حاجی محمد

و سید نور محمد دو برادر عالیمقدار برجسته اطوار خوش کردار بوده اند در کرالیار آسوده اند ؛

سید شهاب الدین

سندی. در عهد سلطان حسن شاه از سند آمده در ینجا متوطن شد عالم و فاضل بود و کمالات عجیبه داشت. مدة العمر حاجت روا و رهنمای مردم اقاضی دادانی بود. در ملک پور آسوده ؛

سید موسی بغدادی

از شهر بغداد آمده درین ملک توطن فرموده و از واصلان درگاه بود. در موضع شاجه مرگ آسوده ؛

سید رکن الدین

بغدادی. از سادات کبار بود در موضع رنگه موله پرگنه ناگام آسوده ؛

سید حسین

از شهر طالقان آمده از مریدان میر محمد همدانی بود در صحن خانقاه معلی آسوده ؛

سید حسین ژیده پوش

متقی و پرهیزگار و صاحب صفا بود. در صحن خانقاه معلی آسود ؛

سید نور محمد کربانی

در ساده گر محله ؛

سید جعفر

در موضع نتو پرگنه لار ؛

سید محمد شامر

در موضع جبر پرگنه بیروه

سید اسماعیل

در زانی گام بیروه

سید داؤد

در موضع محمد پوره بیروه

سید محمد سرمانی

در موضع هایه گام مدفون است ؛

سید حبیب کاشانی

صاحب حالات و کرامات بود. در زمان سلطان زین العابدین درین دیار ورود فرمود و درینجا عمر عزیز خود در تجرید و تفرید و مجاهده بسر نمود. و در زمان سلطان محمد شاه در منازعت امرا با سادات بیهقی شهید شده در مزارکان شیخ گنج بخش آسود و کاشانات شهر لیست در ماوراء النهر مشهور ؛

سید محمد منطقی

از احفاد سید حسن منطقی نبیرهٔ سید حسن ثانی ستوده خصال و صاحب فضل و کمال بود. عمر خود در ریاضت و تقوی بسر نموده و در محلهٔ چهه پل بر کنارهٔ دریا بهشت آسود.

گویند بعد انقضای مدت دو سال مقبرهٔ او بکسی معلوم نبود. ناگاه کنار دریا انهدام یافت و آب نزدیک مرقد ایشان رسید. یکی از ساکنان محله را حضرت میر در واقعه فرمود که جسد من از گور کشیده بجای دیگر دفن باید کرد و نشان قبر من آنست که بوقت بارش[2] ترشح نخواهد شد. فردا اهل محله جمع گشته جسد مبارکش از گور بر آوردند و دیدند که بر کفن او هیچ گرد کهنگی نشسته بود. و محاسن مبارک بحال خود داشت سالهای دراز گذشته گویا همین زمان غنوده بود. پس در صحن مسجد دفن کردند.

میر اسمٰعیل

برادر سید محمد منطقی از افراد روزگار مهبط انوار و مخزن اسرار بود. سکر و جلال غالب داشت حالات و کرامات او بسیار است و مدفن او در موضع مله پوره پرگنه کوهامه دامن کوهسار.

سید حبیب سرخابی

در قرابت سادات از قصبهٔ سرخاب شهر تبریز رو بکشمیر آورده شب و روز در مجاهدات و عبادات اوقات بسر میبرد. چون وصال یافت در محلهٔ کاوه ڈاره لب جوی مار آسوده. اصلا بجمعیت حکام و اغنیاء التفات نمیکرد و قهر و جلال بسیار داشت.

مشهور است که شبی[1] نامه سپاهی در قرابت ایشان مرتکب فعل شنیعه گشت و بقهر ذو الجلال فی الحال سرش از تن جدا شد. بنابر آن مردم از قهر و جلال او بسیار می ترسیدند. فقط

[1] مقصود [2] باران .

سیّد موسیٰ

وسیّد ذوالفقار وسیّد جعفر وسیّد افضل وسیّد معصوم وسیّد قاسم وسیّد داؤد این ہفت بزرگوار از یک تبار کہ برادران و بنی اعمام یکدیگر بودند۔ در موضع اُنکو پرگنہ بانگل در یک دہ آسودہ اند وسیّد عنبر کہ از رفقای ایشان بود بیرون دروازہ مدفون است وسیّد قاسم در موضع تیلہ گام وسیّد محمد نجاری در موضع کرالہ پورہ پرگنہ بانگل وسیّد خلیل و سیّد جلیل وغیرہ ہمہ از ارباب کمال بودہ در مقامات مذکورہ آسودہ اند۔ وحضرت سیّد خلیل کاشانی وسیّد محمد وسیّد عمر وسیّد علی وسیّد کاظم وسیّد مراد وسیّد جعفر وسید[۱]..... وسیّد حسین از محلہ بوزہ گران تا محلہ چچہ پل[۲] بتفاریق مدفون است۔ وسیّد ذوالفقار وسیّد علی وسیّد عبداللہ وسیّد قاسم وسیّد حسین وسیّد ابراہیم وسیّد شاہ نواز وسیّد اسحٰق وسیّد اسمٰعیل وسیّد فیروز کہ در محلات نوباغ وسکہ ڈافر ونواحی آن مخفی است[۳] حقیقت مولد ومنشای این بزرگواران غیر از نام در ہیچ کتابے بنظر نیامد۔ بیت

ندانم ز آغاز و انجام شان ۔ مرا بس بود بر زبان نام شان

سیّد برخور دار[۴] از نجبای سادات است بکمالات ظاہری وباطنی وتصرفات وجذبات وتجلیات وجدانی مشہور بود۔ وطن مبارکش[۵]..... در عہد سلطان زین العابدین بکشمیر آمدہ در محلہ[۶] داندر مزار کہ منتہای معمورۂ شہر است سکونت فرمود ومہبط اسرار آلہی بود عمرے طویل یافت وسلطان برائے خادمان ایشان خانقاہے معمور ساخت کہ بحادثۂ زلزلہ انہدام پذیر یافت ودر عہد چکان باز تجدید یافت کہ تاحال موجود است ورحلت سید بزرگوار ۱۴ ربیع الاول سنہ[۷]

---

۱ "سیّد مادر" (نسخۂ ن) ۲ کذا فی الاصل ۳ کذا فی الاصل

۴ کذا فی الاصل ۵ "دانا مزار" (نسخۂ ن) ۶ چچہ پل۔ کذا فی الاصل ۷ کذا فی الاصل

مسطوراست ومدفن الشیان جوار خانقاہ مشہور قدس سرہٗ ۔

سید جعفر

از سادات عالی درجات صاحب مقامات عالیات بود گوشہ نشینی ہمت خویش میداشت ۔ و بر غیر حق نظر نمی گذاشت ۔ روضۂ او در موضع راولپورہ مشہور ۔

سیّد منصور

برادر سید جعفر صاحب جذبہ و خوارق بود ۔ مدتے در اطراف عالم سیاحت نمود و بزیارت حرمین موفق گشت و با اولیائے کبار صحبت داشت ۔ در عہد فتح شاہ از دست موسیٰ رینہ شہید شد و در محلۂ زالڈگر مدفون است ۔

سیّد احمد

مرقد او بیرون شہر متصل پل و ڈیارت مدتے مستور بود ۔ شیخ داؤد بتہ مالو قبر شریف الشیان در عہد خود ظاہر نمود ۔ میگویند کہ علامت قبر اصلا قبول نمیکند ۔

سیّد نصیر الدین

خانیاری از سادات کبار زبدۂ روزگار در زمرہ مستورین بود و بتقریبے ظہور یافت مرقد آں بزرگوار در محلۂ خانیار مہبط فیض و مظہر انوار است و در جوار قبر الشیان سنگ تربتی نمودار است ۔ میگویند کہ اینجا پیغمبری آسودہ است کہ در زمان سابقہ بر مردم کشمیر مبعوث شدہ بود صاحب واقعات کشمیر می نگارد کہ من در کتابے از تواریخ دیدہ ام کہ وے از سلاطین زادہ ہا بود ۔ چون راہ زہد و تقوی پیمود برسالت مردم کشمیر مبعوث شد ۔ پس در کشمیر آمدہ بدعوت خلائق اشتغال نمود ۔ بعد رحلت در محلۂ انزمر آسود و نام مش یوز آسف پیغمبر بود ۔

اما صاحب وقائع ملک کشمیر کہ در عہد سلطان زین العابدین بود روایت میکند کہ سلطان

ازجانب خود سید عبداللہ بیہقی را با تحائف و نفائس فراوان بطور سفارت نزد خدیو مصر فرستاده باپت استحکام رابطۂ محبت و اخلاص سلسلہ جنبانی نمود. پس خدیو مصر از جانب خود یوز آسپ نام شخصے کہ از احفاد حضرت موسیٰ پیغمبر علیہ السلام بکمالات صوری و معنوی فرید دہر و یگانۂ عصر بود نزد سلطان زین العابدین بطریق رسالت مأمور ساخت. چوں سفیر مذکور وارد خطۂ دلپذیر گشت با سلطان رابطۂ اخلاص درست کرده و مراسم رسالت بجا آورده واپس رجعت نمود. بعد چندگاه بمرافقت سید نصیر الدین بیہقی کہ از احفاد سید علاء الدین بیہقی است و از طرف سلطان در نزد شریف مکہ بطور رسالت و وکالت رفتہ بود باز آمده و از جانب شریف مکہ بنام سلطان نامۂ کہ از پند و نصائح مشحون بود آوردند و درمیان نامۂ سورۂ واقعہ بخط کوفہ کہ مملو از خوف و رجاست ملفوف بود کہ مطابق مضمون ہمیں سوره عمل باید کرد یعنی از خوف خدا باید ترسید. پس یوز آسپ بمؤانست و مجالست سید نصیر الدین بیہقی عمر خود در اینجا بسر برد فقط و از مرقد شریف او ایمائے ننوشت ؛

والد راقم الحروف عبد الرسول شیو امیفر مود کہ من در ایام طالب علمی ہمراه استاد خود ملّا عبید اللہ بر کوه سلیمان رفتہ بودم و بر سنگ دیوار نردبان تبخانہ بخط ثلث نوشتہ دیدم کہ درینوقت یوز آسپ نام جوانے از مصر آمده دعوی پیغمبر زادگی میکند سال پنجاه و چہار از سنۂ کشمیری.

بعد چندگاه وقتیکہ سنگان لاہور متصرف کشمیر شدند اہل خلاف بنا بر تعصب ذاتی عبارتیکہ بر سنگ منقوش بود محو کردند چنانچہ اثر حروف آں ہنوز باقی است لیکن خوانده نمیشود فقط۔

محرر ایں اوراق مستحسن غلام حسن میگوئد کہ در سنۂ پنجاه و چہار سلطان زین العابدین تبخانۂ مذکور را مرمت کرده است و چہار ستون حجری و وقایۂ سقف آں نموده البتہ عبارتیکہ بر دیوار منقوش بود دراں وقت نوشتہ شده باشد پس ایں حرف تحریر صاحب وقائع کشمیر را توثیق می بخشد فقط

مردم شیعہ اعتقاد میدارند کہ یوز آصف از اولاد امام جعفر صادق است[له] رضی اللہ عنہ۔

له : باید بود - "بود"

موجب آں درانجا آمد و رفت میدارند[۱] و به نسبت او قصه های طویل می نگارند و اہل صفا میگویند که از تربت مذکور انوار نبوت جلوه گر می باشند۔ واللہ اعلم۔

میر داؤد علامه دوارکی

وطن مالوف او ہرات است۔ بعد تحصیل علوم صوری و معنوی در کشمیر آمده عالمیاں را فیض بخشی نمود و در مزار سلاطین طرف یمین قبر سلطان زین العابدین بجواب آنحضرت آسود و اولاد الشان ہمه بزہد و تقوی آراسته بود[۲]۔

سیّد محمد کرمانی

صاحب جذبه و تقوی بود۔ درون قلعه سمت مغرب آسود و قبرش نابود :۔

سیّد کالو

بعضے او را شاه کالو گویند از خاندان شیخ فرید شکر گنج صاحب حالات عالیه بود۔ او آخر زمان سلطان زین العابدین بکشمیر آمده متصل زیارت سیّد محمد مدنی بطرف عدالت مسجد در مزار سنگین آسود۔ مرقد او محل فیوض۔

سادات پارسائیه

از اکابر سادات پارسا ہفت برادر نیک اختر در خطهٔ کشمیر آمده درون قلعه متوطن شدند و در کمال ورع و تقوی و زہد و ذکا آراسته بودند و در ذیل روضهٔ حضرت سلطان العارفین آسودند بعضے مورخان سیادت الشان را قائل نیستند۔ اسامی آنہا این است سید جلال، سید باقر، سیّد حسین، سید احمد، سید جعفر، سیّد ابراہیم، سیّد محمد۔ فقط۔

---

۱ : باید بود۔ "می کنند" ۲ باید بود۔ "بودند"

سید محمد عالی

ازسادات متعالی بکمالات صوری و معنوی عالی و از مجاہدات و ریاضات متلالی بود. و در عہد سلطان سکندر با عیال و اطفال رو بکشمیر آورده در موضع پہکر پورہ توطن فرمود و از حضرت شیخ نورالدین قدس سرہ ارشاد راہ طریقت حاصل نمود. سلطان زین العابدین اقطاع او از پرگنہ ناگام مقرر داشتہ مراسم خدمت کما ینبغی بجا مے آورد. چون رحلت فرمود با جمیع احفاد و ذریات خود در انجا آسود ٭

سید محمد بغدادی

از نجبای سادات عالیدرجات بود در محلہ دیدہ مر آسود ٭

سید نور شاہ بغدادی

بعد تحصیل کمالات طریقت و اقتباس نور معرفت رو بکشمیر آورده در موضع گنڈ دیلوہ سرقرار یافت و در افادہ خلق مشغول شدہ فیض بخشی نمود و در انجا آسود ٭

سید حسن بیہقی

فرزند ارجمند سید ناصر الدین بیہقی است[۱]. کمالات علوم معنوی از والد ماجد خود و از بابا حاجی ادہم حاصل کردہ در مجاہدہ و تقوی فرد یکتا بود.

می آرند کہ سلطان محمد شاہ نواسئہ او بود. چون پدرش سلطان حسن شاہ وفات نمود سید حسن کفالت و وکالت دخترزادہ برخود گرفتہ با مورات ملکی دخیل شد. امرای روزگار بروے حسد بردہ با چہل کس از سادات کبار در نشیمن نوشہرہ در سنہ ۸۹۲[۲] شہید کردند. قصہ آں در حصہ دوم مذکور است[۳] و مقبرہ سید حسن در محلہ دکان بشری بیٹ سر راہ مشہور ٭

۱: باید بود۔ "بود" ۲: برابر ۱۴۸۷ع ۳: رجوع کنید بہ صفحہ ۲۰۹ و ۲۱۰۔

کہ این واقعہ در عہد محمد شاہ بادشاہ کشمیر

سید محمد بیهقی

فرزند سید حسن بیهقی در علم و عمل بیهمتا بود. بعد شهادت پدر نامدار از قاتلان او قصاص [1]
گرفته همه را از تیغ گذرانید. و چندگاه در وزارت سلطان محمد شاه بسر برده از دست فتح شاه
شهید شد قصهٔ آن در حصهٔ دوم مسطور است.

میر محمد منطقی ثانی

بچهار واسطه از احفاد سید حسن منطقی و نتی پوره صاحب مقامات سنیه و حالات عالیه
بود و در عهد سلطان حسن شاه اقطاع او چند قریه در بانگل مقرر داشت که تا دور افاغنه احفاد او
میخوردند. مقبرهٔ او در محله تاشوان جوار مزار ملا فتو مشهور است.

سید محمد جمال الدین حافظ

فرزند سید کمال از احفاد سید تاج الدین صاحب جذبه و حالات عجیبه بود. چون ندای
ارجعی بشنید در حظیره جد بزرگوار خود آرمید.

سید نعمت الله

بن سید جمال الدین حافظ زبدهٔ افراد رجال و پیشوای ارباب حال بود. عمر عزیز خود در افادهٔ
خلق گذرانیده در مقبره اجداد مدفون است.

سید اسماعیل شامی

از سادات نامی و گرامی فرزند سید محمد قادری است که در تفرید و تجرید و ورع و تقوی بے در مجاهده
و مشاهده و فقر و فاقه و زهد فرد بیهمتا بود. بعد سیاحت روم و شام و هند و سند در سنه ۹۹۲ھ [2]
بجانب کشمیر توجه فرمود و خلق خدا را راه هدی نمود. چون حضرت شیخ داود خاکی حالات و کمالات

---

[1] ایضاً

[2] ھ : برابر ۱۵۸۴ع

رجوع کیند صفحه نمبر ۲۰۹ - ۲۱۰

آنجناب معائنہ فرمود باہمدیگر رابطۂ مواخات بستہ بمجالست و موالست یکدیگر محفوظ شدند
واجازت طریقۂ خود ببیک دیگر بخشیدند۔ فقط۔
می آرند کہ حضرت سید از شیخ داؤد خاکی درخواست طالبی نمود والیشان قدوۃ العرفاء میر
نازک شاہ را بوے سپردند کہ تذکرۂ آں در مجلس مشائخ می آید۔ بالجملہ حضرت سید خلق خدا را چند ماہ
رہبری کردہ بطرف ہند رجعت فرمود ؞

قاضی حبیب اللہ خوارزمی

سید صحیح النسب بود از ولایت طوران آمدہ در کشمیر توطن فرمود و طالبان راہ خدا را فیض
بخشی نمود۔ و در عہد حسین خان چک رتبۂ شیخ الاسلامی فزود۔ تالیفات اولیاء یادگار است
از انجملہ عقائد نصریہ کہ در اصول و فروع اہل سنت برائے ملک نصرت چک تصنیف کردہ
است و در بحث امامت و خلافت بسط بسیارے دارد مقبرۂ او در مزار سلاطین متصل دروازہ
مشہور است ؞

میر سید احمد کرمانی

از شہر کرمان آمدہ در قلمرو ہندوستان متوطن شدہ بودند۔ دراں اثنا یکے از سلاطین کشمیر
کہ از دست بنی اعمام خود منہزم گشتہ در ہندوستان حیران و پریشان میبود۔
روزے در خدمت حضرت سید رفتہ برای حصول مدعا التجا نمود۔ حضرت سید بعد وثوق عہد
و قرار در خصوص اجرای احکامات شریعت و رفع آثار رفض و بدعت او را بشارت تسلط کشمیر
داد و بجانب ایں سواد فوراً فرستاد۔ دراں اثنا بامداد دعای آں قطب اوتاد کلید فتح ایں
بلاد در دست آں نامراد افتاد و بالتماس او حضرت سید ہم رو بکشمیر نہاد، در اینجا رسیدہ بنیاد بدعت
و فساد و آشوب رفض و عناد و ظلم و بیداد ہمچناں برباد دید و از بدعہدی آں کاذب بدنہاد بسیار رنجید۔

فی الحال تیرے در شست کشیدہ بطرف آسمان پرانید و جان آں کاذب در قعر جہنم رسانید۔

انگاہ سلطان نازک شاہ مطیع فرمان ایشان شدہ خانقاہے برای خادمان آنجناب در محلۂ نزورہ بنا فرمود و سہ ہزار خروار برای وظائف خادمان درگاہ مقرر نمود و بعد چندے حضرت سید را در صفای باطن فتورے آمدہ از اقطاع مستغنی شدند و اوقات عزیزہ در توکل گذرانیدند و با مشائخ و اولیای انید یار مثل حضرت سلطان العارفین وغیرہ بسیار صحبت داشتند و از دریائے فیوض باطنی خود عالمے را قطارت بخشیدند بعدہ کہ حضرت سید فرید عصر و یگانہ دہر بود و در مزار کلان گنج بخش آسود۔

میر سیّد مسافر

فرزند دلپسند حضرت میر سید احمد کرمانی است[1]۔ صاحب حالات و مقامات برجستہ بود و در ورع و تقوی قدم بقدم متابعت والد بزرگوار خود میفرمود و جوار مرقد آنجناب بخواب آخرت آسود۔ پنجہ درفش[2] سرور کائنات و نعلین مبارک آں مفخر موجودات علیہ افضل الصلوٰۃ و اکمل التحیات معہ تبرکات دیگر کہ از حرمین الشریفین والد ماجد او ہمراہ آوردہ بود بخلیفہ خود بابا مسعود نزوری مرحمت فرمود کہ الحال در محلۂ نزورہ موجود است ؂

سیّد جلال

از خلفای برجستہ سید احمد کرمانی است و در علوم تصوف فرد یگانہ و فخر زمانہ بود و در ترویج طریقۂ خود جہد بلیغ فرمود و در حظیرہ مرشد بزرگوار خود آسود ؂

سیّد محمد نعلین پوش

اواخر عہد چکان رونق افروز انید یار شدہ حالات و کمالات عالیہ داشت۔ عمر عزیز در خلوت و انزوا گذرانید و ہمیشہ چشم دیدن از دیدن اغیار ہمے پوشید و روی بیگانہ نمے دید۔

---

[1]: باید بود۔ "بود" [2]: درفش نام عَلَم کاوۂ آہنگر لیکن درینجا مقصود "مطلق عَلَم"

بنابراں بعین پوش شہرت یافت و در محلہ حول بہ سبیل عام مدفون است ؛

سیّد جمال الدین بخاری

خلیفہ قدوۃ الاقطاب حاجی عبدالوہاب بود کہ بشش واسطہ بجناب مخدوم جہانیان میرسد و در ولایت و سعادت شانے عجیب داشت و در آخر عہد سلاطین کشمیر باشارہ سردار عالم صلی اللہ علیہ وسلم باینیار جنت آثار تشریف آوردند و از کولہ پورہ جسر نخان کہ مردے صالح بود ہمراہ گرفتہ در خانقاہ ملک احمد یتو نزول اجلال فرمودند۔ فقط ؛

حضرت سلطان العارفین میفرمودند کہ چوں آنحضرت با دولت و عظمت دراں بقعۂ بابرکت اقامت کردند ہمدراں شب کسے مرا گفت کہ حق سبحانہ و تعالیٰ بعنایات خود برای تکمیل تو شخصے محقق زمانہ و فرد یگانہ صاحب عظمت و تمکین مسمی سید جمال الدین قدس سرہٗ دریں شہر رسانید کہ نسبت سلسلہ و خلافت او معنعن بحضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرسد و امشب در خانقاہ ملک احمد یتو است. میباید کہ میروی فردا در خدمت او و بیعت کنی با او، و لازم پنداری مطاوعت او۔ پس رفتم فردا در خدمت ایشان و نشستم در صف نعال ہیچیان کہ ہیچ کسے پائین کسے ندید و بعد اقتباس انوار دیدار ایشان باز آمدم بکلبۂ احزان خود چون روز دوم باز رفتم و در صف پائین نشستم آں حضرت مشفقانہ بمن نظر کردند و نوازشہا فرمودند و گفتند کہ امشب تمامی حالات و مقامات تو و ہیچیدگی پائی تو روشن کرد حق سبحانہ و تعالیٰ بر من و حکم شد مرا برای تربیت تو اکنوں قبول کردم ترا بالفرزندی خود پس عطا کردند مرا ہمانروز طاقیۂ خود و فرمودند کہ بگذار ایں طاقیہ مبارک من بر سر و روزی چند در خلوت نشستہ استخارہ کن. پس رفتم و باجازت ایشان در مقام خلوت نشستم و دیدم بہ برکت آں طاقیہ حالات عجیبہ و واقعات غریبہ۔

چون از خلوت موعود برآمدم و عرض کردم واقعات خود در خدمت ایشان پس تربیت

کردندمرا تا عرصۂ شش ماہ و مبدل میشد حالات من روز بروز از حالے بحالے و از مقامے بمقامے تا آنکہ رسیدم بجائیکہ روشن شد بر من اسرار غیبی و رموز لاریبی۔ پس عطا کردندمرا خط خلافت آنگاہ رخصت سفر بر بستند و عزم رجعت فرمودند من نیز عرض کردم کہ ہمراہ باشم منظور نفرمودند بعد ازاں وداع کردندم و مرا در ہر واقعہ و ہر حادثہ حاضر می بودند ؛

مثنوی :-

در پناہ پیر صاحب راے باش | پیر را سر دان و خود را پای باش
سایۂ رہبر است از ذکر حق | یک قناعت بہ کہ صد نوبت طبق
چشم بینا بہتر از پانصد عصا | چشم بشناسد گہر را از حصا
دست پیر از غائبان کوتاہ نیست | دست او جز قبضۂ اللہ نیست

میر بابا حیدر

ایشان در کتاب مصنفۂ خود ہدایت المخلصین صاف نوشتہ اند کہ من رسیدم از گجرات آمدہ ام اما مؤرخان دیگر مثل صاحب اسرار الابرار وغیرہ سیادت آنجناب بر زبان قلم نیاوردہ اند بلکہ حضرت میر از خلفای حضرت سلطان العارفین ابو الوقت بود۔

در ریاضات و عبادات و خرق عادات فرو یکتا بود۔ اکثر اوقات جنیاں از خدمت ایشان استمداد میکردند و کتاب ہدایت المخلصین در حالات و کرامات مرشد بزرگوار خود حضرت سلطان العارفین تصنیف کردہ است ؛

بعضے مؤرخان میگویند کہ نسخۂ مذکور از کلام ایشان نیست بلکہ بعضے باباہای موضع بربرین بوت دعاوی وراثت خود و اشاعت نسبت اخوت بابا علی رینہ با حضرت مخدوم اختراع کردہ با ایشان منسوب داشتہ اند[1] و بنظر عالمگیر بادشاہ گذرانیدہ اند۔ و نیز قاضی خان جانب داری آنہا کردہ

[1]: باید بود۔ "کردہ اند"

وراثت آنہا بپایۂ ثبوت رسانید واللہ اعلم بحقائق الامور۔

مدعا کہ حضرت میراز اولیای روشنضمیر بود۔ ۸ ماہ محرم ۹۹۹ھ[1] رحلت فرمودو درموضع تولہ مولہ آسود. عرس ایشان ہشتم بادرت ساون سدی دہم بحساب کشمیری مقرراست ؛

خواجہ ضیاءالدین محمد

از نژاد خواجگان بخارا مصاحب پادشاہ کشمیر بود. یکہزاروبہمد خرواد منصب داشت چوں درسلطنت اینجا خلل رفت دیداز مصاحبت دامن کشید وبہ تربیت حضرت سلطان العارفین فائز گشتہ درعالم شہود سبقت نمود. طبع موزون داشت اشعار آبدار میگفت. حضرت مخدوم بااوالتفات بسیار میکردند چوں انتقال نمود درصحن مرشد کامل آسود ؛

سید محمد دولت

وسید محمد عالم وسید محمد اعظم وسید محمد عادل ہرچہار کس ازہند آمدہ مرید حضرت محبوب العالم شدند. عمر خوددر مجاہدہ ومشاہدہ بسر بردند ؛

خواجہ خاوند محمود نقشبندی[2]

فرزند میر سید شریف از اکابر سادات بخارا بود کہ نسب ایشان بہ پنج واسطہ تا حضرت خواجہ علاءالدین

---

[1] برابر ۲۷ اکتوبر ۱۵۹۰ع [2] نسب نامۂ خواجہ خاوند محمود وحضرت خواجہ بہاءالدین نقشبند :۔ خواجہ خاوند محمود بن میر سید شریف بن خواجہ محمد ضیاء بن خواجہ میر محمد بن خواجہ تاج الدین حسین بن خواجہ علاءالدین نبیرہ بن خواجہ حسین عطار بن خواجہ علاءالدین عطار قدس سرہ داماد وخلیفۂ نیک نہاد خواجۂ بزرگ خواجہ بہاءالدین نقشبند بخاری رضی اللہ عنہ است وحضرت خواجۂ بزرگ بن سید محمد بخاری بن سید جلال الدین بن سید برہان الدین قلیچ بن سید محمد رومی بن سید محمد لولاق بن سید محمد صوفی بن سید معزالدین بن سید محمود جلیج بن سید علی اکبر بن امام حسن عسکری بن امام محمد تقی بن امام محمد نقی بن امام موسیٰ علی رضا بن امام موسیٰ کاظم بن امام جعفر صادق بن امام محمد باقر بن امام زین العابدین بن امام حسین شہید رضا بن حضرت علی المرتضیٰ زوج البتول وخلیفۃ الرسول محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم وکرم اللہ تعالیٰ وجہہ
(نقل من رسالہ مرآۃ طیبہ من کلام خواجہ محی الدین ہادی نقشبندی قدس سرہ)

علاوہ میر حضرت الشان در ریعان جوانی بتوفیق ربانی از خواجہ محمد اسحٰق دہ بیدی شرف بیعت یافتہ اند واز روح پاک حضرت خواجہ بزرگ قدس سرہ نیز در سلوک راہ باطنی امداد واعانت یافتہ بر اقران دوران فائق شدہ اند. بعد طی مراحل سلوک رخت سفر بستہ از بخارا برآمدند و چندگاہ در گجرات قیام کردند. از آنجا بہوای گلگشت کشمیر بخاطر آمدہ مدتے رونق افزای این دیار شدند. و طالبان راہ خدا را رہبری فرمودند و بعد مدتے باز بہوس سیاحت بلاد ہند بخاطر آوردند و اطراف ہند را سیر کردہ باز بکشمیر آمدند و در باغ حسین شاہ چک کہ الحال بخواجہ بازار معروفست با اہل و عیال خود سکونت اختیار فرمودند. چون ملجای حکام و مرجع خاص و عام شدند از پیشگاہ سید انام علیہ الصلوٰۃ والسلام برای تعمیر خانقاہ اجازت یافتند پس موجب مصلحت بعضے اعیان دوران خانقاہ حضرت محمد امین اویسی کہ در موضع اشم معطل بود بتجویز مفتیان از آنجا بر داشتہ درمیان باغ مذکور نصب کردند و چہل و پنجہزار روپیہ در بنای آن صرف نمودند. در آن اثنا فساد شیعہ و سنی بوقوع آمدہ حضرت الشان را درین فساد متہم کردہ نزد شاہجہان بدہلی فرستادند. و بعد ملاقات پادشاہ بامر او در لاہور توقف فرمودند و فرزند ارجمند خود خواجہ معین الدین برای ترویج طریقہ و اہتمام خانقاہ باجازت پادشاہ بکشمیر فرستادند و حضرت الشان در سال یکہزار و پنجاہ ۱۱ ماہ شعبان نقل فرمودہ در لاہور آسودہ اند.

تاریخ

سال تاریخ رحلتش ہاتف — بود و سے صاحب فضایل گفت

میر حمزہ کبیری

از اولاد سید حاجی مراد مرید شیخ یعقوب صرفی است و میر محمد خلیفہ پیر صحبت او بود و از فیض صحبت بابا والی ہم بہرور گشتہ در کمالات علوم صوری و در حالات و مقامات راہ معنوی شانے عجیب داشت و بعد وصال مرشد باکمال بارشاد عباد مشغول شدہ جمع کثیر را بدرجۂ شہود رسانید و نسخۂ مختصر در حالات

حضرت ایشان[1] تصنیف کرده است. در سنه ۱۰۲۶ھ[2] رحلت نمود و در موضع کریری آسود ::

میر باقر

خلف الصدق میر حمزهٔ کریری است. کسب معانی از والد ماجد خود نموده با حضرت میر محمد خلیفه بهره اندوز صحبت گشت. و از حضرت صرفی هم نظرے داشت هنگام سیر پکهلی هم رکاب آنجناب بود. قبولیت بسیار یافت بالجمله اوقات عزیز در حسن اعمال و اشغال بسر برده در حظیرهٔ آبای خود مدفون است ::

میر محمد یوسف

برادر زادهٔ میر حمزهٔ کریری است. از میر محمد خلیفه دستِ انابت گرفته باشغال طریقت عامل گشت چون حضرت ایشان بحرمین نهضت کردند و هنگام معاودت در اکبرآباد رسیدند میر محمد خلیفه خطے بدست میر یوسف داده نزد حضرت ایشان فرستاد. در اثنای راه هر روز او را طعامے از غیب میرسد. چون در اکبرآباد ورود یافت بنظر اول حضرت ایشان کشف عام ملکوت حاصل کرد و بار بتعیین مامور شد. گویند در حین خلوت اربعین یک چشم او بیکار شد و لوجهے پرداخت آن ننمود. چون بطرف کشمیر رجعت فرمود حضرت ایشان بنام خلیفه تحریر ساخت که میر یوسف را فرستادند. زر او بمحک امتحان زدیم. همچنان سره برآمد که صد هزار صراف از روشنای زر او بمحک خواهند رسید. میر حمزه را بگوئید که برای میر یوسف خط ارشاد بنویسد. چون میر یوسف بوطن آمد در اثنای راه هر روز طعامے از غیب می یافت و هفت فلوس که از اینجا زاد راه همراه برده بود باز گشت آورد. چون رحلت نمود در حظیرهٔ جد بزرگوار آسود ::

---

[1] : مفقود از شیخ یعقوب صرفی

[2] : برابر ۱۶۱۷ ع

میر شمس الدین اندرابی

بن سید ابراہیم از سادات صحیح النسب بود در عہد سلطان زین العابدین بکشمیر آمدہ در محلہ ملارٹہ توطن فرمود. سلطان اورا از اہل علم و عمل و صاحب خوارق دانستہ مدارج تعظیم و تکریم بجا آورد و برائے خادمان ایشان در محلہ مذکور خانقاہے بنا ساخت و برائے مصرف لنگر خانقاہ آمدنی[1] چند قریہ وقف نمود چوں حضرت سید انتقال فرمود درون قلعہ در ذیل مسجد ملا شاہ آسود۔

سید نعمت اللہ قادری

از احفاد حضرت غوث الاعظم خلیفہ شیخ درویش قادری است قدست اسرارہم کہ در عہد چکاں از ہند آمدہ خطۂ کشمیر را رونق بخشید و در محلۂ کچہ بل عرصۂ چند گاہ آرمید و جمعے کثیر مثل میر میرک اندرابی و حاجی بابای قادری وغیرہ بدرجۂ تکمیل و ارشاد رسانید. اکثر اوقات بحفظ نسبت معنوی شاغل میبود احیاناً بوجد و سماع ہم رغبت میفرمود و بصحبت حکّام و اغنیاء اصلا میل نمود.

می آرند کہ چند مرتبہ ضیافت ابنای روزگار قبول کرد و در نسبت خود فتورے یافت.

روزے در خانۂ میر نازک قادری رفتہ از قصور احوال خودش شکوہ نمود. حضرت میر شبانہ حصّہ طعام رابتہ خود کہ از کسب عورات بود بوی داد و بمجرد تناول آں صفائی باطنش بدستور حاصل گشت پس حضرت میر اورا فرمودند کہ در حفظ نسبت خود خبردار باید بود و از شبہات اجتناب باید نمود و الا ایں لقمۂ ہر کس را امکان نیست. مدّعا کہ حضرت سید چند گاہ در محلۂ کچہ بل اقامت فرمودہ بجانب ہند رجعت کردند.

میر میرک اندرابی

خلف الصدق سید شمس الدین اندرابی و نواسۂ میر افضل منطقی است. اول[2] اویسی بود. عاقبت

---

[1] لفظ آمدنی زیادہ در نسخہ (د)
[2] اولاً در نسخہ (د)

دست انابت بدامن شاه نعمت الله حصاری زده درجهٔ مشاهده حاصل نمود تا عرصهٔ چهل سال همیشه قایم اللیل و صایم الدهر میبود. اکثر اوقات در صحبت خاص سرور عالم صلی الله علیه وسلم و خلفای راشدین مستفیض میشد و با ارواح اولیای کبار صحبت میداشت. مستجاب الدعوات در همه حسنات بود. آخر عمر دختر سید عبدالله بن سید محمد حسن قمی را در عقد آورد و سه پسر و شش دختر از وی متولد شدند. از انجمله یک صبیه طراز بالین شیخ داود خاکی بود. فرزند اولش سید محی که در محلهٔ ملارٹه جانشین پدر شده بود در جوار مرقد پدر بزرگوار آسوده و ذریت او در محلهٔ ملارٹه و رتن پوره و لولاب موجود است. فرزند دومش سید احمد قاسم در موضع پوچهل[ع] آسوده. احفاد او در انجاست. فرزند سومش سید یوسف در موضع گیرو متوطن و متوفی شده اولاد و احفاد او در ان قریه پابرجاست. مدعا که حضرت میر در عهد خود فرد یکتا بود. پنجم ماه صفر سنه ۹۹۰ھ[۱] رحلت نمود و در محلهٔ ملارٹه آسوده ۞

تاریخ

چون سید ز دنیای دون نقل کرد	زاوتاد و ابدال بود است فرد
پی سال تاریخ آن نام جو	بگفتا خرد شیخ و سید بگو

۹۹۰ھ

میر شاه بابا

نبیرهٔ میر میرک اندرابی است. عالم تحریر و فاضل بی نظیر بود. بعض علوم از ملا باقر نارهٔ للو اخذ نمود. همیشه بدرس علوم دینی اشتغال داشت. در عین جوانی از دنیای فانی درگذشت ۞

میر ابو الفتاح

فرزند سید محمد منطقی ثانی و داماد حافظ بصیر خنده بونی صاحب حالات و مصدر کمالات بود. ۱۷ ر رجب سنه ۹۴۱ھ[۲] در تیوچهه آسوده ۞

---

۱ برابر فروری ۲۹ ر ۱۵۸۲ء

۲ برابر جنوری ۲۲ ر ۱۵۳۵ء

ع پوچهل. تحصیل پلوامه

سیّد ابراہیم خان

خلف سید محمد بیہقی در علوم صوری و معنوی ممتاز و در ریاضت و مجاہدت جانباز بود.
در عہد سلطان محمد شاہ موجب رشتۂ قرابت قریب چند سال مدار المہام مملکت شدہ بود و ملک کشمیر
جاگیر داشت. کیفیت جاہ و ثروت و حکومت او در حصۂ دوم[1] مذکور است. چوں رحلت نمود
در مزار سلاطین آسود.

سیّد مبارک خان بیہقی

فرزند سید ابراہیم خان مرید حضرت محبوب العالم بود. در زمان حکومت چکان اولاً وزارت
یکی ساله در سنه ۹۸۸ھ تاج جہانبانی بر سر داده تا عرصۂ ششماه و در وزیر ملک کشمیر حکمرانی نمود. و قتیکه
اکبر شاه خطۂ کشمیر را در قبضۂ اقتدار خود آورد و سید مبارک خان با جمعی از اعیان کشمیر بحضور طلبید و
سید مبارک خان را حکومت کشمیر بخشید. وی بے اصلا قبول نکرد موجب آں پادشاہ دلتنگ
شدہ سید موصوف را بطرف بنگالہ فرستاد و در اثنای راہ وفات یافت حالات او در حصۂ دوم[2] مشروح
است "شہید رفت" تاریخ است.[3] ۹۹۹ھ

تا ایں جا ذکر سادات بیہقی موجب کتاب است. آئندہ مطلق ہیچ خبر او نہ

سیّد حمید

از سادات عالیہ صاحب حالات و ریاضات بود. غازی چک بنا بر تعصب او را در ہانجی
ویرہ شہید نمود. و لاشۂ مبارک از خود بخود بغیر سر شبانہ در محلۂ زالڈگر رسید و سگان جسد او را فی فطرت

---

[1]: رجوع کنید بہ صفحہ ۲۹۶ (حصۂ دوم تاریخ حسن)

[2]: رجوع کنید بہ صفحہ ۳۰۱ (" " " ")

[3]: ۱۵۹۰ و ۱۵۹۱ء

میکردند. فردا مردمان لاشۂ او شناختہ در محلۂ مذکور دفن کردند و سرش نیافتند.

سید شمس الدین

خلف سید نعمت اللہ از احفاد سید تاج الدین صاحب ورع و تقویٰ بود. در مقبرۂ سید تاج الدین آسودہ:

سید علی

فرزند سید شمس الدین از اہل صفا بود. در خطیرۂ اجداد خود مدفون است ـ

سید شمس الدین نوشہری

فرزند ارجمند سید حاجی احمد از احفاد میر سید یوسف ہمدانی است کہ عم سید شہاب الدین[1] ہمدانی بود و ارادت معنوی بحضرت خواجہ حبیب نوشہری داشت. در ریاضات و مجاہدات فرد یکتا بود. در نوشہرہ مدفون است۔

سید میر خان

از سادات عالی درجات بود. در عہد سلاطین بکشمیر آمدہ بخدمت حضرت سلطان العارفین رضی ارادت آوردہ و بریاضات و مجاہدات عامل گشت تاکہ درجۂ عالی یافت:

گویند سید موصوف را[2] در فن گلکاری مہارتے عجیب داشت. بنابر آں بفرمان مرشد عالیشان زیر دامان جنوبی کوہ ماران سورے بلند انداختہ زمینے مسطح و مستوی ساخت و در انجا رابطہ آرامت افراخت. حضرت مخدوم اکثر اوقات در انجا رفتہ نظر میفرمودند و سید میر خان وصیت کردند کہ مدفن من در ینجا باشد. پس مطابق فرمان عالیشان ہمچنان بوقوع آمد کہ مرقد آنجناب مانند آفتاب در انجا روشن و ہویدا است. در روضۂ سید میر خان از روضۂ عالی سمت مشرق پیدا۔

---

[1] : پدر بزرگوار حضرت امیر کبیر قدس سرہ، [2] "را" در ینجا زیاد است

عہ : از روضۂ عالی جناب حضرت مخدوم سمت مشرق واقع است۔

پس عنایت اللہ خان حاکم صوبہ در ایام حکومت خود صحن روضۂ عالی را وسعت دادہ سوری کہ فی الحال موجود است از تعمیر اوست ؛

سید حسن قمی

در عہد سلاطین از بلاد قم آمدہ در پرگنۂ زینہ گیر رخت اقامت انداخت. روایت[1] افادہ افراخت واز فیوض باطنی خود جمعے کثیر را بہرور ساخت مرقد او در موضع سیدپورہ مشہور است ؛

سید عبد اللہ

فرزند سید حسن قمی صہر میر میرک اندرابی است. صاحب ریاضات وورع وتقوی بود عمر عزیز خود در افاضہ بسر نمود. در آخر عمرش شخصیکہ رافضی سنی نا بود دختر خودش نذر فرمود وسید موصوف برای خدمات لابدیہ آں دختر را در عقد تزویج خود آورد دو سید احمد از و متولد شد. دران حال حضرت سید انتقال فرمود. ولپسرش را جد مادری خود پرورش داد وتعلیم وتربیت او آن پسر مذہب شیعہ بر خود قبول نمود. کہ تا حال زیارت او در نید یار موجود است. ومرقد او در احمد پورہ مشہور ازیں رو مرقد سید حسن قمی در تصرف مردم شیعہ در آمدہ اہلسنت اصلا در انجا نمیروند ومردم شیعہ مقبرۂ او را قبلہ حاجات پندارند ؛

میر باقر

از احفاد سید مبارک خان بیہقی صاحب کمال واہل حال بود در موضع نیوہ پرگنہ چھیرات آسودہ ؛

میر فاضل

خلف وخلیفہ میر باقر برجستہ احوال وستودہ افعال بود خلفای برجستہ داشت در موضع نیوہ آسود ؛

---

[1] صحیح رایت بمعنے نشان وعلم

سیّد احمد قریشی

از مدینهٔ شریف آمده در موضع دچهنه پرگنه کوپهامه انزوا فرمود و در آن قریه آسوده.

خواجه معین الدّین نقشبندی

فرزند ارجمند حضرت خواجه خاوند محمود در علم صوری و معنوی فرید عصر و یگانهٔ دهر بود. از والد ماجد خود طی مراحل سلوک نموده خطهٔ ارشاد حاصل کرد. و بر مسند خلافت او جلوس فرمود. در هنگام فساد اهل تشیع همرکاب والد ماجد خود بدهلی رفت. چون حضرت خواجه بفرمان حضور در شهر لاهور سکونت فرمودند والیشان بفرمان والد خود برای ترویج طریقهٔ علیه و آبادی خانقاه و اهتمام لنگر و جاگیر بکشمیر آمدند. و در تزئین خانقاه و ترویج سلسله مشغول شدند. تعظیم علماء و فقها بسیار میفرمودند. باوجود صفائی معنوی حسن لقای صوری بکمال داشت احسن الوجه و احسن الاخلاق بود پادشاه چون شمایل ایشان دید بنهایت خوش شد. یکی از امرای دربار که شیعه بود ایشان را بابت طوالت محاسن شریف که یک قبضه افزون بود اعتراض نمود حضرت خواجه فرمودند که لحیهٔ خود علی الرغم شیعه دراز گذاشته ام فقط.

گویند تمامی علما و فضلا و حکام و اهل عدالت در خدمت آنجناب مستفید میشدند. و کسب حل دقایق و معانی از ایشان میفرمودند. فضایل پناه ملا محمد طاهر و ملا ابوالفتح کلو و ملا یوسف مدرس و ملا عبد النبی و شیخ احمد مفتی وغیره همیشه در مصاحبت و مجالست ایشان حاضر میبودند. و حضرت خواجه باتفاق فتاوای نقشبندیه مرتب فرمودند و غیر ازین تالیفات و تصنیفات بسیار از طبع وقاد ایشان یادگار است و رساله در حالات والد بزرگوار خود تصنیف کرده اند و نسب خود بخواجه علاء الدّین عطار منسوب میدارند و سند ارشاد تا حضرت خواجه عبید الله احرار[۱] میرسانند.

---

[۱] : مقصود میکنند

مدعا که طریق نقشبندیه بتوجه ذات ایشان و والد بزرگوار ایشان درین ملک رواج یافت
و از یاران خاص او بسیار کسان بر مسند ارشاد استقلال یافته در ترویج طریقه جهد بلیغ بکار بردند.
چون عمر مبارک حضرت خواجه از هفتاد متجاوز گشت در سال هزار و هشتاد و پنج سلخ[1] ماه محرم الحرام
انتقال فرمودند و در صحن خانقاه بخواب استراحت آسودند.

از انجا که سه فرزند ارجمند ایشان پیشتر از جهان رفته بودند. و از فرزندان صغیر کسی قابل خلافت
نبود بنا بران حرم محترمه ایشان که صبیه صفیه خواجه عبد الرحیم ده بیدی از بطن خواهر عالمگیر بادشاه
بود اهتمام خانقاه داری و انتظام امور خانداری بکمال دیانتداری و جانسپاری بجا آورده مردم
اقاصی و ادانی را دلخوش ساخت فقط.

میر خداداد

پسر میر شمس الدین نوشهری از سادات عالیه درجات بود چون ذوق خداپرستی دریافت
بخدمت مولانا محمد یعلی کبروی بشتافت و در فقر و فاقه ریاضات شاقه بعمل آورده بدرجه قرب و
معیت اعتلا نمود و صبیه صلبیه ایشان در عقد شاه محمد فاضل قادری بود و در محله نوشهره
جوار خانه آسوده[2].

میر سید علی خان

از سادات بخارا است پدرش مسمی سیف الدین خان از امراے چکان شیعه شنیعه بود روزی حضرت
بابا نصیب الدین غازی در قصبه چوداره نزول اجلال فرمود و سیفخان موصوف از روی تعصب غضب

---

[1] برابر ۲۶ اپریل ۱۶۷۴ء
[2] ه : خانهٔ خود آسوده (نسخهٔ ی)

حجرے کہ حضرت بابا ازآں عبور فرمودہ بودند. از دست ملازمان خود لشویانید. چون حضرت بابا ایں خبر بشنید و گفت کہ وی پل را شست وشو نمود ومن خاطر او را شست وشو خواہم کرد. فی الحال نو بارۂ زندگانی او سید علیخان کہ در عنفوانِ جوانی بود در کمند جذبہ بند کردہ پیش خود آوردند و بنظر فیض اثر در دوے دیدۂ خاطر او بنور و صفا منور کرد. و از ہوا وہوس دنیا باز آوردند پدرش ہر چند جد وجہد نمود اما باز مراد از دست او رفتہ اصلاً باز نیامد پس سید علی ترک خانماں کردہ درمیان غارے مدت دوازدہ سال انزوا نمود و در ریاضات و عبادات جہد بلیغ فرمود تا کہ خود را بدرجۂ معیت و شہود رسانید. پس پدر خود سید سیف الدین را بزور توجہات باطنی راہ ہدایت نمودہ از کیش خود تائب ساخت و از تعلیم و تربیت خود درایت ہمت او بدرجۂ تکمیل و ارشاد افراخت. مقبرۂ ہر دو بزرگوار در موضع چیوڈارہ مشہور است. و ذریات ایشان تا حال در آنجا موجود و وفات میر علیخان در سنہ ۱۰۸۳ھ[1] مشہور.

شاہ محمد فاضل قادری

نسب ایشان بشش واسطہ تا حضرت غوث الثقلین میرسد. اوقات در تجرید و تفرید بود و امر تزویج بر خاطر مبارکش دشوار می نمود. لیکن بحکم فانکحوا متاہل شدہ در سنہ ۱۰۹۲ھ[2] خطۂ کشمیر را رونق بخشید. قریب یکصد کس از اہل و عیال و خیل و خدم ہمراہ داشت مقتدای اہل توکل بود. از صد تا ہزار ہر چہ میسر میشد در یک لحظہ بمستحقان میرسانید. با وجود عسرت و تنگی چیزے ذخیرہ نمیکرد. مسافراں صادر و وارد را قوت و کسوت دادہ خرچ سفر ہمراہ میداد. وظیفہ خواراں را نوع رعایت میکرد کہ موجب تحیر میشد. باطن ایشان بکمالات علیہ مستور و متجلی بود و فنای وجود و نفی صفات وجود از و مفہوم میشد.

---

[1] : برابر ۱۶۷۲ء [2] : برابر ۱۶۸۱ء

میفرمودند که مراقبه وقتی ز دقتی و حالی میبود که باوجود سنِ شباب بصورت طفل شیر خواره که بر دست‌ها
میگیرند متصور میشدم و باز بوجود اول عود نمودم "و در ایام تجرید تنها البسبیل خوفناک میرفتم و نمی ترسیدم"
و گاهی در ایام زمستان میان آب بدعوات مشغول میشدم و آن جامه‌های تر بر بدن خشک
می‌نمودم و تعلق زن و فرزند بر خود مثل کوه قاف گران می‌یافتم. حلم و علم و جود و سخاوت الشان محتاج
به بیان نیست. در سنه ۱۱۱۷ھ روز چهارشنبه ۹ جمادی الاول کسوت حیات دریده در محلهٔ خانیار آرمیدند
تاریخ زده سر زآسمان هاتف بگفتا ، بگو "سید محمد فاضل ما"

سید حسین پهکلی

بیک واسطه از خلفای میر محمد خلیفه صاحب حالات و ریاضات عالیات بود. مدت چند سال
در کشمیر گذرانیده بزیارت حرمین الشریفین نهضت کرد و هنگام مراجعت بملاقات شاه عالم بهادر رسیده
اخلاص بهم رسانید و بعد مدتی در سنه ۱۱۲۲ھ باز بکشمیر آمده دو ماه توقف کرد. وقتیکه بازگشت در اردوی
پادشاه رسید بیمار شده بوطن آوردند و در آنجا مدفون است ؛

سید ماه روشن

عم سید حسین پهکلی و خلیفهٔ میر محمد خلیفه بود. مدتی در سیر و سیاحت گذرانید و با اولیای کبار
صحبت داشت. عرصهٔ چند سال بر روضهٔ مطهرهٔ حضرت امیر مجاور بود. و از روح مبارک آنجناب
فیضیاب میشد. بعد زیارت حرمین الشریفین بکشمیر آمده در قصبهٔ بره موله اقامت فرمود و
در آنجا بخواب آسود.

ل در نسخهٔ ی "عبارت خط کشید دریافته شد ۲ برابر ۱۸ اگست ۱۷۰۵ع
۳ . آرمید (نسخهٔ ی) ۴ برابر ۱۷۱۰ع
۵ . بخوابِ آخرت آسود (نسخهٔ ی) | ع ه = بحساب ابجد قیمت حروف "سید محمد فاضل ما"
۱۱۱۸ می رسد - ج - آر

میر ایوب بخاری

از سید شریف کچکینی در علوم صوری و معنوی تلمذ فرمود پس به هند آمده در خدمت میان عبد النبی سیارم چوراسی که مقتدای مشائخ هند بود طے مراحل سیر و سلوک فرموده در عهد فرخ سیر خطهٔ کشمیر را رونق بخشید و طالبان راه خدا را هدایت فرموده در محلهٔ گوته پوره آسوده ؛

سید حسن خان

خلف و خلیفهٔ میر علیخان چیوڈاری مهبط فیوض باری و معدن علوم [?] بود در ریاضات و مجاهدات و ضبط اوقات و کشف و کرامات حالات عجیبه و کمالات غریبه داشت. اکثر اوقات سکر و مستی بروے غلبه میکرد. روزے در حالت مستی از بام خانه بزیر افتاد و ضربے بوسے [?] رسید. در مقبرهٔ اسلاف مدفون ؛

میر افضل

بن میر محمد طاهر[1] از احفاد میر میرک اندرابی بود و از شاه ابوالحسن قادری و از شیخ جته مالو اکتساب فیوض معنوی فرموده پسانه از والد بزرگوار خود خرقهٔ ارشاد حاصل نمود. وقت از کتابت کلام الله [?] می آورد. عمر عزیز خود در خلوت و انزوا گذرانید. در سنه ۱۱۳۰ھ[2] انتقال فرمود. در حظیرهٔ اجداد آسوده ؛

میر محمد هاشم

خلف و خلیفهٔ سید علیخان[3] که نسبت الشان بپانزده واسطه تا حضرت غوث الاعظم رضی الله عنه میرسد. اوائل سنه ۱۱۳۰ھ[4] خطهٔ کشمیر را رونق بخشید. صاحب طاعت و ریاضت و تقوی بود و در هر شب و روز گاهے یک ختم کلام الله گاهے دو ختم در نماز میخواند و از صحبت مردم فراغ میداشت بعد نماز فجر

---

۱. در نسخهٔ ی میر طاهر مرقوم است. ۲. برابر سنه ۱۷۱۸ع

۳. در نسخهٔ ی بجاے "غوث الاعظم رضی الله عنه" "قدس سره" مرقوم است. ۴. ۱۷۱۷ او ۱۷۱۸ع

تا اشراق و بعد عصر تا مغرب و گاہے تا آخر شب و بعد نماز جمعہ علی الدوام ذکر جہر میکرد. آخر شوال سنہ ۱۱۳۶ھ[1]
مجموم شد فرمودند کہ چقری پیدا باید کرید عرض کردند کہ برای چہ؟ فرمودند کہ اگر کسے بمیرد میان آن
دفن کردہ شود ہنگام نزع رو بآسمان کردہ بسرعت تمام قرآن میخواند. وقت رحلت اسم ذات بطریق
ارہ از سینہ او مسموع میشد چون رحلت نمود در گو جوارہ آسود.

تاریخ. گوہر علم و یقین میر محمد ہاشم

اخوند ملا طیب

صاحب حالات عجیبہ و کمالات غریبہ خلیفہ ارشد بابا نصیب الدین غازی است و از عزیزے
دیگر بہرۂ نقشبندی ہم یافتہ بود و با بسیارے از اولیای کبار صحبت داشت. عاقبت در صحبت قلندری
احوال ایشان متغیر شدہ بسکر انجامید و مغلوب گشت و از مداومت صلوٰۃ خمسہ بیفتاد بعد از
چندے بحال خود باز آمدہ بر مسند مشیخت بنشست. حالات و کرامات او از حد تحریر بیرون است و از
تقریر افزون طبع موزون داشت. دیوان اشعار او پر از راز و نیاز و سوز و گداز است. سیادت ایشان
از مورخان کسے ثابت نمیکند لیکن راقم الحروف دیوان طبعزاد ایشان را مطالعہ نمودہ سیادت خود بچند جا ثنا
کردہ اند. واللہ اعلم. وفات ایشان ۲۲، ذوالحجہ سنہ ۱۰۸۶ھ[2] مسطور است و مرقد ایشان در
واتل کدل مشہور است.

تاریخ ایکہ پرسی ز وصل سید ما شیخ دین ہادی انام بگو

اورنگ زیب در سال سنہ ۱۱۱۴ھ[3] بر تربت ایشان روضہ سنگین ابداع نمود.

تاریخ سال تاریخ این خجستہ مکان روضہ طیب امام بگو

[1] برابر جولائی سنہ ۱۷۲۳ع: [2] برابر فروری، ۲۹ - ۱۶۷۶ع
[3] ۱۷۰۲ - ۰۳ - ۱۷ع

شیخ غلام محی الدین تجدید آں نمود۔

خواجہ نور الدین محمد آفتاب نقشبندی

ابن نظام الدین ابن خواجہ محمد اشرف ابن خواجہ معین الدین نقشبندیست قدس سرہ
در عنفوان شباب از ہر باب اکتساب کمالات صوری و معنوی نمودہ یگانۂ عصر بود۔ و تعلیم
اشغال باطنیہ و تلقین وظائف معنویہ و اجازت و ارشاد طالبان از خواجہ احمد یسوی حاصل
نمودہ در ضبط اوقات و توفیق طاعات و خرق عادات شانے عالی داشت و در نان دہی و
جوانمردی از جاگیرداری و لنگر پروازی نام نیک یادگار گذاشت و در سنہ ۱۱۵۶ھ ۶ رشعبان انتقال
فرمودہ و در مزار آبائی آسود۔

تاریخ :۔

رفت آں سالار ملک معرفت — در رکابش صد ہزاراں فوج دل
اعظم از یک ذرہ کم تاریخ یافت — بود خواجہ آفتاب اوج دل
۱۱۵۵ھ

میر عبد الوہاب

خلف الصدق میر محمد ہاشم عالم عامل و فاضل کامل داماد شیخ محمد مراد ٹینگ از ارباب
صدق و صفا بود۔ و در مزار والد ماجد خود آسود۔

میر عبد الرشید

خلف سید احمد بن سید محمد بن سید ابراہیم خان بن سید مبارک خان بیہقی است کہ نسب ایشان
تا حضرت سید تاج الدین بیہقی میرسد۔ و از طرف والدہ با سادات دوار کی نسبت داشت

سلم ۹ برابر ۶ ر ستمبر ۱۷۴۳ع :۔ عمدہ " بحساب ابجد قیمت حروف " بود خواجہ آفتاب
اوج دل " ۱۱۵۵ ر می رسد۔ (جی ہم ار)

وی در علم صوری و معنوی فرد بے انباز و در مجاہدات و عبادات مرد جانباز و در حسن تقریر و بسط کلام ممتاز بود۔

اوّلاً از والد ماجد خود سید احمد که از یاران بابا نصیب الدین غازی فیضیاب شده بود بتعلیم و تلقین طریقهٔ سهروردیه فائز گشت و مدت دوازده سال در کوهسار نواحی چرار میان غار خلوت نشین شده بعبادت و بندگی کردگار ساعات لیل و نهار بسر برد و از ارواح اولیای کبار تربیت یافته رتبه عالی حاصل کرد. بعد آن بشهر آمده از شیخ محمد مراد مُنگ در طریقهٔ قادریه و نقشبندیه تکمیل یافت. آنگاه در خدمت شاه علی رضای سرهندی مشرف شده ارشاد سلسله کبرویه و سهروردیه حاصل نمود و با حضرت عبدالصبور بسمتل و بزرگان اکمل صحبت داشت. بے تکلف و ساده وضع بود. در یک کرته سالها قناعت میکرد. هنگامه آرائی و عجیب و ریا و خرقه و کلاه خوش نمیداشت. قدردانی علم و علماء بسیار میکرد. حالات و مقامات عجیبه داشت. باعتقاد اهل صفا در وقت خود قطب عالم بود و مدة العمر خود عالمیان را فیض بخشی نمود فقط۔

می آرند که هنگام تسلط و تغلب شاهان افاغنه سپاهان لشکر عبدالله خان ایشک آقاصی در خانهای مردم شهر سکونت پذیر شدند و مردمان را زحمت بسیار رسانیدند. از انجمله گروهی از سپاهان در خانه حضرت سید در آمدند و با خادمان ایشان بجدل پیوستند و حضرت سید سرگروه سپاهان را بالقهر و جلال نظر کرده فی الفور بیجان ساخت. متابعان او این حال دیده بر پائے حضرت سید افتادند و التماس و التجا از حد نموده عفو جرائم خواستند پس حضرت سید نظر مرحمت در وے دیده فی الحال از جا برخاست و دست انابت بدامن عاطفت ایشان زده از افعال خود منفعل شد و حقیقت حال خود بسمع ایشک آقاصی رسانید[1] ند۔

[1] : رسانید (نسخهٔ ی)

- - - - - - - - وے بکمال داد و اعتقاد در خدمت آنجناب
فائز گشت۔ حضرت سیّد او را در خصوص رفاہ و آسودگی رعایا و ترک جور و جفا
امر فرمود۔ نفے از روی ضلالت از ظلم و تعدی مردم باز نیامد۔ بار دیگر قصد
ملاقات ایشان نمود و حضرت میر تن بملاقات او نداده یکے از مصاحبان خود فرمود
کہ این ظالم بدبیر فی الحال از این ملک بدر شود و سوکھہ جیون کہ ملازم اوست
حاکم ملک دیگر گرد و بعد چند روز همچنان بوقوع آمد۔ فقط۔
می آرند کہ بیوہ زنے داماد خود بطرف حیدر آباد سفر روشدہ بود۔
کہ تا مدّت بسیارے باز گشت ننمود و آن بیوہ زن در خدمت حضرت سیّد آمادہ
برای آمدن داماد خود از حد التجا نمود۔ حضرت میر بر حال تباه او رحم [illegible] زن را
فرمودند کہ برو دختر خود را بیار و پوشاک آراستہ کن کہ شوهرش خواهد رسید
آنگاه حضرت سیّد بطی مکان در مکان سکونت داماد او رفته دست او بگرفتند
و در یک طرفة العین بخانہ بیوہ زن رسانیدند۔ فردا بیوہ زن معہ داماد خود در
خدمت ایشان رفتہ بابت متاع و کالای داماد کہ در مکان اقامت او موجود بود
التماس نمود۔ روز دوم تمام مال و متاع و سامان خود آنها در خانہ دیدند۔ فقط
مدعا کہ حضرت میر در عهد خود فرید یکتا بود و خلفای برجستہ بهم رسانید و
سلسلہ علیہ قادریہ را بیشتر رواج داد۔ پنجم ماه محرم یوم دوشنبہ سنہ ۱۱۸۰ھ انتقال
فرمود۔ در محلہ خانواری متصل خانہ خود آسودہ۔

سنہ ۵ رجب (نسخہ ی) سنہ ۴ برابر ۱۴ جون ۱۷۶۶ء

تاریخ:-

سید بحق رشید پاکزاد ... بود از اولیائے غوث فرد
گفت تاریخ وصالش ہاتفی ... قطب عالم جان بحق تسلیم کرد

می آیند کہ مخدوم بہاؤ الدین صفا پوری را وعدہ کردہ بودند کہ بار دیگر ترا اجازت دعای سیفی خواہم داد۔ در آن اثنا مخدوم بدرفت وواقعۂ رحلت ایشان بعمل آمد۔ مخدوم بہاؤ الدین بر تربت ایشان آمدہ ندا کرد ایہا الشیخ الکریم[1] از وعدہ وفا فی الحال حضرت سید ظاہر شدہ بہاؤ الدین را اجازت حرز یمانی بخشیدند۔ فقط۔

سید عنایت علی

از احفادِ سید جلال الدین بخاری روشن ضمیر و عالی تخمیر بود۔ در سنہ ۱۱۳۱ھ[2] بتقریبی از مدینہ شریفہ با عیال و اطفال برای سیر و سیاحت برآمدہ مدتی در استنبول گذرانید از انجا بطرف ہندوستان نہضت کردہ سال ہای دراز سیر ہند نمودہ آخر عمر در کشمیر رسیدہ چند گاہ در موضع تاہار توقف فرمود۔ انگاہ در شہر آمدہ چندی در محلہ احمد اکدل[3] بسر برد۔ موی مبارک سرور کائنات[4] وموی مبارک ہر چہار یار با صفا معہ تبرکات دیگر کہ تشریح آن در خاتمہ می آید ہمراہ داشت کہ الحال در محلہ سورہ موجود است۔ مقبرہ سید موصوف از روضۂ میرزا کامل بیگخان بطرف شمال سر راہ واقعست کہ دیوار مقبرۂ او از بکسنہ منقش استادہ است۔ فقط۔

---

[1] :- یعنی اے شیخ مرد شریف وقتیکہ وعدہ کند وفا کند۔

[2] برابر ۱۸ – ۱۷۱۹ء نزد عوام "امداکدل"

خواجہ علاء الدین نقشبندی

المعروف بخواجہ میرزا فرزند ارجمند خواجہ نظام الدین نقشبندیست کہ بعد انتقال برادر کامیاب خواجہ نورالدین آفتاب مسند خلافت اجداد را رونق بخشید - در عرصۂ چند سال در اجرای امر شریعت و رہنمای طریق طریقت نقشبندیہ گذرانید - دران اثنا قحطی عظیم واقع شد مردم عوام شورش برداشتہ بر غلہ داران ریختند و مال و متاع آنہا بغارت بردند - دران حالت افراسیاب خان حاکم صوبہ فوج شاہی فرستادہ در حدود زینہ کدل با مردم عوام بہ جنگ پیوستند - و چند محلہ را آتش کشیدند - و زندہ دیگر حضرت خواجہ بہ تہمت خروج ماخذ کردہ با جمعے از اعیان بحضور فرستادند و مدتے در شاہجہان آباد گذرانیدہ عزم مراجعت کردند - دران اثنا پیک اجل رسیدہ در سنہ ۱۱۵۹ھ[1] نقل فرمودند و در مقبرۂ خواجہ باقی باللہ آسودند۔

شاہ ابوالبقا

در خوردی جاذبۂ عشق الٰہی او را گرفتہ دامن کشان در خدمت شیخ عبد الوہاب لاہوری دست بیعت دادہ مدتے در خدمت ایشان بریاضت و عبادت بسر برد و ارشاد سلسلۂ نقشبندیہ حاصل کردہ و بکشمیر آوردہ و اینجا از میان محمد امین دار ہم در اشغال باطنی ترقی یافت - بعد آن در خدمت حافظ عنایت اللہ قادری کہ در محلۂ نوشہرہ مشہور بود مشرف شدہ ارشاد سلسلۂ قادریہ حاصل نمود - تا وقت انتقال ریاضات شاقہ بجا میکرد - ملا عطاء اللہ میفرمود کہ روزے چہار ضرب قادری[2] امین تعلیم دادند و بہ یک نفس پانصد نفی و اثبات برابر کردند حالانکہ نفی

---

[1] ۶۱۷ ۸۶ [illegible]
[2] مقصود [illegible]

در اثبات چهار ضرب قادری به یک نفس تا صد مرتبه رسانیدن محال است - فقط -

می آرند که والد ماجد ایشان کار طبیبی میکرد - کسی پیش وی بیان نمود که پیرت کار درویشی میکند - گفت - البته بابت ستر عورت لته کهنه هم نخواهد یافت حضرت شاه این سخن بسمع حافظ عنایت الله رسانیدند - ایشان فرمودند که پدرت دعای خیر کرد یعنی لته کهنه را چه میکنی - حقتعالی ترا لباس پشمینه عطا خواهد کرد و پس حضرت شاه همیشه شالپوش میبود - شانی عظیم داشت حالات و مقامات او از حد تحریر بیرون است

روزی شخصی نزد ایشان چیزی از سیم و زر نذر آورد و ایشان فرمودند که این سیم و زر بفلان سفیخوان باید رسانید که بابت کسب مال و دنیا میخواند مرا چه بکار است -

فرد :- ره سگان بگذار این مردار را　　نو دیشکن شیشه پندار را

در سنه ۱۱۳۶ھ[1] انتقال فرمودند و در محله بوزکرکدل آسوده

حاجی عتیق الله قادری

نبیره میر افضل اندرابی است - وی از پدر بزرگوار خود مقامات سلوک آموخته بدرجه تکمیل رسید - و از روی جودت جبلی در امور ملکی هم دست میداد عاقبة الامر از دست افراسیاب خان به تهمت تحریض بلوای عام در سال ۱۱۵۹ھ[2] شهید شد - قصه آن در حصه دوم[3] مشروح است و در محله زالدگر متصل مقبره سید منصور مدفون است

[1] - ۱۷۲۳/۲۴ میلادی - [2] ۱۷۴۶ء - [3] - رجوع کنید به صفحه ۶۱۹ -

میر سید اللہ منطقی!

از اخلاف میر سید حسن منطقی خلیفہ و داماد حضرت بابا عثمان قادری است در سیر و سلوک و مجاہدہ اعلی یافتہ خط ارشاد حاصل نمود اکثر اوقات در استغراق میبود چنانچہ روزے بفرمان مرشد عالیشان بابا عثمان از ہنگام خفتن تا دم صبح کتاب لوائح می نوشت۔ چون نزد حضرت بابا ملاحظہ آن نمودند دیدند کہ اوراق مسطور ہمگی اسم اللہ اللہ تا آخر نوشتہ بود۔ تاریخ ... ربیع الاول ۱۱۰۵ھ در مزار ملامیان بصیر حطیرہ جداگانہ آسود۔

شاہ محمد حنیف

فرزند شاہ ابوالبقا بود۔ در خدمت والد ماجد خود بکمالات معنوی فائق گشت و از تربیت مولنا امان اللہ در علوم عقلیہ و نقلیہ مہر شارق شد۔ مدتے خانقاہ داری میکرد و از روی کمالات صوری و معنوی در محافل و مجالس حکام عزت و قربت داشت۔ در سنہ ۱۱۶۲ھ در مقبرہ والد ماجد آسود۔

میر مقصود کبروی

از یاران حاجی عبدالسلام واعظ متقی و پرہیزگار صاحب مجاہدہ و ذاکر بود۔ چون بعہد شیخوخت بسر وادعبداللہ خان بزیارت او بہ مشرف گشت۔ ہمان میرزا کرد افسوس میکردند کہ در آخر عمرش چہ تقدیر بود کہ ملاق حکام شد۔ چون رحلت نمود در موضع کبروی آسود۔

میر لطف اللہ ڈوارکی

از اخلاف میر داود علامہ ڈوارکی زاہد عارف ساجد از مریدان شیخ عبدالرشید

سہروردی بود و اجازت سلسلہ کبرویہ از شیخ اعظم کبروی حاصل نمودہ خرقہ ارشاد
طریق قادریہ از خواجہ عبدالرحیم کانجو یافتہ عمر عزیز در مجاہدہ و تقویٰ بسر بردہ
در ۳ سال تمام برای متابعت سید انام بکبر تبہ کثرت می نمودہ۔

می آرند کہ روزے برکت خان والی کشمیر در خدمت ایشان ہزار روپیہ
نذر گذرانید قبول نکردند و گفتند آنچہ من میخواہم بدہ ہند والی گفت چہ میخواہند
بفرمایند میر گفت جاگیر من ضبط سازند کہ مرا بکار نیست۔ در ۱۱۸۷ھ رحلت فرمود
در محلہ قلاشپورہ آسودہ۔

خواجہ کمال الدین نقشبندی

فرزند خواجہ نورالدین آفتاب در علوم صوری و معنوی بین الاقران ممتاز بود
و از خدمت خواجہ عبدالرحیم شیخ کمان ارشاد طریقت حاصل کردہ از کمال فوق
تعطش درونی بہند رفت و با اولیائی کبار صحبت داشت۔ دران اثنا واقعہ والد ماجد
ایشان بوقوع آمدہ موجب آن فی الفور بجانب کشمیر رجعت فرمود۔ پس وقتیکہ خواجہ
علاءالدین نقشبندی در شاہجہان آباد رحلت کرد در اینجا حضرت خواجہ بر مسند
طریقت و خانقاہ داری رایت خلافت افراخت و در اجرائی امر و نہی شریعت
بحدے جادت نمود کہ حافظ عبداللہ را سب صحابہ کرام ثابت کردہ بر صفہ خانقاہ
نقشبندی از دست خود گردن زد۔ چونکہ حکومت کشمیر در دست امیر خان شیعہ افتاد
آن ظالم شد و بنابر تعصب و عناد بمرادو قصاص واعظ بد نہاد خواجہ آنزا در ہنگام نماز
بامداد از دست انور ملک جلاد در ۱۱۸۸ھ ۳ رجب تاج شہادت بسر نہاد و در مزار جدادش جا دادند۔
تاریخ:۔ شد شہید آن سید و سنی کمال الدین حسین

خواجه عبدالرحیم

المعروف بخواجه شیخ کمان خلف خواجه محمد شریف بن خواجه محمد اشرف تاشکندی
است که آباواجداد ایشان بر حکومت تاشکند سرفراز و در خانقاه داری ممتاز بودند
حضرت ایشان بعد وفات والد عالیشان بسبب نزاع و فساد اخوان باتفاق
برادر جانانی خواجه شاه نیاز از وطن مالوف خود هجرت کرده در پنجاب رسیدند و در آنجا
موجب قرابت قریبه در پیش عبدالصمد خان سیف الدوله که صوبیدار لاهور بودند مدتی
توقف فرمودند پس ازان بجانب شاهجهان آباد نهضت کرده در خانه وزیرالممالک
قمرالدین خان نزول فرمودند. در آنجا بوساطت سید محمد خان در پیشگاه محمد شاه غازی
تقرب حاصل کردند بخطاب شیخ کمانی سرفراز شدند. چون تقرب ایشان بلا توسط وزیر
بظهور آمد موجب آن وزیرالممالک را غبار کدورت دامنگیر خاطر گشت۔

حضرت خواجه موجب عدم التفات وزیر ترک مصاحبت پادشاه نموده واز دنیا
متسلی شده در خدمت شیخ محمد عابد خلف شیخ عبدالاحد سرهندی روی ارادت آوردند
چونکه آنجناب روی سر نمیگرفتند حضرت خواجه را بجهت کمال صلابت اتباع شریعت
موجب تعویق ارادت گردید. دران اثنا موجب الحاح نواب آصف خان در حیدرآباد
نهضت کردند واز آنجا بزیارت حرمین شریف بردند و بعد ادای مناسک حج و سیاحت
اطراف عربستان رجعت فرموده مدت دو سال در پورب گذرانیدند واز آنجا بدهلی
آمدند و باشاره غیبی جذبه لاریبی در خدمت حضرت خواجه موسی خان دهبیدی که
از خلفای شیخ محمد عابد بود هر دو بار در کسب فیوض باطنی نموده در اندک زمانی
منازل سلوک طی کردند و اجازت خلافت و ارشاد حاصل نمودند و متاهل شدند۔

مقارن آنحال حضرت موسی خان بجانب خراسان نهضت فرمود و حضرت خواجه
تا لاهور همرکاب بوده در ال جا حضرت خواجه موجب التماس معین الملک پسر قمرالدین خان
که والی لاهور شده بود چندے توقف ورزیدند و وقتیکه معین الملک از دنیا
رفت میرزا خان بر حکومت پنجاب کامیاب گشت وے حضرت خواجه را فوجداری
امین آباد تفویض نمود و وقتیکه سکهان با احمد شاه درانی یاغی ورزیدند حضرت
خواجه شاه نیاز برادر اکبر ایشان در جنگ شهید شدند و حضرت خواجه چندگاه
در جموں توقف فرمودند بعد ازان برای ملاقات خواجه موسی خان بطرف ترکستان
نهضت کردند و مدتے در مصاحبت آنجناب گذرانیدند۔

پس بفرمان مرشد ارجمند از راه یارکند بجانب کشمیر تشریف آوردند چندے
در خانه بابا محمود چشتی و چندی در خانه میان محمد ولی داد و چندے در خانهٔ خواجه
کمال الدین نقشبندی بسر بردند۔ آنگاه باشارهٔ غیبی زمین خانه دولت چک از
مالکان خرید کرده تعمیر مکانات و باغات فرمودند و در زمان حکومت نور الدین خان
دیگران عزیمت بطرف یارکند و تاشکند جولان داده اهالیان آنجا ایشان را
تکلیف اهتمام و انصرام مناصب اجداد نمودند و ایشان قبول نه فرمودند و بیاری
حضرت باری سجادهٔ افاده گسترده خلق خدا را راه رستگاری نمودند۔ و در عهد
خرم خان باز بطرف کشمیر رجعت کردند و در زمان حکومت امیر خان برای
ملازمت مرشد بزرگوار باز بطرف بخارا نهضت کردند و بعد ملاقات مرشد
بزرگوار دوباره نیابت اولیای بخارا و سمرقند خطهٔ کشمیر را باز رونق بخشیدند و خلق خدا را
در هر جا فیض بخشی فرمودند۔

پس بتاریخ ۱۲ ماہ جمیدالاول سنہ ۱۲۰۰ھ[1] بعمر یکصد و یک نقل فرمودند و در جوار خانۂ خود آسودند۔

تاریخ:- گفت تاریخ وصالش ہاتفی قطب دوران رفتہ از دنیای دون

والد راقم الحروف بیفرمود کہ شنیدہ حضرت خواجہ بر دریچہ نشستہ بود و فرزند دلبند خواجہ امیرالدین بعمر ده سالگی در کنار داشت و عندلیبی خوشنوا بر شاخ درخت سیفدار نوا ہامی سرود۔ چون فرزند ارجمند عندلیب را دید حضرت خواجہ را از حد ابرام نمود کہ این جانور بمن گرفتہ بدہند۔ حضرت خواجہ مجبور شدہ بطرف عندلیب نگاہ فرمود و عندلیب فی الحال آمدہ بر زانوی ایشان نشست و فرزند عزیز ساعتی او را در دست گرفتہ ملاعبت نمود و بگفتۂ حضرت رہا فرمود علیہ رحمت اللہ الودود۔

خواجہ شاہ نیاز نقشبندی

خلف الصدق خواجہ عبدالرحیم شیخ کمان در کمالات علوم صوری[2] و معنوی ممتاز و در ریاضات و مجاہدات جانباز بکثرت جاہ و ثروت سرفراز و در رعایت شرع و استقامت ورع بے انباز بود۔ بعد تحصیل کمالات علمی دست ارادت بدامن عاطفت والد ماجد خود آویختہ درس سلوک آموخت ثانیاً از میاں ضیاء الدین نبیرہ میاں محمد امین دار سرمایۂ معرفت و حقیقت اندوخت۔ ثالثاً در شہر بخارا نہضت کردہ از فرزند ارجمند خواجہ موسیٰ خان دہبیدی بنوایز تکمیل ارشاد مشعل خاطر افروخت از عبدالنبی مرجان پوری سند احادیث نبوی حاصل کردہ بدرجۂ اعلیٰ اعتلا نمود۔

ـ۱: بمطابق ۱۳ مارچ ۱۷۸۶ع ـ۲: مقصود "پرند"

و از جود و سخا و بذل و عطا عالمیان را فیض بخشی فرمود که فضلای شهر و علمای هر بلده
کاسه لیس او می‌بودند خصوصاً ملا عبد النبی مرجان پوری و شیخ محمد نعیم تاره بلی همواره
مصاحبت و مجالست آنجناب می‌نمودند. به سبب مرتبه کمال جاه و جلال و کثرت
رجال بکوکبه شاهی و دبدبه مباهی بسیاحت ترکستان راهی شده شاهان آنسو را بپایه
و خاک لیسی او مباهی گشتند. و نذر و پیشکشی ها گذرانیدند هم در آن ایام کرنیل ولیم
مورکرافت صاحب سفیر سرکار برطانیه تغیر لباس کرده بسیاحت و تحقیقات
ترکستان رفته بود.

از روی غبطه[1] چند جا در دست مخالفان اسیر گشته بتوجهات آنجناب
رهائی یافت که بجلدوی حسن توجهات آنجناب هنگام نزول دار السرور لاهور از
مهاراجه رنجیت سنگه واگذار[2] جاگیرات موضع برین[3] وایلو و کلارون و صفاکری
و بابا پوره بطور دوام گرفته خوشنودی و دلجوئی آنجناب حاصل نمود که تا حال جاگیر
مذکور در واگذار احفاد ایشانست. فقط.
و نقل مراسله کرنیل صاحب که بنام رنجیت در باب اعطای جاگیر نوشته بود.

نقل مراسله

خواجه صاحب ممدوح بسیار[3] آدم خوب و خدایاد اند و در خوبی و بزرگی ایشان
هیچ شکی نیست و عزت ایشان در مردم مسلمانان بسیار بلند است و در بلاد بعیده
و مشهور خصوص در مسلمانان ممالک طوران و ممالک چین آنقدر اعزاز و اکرام
ایشان می‌نمایند که همه کس روبروی ایشان استاده می‌باشند تا که

---

۱ :- مقصود «مشکوکیت»، ۲ :- مقصود «احتیاط»
۳ :- در نسخه (ی) جاگیر موضع برین بماهی شش هزار روپیه — درج است.

ایشان بہ نشستن نمیگویند نمی نشینند۔ در صورتیکہ آن مشفق مہربانی و پدر داخت
بحال ایشان خواہند کرد۔ نیکنامی در حاکمان و مسلمانان آن ملک زیادہ
بلند آوازہ خواہد شد۔ اگر این قسم شخص از مسلمانان در ممالک محروسہ سرکار
انگریزی میبود۔ در اکرام و تعظیم و از ہر وجوہ امداد معاش زیادہ بہتر میکردند لیکن
این وقت این دوست خداداد یعنی بودن اشخاص خوب مثل خواجہ
صاحب موصوف در ملک آن مشفق نعمت غیر مترقبہ است۔ قدر این نعمت
دانستن بہتر از فتح ہزار ملک است۔ فقط۔

مدعا کہ خواجہ بزرگوار از افراد روزگار صاحب اقتدار بود۔ در حسن خط نستعلیق
عدیل نداشت صاحب طبع عالی بود۔ رسالہ[۳] چای نامہ منظوم و منثور در تصوف
بغایت دلکش و دیوان اشعارش بچاشنی لطافت معانی روح افزا۔

از چای نامہ

اگر از چای گویم جای دارد — دل و جانم ہوای چای دارد
خطا از خط سبزش خط کشیدہ — کہ چین زلف او کس چین ندیدہ
ختن بوی ز بویش دام بردہ — صبا زان شمہ تا شام بردہ
گلستان جلوۂ جوش بہار است — بہجران مژدۂ وصل نگار است
گوارا تلخیش شیرین تر از جان — بکامم ہمچو حرف تلخ خوبان
ہوایش در دلم چون مسکہ شیر — بود جان مرا شوقش گلوگیر

از دیوانش

تیزی خنجر مژگان تو بی چیزی نیست — شوخی نرگس فتان تو بی چیزی نیست
غمزۂ خون ریز و لب جان دہ و زلف صیاد — شوخ من این سر و سامان تو بی چیزی نیست
* میل دل بردن خوبان گلستان داری — جلوۂ سرو خرامان تو بی چیزی نیست
شوخ چشمی نگر از بیت تو دل بی یابان — آہ این گریۂ پنہان تو بی چیزی نیست

فتنۂ تغلب سنگان لاہور مردم این دیار را جانکاہ شد حضرت خواجہ بتقریب سیر ترکستان از اینجا بر آمدہ بود در انجا بشہور سنہ ۱۲۴۵ھ رحلت نمودند-*

" خیر الابرار " (سنہ ۱۸۲۹ء)

* [illegible]

سید محمد عابد

خلف و خلیفۂ شاہ محمد غوث بن شاہ ابو الحسن قادری است- در ریاضات و مجاہدات و کسب کمالات بیہمتا بود- و بتقریب جاگیر والد نامدار خود کہ در کشمیر داشت- درین دیار فرصت آثار رایت اقامت افراخت و بموجب لیاقت ذاتیہ خود مرجع حکام والیان خاص و عام شدہ علی الدوام در انجاح مرام محتاجان این مقام جہد میکرد و خصوصاً در رفع ایشک آقاصی سعی بلیغ نمودہ ساکنان این دیار را احسان فراوان فرمود- ۱۹ ماہ ربیع الاول سنہ ۱۱۸۵ھ[1] رحلت کردہ متصل غار شیخ عبد الرشید چکنی بجوار استراحت آسود-

سید غلام شاہ آزاد

بن سید محمود بن سید عبد القادر معروف بسید پادشاہ بن شاہ محمد فاضل بود کہ ذکرش گذشت- در صغر سن بخدمت جد مادری خود شاہ محمد غوث در پیشاور رفتہ بود و توجہات آنجناب طریق طریقت و سبیل حقیقت آموختہ بدرجۂ کمال رسید و از اولیای آن دیار مستفید گردید پس در عہد افراسیاب خان رونق بخش این دیار شدہ بتربیت شاہ عطاء اللہ درجۂ تکمیل کرد و در افادہ و افاضۂ خلق مشغول گشت- طبعی موزون داشت و خود را آزاد تخلص میگفت-

[1] - برابر ۲۰ جولائی ۱۷۷۱ء

این رباعی از طبع او ست۔

رباعی:

یارب بسرشک گرم و خونین جگری
و ز چشم ترحم سوی عاصی نظری

نقد کرمت جنس گنه میخواهد
این جنس به از بنده ندارد دگری

وقتی بابا قاسم تیلونی را اجازت خواندن حرز یمانی داده بودند۔
بر کوثرناگ رفته بنصاب آن مشغول شد و در آخر برای غسل در چشمه رفت
و موکلان چشمه او را کشش کرده در آب بردند۔ حضرت سید آدم در غسلخانه
بودند و دست خود را دراز کرده بابا قاسم از چشمه برآورده پیش خود رسانیدند
ملدعا که حضرت سید از افراد زمانه بود۔ بتاریخ ۱۸ ماه جمید الاول سنه ۱۲۰۳ [له]
رحلت فرمود۔ قریب ده هزار مردم بر جنازه او جمع شده در حظیره جد امجد
دفن کردند۔ خاتم الصلحا تاریخ است۔

میر عبد الله بیهقی

فرزند ارجمند میر عبد الرشید بود۔ بعد اکتساب علوم عقلیه نقلیه علم باطنی
از والد ماجد خود حاصل فرمود۔ و در ریاضات و مجاهدات جانبازی ها نمود۔
پس از انتقال مرشد نامدار مسند خلافت را رونق بخشیده در افاده خلق بسیار
کوشید۔ طبع موزون داشت۔ کتاب قائد الاعمی در علم فقه منظوم و مقامات
عشره در جواب اسوله بابا عثمان را در منظوم و رساله معراج السالکین منظوم و
نخلة العرفان در تصوف و قصیده بدر الدجی عربی و قصیده استغفار عربی

له ۔ برابر ۱۴ فروری ۱۷۸۹ ء

در رسالہ ہائی متفرقہ از تصنیفات اوست۔ نہم محرم یوم دوشنبہ سنہ ۱۲۲۶ھ[۱] رحلت نمود۔ وہمدوش والد ماجد آسود۔ "مرشد برفت" تاریخست۔

خواجہ سعد الدین نقشبندی

خلف الصدق خواجہ کمال الدین شہید است۔ ہنگام واقعہ والدش گویا دوازدہ سالہ بود۔ پس بتوفیق خداداد در دامن تربیت خواجہ عبد الرحیم شیخ کمان گرفتہ تاج ارشاد برسرنہاد۔ و طریقۂ اجداد را بکمالات و مجاہدات تجدید داد۔ و بارباب ارشاد واہل ارشاد واصحاب علم وسداد ہمیشہ صحبت میداشت۔ قریب پنج سال باامراض متنوعہ کثیر الاختلال بود۔ در سنہ ۱۲۱۲ھ بیادار پدر رو نمود۔ متصل تربت والد ماجد آسود۔

تاریخ:۔

مرید صادقش از بہر تاریخ بگفتا پیر کامل سعد الدین رفت

سید عبد الرسول:۔

فرزند سید عابد بود۔ در عنفوان جوانی آثار خدادانی و علامت حدت ذکا از پیشانی او لائح بود۔ از جد امجد خود شاہ محمد غوث تعلیم و تلقین علوم صوری و معنوی فائز گشت۔ در جود و سخا و لطف و عطا و ورع و تقوی فرد و بے ہمتا بود۔ تاریخ ۲۵ شعبان سنہ ۱۱۷۰ھ[۳] رحلت نمود در مقبرۂ والد ماجد خود درون قلعہ آسود۔

---

[۱] سنہ۔ برابر ۳ فروری ۱۸۱۱ء م

[۲] سنہ ۹۸-۱۷۹۷ء م

[۳] سنہ ۔ ۲۵ مئی ۱۷۵۷ء م

سید بُزرگ شاہ

فرزند ارجمند سید غلام شاہ آزاد جواد و نیک نہاد بُود۔ و از خلیفۂ والد ماجد خود بابا نورالدین پانپوری اکتساب آداب طریقت نمود و بدرجۂ شهود و اعلا فرمود و در جود و سخا و بذل و عطا از اقران دوران سبقت ربود۔ ثروت و احتشام بحدے داشت کہ اہلِ حکام از انتظام امور معیشت و کثرت مال و مکنت او در غبطہ می بُودند و جمیع مشائخ و علمای این دیار را وظیفۂ معمولی بغیر منّت و محنت در خانہ رسانیدہ میداد۔ و با وجودِ عوائق و علایق دنیوی ہمیشہ در ضبط اوقات و ریاضات و مجاہدات عدیم البدل بود و در آداب شرع و ورع فرد اکمل۔ تمام روز در مجلس دو زانو نشستہ در حفظ نسبت خود مشتغل می بود و تعظیم علماء و فقراء بسیار میکرد و گاہے نام مبارک حضرت غوث الاعظم رض بی وضو بزبان نمی آورد۔

در سنہ ۱۲۲۱ھ[1] سردار عبداللہ خان از کدام تاجرے موی مبارک حضرت غوث الاعظم رض خریدہ کردہ حضرت سید را پیشکش نمود۔ و سید موصوف برای تعظیم آن خانقاہ عالیشان و زیارت گاہ خاطر نشان بنا ساختہ و تزئین و تمتین آن مبلغے خطیر صرف نمود کہ الحال مردمان کشمیر از صغیر و کبیر روز عرس حضرت پیر دستگیر بزیارت آن مستفیدہ مستفیض میشوند۔ وفات ایشان پنجم ماہ رجب سنہ ۱۲۳۲ھ[2] بوقوع آمدہ در خطیرہ اجداد آسودہ۔

[1] ۱۸۰۶ء —

[2] مطابق ۲۰ مئی ۱۸۱۷ء —

تاریخ:-

ہاتفی سجع مہر تربت او — خواجہ سید بزرگ شاہ نہاد

میر عبداللہ منطقی

فرزند میر عبداللہ منطقی خلیفہ و داماد بابا محمود قادری بود- حالات برجستہ داشت- عمر خود در خمول و گمنامی بسر برد- و قوت خود از کتابت کلام اللہ میکرد ۴ ربیع الاول ۱۲۱۵ سنہ ھ[1] رحلت نمود- در حظیرۂ خواجہ عبدالرحیم آسود-

شاہ اسداللہ

بن عبدالقیوم خلف شاہ محمد حنیف بود و در حدمت بابا عثمان راؤد از تحصیل علوم صوری و معنوی فارغ گشتہ در زمان آزاد خان بر مسند افتا ارتقا نمود و در عہد عبداللہ خان بر مدرسہ سید منصور مامور بود در سنہ ۱۲۲۷ھ[2] در محوطہ اجداد آسودہ۔

سید موسیٰ

فرزند چہارم سید محمد عابد بود در ورع و تقویٰ و جود و سخا شانے عجیب داشت۔

خواجہ علاؤالدین-

خلف الصدق خواجہ کمال الدین نقشبندی مرید حافظ آیت اللہ سہرفردی بود- زندگانی در ورع و تقویٰ در ریاضت و عبادت بسر برد- بسنہ ۱۲۳۶ھ[3] رحلت نمود-

---

ل[1]- ۲۶ جولائی ۱۸۰۰ء- ل[2]- ۱۸۱۲ء- ل[3] ذخیرہ محمود طرائف (نسخہ خطی)
ل[4]- برابر ۱۸۲۰/۲۱ء-

سیّد اکبر شاہ

ولدِ سیّد رسول شاہ باوجود بے پروائی در جود و سخا و بذل عطا بے ہمتا بود۔ در سنہ ۱۲۴۷ھ[1] رحلت نمودہ در مزار اسلاف آسودہ

میر نجم الدین منطقی

خلف و خلیفہ میر عبداللہ منطقی داماد خواجہ عبدالرحیم قادری بود۔ وانِ جدِّ مادری خود بابا محمود و از بابا ضیاء الدین ہم کسب آدابِ طریقت فرمود۔ قلندر وضع میرفت ہمیشہ تارکِ الدنیا بود۔ روزے خواجہ محمود دیدہ مری کہ مرید خانوادۂ خواجہ عبدالرحیم قادری بود۔ سہ صد خروار شالی نذر آوردہ وے ہمہ در یکروز صرف محتاجان کرد۔ و برای خانۂ خود دو سہ ترک را نیز آوردہ۔ در سنہ ۱۱۹۵ھ[2] بزیارت حرمین الشریفین نہضت کردہ از آنجا در بغداد شریف رسیدہ انتقال فرمودہ

سیّد جلال الدین

داماد و خلیفہ سیّد غلام شاہ آزاد در علوم ظاہری و باطنی ممتاز و در حفظ احادیث نبوی بے انباز بود و در ضبط اوقات و حفظ ساعات و ظہور خرق عادات عدیم البدل و ضرب المثل و در جود و سخا افضل۔ در محلہ خانیار متصل مسجد مدفون است

خواجہ عبدالرشید۔

خلف خواجہ نجم الدین نقشبندی نہایت خوش خلق و حلیم و متواضع بود۔

---

[1] سنہ ۱۸۳۱/۳۲م
[2] ۱۱۹۵ھ ۔ برابر ۳ اگست ۱۷۸۱ تا ۲۳ اگست ۱۷۸۲ع؟

میر کمال الدین اندرابی

فرزند دوم حاجی عتیق اللہ قادریست۔ ہنگام شہادت والد ماجد خود دوازدہ سالہ بود۔ در خدمت حاجی عبد السلام وکیل شرف انابت حاصل نمودہ راہ مجاہدہ بکشود۔ بعد انتقال آنجناب باشارہ سید غلام شاہ آزاد در خدمت شیخ عبد الوہاب نوری طے مراحل سلوک نمودہ خط ارشاد حاصل کرد و در وجد و حال فرد صاحب کمال بود۔ در آخر عمر با وجود ضعف پیری در مجلس سماع دلیرانہ برخاستے و در رقص افتادے۔ چون از آنحال باز آمدے بے طاقت شدے۔ ۲۵ ماہ ذیقعدہ سنہ ۱۲۳۸ھ[1] انتقال فرمود و در مقبرہ اجداد آسود۔

تاریخ

سال وصل سید ما ہاتفی — اکمل شیخان کمال الدین بگفت

سید مقبول شاہ

فرزند دوم سید رسول شاہ حافظ کلام اللہ قاری احادیث رسول اللہ و محب اولیاء اللہ و منظور اہل اللہ بود۔ در سنہ ۱۲۴۹ھ[2] بدار آخرت رحلت نمود۔

میر بہاء الدین

فرزند میر نجم الدین منطقی است۔ اولاً از والد ماجد خود در طریقت آموخت۔ آنگاہ در خدمت شاہ عبد الرحمن قلندر شرف انابت حاصل کردہ چراغ خلافت ایشان افروخت و از جد بزرگوار خود میر عبد اللہ ہم تکمیل ارشاد نمود و از میر کمال الدین اندرابی ہم ارشاد سلسلۂ کبرویہ نقشبندیہ و چشتیہ اخذ فرمود۔ پس عمر عزیز خود در خدمت

---

[1] برابر ۳ اگست ۱۸۲۳ء۔ [2] ۳۴/۱۸۳۳ء۔

شاه عبدالرحمن بسر برده و حضرت شاه آخر از خلفای خود بوی تفویض بیعت ساخت و
مدعا که میر موصوف در ورع و زهد و تقوی معروف بود. با وجود کثرت عیال
احمال دنیا نمیکرد. روزی که هندوی سه صد روپیه بایشان نذر آورده ایشان
مبلغ مذکور در یکروز بمساکین و محتاج ایثار کردند و برای مصرف خود یک فلوس
نگذاشتند. همچنین حالات و کرامات ایشان بسیار مشهور است. نهم ماه ربیع الاول
سنه ۱۲۶۳ ه انتقال نموده در حظیرهٔ خواجه عبدالرحیم قادری آسوده

سید حسن قادری.

فرزند ارجمند سید بزرگ شاه قادری در علوم صوری و معنوی یگانه و سخا
و بذل و عطا و رشد و ذکا فرید یکتا بود. از کرده پدر بزرگوار در سخاوت و ایثار بسیار
افزوده. در آخر نیک اختر ابجه تیغ سنگه والی کشتواړ بهر زر نقد مرده و دو بخفقان
بجوار دنیای فانی در روز جمعه پدر و جد نمود و در مقبره اسلاف آسوده.

تاریخ:- شب بود برات و تاریخش دل با آه گفت
آزاد شد آن بزرگ سید ز وجود دو روزه حسن

سید جمال الدین.

خلف سید کمال الدین اندرابی خلیفه شاه حفیظ الله نوری است که تا بیست سال
اشغال طریقه اش گاهی فوت نشده. همواره در گریه و ابتهال مشغول بود. میفرمود که وقتی
با شاه حفیظ الله در خانقاه ترال معتکف شدم شبی تصرف جن و دیو در من اثر کرده
اندر است تم که یکبارگی بر سینه تحوه ... در این حال شاه حفیظ با شرف داشته بود

۱ - ... ۱۲ شعبه ... ۱۸۲۷ - ۲ مقصود از ذال و بیست - ۳ ظرف سفالین ...
... سیم ... و ... جامه ... ...

از حجرهٔ خود آواز داد که جمال الدین خبردار باش. فی الحال خبردار شدم ۱۱۰۱ بحال ناآرام
فردا چون پیش وی در آمدم فرمود که دو پسر متصرف این مکان است وی به ہلاکت
تو مستعد شده بود من خبردار شدم و دو تا از نها دور آورده ام. بیا این غرفه نظر کن.
چون دیدم گربه بشکل مرده بود.

مدعا که سیّد موصوف صاحب کمال بود بتاریخ پنجم ماه شعبان ۱۲۷۱ سنه ه[1] در مقبرهٔ
آبائی خود آسود. "بلغ العلی بکماله" تاریخ است.

میر کرم الله

نبیره و خلیفهٔ سیّد عنایت علی صاحب ورع و تقوی بود. در محله سوره سکونت میداشت[2]
موی شریف سرکار عالی مع تبرکات دیگر که پدرش جمع کرده بود بتحریک خواجه منور شاه
دیوانی که رئیس شهر بود از خانهٔ خود کشیده در مسجد گذاشت و در اشاعت آن همّت
بگماشت کیفیت آن در خاتمه می آید و سیّد موصوف متصل زیارت مدفون.

میر سعد الله شاه آبادی

پدرش از کابل آمده در موضع اره گام پرگنه کوهامه متاهل گشت و
میر سعد الله متولد شده کمالات علوم عربیه حاصل کرد و دست انابت بدامن بقا بابای
شاه آبادی زده طی مراحل سلوک نمود عجب شوقی و ذوقی داشت. از طبع رسای
خود اشعار آبدار میگفت و سعادت تخلص میکرد. چنانچه کتاب مغازی النبی و حالات
سرور کائنات[2] و تفسیر قرآن[2] رساله گل و بلبل در تصوف و تاریخ کشمیر موسوم به باغ
سلیمان منظوم کرده است. غیر از این نعت ها و رساله ها و قصاید [illegible] ابیات [illegible] از گفته است
و در سنه [illegible] آسوده.

۱ـ برابر ۲۳ اپریل ۱۸۵۵ء۔ ۲ـ مفقود "می گر"

خواجه عبدالغنی

فرزند خواجه خالق بن خواجه کمال الدین شهید است در علوم دینی سرفراز و در مجاهدات و ریاضات ممتاز بود و درس علم معنوی از درویش محمد بخاری آموخته چراغ خاطر افروخت و زندگانی خود بمتابعت اسلاف در بردباری و خانقاه داری بسر نمود - ۳ ماه جمادی الثانی سنه ۱۲۶۳ ه رحلت فرمود و در مزار اجداد آسوده

خواجه فخرالدین

از احفاد خواجه معین الدین نقشبندی صاحب حالات عالیات بود اکتساب علم معنوی از میاں عبدالله که از خلفای میاں کنگا بود نموده حجاب گمنامی برخود کشیدند در پرگنه اوتر هجرت کرده بعزلت آرمید - می آرند که تا عرصه دوازده سال برای دفع خواب شبانه بر دو ریختی نشسته ورزش ذکر میکرد - زندگانی در خمول گمنامی بسر برد - آخر عمر در پنجاب رفته در آنجا براه آخرت خرامید -

خواجه محمد شاه

خلف و خلیفه خواجه شاه نیاز نقشبندی مرتاض و ممتاز بود در بذل و عطا یکتا و در حسن اخلاق و اوصاف بیهمتا - در مرتبه از راه پاکند بسیر ترکستان رفت و بسیارے از حکام و سلاطین کرام و مردم خاص و عام از هر مقام گرویده او شدند و نذرها گذرانیدند - چون از راه کابل

رجوع کردند. در پنجاب رسیدند با رنجیت سنگه شهریار لاهور
ملاقات کردند بعد دو ماه از راه جموں واپس آمدند۔ وقتیکه در کشمیر
رسیدند بافادهٔ خلق خدا بذل و عطا شاغل گردیدند۔ عاقبت
بتقریبے باز در لاهور رفته چند گاه در انجا آرمیدند۔ و بتاریخ
۱۹ ماه جمادی الثانی سنه ۱۲۵۶ھ براه آخرت خرامیده در انجا
مدفون گردیدند۔

تاریخ:-

جبریل خرد وحی وفاتش چه خوش آورد
فردوس برین است وطن گاهِ محمدؐ

نسخه‌ای - به سید - رنجیت سنگه شهریار لاهور
ده تیر از کشمیر در اقطاع او بخشید که تا حال جاری
است وقتیکه در کشمیر رسید بافادهٔ آمده است
سند:- پروانه - ۱۸ - اگست ۱۸۴۰ء -

میر احمد اندرابی - خلف الصدق میر جمال الدین اندرابی مرید میر بہاؤالدین منطقی بود - واز شاہ عبدالرحمن "قلندر" ہم نظری داشت، چون رحلت نمود در مزار آبا آسود - تاریخ مصرعہ [۱]

ہشتاد و چہار و یکہزار و دو صد ۱۲۸۴

میر مبارک بیہقی

از احفاد میر عبدالرشید بیہقی بود - وفیض معنوی ازمیان ولایت شاہ اخذ فرمود - و در صلاحت و تقوی بسیار کوشش نمود - زندگانی درافادہ واستفادہ گذرانید - در سنہ ۱۲۸۰[۲] در مقبرہ اجداد آسود - "پیر پختہ ۱۲۸۰ھ" تاریخ است -

میر نظام الدین

بیہقی خلف و خلیفہ میر عبداللہ بیہقی متوکل ومتشرع و متورع بود عمر خود در عزلت و ریاضت بسر نمود - و بمریدان اجداد چندان رغبت نفرمود - اشعار آبدار میگفت[۳] - چنانچہ "رسالہ عقل و عشق" در علم تصوف نتیجہ طبع وقاد اوست - در سنہ ۱۲۸۱ رحلت نمود - ودر محوطۂ اجداد آسود "فارغ" تاریخ است :

---

[۱] ۱۸۶۷/۶۸ م

[۲] ۱۸۶۳/۶۴ م

[۳] ۱۸۶۴/۶۵ م

میر سعید اندرابی[1] فرزند دلنشین میر جمال الدین اندرابی است
بتوفیق ازلی واستعداد جبلی درخدمت
مولانا غلام الدین جامعی[2] کمالات علوم عقلیه ونقلیه حاصل نمود. واز والد
ماجد خود واز قاضی جمال الدین عالیکدل وشیخ اکبر بادی درس علم معنوی
آموخته چراغ معرفت افروخت وبموجب عطشان جبلی رخت مسافرت
بربسته درجهان آباد نهضت فرمود۔ ودرانجا از مولوی اسحاق دہلوی۔
درعلوم معقول ومنقول تحصیل کل نمود ـ وازمولوی شریف استفادہ
علم معنوی فرمود۔ مدت شش سال باخذ فیوض صوری ومعنوی در دہلی
گذرانیده ـ رجعت نمود ـ ودرانجا برجاده افاده نشسته شاگردان
برجسته بهمرسانید وقرآن مجید را دو تفسیر خوب یکے بعبارت عربی و
دوم بعبارت فارسی نتیجه طبع وقاد داوست ۱۶ ربیع الاول[3] ۱۲۸۲ھ
براه آخرت خرامید ـ ودرمزار آبا آرمید۔ تاریخ

بگفت عقل مہ وسال رحلت سید
ربیع اول والف ودوصد ودوہشتاد

ایضاً فی تاریخہ ع "میر پاک آمده امیر بہشت"۔

---

[1] ۔ درنسخہ (ی) "میر سید" مرقوم است
[2] ۔ درنسخہ (ی) جامعی ندارد
[3] ۔ برابر ۹ اگست ۱۸۶۵م

میر عبدالغنی از احفاد میر میرک اندرابی مرد بزرگ صاحب پانپور لیست متورع و متشرع بود۔ پنجم جمیدالثانی سنه ۱۲۶۲ھ [1] رحلت نمود۔ و در مزار آبا آسود۔

میر حسین قادری فرزند ارجمند میر بہاؤالدین متقی است۔ گویند پیش از ولادت او شاه عبدالرحمان قلندر میر بہاؤالدین را فرموده بود کہ حق سبحانہ و تعالی ترا فرزندی اشہل عطا فرماید کہ طبل حضرت شاه جیلان در جہان بنوازد و قبر ترا و مرا زیارت بپوشاند۔ آنگاه بعد چندگاه میر حسین متولد شده در حالت طفولیت سایہ پدرش از سر گذشت۔ پس بتوفیق خداداد در خدمت عباد ذوالارشاد مشرف شده بمراد دل رسید۔ از انجملہ از میرزا غلام بیگ کہ خلیفہ والد ماجد او بود تعلیم و تلقین طریقہ قادریہ فایز گردید۔ و خانقاہے رفیع و وسیع بصرف کثیر بنا ساختہ و کوس شہامت شاه جیلان نواختہ رایت۔ اعلا برکشید و سجادہ متابعت اجداد گسترده بافادہ خلق خدا اشتغال ورزید و طریقہ خواندن شیئاً للہ برعم وہابیان در ملک جاری گردانید [2]

---

[1] بزابر ۳۱ رمئی ۱۸۴۶ م۔

[2] "اگرچہ طالب دنیا و راغب جاه بود اما" (در نسخہ ی) مرقوم است

از جود و سخا و بذل و عطا هر کس را بهره رسانید از بسکه در محبت محبوب سبحانی فانی بود برای تعظیم عرس مبارک ایشان زیادہ از هزار روپیہ در داد و دہش خلق خدا و ضیافت اہل و لا صرف نمود و تعمیر مساجد و خوانق و پل ہا بسیار سعی فرمود۔ و بام مسجد جامع را مرمت اخر نمود و جوی لچھمہ کول را کہ از عرصہ چہل سال مفقود شدہ بود۔ آب جاری ساخت و در عمر خود زیادہ از یک لک روپیہ در تعمیرات صرف نمود ظاہراً بر سجادہ فقر نشستہ مسکین محض بود آمدنی فتوحات و انقطاع نداشت مردمان مصرف او دیدہ در غلط می افتادند و بعضی ہا تہمتش بکیمیا میکردند و چیزہا میگفتند فی الحقیقت او را اعانت حضرت محبوب سبحانی بود[1]

آخر عمر شوق زیارت حرمین الشریفین و دیدن بغداد شریف بروی غالب گشتہ عزم رفتن نمود وبوقت رخصت اہل شہر فراہم آمدہ تا یکمیل ہمرکاب او رفتند و از انجا ہمگی یازدہ کس از رفقای خود ہمراہ برداشتہ نہضت کردند و در اثنای راہ بسیار داد و دہش کردہ در بیت اللہ رسیدند۔ و بعد ادای مناسک حج ۲۲، ماہ ذوالحجہ سنہ ۱۳۰۰ھ[2] بعارضہ وبا رحلت فرمودند۔ و در مزار

---

[1] ، نسخہ (ی) "بعضی محققان سیادت ایشان موثوق پندارند" مرقوم است۔

[2] ، برابر ۲۴ ، اکتوبر ۱۸۸۳ء م

جنت المعلیٰ متصل گنبد شریف حضرت خدیجہ کبریٰ رضہ آرمیدند تاریخ از مصنف[1]۔

قطعہ
چون میرحسین بکعبہ از شوق — بنمود ادا ہمہ مراسم
پیوست برب کعبہ الحبا — فرمود خلیفہ میر قاسم
جستیم برای ہر دو تاریخ — از رای زرین و فکر راسم
دل گفت زمسند خلافت — برخاست حسین نشست قاسم

میر ثناء اللہ

از احفاد میر یوسف کریمی شاگرد ملا آسود و ملا مقصود از مریدان سرور خان کابلی صاحب ورع و تقویٰ و مشغل علم دذکا بود اشعار برجستہ بزبان فارسی و کشمیری میگفت ہشتاد و چہار سال عمر یافت ۴۔ جمید الاول[2] ۱۲۹۳ھ وفات یافت و در مزار اسلاف مدفون است۔

سید رسول شاہ[3]

فرزند میر بہاؤ الدین و برادر زادہ سید جلال الدین خانیاری[4] بود واز عنفوان

---

[1]، در نسخہ (ی) "از مصنف" نیادہ است۔

[2]۔ برابر ۲۸ رمئی ۱۸۷۶ م

[3]، در (ی) ذکر سید رسول شاہ بعد ذکر میر عبدالغنی یافتہ شد۔

[4] در (ی) بجای خانیاری "زینہ کدلی" مندرج است

جوانی توفیق ربانی رفیقش شده درخدمت شیخ ضیاء الدین زهگیر شرف انابت حاصل نمود ومدت سی سال هر روز از خانیار در فتح کدل بخدمت ایشان حاضر می شد وسیر منازل سلوک بطریق نقشبندیه نموده مجاز ارشاد طریقت گردید وهر روز بامر مرشد خود قصیده برده بعد اوابین یازده مرتبه بکمال ذوق وشوق میخواند وتاثیر وبرکت آن بسیار میبافت مردی مستجاب الدعوات بود پنجم ماه صفر ۱۲۹۴ھ[۱] انتقال فرمود در موضع گگجه بتهسری پرگنه ناگام آسود —

میر بزرگ شاه[۲]. ابن میر قدیر شاه زینه کدلی[۳] حافظ قرآن مجید وعامل مرتاض ورشید بود. واز بابا عبدالله مخدومی شرف بیعت[۴] یافته خلوت نشینی[۵] نموده واز اکثر مشایخ اسید یار فیض صحبت[۶] یافت وباجازت محمد رضای رفیقی همیشه حرز یمانی میخواند بدعا کم در طریقه قادریه ممتاز ومرتاض بود بماه ذوالحجه ۱۲۹۸ھ[۸] انتقال فرمود در شهر لداخ آسود —

۱ھ، برابر ۱۹، فروری ۱۸۷۷م، ۲ھ، درنسخه (ی) زینه کدلی

۳ھ، درنسخه (ی) از سادات گرامی قدر ۴ھ، درنسخه (ی) صحبت

۵ھ، درنسخه (ی) وبامراد ۶ھ، درنسخه (ی) ونظر فیض

۷ھ درنسخه (ی) بجای همیشه اجازت حرز یمانی گرفته همواره در ورد آن وتلاوت قرآن مشغول می بود وعمر عزیز در ورع وتقوی وعبادت مولی تعالی گذرانید ودر ۱۲۹۸ھ در لداخ رحلت نمود وبهانجا آرمید. ۸ھ برابر ۲۸، اکتوبر ۱۸۸۱م.

میر یاسین شاہ قادری[۱]

نواسہ سید بزرگ شاہ قادری بود کہ
بعد انتقال سید حسن قادری برآمدنی فتوحات و جاگیرات او کامیاب شدہ
عمر عزیز خود در جود و سخاو بذل و عطا گذرانید و بد وضع و بی پروا بود کہ با وجود
آمدنی جاگیرات و فتوحات ہمیشہ قرضدار میبود و در حلم و توکل و تواضع شانی
عالی داشت اگر ہزار روپیہ از فتوحات پیش او میرسید در یکساعت
در بذل و عطا صرف میکرد و ذخیرہ فردا چیزی نمیگذاشت الحمدللہ تا حین حیات
او طریقہ خاندان شاہ محمد فاضل قادری در ضمیمک جاری بود و میر مذکور را ہمیشہ
اعانت و امداد از جناب محبوب سبحانی قدس سرہ میرسید ہر چہ بخیال او میرفت
باعانت غیبی فی الحال میشد لامحالہ وجود مسعود او فی زماننا از عطیات غیبی
بود سیزدہم ماہ جمید الاول ۱۳۰۵ھ[۲] انتقال نمود و در حظیرہ اجداد خود آسود
و بر[۳] جنازہ او درمیان عیدگاہ قریب دہ ہزار مردم جمع شدند تاریخ ـ

آہ او خا اینچہ فلک کردہ ملک غمگین رفت	خار در چشم گل و لسترن و نسرین رفت
آہ او خا دج ازین چرخ کبودی آوخ	پیر ہادی ما میر بزرگ آئین رفت

---

[۱] در نسخہ ری ، ذکر میر یاسین شاہ بعد ذکر میر ثناءاللہ آمدہ است ۔

[۲] برابر ۲۷ جنوری ۱۸۸۸م

[۳] در نسخہ ری ، عبارت خط کشیدہ ندارد

چون شد آزاد ازین قید وجود ظاہر ... پور طاہا بجنان درپے یاسین رفت

چون پے سال وصالش قلم از نون پرسید ... از الم آہ برآورده قلم غمگین رفت

آمد از سورۂ یاسین دل سیپاره ... واه یاسین بجنان در طلب یٰسین رفت[1]

ایضاً

ہاتفی گفت از سر بر جستن حسن خلق ... خاسته یٰسین و بنشسته حسن

یوسف شاه از حفاد شاه ابوالبقا بود و از علم ظاہری بہره داشت و از کرم شاه شاه آبادی تعلیم علم باطنی یافته عمر خود در تورع و توکل گذرانید ضبط اوقات بسیار داشت و ورد خوانی ہمیشه میکرد حسن مجازی را راغب بود و با بسیارے از اہل صفا صحبت داشت تاریخ ؎

شاه یوسف چو رفت از دنیا ... در زوال آمده سن کمالش را

ہاتف غیب دوش در گوشم ... گفت "خاص خدای سالش را"

ہفدہم ربیع الثانی ۱۳۰۶ھ[2] در مزار اجداد مدفون شد۔

میر عزیز الله از سادات گرامی بود۔ در حین جوانی بمقام لوده بیانو دست ارادت بدامن ہمت خواجه امیرالدین پہلیول آویخته در اندک فرصتی طے مراحل سلوک نمود و بفرمان مرشد بزرگوار در کشمیر آمده در موضع پاری گام سکونت ورزید و متاہل گشت پس عمر خود در انجا بتوکل و قناعت گذرانید فرد بی ہمتا بود نہم ماه رمضان ۱۳۰۷ھ[3] از دنیا نقل فرموده در موضع مذکور بخاک آسوده فقط

---

[1] در نسخه ای بعد ازین این یک بیت ہم مرقوم آمد از سوره یاسین دل سی پاره۔ واه یاسین بجنان در طلب یٰسین رفت۔ [2] برابر ۲۱ دسمبر ۱۸۸۸م [3] در نسخه ان، اندرابی بجای گرامی مرقوم است۔ [4] برابر ۲۹ اپریل ۱۸۸۹ء

خمیس دوم

از حضرات ریشیان[1]

بدانکه حضرات ریشیان کشمیر در مقامات عبادات[2] الٰهیه و تجشم ریاضات شاقه و ترک لذات نفسانی و امور شهوانی و استکانت و فروتنی از گروه خاک نشینان هند و قلندران ولایت افضل و اکمل دانسته اند تعداد اسامی آنها هیچکس[3] از مورخان ضبط تحریر نکرده است بنا بر آن فقیر حقیر تذکره بعضی مشاهیر که در ریشی نامه ها اندراج یافته بود[4] ملخصاً ایراد نمود۔

ریشیان طبقه اول

زمرشناسان[5] زمانه باستان واقفند که از مبادی آبادی کشمیر درین بلاد هنود سواد همگی مردم هنود بود و باش میداشتند[6]۔ ازانجمله گروهی بود خداپرست که در مغاره و آجام بتفرید و تجرید نشسته خالق خود را پرستش میکردند و از جمیع لذات و شهوات نفسانی و روحانی اجتناب کرده بالکل کاسنی، شتی و قنابری و حبوبات غیر ماکول و چیزهایی که مفید نوع بشر نیست قانع گشته همواره بر ریاضات شاقه و شاغل مشغول بوده‌اند و در ریاضت و نفس کشی به نسبت کسی از نیک بدیهی میگفتند فی الحال العمل می آمد، چنانچه قصص و حکایات از حالات و کمالات این گروه در

ـ۱ـ در نسخه (ی) "از ریشیان عالی درجات" مرقوم است

ـ۲ـ در نسخه (ی) "نفس کشی" مرقوم است + ـ۳ـ در نسخه (ن) "در تواریخ قدیم"۔

ـ۴ـ در نسخه (ی) "اند" بجای "بود" آمده است + ـ۵ـ از "زمرشناسان الی راموه ریشی" — ۸ صفحات یافته نشد. نسخه (ی)

ـ۶ـ "مقصود" "می کردن"

کتب اہل ہنود بمبالغہ تمام مرقوم است و مردم روزگار این گروہ را ریشی میگفتند ٭
ریشی اسمے است شاستری نہ عربی چنانچہ علمای سنسکرت تشریح کردہ اند کہ
ریشی گفتن آن کس را سزاوار است کہ از ہست نیست و از بود نابود شدہ باشد یعنی در عشق ذات حقیقی
از خود فانی و بذات بحت وحدت باقی باشد و بلذات نفسانی و روحانی مطلقاً راغب نگردد و از ہوا
و ہوس دنیا متنفر باشد ۔ فقط ٭

بعد انقضای دہور موفور حسب مشیت ایزدی آفتاب دین محمدی از مطلع قدرت طلوع
نمودہ تمامی کاہنان و راہبان عربستان بے نور شدند ہمچنان ریشیان ہند و کشمیر ہم
از حالات و کمالات موجودہ در خود اثرے ندیدند تا کہ رفتہ رفتہ در عرصۂ یکہزار و صد سال نجم سعادت
این زمرۂ با کمال در وبال آمدہ زوال پذیر رفتند ۔ آنگاہ در حدود ۳۰۰ھ[۱] بعضے افراد از فقرای اسلامیہ
بطور سیاحت از بلاد بیرونی درین ملک وارد بودہ باش خود اختیار کردند ۔ و در روایات و کمالات و کشف و
کرامات از گروہ ریشیان این بلاد گوی مسابقت بردند ۔ لاجرم باشندگان این دیار حسب
اصطلاح خود ایشان را نیز ریشی نام نہادند ۔

در آن زمان سلطان محمود غزنوی تسخیر ہند و کشمیر[۲] ساختہ جمعے کثیر از مردم کشمیر
باسلام آورد موجب آن در زمرۂ ریشیان جدید توقیر و توفیر پدید آمد ۔ تا کہ در سال ۷۲۵ھ
تمامی فرقہ ریشیان و مردم ہنود و مسلمان در عقدۂ[۳] ذو القدر خان مقبول شدند ۔ ہمگی چند کس
از ریشیان در مغارہ و کوہستان باقی ماندند کہ ذکر آنہا صاحب وقائع می نگارد و از انجا کہ بموجب تکثر
و غلبۂ مردم ہنود نام و نشان مقابر و منازل ریشیان عالیشان بر اوراق زمانہ یادگار نماندہ ہمہ را در
قاموس عدم غرق شدند ۔ ہمگی حضرت شیخ نور الدین قدس سرہٗ بموجب اخبار سماعی نام سہ

۱ ۔ برابر ۱۳ (۹۱۲ء)
۲ ۔ = در تاریخ کشمیر آمدن سلطان محمود غزنوی ثابت نیست ۔
۳ ۔ ۱۳۲۴ء ۔ مقصود "آشوب" ۔

چہار کس از بزرگ ریشیان عالیشان در مقولات خود یاد کردہ است. نقل آں نیست. اشلوک

اوّل ریشی احمد ریشی — دویم حضرت اویس آو
تریم ریشی زلکا ریشی — ژوریم حضرت میران آو
پانژم ریشی رمہ ریشی — شیم حضرت پلاس آو
ستمس کو رہم دستنا ہشی — بوکس ریشی چہ مہ کیاہ ناو

ازیں ہفت اسمای متبرکہ چہار اسم غیر معلوم است. ہمگی دہقانی قصہ خوانان بعبارت "دندہ بارتا" بیان می سازند کہ میران ریشی مراد از حضرت محبوب سبحانی شیخ سید عبدالقادر جیلانی است قدس سرہ و رومہ ریشی اسم حضرت خضر علیہ السلام می تواند بود. زلکا ریشی و پلاس ریشی را خدا میداند. فقط.

اما نامہ نگار را از مقولات حضرت شیخ العالم قدس سرہ چند اشلوک از ریشی نامہ بنظر رسید، موجب آں دانستہ میشود کہ ایں چہار ریشی گرامی از ساکنان این دیار بودہ اند بیان قصہ خوانان واہی است.

مناجات

کر بندن توشہ خدای — کر بندن توشہ خدای
ہمن میانن شستروین دندن — کوہ لبسرت پیکو ہای
چھن تاری مرژم اندن — کر بندن توشہ خدای
فدتہ لوب مارمہ دجی — ہرژہ نمن کیژاہ ژاہی

۱۔ دندوار تا کشمیری بمعنے حکایتے۔ ۲۔ صحیح "رمہ ریشی"

بگیہ کاشتم وُتل بچی	کرہندن توشہ خدای
میان وکھن چہ ونان کایت	چھان بُہت کم کم آی
لوہ اگن گنڈتھک وندن	کرہندن توشہ خدای
حضرتس تہ اویس قرنس	تمہ زہ تتی یلہ میچای
بوک نہ حکم پاوت کرنس	کرہندن توشہ خدای
ڈنڈک ونک زرکانہ ریشی	تم کرشھس کڈن وای
ان کنک تھاون نہ پزرت	کرہندن توشہ خدای
تم حضرت میران ریشی	کرپڈہ نفس سیت کوریای
پان آنزمن مرن وندن	کرہندن توشہ خدای
تم حضرت رمہ ریشی	جنتس منزارزن جای
صدرحمت تمن چندن	کرہندن توشہ خدای
پران ابیاس پلاس لیشو	تم فرستس یون ورزای
اکہ دمہ متوس نہ زاہ سو	کرہندن توشہ خدای
پت کالی یم ریشس بوی	تموتپ کرنچی دشا ی
زونہ مری چھسک وندن	کرہندن توشہ خدای
اکسی مالس تہ ماجہ ہندن	کوہ تھاوتھکھ دونی تہ نیای
مسلمان کہو ہندین	کرہندن توشہ خدای
گدار توذور وقت یہ پیشن	دلوہ دینے جنتس جای

ولی و نقوت [illegible] زمن [illegible] تو [illegible] زندگی

سید [illegible] حضرت احمد [illegible] علیہ و آلہ وسلم

کہ [illegible] ابرار [illegible] حقیقت

[illegible] از لی قلم [illegible] شریعت

[illegible] فیض ہدایت [illegible] آن عثمان [illegible] ساطت

سلسلہ داران طریقت بہیج اویسی جو شید و مزرعہ خاطر [illegible] معطر

[illegible]

نعت شریف

ز شوقت یا نبی دارم بولئے	قدم تو [illegible] القاسے
ز نور تو جہاں را رنگ پیدا	[illegible]
ز تو سیارہ گشتہ اطلسی پوش	ز تو خورشید را زیں آب و تابے
[illegible] جہاں [illegible] ساز [illegible]	[illegible] گوشش کن از بینوائے
دو چشم نعل نعلین تو زیبد	بیا بر دیدہ ام بگذار پائے
[illegible] زندگانی	[illegible]
شب در خواب چوں مہر جہانتاب	بچشم من نما یک [illegible]
حسرت گردم بیا یکدم بفرقم	فگن از [illegible]
اگر بینم جمال عالم آرا	زنم بر [illegible] صلائے
نظر کن یا رسول اللہ نظر کن	ببین حال گدائے [illegible]

شدم بیمار از تیمار ہجران | جمالِ خود نما یا بم شفائے
فقیر و پُر زار و خوار و پستم | ببخشا از عطا خوان نوائے
غلام تو حسن دادر دو عالم | ندارد غیر فضلِ تو رجائے
فشان بالِ شفاعت روز محشر | خطائے او ببخشا از عطائے

حضرت خواجہ اویس قرنی

از اولیای کبار است و سر دفتر پریشان روزگار، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم درشان وے میفرمودند کہ اُوَیْسُ الْقَرَنِی خَیْرُ التَّابِعِیْنَ بِاِحْسَانٍ وَعَطْفٍ وگاہ اوقات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم روی مبارک خود بسوی یمن میکردی و میفرمودی کہ نسیم رحمت از قرن می یابم۔

می آرند کہ اویس قرنی غائبانہ عاشق جانباز بود بر رسول بے نیاز اما بدو سبب در حضور نرسید یکے بسبب غلبۂ حال کہ مغلوب الاحوال میبود دوم مادر شیں ضعیفہ بود نابینا از خدمتش فارغ نمے شد ہمیشہ از مردم وحشت میکرد و دیوانہ وار در صحرا میگشت و بجائے کہ نمے درآمد شتران مردم می چرانید۔

نقل است کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مرقع خود بحضرت عمر و حضرت علی رضی اللہ عنہما حوالہ نمودند و فرمودند کہ شما ہر دو کس بروید در یمن و از قبیلۂ قرن شخصے است اویس نام این مرقع من بوے بپوشید و بگوئید کہ در حق امتِ من دعا کند پس بعدِ وفات حضرتؐ آں ہر دو خلیفہ رفتند در قرن۔ و اویس قرنی را مرقع و پیغام حضرت رسانیدند۔ اویس دست بر داشتہ از خدا مغفرت امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم بدعا التجا نمود و از غیب آوازے شنید کہ گناہگاران امت محمد برابر موی گوسپندان قوم بنی ربیع و مضر بتو بخشیدیم۔ چہ رمہ ہای گوسپندان آنہا بکثرت بودند۔

حالات وکرامات آنجناب افزون است واز حد بیرون۔ ہمیشہ فیض باطنی از جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم غائبانہ بے واسطہ می یافت۔ لاجرم اولیائی میگفتند۔ چنانچہ بعضے اہل صفا قائل اند کہ فرقۂ ریشیان را فیض باطنی بواسطۂ حضرت اویس قرنی غائبانہ می رسد۔ بموجب آں حضرات ریشی اکثر اویسی بودہ اند۔

راقم الحروف میگوید کہ من درکدام کتابے دیدہ ام یاد ندارم کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم درشب معراج شخصے را دید بکمال شان وشوکت از جبرئیل امین پرسید کہ این کیست؟ – جبرئیل گفت کہ یکے از امتان تست۔ حضرت گفت کہ بدنیا می آید؟ جبرئیل گفت الحال آمدہ است درقرن می باشد۔ اویس قرنی نام دارد۔ از عاشقان تست۔ حضرت گفت باوے التفاتے میکنم جبرئیل گفت حکم نیست۔ چنانچہ حضرت شیخ العالم قدس سرہ میفرمانید۔ اشلوک:

حضرتس تہ اویس قرنس۔ تم ژ‌ٕہ تتی یلہ میجای

لوک نہ حکم باوت کرنس کر بندن توشہ خدای

ازیں اشارہ بشارت است کہ اویس قرنی سر حلقۂ ریشیان روزگار است۔ شہادت حضرت اویس درجنگ صفین ۳۰ ماہ رجب سنہ ۳۲ھ[1]

حضرت زلکا ریشی

از بزرگ ریشیان عہد قدیم است۔ در موضع ڈنڈک وَن در جنگل پرگنہ حمل واقع است ملۃ العمر خود در ریاضت میکرد واز تخم کرٹہ افطار میساخت در[2] نفس کشی ممتاز و در ریاضت جانباز بود۔ حضرت شیخ العالم در مناجات خود میفرماید۔ اشلوک

ڈنڈک ونک زلکا ریشی کرٹہ فلی کھت کرن سوی

پختہ نجہت اوس ملکہ ت گوی تتہ مہ ود زلو دوی

---

[1] ۔ سنہ ۶۵۲ء

[2] ۔ مقصود می کردہ

غیر از حضرت شیخ العالم کسے از موخان احوال او نہ نوشتہ است رحمۃ اللہ علیہ۔

حضرت میران ریشی

نیز از ریشیان عہد قدیم است۔ بمقام ریشی ونی واقع بر کوہ صفاپور مدۃ العمر ریاضت میکرد مدت ہشتاد و سہ سال ہمگی از یک کف دست آب افطار میکرد۔ از ریشیان نامی و گرامی بود۔ چون عزم آخرت نمود بموئہ کالبد عنصری بہوا رفت چنانچہ حضرت شیخ العالم قدس سرہ میفرمایند[۱]

اشلوک:۔ ریش ون ہند میران ریشی   چندرہ ساس ان جل چوے

اد دیہہ ہت اکاش گوے   تتہ سہ ورد تو دوے

راموہ ریشی

معروف بہ رومہ ریشی سر حلقہ ریشان کشمیر صاحب حالات عجیبہ و کمالات غریبہ است در مجاہدہ جانباز و در نفس کشی ممتاز۔

صاحب وقائع کشمیر رقمطراز است کہ راموہ ریشی از مردمان ماوراء النہر بود۔ اولیای کبار بسیار دید ربع مسکون را سیاحت نمود۔ ہفت مرتبہ بطواف حرمین فائز گشت۔ وقتیکہ راجہ جسسکہ تسخیر ہندوستان را ست عزیمت افراشت ہمراہ لشکر او بسیر کشمیر آمد و در موضع راموہ کہ الحال بنام او مشہور است۔ میان غارے منزوی شدہ ہمگی بر اکل بقولات کوہی قناعت میکرد و از قسم لحوم و غلات ہیچ نمی خورد و بکسے سخن ہم نمیکرد آخر عمر بہ شیر خام راغب شدہ جسم مبارکش ہمگی پوست و استخوانے ماندہ بود۔ دو کس موسوم بہ شبان ریشی و رنگوں ریشی خدمت اوی کردند و بعد مدتے ہر دو فوت شدند پس چندگاہ در تنہائی گذرانید و بزگالہ کوہی خود بخود آمدہ ہر روز او بقدر کفایت شیر میداد۔ وقتیکہ بآتش محتاج میشد لعاب دہن مبارک خود بر شاخی می مالید و افروختہ میشد و بعضی اوقات در جنگل یادون وغیرہ اطراف سیر

[۱] این تاریخ الحال دستیاب نیست۔

میکرو وام وود ہمراہ او میرفتند۔ ہیچ انسانے با جرأت نزدیک او نمی رفت[1]۔

وقتیکہ بسیر پنجاب نہضت کرد و چند سال در علاقہ نگرکوٹ انزوا بسر برد۔ روزے

خارِ درختِ زقوم کہ آنرا بزبانِ ہندی ... می گویند در دستِ او خلیدہ تا ... ہنگام شدت

وجع گفت "بد خارے راست۔ تخم آں گم شود۔" بقدرتِ ایزدی در قلمرو پنجاب بہر جا درختانِ زقوم

تا عرصہ شانزدہ سال نابود شدند۔ آخر عمر در جوارح او سستی پذیرفت۔ انگاہ لدرمن ریشی خدمت

او بجا مے آورد۔

وقتیکہ سلطان محمود غزنوی در کشمیر معسکر ساخت[2] آوازہ کمالات او شنیدہ بزیارت

او فائز گشت و مدتے بر در غار منتظر ماند وآیہ کریمہ وَاَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ

مِنْکُمْ۔ باواز بلند خواند۔ پس ریشی دریچہ وا کردہ بمقولات معارف با او ملتفت گشت و گفت

مرشد تو شیخ ابوالحسن خرقانی در معرض مرا بدریا انداخت چوں غوطہ خوردم عالم ملکوت بر من

مکشوف شد۔ بنا برآں برعایت اخوت با تو پیوستم۔ اکنوں مرا فراغت بخشند۔ سلطان

التماس نمود کہ مراد خصوص فتح کالینجر دعا فرمایند۔ ریشی گفت بعد فتح کالینجر کلید فتح سومناتھ

ہم بتو بخشیدند۔ پس لختہ از خرقہ خود برداشتہ باو داد و فرمود ہر گاہ ایں پرچہ بر پرچم لوای تو

لاحق باشد شمشیر تو جلائے کند نخواہد شد۔

می آرند کہ روزے ریشی بصولت سرما متاذی شدہ فرمود کہ آفتاب چرا

از ما مخفی ماند۔ فی الحال آفتاب برآمدہ سرما رفع شد۔ پس تا عرصہ شش سال

در کشمیر برف نبارید و برودت سرما در ہوا نبود۔ گویند رامو ریشی سہ صد و بیست و دو سال

عمر یافت و بعد ہر صد سال دندان او میر یخت و در زمان حکومت راجہ جگدیو داتا از غار

غائب شد۔

[1] ــ مقصود "رود" [2] = در تواریخ آمدن سلطان محمود غزنوی تا کشمیر ثابت نیست

لدرمن ریشی

از ساکنان گڈه ستهو بود و هنگام ریعان جوانی بتوفیق ربانی ترک کامرانی کرده در پیش رامود ریشی معه برادر خود پلاسمن ریشی مسلمان شد و در مجاهدات و ریاضات و نفس کشی داد جوانمردی داده کشف کونیه حاصل نمود و عرصهٔ چهل و دو سال بغیر ساگ جنگلی هیچ نخورد و با کسی موانست و موافقت نکرد و بعد انتقال رامود ریشی بسیر هندوستان نهضت کرده چند سال در صحبت بابرکت سرهنگ ریشی در کوه شوالک بسر برد. چون بجانب کشمیر رجعت نمود جمعی از ریشیان همراه داشت و در ینجا همه ها در غار آری راے منزوی گشته شدند و سالهای بسیار در انجا بعبادت بسر بردند. عاقبت بعضی ها بطرف هندها رفتند و بعضی ها در حجره های آن غار مدفون شدند. لدرمن ریشی یکصد و سی سال عمر یافت چون رحلت نمود درمیان همان غار بحق آسود.

پلاسمن ریشی

برادر لدرمن ریشی بود. از رامود ریشی هم نظر عنایت داشت. آنگاه بتربیت لدرمن ریشی منازل و مقامات سلوک طی کرده بدرجهٔ اعلا اعتلا نمود و عمر عزیز بی خورد و خواب در تب و تاب بسر برده از کردهٔ برادر خود در نفس کشی و مجاهده مرتاض و جانباز بود و بر وقت افطار درخت سفیدار راهی لیسید و سالها در مغارها غائب میشد که هیچ کسی روی او نمیدید و بعضی اوقات در غار بومه زوه انزوا میکرد و درانجا مرجع مردم میشد. می آرند که روزی درین جا یاران خود مراتب روز عید الضحی بجا آورده و یکی از یاران او که بحج رفته بود درانجا بروز عید دید که پلاس ریشی در پای منی سیر میکرد و در

سلے. واقع در موضع بومه زوه، پرگنه متن.

کشف وکرامات وطے مقامات شانے عجیب داشت ومردم بسیارے از فیض باطنی او موثر گشته بدرجهٔ اعلیٰ رسیدند و در زوایا و مغاره ها نشسته بطاعات وعبادات پرداختند مدعا که حضرت ریشی بعمر یکصد و هژده سال جهان فانی را پدرود نموده برکرپوره بهجباڑه آسوده۔

می آرند که در ایام جاهلیت او [را] دو فرزند داشت ۔ یکی خلاصمن دوم یاسمن وقتیکه پلاسمن انتقال نمود از محاسن او یک موی سفید ندیدند ۔ خلاصمن را بعضی موهای لحیه سفید شده بودند و یاسمن را تمامی ریش سفید بود ۔ واللہ اعلم۔

خلاصمن ریشی

فرزند پلاسمن ریشی مردے کامل و فاضل بود و بتربیت والد بزرگوار خود راه هدایت یافته در طے مقامات سلوک جانبازیها نمود. و بعد انتقال مرشد خود در کوه شوالک رفته از ریشیان آنجا که خلفای سرہنگ ریشی صاحب حالات عجیبه بودند فیض صحبت یافته بجانب کشمیر رجعت کرد و بقیة العمر خود در ترک لذات و شهوات گذرانیده ، در عهد سلطان شمس الدین انتقال نموده بجوار مرقد والد بزرگوار خود برکرپوره آسود فقط۔

یاسمن ریشی۔

برادر خلاصمن ریشی صاحب ریاضت و ورع و تقوی بود و در ترک لذات نفسانی و میل شهوانی زندگانی بسر برده اکثر اوقات از نظر مردم غائب می شد و در جنگلات سیری کرد

---

۱ - لفظ " او را " درینجا زیاده است۔

۲ - در نسخه (ی) از لحیه ندارد۔

۳ - مقصود جانفشانیها

۴ - در نسخه (ی) بغیر لفظ فقط آمده است۔

وباوحوش ودام وددموانست میداشت[۱] ہرگاہ کسے درمیان جنگل اورا بغتۃً می دید می ترسید روزے دیدند کہ اورا گاؤ کوہی از پستان خود شیر میداد و بعضی ہا میگویند کہ بر شیر سوار شدہ می رفت۔ بعد وفات برادر خود خواصمن برقبر او ودتّے مجاور نشستہ بود و آخر عہد سلطان علاء الدین انتقال نمود وبعہد و... برادر خود آسودہ...

سورن ریشی

از شاگردان خواصمن ریشی بود [illegible] عجیب داشت۔ عرصہ چہل سال در موضع کانڑ پرگنہ ناگام غار نشین شدہ ببرگ ... تیج[۲] می خورد۔ روزے سلطان جمشید فرزند سلطان شمس الدین بشکار رفتہ بود۔ ناگاہ بر صومعۂ ریشی رسید و دستے بیرون غار انتظار کشید۔ ریشی اصلا بوے التفاتے ننمود و دریچہ نکشود۔ سلطان رنجیدہ بشہر آمدہ و در انجا ننده پچن[۳] نام عورتے فاحشہ کہ در طنازی وعشوہ بازی ممتاز بود در پیش سورن ریشی فرستاد کہ اورا از زاویۂ فقر وقنا بر آوردہ در دام تزویر در آورد۔ چون زن فاحشہ بر در معبد ریشی رسید و آواز داد کہ من حورے از حوران بہشت برائے ادائے خدمت ایشان نا موزوم دریچہ بکشائید و مرا بصفا حیرت خود بنوازند۔ ریشی بمقتضای اذا جاء القضاء عمی البصر دریچہ بکشادہ اورا در حریم خود بار داد وبمکر وفریب او دامن عصمتش آلودہ گشت۔ فردا نسی ناز ان وشادان در پیش میرزا جمشید آمدہ بانعام شایان فائز شد۔ ریشی بصدور این واقعۂ جانکاہ از زندگانی خود بیزار شدہ در نالہ و آہ پرداخت وخود را بر زمین انداختہ می غلطید و می نالید۔ عرصۂ ہفت روز در گریہ و سوگواری بود[۴] در ان حالت

ف۱ - مقصود می کرد۔

ف۲ - بزبان کشمیری اورا اوپل ہاک می گویند۔

ف۳ - باید بود " زنے فاحشہ "۔

ف۴ - یعنی بوقت مرگ دیدہ کور شود۔

جاں بحق تسلیم نمود۔ نندی از افعال خود منفعل شدہ ترک دنیا کردہ و برای کفارت ایں گناہ صحرای نندی مرگ متصل بیجباڑہ خریدہ باپت تعلیف چہار پایان وقف نمود و جوئی نندی از رود خانہ ویشو برآوردہ باسراف[1] زر کثیر و مزارع و دہات قلعہ ناندی جاری ساخت و خود بر دروازہ باسمن ریشی برکریوہ بیجباڑہ بچاور نشست۔ و سلطان جمشید بوفور الفور مدفون شدہ در زینہ پور ہ از جان درگذشت۔ تا ایں جا بیان وقائع کشمیر است فقط ٭

ریشیان طبقہ دوم

حضرت شیخ نورالدین قدس سرہٗ

زبدۂ ریشیان نامدار و برگزیدۂ انبیای ایں دیار است۔ در عبادات و ریاضات و مجاہدات و نفس کشی وحید عصر و فرید دہر بود۔ حالات و کرامات آنجناب از کردۂ آفتاب مشہور است و در تشریح و توضیح آں دفترہا مسطور۔ دریں مختصر گنجائش تشریح آں نیست انموذجے یتمناً و تبرکاً دریں جا یاد کردہ شود۔

مورخان می نگارند کہ او گرا سنز نام شخصے از راجہای کشتوار بود کہ لقب آنہا سنز می گفتند۔ وے بنابر واردات[2] زمانہ بکشمیر آمدہ۔ راجہ کشمیر موضع روپہ ون در جاگیر او بخشید۔ وے در آنجا بود و باش اختیار نمود۔ پسر او درپتا سنز بود۔ وے در ملازمت حکام اقتدار و اعتبار خود افزود۔ فرزند او زنگا سنز بود۔ در آنزمان ذوالقدر خان یورش آوردہ ملک[3] کشمیر را قتل عام نمود و زنگا سنز ہم در آں واقعہ کشتہ شد و مال و متاع او بغارت رفت۔

---

[1] در نسخہ (ی) بخرچ بجای اسراف مرقوم است۔
[2] مقصود حوادث۔
[3] باید بود در ملک کشمیر۔

انگاه همگی پسران هنر سنز که در شباب بجبال متواری شده بود موجود مانده در موضع گده ستهو قرار یافت. فرزند اوگرا سنز نام بود. چون از دنیا درگذشت پسر او سلر سنز در آواره گردی هر سو سیری کرد. عاقبت در خدمت یاسمن ریشی در بیجهاره رسید و تهذیب و تربیت او مسلمان شده شیخ سالار نام یافت و مدتی گاوان ریشیان بچراگاه می برد. همدران زمان شخصی از احفاد او گرا سنز در موضع کیهه پرگنه آڈون صاحب ثروت بود و دختر نیک فال ازو متولد شده برای پاسبانان پاسبان ده تفویض ساخت و بقضای کردگار پدر و مادر و اعوان و انصار او در عرصه چند سال تباه شدند پس دختر مذکور به در خانه مرضعه تمیمه یافته چون بحد بلوغ رسید پدر رضاعی او در خانه پاسبان کیموه مناکحت نمود. انگاه دختر مذکور ه را از صلب او دو فرزند مسمی ششتن و کندر متولد گشته فی الحال بیوه شد. روزی پدر رضاعی او که از معتقدان یاسمن ریشی بود در خدمت او عرض نمود که این دختر از قبیله[١] راجهاست و شوهرش که از قوم اجلاف بود فوت شده. اکنون میخواستم که این دختر را با کسی از شرفا عقد بندی سازم اما کسی امکان نمی شود. ریشی فرمود که او را بعقد شیخ سلر بدهند که از قبیله راجهاست. فی الحال دختر مذکور ه را با شیخ عقد مناکحت بستند و در کیموه سکونت پذیر شدند.

ملا احمد که معاصر شیخ اللعالم بود می نگارد که روزی شیخ سلر با خاتون خود سدره ماجی نزد یاسمن ریشی در مرض موت بعیادت رفتند. وی بر سر چشمه نشسته بود. ناگاه لله عارفه در انجا رسید و بدست او گلدسته بود. یاسمن ریشی گلدسته از و گرفته بسدره ماجی بخشید.

[١] در نسخه (ن) از قوم راجپوت مرقوم است

وگفت برسر نگهدار حق سبحانه وتعالی شمارا فرزندے عطا کند که وارث حال [۱]
حقیقت ما باشد.

پس لله عارفه در ایام حمل والدهٔ شیخ را خبر گیری می کرد و بفرزند دلبند.
بشارت میداد [۲] تا که حضرت شیخ بروز عید الضحیٰ [۳] سنه هفتصد وپنجاه وهشت [۴] هجری
وبحساب کشمیریان سنه ۳۱ متولّد شد. خاص الله تاریخ است. فرد

برناصیه اش [۴] ز ارجمندی — می تافت ستارهٔ بلندی

گویند حضرت شیخ در هنگام ولادت در نوشیدن شیر تعلّل فرمود. فی الحال لله عارفه حاضر شده
آں بزرگوار [را] درکنار گرفت و پستان خودش بدهان انداخت وگفت از آمدن خود
شرم نکردی حالا از شیر نوشیدن شرم می کنی. آنگاه شیر نوشیدن گرفت. پس لله عارفه
اکثر اوقات اورا از پستان خود شیر میداد. چوں بدرجهٔ بلوغ رسید بتقاضای برادران در کار
دنیوی شاغل شد. اما در طاعات وعبادات همیشه عاقل می بود. گاه اوقات بتکلیف
برادران [بکار] [۵] سرقه می رفت. چنانچه روزے اورا در خانهٔ مالدارے در آوردند وگفتند آنچه که
نقیس می یابی بدست ما بده. حضرت شیخ اگرچه حقه های جواهر والماس دید آنهمه [را]
گذاشته سنگ هاون بدست برادران انداخت. اخوانش عتاب کردند وگفتند آنچه
که سنگ ترا بدو بدست آمد. پس کهنه غربالے بدست گرفته بیرون آمد و برادرانش
شنعوت کردند.

---

[۱] — در نسخه (ن) «ما» هم آمده است
[۲] — در نسخه (ن) میداد
[۳] — ۵۷/۱۳۵۶ء ۷۷۹ھ در تواریخ دیگر تولد شیخ نور الدین هفتصد وهفتاد ونه نوشته
[۴] — در گلستان این شعر چنین آمده است. بالائے سرش ز هوشمندی — می تافت ستارهٔ بلندی
[۵] — لفظ بکار درینجا زیاده است

روزے برادرانش بسرقہ رفتہ گاوے وگلیمے یافتند وبدست شیخ حوالہ
کردند وخود بجای دیگر رفتند. حضرت شیخ چوں نزدیک خانہ رسید سگے آواز داد وو وو وو
یعنی بکار بکار. شیخ معنی ایں آواز شنیدہ زار زار گریست وگلیم بردوش گاو بستہ کردہ [1]
رہا نمود. چوں برادرانش از گلیم وگاو باز خواست کردند گفت مرا سگے نصیحت کردہ یعنی

ع ہر آنچہ بکاری ہماں بدروی

چوں دنیا مزرع آخرتست وروز جزا ہر کسے سزای اعمال خود خواہد یافت من چرا خود را
ببلا ابتلا سازم. ہمچنیں روز دیگر ہم ہمراہ اخوان بکار دزدی رفت ودر یک کاشانہ
درآوردند اہل خانہ مفلس وبینوا بودند چوں دانستند کہ دزد است باخود گفتند.

ع دزد از خانہ مفلس خجل آید بیرون

چوں حضرت شیخ عسرت احوال آنہا دید گلیم پوشیدنی خود برایشان انداخت
وگریختہ رفت. [2] برادران خود را گفت کہ اہل خانہ بیدار شدند وگلیم من بردند. برادرانش
زبان تعنت دراز کردند وماجرا پیش مادر بردند وعیال او از خود جدا نمودند. مادرش
بسیار نصیحت کردہ گفت کہ اگر حرفہ برادران نمی کنی بارے ہنرے بیاموز تا رزق
حلال بتو حاصل گردد. شیخ ذمہ گرفت ومادرش [اورا] در پیش نساجے برد. وبابت
آموختن حرفہ نساجی بوے تفویض کرد. حضرت شیخ از حرکات وحالات نساج معنی
اصلی دریافتہ ترک آں نمود. ہمدراں ایام عمر شیخ از سی سالگی متجاوز شدہ بود

۱ - "کردہ" دریںجا زیاد است
۲ - باید بود "گرفت"

مادر خود را گفت که بعد ازیں مرا معذور دارید و بکار خدا بگذارید. رزاق حقیقی ضامن رزق ما و شما است. آنگاه چند ماه باطراف کشمیر سیر کرد. روزی در موضع کیہہ پرگنہ آڈون رسید. شبانہ سرور کائنات علیہ افضل الصلوٰۃ [۱] در خواب دید که درمیان کشتی بخشکی میرفتند و خلفای راشدین همراه داشتند. شیخ العالم در کشتی در آورده بزبان خاص نام او پرسیدند. شیخ گفت نام من نند وست "و نند بزبان کشمیری نیبا را گویند. سرور عالم فرمود. چوں نام تو زیبنده است بد نباشی تا نام تو برتو مسعود گردد. آنگاه دست مرحمت بر دوش او نهاده در حق او دعا خواستند و صحابه آمین گفتند.

چوں ازاں حالت باز آمد از تحت الثریٰ تا فلک اعلیٰ بروے مکشوف گشت و بر اسرار نہانی و مخفیات غیبی مطلع شد. بعد ازاں آتش شوق ہیجاں در کانون سینہ او ہیجان یافت که از خوردن و نوشیدن و غنودن باز ماند. گاه گاه احوال او ہیجان واقع میشد که بیہوش بر زمین افتادے و غلطیدے و خاک و خاکستر بسر کردے و زار زار میگریستے. پس او را منسوب بجنون کردند.

مؤرخان کشمیری نگارند که حضرت رشی اویسی بوده اند و از ارواح انبیاء و اولیاء فیض باطنی یافته اند. اما صاحب وقائع کشمیری نگارد که حضرت امیر کبیر قدس سرہ در ایام رخصت بمقام مٹن نشسته بود. و در انجا حضرت شیخ العالم بنظر کیمیا اثر حاضر آمده تلقین و تعلیم طریقت فائز گشت و بباعث اضطراب و قلق تربیت او به سید حسین سمنانی تفویض یافت و بخلوت نشینی مامور شد.

پس حضرت شیخ در موضع کیموه غارے عمیق حفر کرده عزلت پذیرفت. گاه بیگاه

---

۱ - مقصود "کردند"

در خدمت سید حسین سمنانی آمد و رفت می داشت و نکات و مشکلات حقیقت از خدمت ایشان حل میکرد۔

چون حضرت شیخ میان غار منزوی شده بار عیالش بر والده افتاد۔ یکروز مادرش در دهان غار رفته از بابت نفقه عیال و حقوق خودش بسیار گفتگو نمود و دعوی شیر ساخت۔ حضرت شیخ او را بانواع تسلی فرمود و سے بغرض خود نشنود۔ حضرت شیخ دست بدعا بر داشته از سنگی جوی شیر ظاهر شد[۱] و گفت ای مادر مهربان حقیقت خود بگیر و والده اش متحیر شده استحقاق خود بحل فرمود۔ آنگاه منکوحه او که زینی نام داشت آمده بابت نفقه عیال ابرام نمود و گفت که من اینجا میان گلخن برای ادای خدمات ایشان قیام کنم۔ حضرت شیخ بسیار عذر آورد و نصیحتش فرمود۔ و سے اصلاً نشنید۔ تا آنکه حضرت شیخ بصحرا رفت و پشتاره خار مغیلان آورده درمیان غار مفروش ساخت و خود را بران خار بغلطانید و خون جاری شد و خاتون خود را فرمود که ای یار وفادار بیا بستر استراحت من همین است۔ خاتون بگریه غوغا بر داشت و گفت من امید خود از تو قطع کردم الحال فرزندان خود را چاره بکن۔ حضرت شیخ فرمود که امشب فرزندان نزد خود بگیر۔ فردا چاره سازی آنها از خدا میخواهم۔

پس خاتون گریه کنان سه فرزندان بخانه خود رفت و حضرت شیخ دست بدعا برداشت و گفت الٰهی یا مرا برای طاعت خویش فارغ دار یا برای خدمت فرزندانم بگذار۔ چون صبح آمد پسر و دختر بر بستر مرده یافتند و هر دو در یک لحد دفن کردند۔

پس حضرت شیخ عرصه دوازده سال دران غار بسر برده بغیر کاسنی[۲] و قناعت بری بیچ

---

[۱] در نسخه (د) جاری شد مرقوم است۔ [۲] بزبان کشمیر "وَن ہند" می گویند۔

نمی خورد. روزے عورتے باجماعتے دیگر سخن میکرد کہ حضرت شیخ اکثر ایام کاهی و دشتی چیزے
نمی خورد و در قوای بدنی او هیچ فرق نمی شود. عورت دوم گفت کہ چهارپایان بغیر علف
هیچ نمی خورند و قوت آنها نمی بینند. حضرت شیخ سخنان ایشان شنیده و مژده
آں از غیب دانسته فی الحال خوردن بقولات کوهی ترک فرمود و از جوف غار برآمده
در اطراف کشمیر سیر نمود. ده بده و خانه بخانه می گردید و بغیر شیر گاو هیچ نمی خورد. و چند
گاه بر صفهٔ خانقاه معلّی بریاضت بسر برد و وقتے در محلهٔ چهار ناگ منزوی شد. همدران
ایام سنگه ساد هو نام مردے مرتاض در موضع الیشه باری مرجع انام شده بود. روزے
شاهزاده میرزا شکار[۱] بدیدن وے رفته بود. ساد هو ملاقات او منظور نه نمود. شاهزاده
بغضب آمده یادن چی کہ لولی طرار و عیار بود در صومعهٔ او فرستاد. لولی مذکوره ساد هو
را بدام مکر و فریب پابند کرده مرتکب فعل شنیعه گردانید.
موجب آں تمود هو منفعل شده برای رفع خجالت یادن چی را زرهای بسیار
داده برائے برغلانیدن[۲] شیخ در نوشهره فرستادند. چوں یادن چی بردر شیخ رسیده مکر و فریب
کردن گرفت. حضرت شیخ بردر آمده بنظر قهر در روے نگاه فرمود و صورت او را مسخ نمود.
چوں بعذر تقصیر پیش آمد از واصلان درگاه شد. حضرت شیخ ازاں جا برخاسته در
دهات کشمیر بر سو سیر فرمود. چنانچه مکانات و مقامات ایشان در هر پرگنه مشهور اند.
روزے در حالت سیاحت در قریهٔ پٹن رسید و در انجا مردمان ماهیان [...] شکار

---

۱ = مورخ غلام حسن کهویهامی در تاریخ حسن حصه دوم چاپ شده بر صفحه نمبر ۱۷۶ در ایام شاهزادگی سلطان سکندر (۸۱۶ - ۷۹۱ھ) را بنام "میرزا شکار" یاد کرده است. ولے جون راج هم عصر ...

۲ = در نسخه (ن) ورغلانیدن.

(margin:) ... سلطان زین العابدین او را در تاریخ خود ... بنام ... نشان داده است ...

می کردند و تشویہ نمودہ می خوردند۔ چوں بوی آں بدماغ شیخ رسید۔ نفس او بداں راغب شد و شیخ پارۂ از ہیزم نیم سوختہ برداشتہ بدہن انداخت ۔ نظم

سوخت حلقوم و نفس زد فریاد ۔ کہ تو ای شیخ تا یکے بیداد

شیخ گفتش کہ چوں شدی خودرو ۔ اینک از ملک من تو بیروں شو

نفس گفتا کہ بعد ازیں ای شیخ ۔ نزنم دم ز خود مکن از بیخ

روزے در موضع دریہ گام رسید۔ چند دختر دید کہ کاہ سبز درو میکردند۔ حضرت شیخ فرمود کہ ایں کاہ سبز جاندار است چرا جانداران را بے جان می سازید[۱]۔ از انجملہ یک دختر جواب داد کہ مایان گیاہ سبز برای چارپایان می بریم و خودرا و آنہارا نفع می رسانیم و تو بضرب عصای خود ہزاراں جان از بیخ برکنی و ہر جا کہ می نشینی صد ہا جان پامال می کنی۔ شیخ بشنیدن ایں کلام درگریہ آمدہ، پس ازاں رفتن و سیر کردن و بر زمین نشستن ترک فرمود۔ آنگاہ بیرون موضع دریہ گام بر سنگے یکماہ بریاضت بسر برد و متصل آں مکان سنگرام گنائی نام شخصے مالدار و صاحب مواشی بود وے حضرت را بیشی [؟] بخانہ خود بردہ در حجرہ بنشانید و روزے منکوحۂ وے از گاوان شیری دوشید از انجملہ گاوے را شیر نگرفت۔ شیخ پرسید ایں گاو چرا معطّل داشتید آں عورت گفت کہ ایں گاو را موسم شیر منقطع شدہ است و شیر ندارد۔ شیخ فرمود کہ بسم اللہ خواندہ ازیں گاو ہم شیر بگیرید۔ پس مادہ گاو تا عرصۂ شش سال بریک زادن شیر داد و حضرت شیخ تا مدت موعود ازاں شیر افطار می کرد۔ روزے سنگرام گنائی با اہل خانہ باجابت دعوتے رفتہ بود و دخترے خورد سال برای خدمت شیخ درانجا نہادند۔ یکروز آں دختر شیر گرفتہ در حجرۂ شیخ درآمدہ درانجا جملۂ عتے

---

[۱] یعنی می کنید۔

ازمردم عجیب دید و شیخ کاسهٔ شیر از و گرفته منع کلّی ساخت که حقیقت حال بکسے نگوید
و آں دختر حقیقت حال پیش پدر و مادر خود ظاہر ساخته فی الحال رحلت نمود. و
خاتون از خدمت شیخ ملول شده حضرت شیخ را چند روز شیر نداد و غدر ہای بیہوده پیش
آورد. روز اوّل گفت شیر بچه گاو خورد. روز دوم گفت شیر مہمان دادم. روز سیوم گفت
شیر گربه نوشید و حضرت شیخ در فکر افتاده زار زار گریست. انگاه ازاں مقام نہضت
کرده در موضع روپه ون قیام ساخت و مسجدے افراخت. ازانجا موجب الحاح و
ابرام سنگرام دار در چرار رفت و بقیه عمر در انجا گذراند. ازانجا روزے بسیر پرگنه آڈون
رفته بود در انجا چند ماه بخانهٔ شخصے اقامت فرمود. روزے خاتون خانه از گاوان شیر می
دوشید و گاوے عقیمه در انجا بود. شیخ فرمود ازیں گاو عقیمه ہم شیر بگیرید. چوں گرفتند
حضرت شیخ ازاں شیر افطاری کرد. روزے خادمه شیر گاو آورد و شیخ قبول نفرمود و گفت
ایں گاو از مزروعات مردم غیر کاه خورده است. حق غیر چگونه میتوانم نوشید. فی الحال
در ورطهٔ افکار فرو رفت و لرزه براندام مبارکش افتاد و زار زار گریست و برزمین غلطید
و بدل خود سنجید که سی و دو سال مال مردم بدزدی خوردم و دوازده سال از بیابان خلق
کاسنی و قنابری قوت کردم. دوازده سال دیگر شیر ماده گاوان که از زراعت غیر کاه
خورده حاصل کرده بودند نوشیدم مرا ریشی گویند یاد زد. بعد ازاں تا حین حیات
قریب دو نیمسال بغیر آب دریا ہیچ غذا نخوردند. انگاه جوارح ایشان بیکار شده از
رفتار قرار گرفتند. پس بر کجاوه سوار شده باطراف سیر میکردند. القصه حضرت شیخ
عرصهٔ ہفت سال بمقام روپه ون و چرار بافاده و افاضهٔ خلق مصروف بود و بعضے منکران
بعضے معتقدان در خدمت ایشان انجاح مطالب و مقاصد خود نموده و کامیاب شدند.

صاحب فتحات رقم طراز است کہ ہنگام توقف مقام چرار قطب ربّانی جناب میر ہمدانی قدس سرہ
۲۵ ماہ رجب ۸۱۴ھ بلجمعے از یاران بملاقات ایشان نہضت کردہ حضرت شیخ بصفای باطن
دانستہ تا موضع زالوسہ کجاوہ سوار استقبال نمود جائیکہ مقبرۂ بہت کبی بی و دہت بی بی
مشہور است باہمدیگر ملاقات کردہ بصحبت نشستند و مقولات دردآمیز و شوق انگیز باہم
فرمودند و بعد سوال و جواب و قیل و قال بسیار حضرت شیخ دست بیعت ایشان گرفتہ
خط ارشاد حاصل نمود کہ نقل آں در فتحات کبرویہ مرقوم است ۔ مدعا کہ حالات و کمالات
حضرت شیخ از حد تحریر و تقریر بیرون است تا عرصۂ بیست و شش سال از قسم غلہ ہیچ
نخوردہ و بہوائے نفس ہیچ کاری نکرد ۔ چوں بعمر شست و سہ سال رسید ہنگام احتضار
بابا نصر الدین از ایشاں پرسید کہ چہ آرزو داری گفت حق و پرسید کہ مشہود تو کیست
گفت حق و پرسید باکہ گفتگو می کنی گفت با حق ۔ گفت شربتے نمی خوری گفت مدة العمر
خود برای رضای حق نخوردم اکنوں چگونہ می خورم ۔ پس دم آبے نوشید ۔ و حق گفتہ و
جان بحق تسلیم نمود رحمۃ اللہ علیہ رحمۃً واسعۃً ۔

مقولات حضرت شیخ بزبان کشمیری موزون و از بلاغت و فصاحت مشحون
و از وحدت معرفت مکنون و از موعظت و حکمت میمون درین ملک بیشمار و افزونست اما
بباعث تحریف کلمات و کثرت ملحقات و اغلاط طلاقت و چاشنی آں مکمون ۔

[2] ملّا احمد کہ قریب العہد ایشانست تولد شیخ در ۷۵۷ھ [1] و وفات ۲۶ ماہ رمضان
۸۴۲ھ ۔ و بحساب کشمیریان ۲۶ پوہ سنہ ۹۱ و بحساب بلندیاں مگہر بدی ۱۳ سنہ ۱۴۹۵

[1] ۔ ۱۳۵۶ء

[2] ۔ نومبر ۶ء — ۱۴۱۷ء

می نگارد و مؤلف تاریخها گفت . تاریخ

جنابِ شیخ نور الدین ریشی ۔ چو رفت از دار دنیا سوی گلزار
زیمارش اقاصی و ادانے ۔ چو گل جامه دریده گشت خونبار
پی سالِ وصال و عمر و مولود ۔ سروش غیب زنیسان کرد اظهار
سنین بینا [۶۳] تولد خاص الله [۷۵۷] ۔ وفاتش خاص معطی [۸۲۰] یاد بگذار

— ایضاً —

کشید از آسمان سر هاتف غیب ۔ پی تاریخ شمع عارفین گفت

— ایضاً —

بی سرو پا شد ز فوت شیخ آه ۔ اصل و فرع و شرع و ورع و علم و عقل

— ایضاً —

پی سال تاریخ آن خوش صفات ۔ بگفتا خرد صاحب حال رفت

— ایضاً —

مخاصین ایضاً . صاحب طریقت حضرت شیخ نصیب الدین غازی قدس سره در کتاب خود ولادت ایشان در سنه [۷۷۹] ھ[1] و وفات ایشان در سنه [۸۴۲] ھ می نگارد ظاهراً سهو کاتب است چرا که میر محمد همدانی قدس سره در آخرِ عمر بایشان خط ارشاد بخشیده است و تاریخ خط ارشاد روز جمعه ۲۵ رجب سنه [۸۱۴] ھ[2] مرقوم است . پس بقول حضرت بابا نصیب عمر حضرت شیخ

---

[1] ۱۳۸۷ء

[2] ۱۴۳۸/۳۹ء

[3] برابر نومبر ۱۲ ، ۱۴۱۱ء

بعد تحریر خط ارشاد بیست و ہشت سال باقی باید بود. صاحب فتحات کبرویہ می نگارد کہ حضرت شیخ بعمر سی و دو سالہ تائب شد. ہمگی سی سال بریاضت پرداخت دریں صورت بزعم حضرت ابو الفقرا قدس سرہ حضرت شیخ را اوائل سلوک خط ارشاد حاصل شدہ است و نیز آوردہ اند کہ حضرت شیخ در غار کیموہ بخدمت حضرت سید حسین سمنانی آمد و رفت می داشت. چوں وفات حضرت سید حسین سمنانی در سال ۷۹۲ھ[۱] واقع شدہ است پس آمد و رفت حضرت شیخ بخدمت ایشان بعمر سیزدہ سالگی ثابت می شود. دریں جا بنظر تحقیق تحریر ملا احمد موثق گردد والله اعلم.

می آرند کہ موضع چرار از قدیم چشمۂ بود خوشگوار. روزے بابا نصیر الدین حجرۂ شیخ را جاروب نمود و چند فلوس یافت. و بحضور عرض کرد کہ ایں فلوس را چہ می کنم فرمودند کہ دریں قریہ فلان شخص صاحب دختر است بوی باید داد. خدمت بابا فلوس [را] حوالہ زن آں شخص فرمود. چوں شوہرش بر آں مطلع شد زن خود را بسیار زد و گفت صدقہ بلا است چرا قبول کردی. بروز پشیمان را باز گشت بدہ[۲]. پس آں زن پیش بابا آمدہ عذر وا پس داد و بابا نگرفت پس آں زن مجبور شدہ آں فلوس ها [را] در چشمہ انداخت و ہماں روز آب چشمہ غائب شد. شیخ فرمود کہ ایں شامت زر صدقہ است. پس بدرگاہ کبریا التجا کردہ از جای دیگر چشمۂ آبی کشیدند. و بعد انتقال شیخ آبش کمتر جوشید. آنگاہ لالہ رینہ نام ہندوے از مسافت بعید نہر آبی حفر کردہ در قصبۂ چرار جاری ساخت کہ در زمستان مسدود می شد.

۱- ۹۰ / ۱۳۸۹ء

۲- دریں جا لفظ گشت زیاد است.

بنابرآن قاسم چاپان نام بقاے حوض کلان احداث نمود. درسال سنہ ۱۱۳۹ھ[۱] بابا محمد قایم یسوی کہ از خلفای قاضی دولت شاہ بخاری بود از حضرت شیخ بابت آوردن جوی جدید اشارتے و بشارتے حاصل کرد و بر طبق فرمان حضرت شیخ خواجہ محمود دیدہ مری را کہ معتقد او بود آباد کردن جوی فرمان داد. خواجۂ مذکور بمصرف[۲] زرکثیر نہر آبی آوردہ در قصبۂ چرار جاری ساخت کہ تاحال موجود است "تاریخ جوی فیض محمود قایم" یافتہ اند ؛

۱۔ ۲۷/۱۷۲۶ء

۲۔ باید بود "بصرف"

خلفای شیخ نورالدین قدس سرہ

حضرت بابا بام الدین۔

درایام جاہلیت بومہ سادھو نام برہمنے مرتاض صاحب مکاشفہ وجانباز مرجع اہل ہنود بود۔ در بتخانۂ خود بمقام بومہ زوہ[1] صد وشصت بت را پرستش می کرد وہنگام اسفار صبح[2] برخاستہ بطی مکان از پنج تیرت غسل کردہ پیش از طلوع آفتاب بازگشت می رسید۔ و پنج تیرت در دریائے بہت موجود است۔ ازانجملہ یکے مشرب چندرہ یار است در قصبہ بجبارہ۔ دوم مشرب شیو پارہ متصل کوہ سلیمان۔ سیوم مشرب چچہ یار در چچہ بل[3]۔ چہارم اولر ناگ در تال اولر۔ پنجم خادن یار وبیابہ مولہ۔ وفاصلہ بین الحدین قریب پانزدہ فرسنگ میباشد۔

چوں حضرت شیخ العالم از حالات وکمالات او واقف شد او را سلب نسبت نمود وخرق خوارق فرمود۔ وپوست گاوے خون آلودہ بردوش گرفتہ، در بتخانۂ او در آمد۔ برہمن غوغا برداشت وگفت ای مفسد بدرو بسایۂ خود بتان مرا ملوث مکن۔ واز پوست گاو معبودان من آلودہ مساز۔ شیخ گفت چوں از بول وسرگین این گاو بدن خود معبد خود پاک می کنی ومتنفر نمی شوی۔ از پوست او چہ قصور است۔ برہمن گفت شاید تو نندہ ریشی باشی؟ گفت بلے۔ گفت از من چہ می خواہی؟ گفت اسلام۔ سادہو در غضب شدہ بر ستیزہ آمد شیخ گفت بتان تو کہ تراشیدہ است؟ گفت سنگ تراش۔ شیخ گفت مصنوع خود [را]

۱۔ در نسخہ (ی) بومہ زو۔

۲۔ لفظ صبح در نسخہ زیاد است۔

۳۔ در نسخہ (ن) چھچھ بل ۴۔ در نسخہ (ی) لفظ "نمود" زیادہ۔

صانع دانستن کمالِ جہل است. گفت ازینجا بدشو. شیخ گفت می روم اما چیزے از قسمِ خوردن بدہ. گفت چیزے ندارم دیگچہ خالیست شیخ گفت چرا دروغ می گوئی؟ دیگچہ پُر از طعام است وے دیگچہ را بنظر آورد دآں پُر از طعام بود. متحیر شد گفت بکدام افسون از طعام پر کردی؟ شیخ گفت خدای من کرد که اورا بر ایجاد عدم قدرت دارد و بتانِ تو بر نفع و ضرر قادر نیستند چرا بوحدانیتِ خدا اقرار نمی کنی؟ برہمن گفت ازین چاپلوسیِ تو معبودانِ خود را نمی گذارم.

شیخ گفت اگر معبودانِ تو بر وحدانیتِ خدا اقرار کنند پس مسلمان شوی؟ گفت بلے. شیخ متوجہ بہ بتان شد فی الحال ہمہ بتان کلمۂ شہادت خواندند و بدعوی شیخ شہادت دادند. نظم:-

در تکلم شد بتانِ بے زبان در شہادت با فصاحت آن زمان
ای برہمن در جہاں یک شہ گزین از ہمہ دینِ پاکِ دین اللہ گزین

برہمن بوقوع ایں واقعہ رو باسلام آورد بتلقین و تربیت ایشان فایز گشت. و بہ بابا رام الدین ملقب شد. پس خدمتِ شیخ را التماس نمود کہ بعد ازیں از چہ چیز افطار می کنم؟ حضرت شیخ سنگے سفید کہ ہنوز ہم درانجا موجود است باو نشان داد و گفت ازیں حجر ہر روز قدرے سائیدہ باب می نوشید و چراغ از آب خالص می افروخت. و آب از سنگے برآوردہ بود. بدان وضو می کرد و محتاج طعام نبود و با مردم زمانہ اصلا اختلاط نمی کرد. فقط.

می آرند کہ روزے سلطان علی شاہ فرزند سلطان سکندر بفرمانِ ایشان کسوتِ شاہی

۱۔ در نسخہ (جی) 'در آورد' آمدہ است۔

۲۔ لفظ 'اورا' درینجا نیاواست۔

از بر برکشیده و گلیمے سیاه پوشیده در معبدِ ایشان در آمد و طلب نصیحت کرد۔ بابا فرمود کہ جامۂ شاہی از تن بر آوردی۔ و خاطرِ خود از ملک داری (برنمی داری) و پنبۂ غفلت از گوش بر نمی آری[1] نصیحتِ من ترا چہ سود کند؟ طبیعتِ پادشاہان چوں آتش است و پند درویشان بمثالِ بادِ آتش بہ ہوا تیز تر می شود۔ سلطان گفت از من چیزے بخواہ۔ گفت آں خواہم کہ بعد ازیں پای تو در مقامِ من نیاید و نام من در مجلس تو مذکور نگردد۔ سلطان گفت ایشان از اہل دنیا عداوت می دارند گفت زیادہ تر از آن کہ از دنیا دشمنی دارم۔ سلطان گفت فرق چیست؟ میانِ ایں دو گروہ۔ فرمود آنقدر کہ میانِ بینا و نابینا و میانِ ظلمت و نور۔ چوں سلطان رفت و حضرتِ بابا بحجرۂ خود بنشست۔ وقتیکہ حضرتِ بابا بر حالتِ نزع رسید زین الدین ریشی طلب کرد۔ وے آنروز در للداخ بود۔ ہمانوقت بطیّ مکان بر بالین ایشان حاضر آمدہ بدستِ خود غسلش دادہ در موضع بومہ زوہ میانِ حجرۂ خود مدفون ساخت۔

شیخ زین الدینؒ۔[2]

خلیفۂ ثانی حضرتِ نورالدین نورانی است۔ مولدِ اصلی وے موضع باندر کوٹ خطۂ کشتوار است۔ زیا سنگہ نام داشت۔ از قبیلۂ راجہ ہای آں دیار بود و پدرش از دستِ دشمنان بقتل رسید۔

روزے زیا سنگہ بیمار بود و مادرش می گریست۔ ناگاہ مردے نورانی پیدا شدہ از مادرش پرسید کہ چرا گریہ می کنی؟ گفت پسرم بیمار است۔ وے گفت اگر صحت یابد بامن وعدہ کن کہ در کشمیر آمدہ مسلمان شوم۔ وے قبول نمود۔ و مرد غایب شد۔

[1] : مقصود ، نمی کنی۔
[2] : مقصود " بندارکوٹ " کنونی۔

وفرزند صحت یافت۔ وآنہا در آمدن کشمیر[1] تعلل نمودند وفرزند باز بیمار شد۔ مادرش دانست کہ این اثرِ خلاف وعدہ است۔ پس سامان سفر کردہ بکشمیر آمد۔ پیش از رسیدن ایشان وحضرت شیخ العالم بابا بام الدین را فرمود کہ زنے با طفلے دریں جا میرسد کفالتِ آنہا باید کرد۔ آنگاہ زیا سنگہ ومادرش نزد بابا رسیدند وچند روز در انجا قیام کردند۔ چوں حضرتِ شیخ در انجا رسید مادر زیا سنگہ بمجرد دیدن بشناخت کہ ایں ہماں مرد عزیز است کہ در انجا آمدہ بود۔ فی الحال ہر دو مسلمان شدند وزیا سنگہ را شیخ زین الدین نام نہادند۔ چوں تصرفِ حضرتِ شیخ در وے اثر کرد۔ مادر خود را بوطن وداع نمود وخود ملازمتِ حضرتِ شیخ استقامت کرد وبہ عبادات وریاضات پرداخت تا کہ کارش بدرجۂ عُلّیا ارتقا نمود۔ چنانچہ حضرتِ شیخ در مناجات خود ایں بیت فرمودہ است کہ ترجمۂ آن ایں است۔

زینۂ من خمخانۂ آبِ حیاتست

وے خدای تعالیٰ را آنقدر پوزش ساخت کہ شاگرد از مرشد پیش قدم شد۔

خدایا ہمچنان کشائشِ من عطا کن

چوں حضرتِ شیخ دانست کہ وے بدرجۂ کمال رسید پس او را امر کرد کہ در موضع عیش مقام میان غاریکہ در انجا است بعزلت باید نشست۔ موجب آن شیخ زین الدین بطرفِ عیش نہضت کرد واندرون غار مار وکژدم بسیار دید۔ با آنہا خطاب کرد کہ ایں غار الحال بدرویشان دادند۔ شما بجائے دیگر بروید۔ مارا ان قبول کردہ آنشب فرصت خواستند وصباح ہمہ ہا از اں غار بر آمدہ در غارے دیگر کہ بالای کوہ است سکونت کردند۔

[1] بایدبود " در آمدن بکشمیر"

وحضرت شیخ از یاران عہد گرفت کہ بکسے مزاحمت نرسانند[1] و مردمان نیز بآنہا تعرض نکنند۔ ازان باز باوجود کثرت یاران ہیچ کسے را گزندے نمی رسد و آں قسم بدترین یاران ایند یا مار است۔ کوتاہ دسطبر و غلیظ میباشد و از قسم افاعی است۔ نیش او کشندہ است۔ بزبان کشمیر آں قسم را ہپری گویند۔ چوں حضرت بابا در غار منزوی شد۔ آب نایاب بود۔ حاجی شمس الدین از دور آب می آورد۔ روزے در موسم زمستان پایش بلغزید و از نوش بشکست و کوزہ را[2] ریزہ ریزہ شدہ ہمان حال گریان در خدمت بابا رسید۔ ایشان دست بہ زانوی او مالیدند و بہ شد۔ پس برائے آب بجناب رب الارباب دعا نمودند۔ و بالہام غیبی متصل غار زیر درختے زمین کاویدند و آب جاری شدہ در عقب شیخ رواں گشت و اہل آں قریہ سیراب نمود۔ و جائیکہ حضرت شیخ بازگشت رجعت کرد۔ آب غائب شد کہ تا حال ہمچنان معمول است[3] ۔ بیت :-

ہر کہ او شایستۂ سلطان بود پیش سلطان ہرچہ گوید آن بود

می آرند کہ شبانے را ماندن ایشان در آنجا ناخوش آمد۔ چنانچہ روزے[4] بزگالہ کشتہ پوست و سر و پاچہ او زیر مصلای ایشان دفن کردہ گذاشت و در پیش والی استغاثہ نمود۔ محصلان بطلب شیخ آمدند و پوست و پاچہ بزگالہ از آنجا بر آوردند و حضرت شیخ توجہ فرمودہ، بزگالہ زندہ شد و بر بے گناہی ایشان شہادت نمود و ہمیں واقعہ سبب شہرت ایشان و مزید اعتقاد مردم گشت فقط ۔

[1] ۔ مقصود "نکنند"۔

[2] ۔ "را" درینجا زیاد است۔

[3] ۔ در نسخہ (ی) "معلوم" است۔ [4] ۔ در نسخہ (ی) یک روز۔

روزے حضرت شیخ از خادم چیزے تلخ وبے مزہ برای خوردن طلب کرد و
وَے قدرے فلفل آورد۔ چوں شیخ تفحص فرمود قیمت آں بسیار دید واز خود دور انداخت
پس بطہارت رفتہ در زیرِ درختان چہار مغز جوز ہای خام افتادہ دید۔ یکے را بر داشتہ
در دہان انداخت وبغایت تلخ وبے مزہ یافت۔ پرسید کہ ایں را چہ قیمت دارد گفتند
ہیچ۔ پس حضرت شیخ آن را مدۃ العمر غذای خود فرمود کہ ہمیشہ کوفتہ وپختہ تناول می کرد۔ فقط

می آرند کہ حضرتِ بابا اکثر اوقات بمقام گرندمرگ[ا] کہ بالای غار جاے است
بیادِ خدا مشغول می شدند وحوش وطیور آمدہ گرد او می نشستند چوں بیگانہ را می
دیدند می رمیدند فقط۔

روزے خادم ایشان بہ بیگاری کندن آب جو ماخوذ کردند۔ چوں وجہ تاخیر
در خدمت حضرت بابا معروض داشت وایشان ناخوش شدہ بر سر آں جوی برآمدند
وکلاہ خود را بر زمین نہادہ عصایِ خود در جوی انداختند ودر زمان جویِ آب خشک
شدہ مردم متحیر شدند۔ چوں از حقیقت حال آگاہی یافتند بہ کمال انفعال در پیش
شیخ آمدہ عجز والحاح نمودند واز کردۂ خود تائب شدند والتماس نمودند کہ خادمانِ
خود را چیزے علامت بگذارند کہ کسے باآنہا تعرض نکند۔ پس حضرت شیخ کلاہ از زمین
برداشت وعصا از جوی برآوردہ آب جاری شد کہ تا حال گاہے خشک نمی شود وخادمان
خود را دستار مخطط کہ آنرا "ریشی کاچن"[۲] میگویند قرار دادند وبعد ازاں تمام ریشیان
دستار مخطط بر سر پیچیدہ می داشتند۔ فقط ۔٥۔

[ا] ۔ در نسخہ (ن وی) گرندمرگ الحال آں را پانڈوبل گویند۔

[۲] ۔ بمعنی 'نشانِ ریشیت'۔

روزے سلطان زین العابدین بہ تقریب کندن شاہ جوی درانجا رسید وبملاقات حضرت ریشی آمد واز خدمت حضرت شیخ التفاتے نیافت بنابران منغض شدہ حکم داد کہ ریشی را بجانب تبت اخراج سازند کہ لایق تربیت مردمان آنجاست۔
شیخ موجب فرمان با مریدان خود بناحیت تبت رفت۔ ودرانجا جمعے [را] مسلمان ساخت ومردمان آنجا بخدمات ایشان قیام نمودند۔ لیسے بر نیامد کہ پسر والی آنجا بیمار شد واز دنیا درگذشت راجہ موجب جہالت جبلی حضرت شیخ را متہم ساخت کہ بشامت قدوم شما این پسر وفات یافت یا اورا زندہ سازید ورنہ از جان خود دست بشوئید۔ حضرت شیخ مضطرب شدہ فرمود امشب صبر کنید فردا ہرچہ مشیت حق باشد می شود۔ فقط۔

چوں شب رفت فردا پسر راجہ [را] زندہ یافتند۔ ہمدران ایام شیخ بابا بام الدین رحلت فرمود وشیخ زین الدین بطی مکان آمدہ تغسیل وتدفین او بجا آوردہ، باز در تبت رسیدہ و یاران خود را ازیں واقعہ خبر داد۔ فقط۔

ہمدراں ایام سلطان زین العابدین بعلت وجع پای بیمار شدہ، بجای خود دانست کہ سبب بیماری اثر کدورت حضرت ریشی خواہد بود۔ بنابران فرزند خود حیدر خان [را] برائے اعتذار ایشان در تبت فرستاد۔ وے جناب شیخ زین الدین را بکمال اعزاز باز بکشمیر آوردہ، پادشاہ در استقبال ایشان خود سبقت نمود۔ وہمان روز شفا یافت۔ فقط۔

چوں حضرت بابا دنیای فانی را پدرود نمود۔ یاران کالبد عنصری ایشانرا غسل دادہ وکفن پوشیدہ در اقصای غار میان تابوت نہادند۔ ونماز جنازہ خواندند۔ آنگاہ دیدند کہ درمیان تابوت بدن مبارک ایشان غائب شدہ بود۔ پس ہمہ ہا گریہ وزاری کردند ویکے از اصحاب ایشانرا در خواب دیدہ، فرمودند کہ بجای تابوت قبر من درست سازید۔

وے التماس نمود کہ قبرہای ما کجا خواہند بود کہ درانجا بغیر یک قبر گنجائش ندارد۔ فرمود بالاتر ہم قبر دیگر از من درست سازید تا گنجائش قبور خواہد ماند۔ ہمچنان کردند کہ تا حال ہر دو قبر زیارت گاہ خاص و عام شدند و میان ہر دو قبر شرده قبر از یاران ایشان موجود است۔ و درمیان غار ہم بجای نشستن ایشان قبرے فرضی راست کرده اند۔ عرس ایشان بحساب کشمیری دوازدہم ذیقعدہ مقرر است و در شب سیزدہم مردم مراج شبانہ از چوب چراغ مشعلہا افروختہ در ہر خانہ و در ہر دہ چراغان می سازند کہ بزبان کشمیر آنرا فراو گویند۔ فقط۔

شیخ بابا لطیف الدین ؒ

خلیفۂ سیوم حضرت شیخ العالم است کہ درایام جاہلیت مرزبان محال مرو وارڈون بود آدت رینہ نام داشت۔ ہر سال یک مرتبہ برای سلامی [illegible] می آمد۔ وقتے بمساعدت سعادت در خدمت بابرکت حضرت شیخ العالم مستفیض شده حضرت شیخ ازو پرسیدند کہ مقصود تو چیست؟ گفت مقصود من دیدار شما و صحبت شما است۔ شیخ گفت تا دوست ہم رنگ دوست نباشد نشاید کہ دعوی دوستی نماید۔ گفت کار دوست چہ بود گفت امتثال امر حق۔ گفت فرمان حق چیست؟ گفت فرمان آن است کہ مسلمان شوی و معبود خود را بندہ باشی۔ گفت معبود خود را بنده ام ولیکن مسلمان نشوم۔ شیخ گفت رزق از رزاق مطلق می خوری و عبادت صنم می کنی؟ درزمان نعرۂ برکشیده بے ہوش افتاد چوں بہوش آمد مسلمان شد و ترک مال و دولت و حکومت کرده، دست بیعت بشیخ داد و حضرت شیخ اورا شیخ لطیف الدین نام نہاد و بخدمت خاص اورا اختصاص بخشید۔ از مردان کارساز و دلیران جانباز صاحب سوز و گداز بود۔ حالتے عجیب داشت کہ مردان ترک دنیا از و آموختند و ریاضت و مجاہدت او دیده بآتش غیرت سوختند۔ فقط۔

عــہ = بایدبود "قبور" اند"

می آرند کہ حضرت بابا بعدِ انابت وانتساب طریق واکتسابِ نشاطِ معرفت در موضع دودہ پہکری پرگنہ اچھ بفرمانِ شیخ صومعہ افراخت۔ ودرانجا بریاضت و مشقت پرداخت۔ کہ بغیر ساگ جنگلی ہیچ نمی خوردو بابا پیر بازو شیخ شریف اشوار کہ بامرِ مرشدِ پاکباز در مرافقت وخدمت او سرفراز شدہ بودند۔ آنہا اوپلؔ ساگ پختہ کردہ بوقتِ افطار حاضر می داشتند۔ روزے حضرتِ بابا در مطبخ در آمدہ بابا شریف اوپل ساگ را جوش می داد بابا آوازِ بق بق از دیگ شنیدہ فرمودند گر ایں گیاہِ زندہ یعنی خشک ناشدہ در دیگ انداختہ کہ نالہ فریاد می کند ایں را نمی خورم۔ خادم آشفتہ گفت پس کاڑن می خوری گفت بعد ازیں ہماں می خورم۔ آنگاہ گیاہِ کاڑن ہمیشہ می خوردو کاڑن را بزبان یونانی لاعینہ می نامند کہ از جملۂ یتوعات زہر قاتل است۔ و بعد چند سال از انجا نقل کردہ در موضع وترہ ہیل نشستند از انجا ہم برخاستہ، در موضع پوشکر پرگنہ بیروہ مدۃ العمر اقامت کردند۔ چوں رحلت فرمودند درانجا آسودند۔ پنجم ماہ پھاگن عرس ایشان معمول است۔ رحمۃ اللہ علیہ۔

بابا نصر الدین

خلیفۂ چہارم شیخ العالم است۔ می آرند کہ وے خورد سال بود۔ پدر و مادرش[۲] را دولتِ بسیارے داشت۔ روزے بقضای آلہی بعلتِ قے مبتلا گشتہ از معالجہ اطبا علاج پذیر نہ شد ودر حالتِ نقاہت شبے در واقعہ مردے مکرم و پیرے محترم پلاس پوشیدہ در محفلے دید و پرسید کہ اینہا کیستند؟ گفتند جماعتیست از ابدالان وایں مردِ بزرگ کہ سر حلقۂ آنہاست شیخ نور الدین است کہ در قریۂ کیموہ زاویہ نشین می باشد۔

لہ - بزبان کشمیری " اُپل ہاک "

۲ - " " درینجا زیادہ است -

البتہ [بہ] برکتِ دعای ایشان بیماری تو رفع خواہد شد۔ چوں بخود آمد والدین خود را خبر نمود۔ آنہا باُمیدِ شفا ہمانروز پیشِ حضرتِ شیخ بردند۔ شیخ از وے پرسید اے پسر چہ نام داری؟ گفت اُوتر۔ گفت لقبِ تو چیست؟ گفت راوتر۔ راوتر بزبانِ کشمیری پہلوان را می گویند۔ شیخ فرمود پہلوانی توانی کرد؟ گفت اگر توجہ ایشان شامل باشد کوہ مانند کاہ بردارم۔ گفت زردیِ رنگِ روی را چہ سبب داری؟ گفت بیماریِ تپ۔ پس حضرت شیخ او را طعام دادہ شکم سیر بخورد و شفا یافت۔ و والدین خود را رخصت کردہ بر خدمتِ شیخ اقدام نمود و حضرت شیخ او را بابا نصرالدین نام نہاد خدمتِ مطبخ و ملازمتِ فقرا بوے تفویض یافت۔ چوں خادمان را طعام قسمت می کردند خود را قدرے[۱] خاکستر با آب آمیختہ مدام می نوشید۔ فقط۔

روزے شخصے بعرضِ شیخ رسانید کہ بابا نصرالدین شیر گاو بخود می نوشد و ملا ساگِ جنگل می دہد۔ حضرت او را گفت کہ کاسۂ شیر از وگرفتہ پیش من برسان؟[۲] چوں وقتِ افطار رسید آنکس کاسۂ شیر از دستِ او گرفتہ بحضور گذرانید۔ و حضرتِ شیخ بوے امر کرد کہ ایں کاسۂ شیر را و بروی من بنوش چوں آں شخص نوشیدن گرفت از حرارت و تلخی آں کام و گلوی او سوختہ شد۔ پس حضرتِ شیخ بابا را[۳] پرسید کہ از چند گاہ ایں کار می کنی؟ گفت از آں روزے کہ بدرگاہ رسیدم۔ آنگاہ حضرتِ شیخ بابا نصرالدین را امر کرد کہ بعد ازیں افطار بہ برنج باید کرد۔ وے برابر انگشت خود کیسہ از کاہ دوختہ بود کہ دراں ہژدہ دانۂ برنج می گنجید بقیۂ عمر بر ہماں قانع بود۔ فقط۔

---

۱ - ایں فقرہ تعقید دارد۔ ۲ - در نسخہ (ی) "رسان" آمدہ است۔

۳ - باید بود "از بابا"۔

می آرند کہ روزے بابا مرشد بزرگوار یک اربعین خلوت نشست و چہار جوز بابت غذا با خود برداشت۔ چون دہ روز گذشت یک جوز بشکست و شیخ پرسید ای بابا چہ شکستی؟ گفت جوز شیخ فرمود من پنداشتم کہ نفس خود شکستی تو ہنوز در خیالِ جوز ہستی۔ چون از خلوتِ اربعین برآمد ہر چہار جوز پیشِ پیر نہاد۔ فقط۔

مدعا کہ در ریاضات شاقہ جانباز، و حضرتِ شیخ را محرمِ راز و در مصاحبت و موانستِ او ہمیشہ ممتاز، و در خدمتِ فقرا کارساز بود۔ و خطابِ شیخ در اشعار کشمیری بجانب او می بود۔ فقط۔

می آرند کہ چون عمر بابا نصر الدین بآخر رسید شبے حضرتِ شیخ العالم در خواب دید و فرمود کہ تو بسیار محنت کشیدی۔ اکنون پیشِ ما بیا و ملک جوگی رینہ [را] در مقام چرار متعہد ریشیان بگذار۔ فقط۔

چون از انحال باز آمد و ازین واقعہ نہایت متفکر شد کہ ملک جوگی رینہ وزیر سلطان است او را تکلیف اینچنین امرِ دشوار چگونہ می توانم کرد۔ لیکن بامتثال فرمانِ پیر بزرگوار پیش ملک جوگی رینہ رفتہ پیغامِ شیخ بوے رسانید و وے منظور نکرد۔ چون شیخ نصر الدین بازگشت آمد، شبانہ جوگی رینہ را اضطرابے و انقلابے بہم رسید۔ و جامہ ہا دریدہ نعرہ زنان پیش بابا آمد و او را بر بسترِ مرض افتادہ دید[۱]۔ پس ملازمِ خدمت او شدہ منازلِ سلوک بیک نظرِ ایشان طے کردہ، بدرجۂ اعلیٰ ارتقا نمود۔ و حضرتِ بابا چند روز در علالت گذرانیدہ انتقال فرمود و در حظیرۂ مرشد بزرگوار آسود۔ تاریخ۔

سال وصلش باز پرسیدم ز عقل۔ عارف باللہ نصر الدین بگفت
۸۵۵ھ

---

[۱] سلو۔ لفظ "افتادہ" درین جا زیادہ است۔ سنہ ۹۲۰ برابر ۱۲۵۱ہ ۶

بابا قیام الدین

از یارانِ حضرت شیخ العالم است ۔ در خوردی بصحبتِ مشائخ نامدار و پریشانِ روزگار رسید درجۂ عالی یافته بود ۔ عاقبتہ الامر [از] شیخ العالم تکمیل حاصل نمود و در قریۂ منزگام پرگنہ دیوہ سر بر سرِ رفعتے عزلت گرفت ۔ گویند در انجا چشمۂ بود دلپذیر و برلب آں چشمہ از شاخ های خشک کیرچی[۱] درست نمود کہ دریک ساعت آں شاخهای خشک بفرمانِ الٰہی سبز شدند و مدت ها موجود بودند ۔ پس حضرتِ بابا مدۃ العمر خود ہمگی بگیاہِ اوپل ساگ افطار می کرد و تمامی عمر را[۲] یک خرقه در برداشت ۔ ہمگی رگ و پوست و استخوان ماندہ بود ۔ چوں وفات یافت در آنجا آسود ۔

پلہم ریشی

از اصحاب شیخ العالم است ۔ در ریاضات و مجاہدات جانباز و ممتاز بود عمر عزیز خود در نفس کشی گذرانید ۔ بغیر وپل ساگ ہیچ نمی خورد ۔ چوں رحلت نمود و محاذیِ پای مبارک حضرت میر شیخ آسود ۔

بابا غلام الدین ۔

از تربیت یافتگانِ حضرت میر محمد ہمدانی کامل و مکرم ہموارہ در بجا آوریِ خدمات حضورِ محترم می بود ۔ وقتیکه حضرت میر محمد ہمدانی قدس سرہ حضرتِ شیخ العالم را خطِ ارشاد عطا فرمودند ۔ و جناب شیخ العالم بخدمتِ ایشان التماس نمودند کہ بابا غلام الدین را بمن عطا سازند و حضرت میر دست او گرفته بحضرت شیخ تفویض نمودند آنگاہ در خدمتِ حضرت شیخ تکمیل ارشاد نمودہ رتبہ عالی یافت . . . .

---

۱ ۔ ؟ ۔ ۲ ۔ "را" زیاداست ۔

در زبان کشمیری "ٹوٹنگ" را گویند ۔ (آر ۔ 3)

وبعد رحلتِ حضرتِ شیخ در موضع برین زیر دامنِ کوہ پہاک عزلت گرفتہ، دنیای فانی را پدرود نمود و درانجا بخوابِ استراحت آسود۔ گویند سید و آل نسب بود۔

بابا بدر الدین و بابا صدر الدین ووتی ریشی

ہر سہ بزرگوار از خلفای حضرتِ شیخ العالم ریشیانِ عامل و عابدانِ کاملِ در موضع نساین پرگنہ بانگل مدفون است [۱]۔

سوزن ریشی

در موضع ہلر پرگنہ شاہ آباد میانِ درختے کاواک حرفۂ نساجی می کرد و از زہد خشک بر سر غرورے داشت۔ چوں حضرتِ شیخ بر خباثتِ باطنیِ او آگاہ یافت و با او گفتگو نمود، عاقبت توجہ حضرتِ شیخ در وے موثر گشتہ از خیالات خود منفعل شد و بہ تقصیرات خویش معترف گشت۔ پس در موضع پران بون خلوت نشین گشتہ عمرِ خود در ریاضت و مجاہدہ درانجا بسر برد تاکہ بدرجۂ اعلی رسید۔ چوں رحلت گزید در ہنگر واری آسود۔

بابا پچھم ریشی ثانی۔

از مریدانِ حضرتِ شیخ العالم ریشیؒ بزرگوار و عالی مقدار بود۔ در موضع تھجوارہ بر بلندی آسود [۲]۔

مولانا مانک ریشی

عالمِ عامل و فاضلِ کامل بود و در علوم غریبہ مہارتے عجیبہ داشت۔ روزے بکمال کر و فر بقصدِ امتحانِ حضرتِ شیخ العالم در روپہ ون رسید۔ گویند جمعے کثیر ہمراہ داشت۔ حضرتِ شیخ آں وقت بر سرِ سنگے کہ درانجا موجود است نشستہ بودند۔

---

[۱] در نسخہ (ن) انڈ آمدہ است۔ [۲] نزد اچھ بل

ملا مانک ہم بالای سنگ بمباحثۂ حضرت شیخ بنشست۔ سنگ مذکور ہمچناں وسعتے یافت کہ تمامی ہمراہیانِ مولوی بر سرِ آں سنگ بنشستند و بمباحثہ و معارضہ پیوستند۔ آخر الامر مولانا لاجواب شدہ بنظرِ آنجناب مؤثر گشت فی الحال ترکِ دنیا کردہ بتعلیم و تلقینِ ایشان فائز شد۔ پس عمرِ عزیز خود در ریاضت و تقوی بسر بردہ بدرجۂ اعلیٰ ارتقا نمود۔

بابا تازدین

از چاوشانِ سلطان مشغلِ قہر و غضبان بود۔ روزیکہ حلیلۂ حضرت شیخ برای نفقۂ عیال و اطفال در پیشِ سلطان استغاثہ نمود و سلطان بابا تازدین را بابت استحضارِ حضرت شیخ العالم فرمان داد۔ وقتیکہ بابا تازدین بر درِ غارِ حضرت شیخ رسید آنجناب بر درِ غار آمدہ بر ہنگ را بنظرِ جلال دید۔ وے بیہوش افتادہ، بر زمین غلطید چوں از انحال بہوش آمدہ تائب شدہ و ترکِ منصب کردہ، بیادِ خدا مشغول شد[1] و لباسِ ریشیانہ در بر کردہ بریاضاتِ شاقہ عامل گشت۔ چوں رحلت نمود در موضع وتر ہیل[2] مقام آسود۔

بابا قطب الدین

معروف بہ کُٹی پنڈت برہمنے بود وید خوان۔ بجذبۂ حضرت شیخ العالم مسلمان شدہ، در حلقۂ ریشیاں در آمد۔ پیوستہ در حضور لازمی بود۔ اشعارِ حضرت شیخ بخطِ شاستری[3] بر کتاب درج می کرد و در احاطۂ روضۂ عالی[4] مدفون است۔

۱۔ در نسخہ (دی) "گرویدہ آمدہ۔"

۲۔ جائے است متصل وترہیل۔

۳۔ مقصود از "شاردا" است۔

۴۔ در نسخہ (دی) جوارِ قبرِ حضرت شیخ۔

سنگرام ڈار

از ساکنانِ موضع چرار، رئیس نامدار و عالی مقدار بود۔ بسعادتِ ازلی در خدمت حضرتِ شیخ العالم شرف انابت حاصل کرده، بریاضت و مجاہدت پرداخت۔ حضرت شیخ بنا بر الحاح و ابرام او از موضع روپه‌ون برخاسته میان چرار در باغ آں نامدار عرصۂ ہفت سال قرار یافت۔ دریں عرصه، گاه اوقات در روپه‌ون و بعضے اوقاتے باطراف دیگر بسر می بردند لیکن قیام و قرار ایشان اکثر در موضع چرار می بود۔ سنگرام ڈار حقوق خدمتِ ایشان مالی و جانی بجا می آورد و ہمتے عالی داشت۔ چوں رحلت نمود در موضع چرار آسود۔ چنانچه احفاد و ذریات او تا دمِ حال در انجا خادم درگاهِ عالی ہستند۔

رُوپه ریشی۔

از مریدانِ حضرتِ شیخ العالم بسیار محتاط و مرتاض بود۔ در موضع پرگنهٔ وتر آسود۔

سوده ریشی [۱]

از خلفائے حضرتِ شیخ، عارفے فاضل و کامل و عامل بود۔ چوں باذاتِ ازلی واصل گشت در ضلعهٔ کهل ناره واو بخلوتِ آخرت داخل شد۔ بابا بہی دین ریشی و بابا زینی ریشی و فیروز ریشی خلفائے سوده ریشی است۔ ہر سه بزرگوار بمقام قرب و معیت مقرون و در حظیرهٔ مرشدِ خود مدفون۔

بابا فیروز ریشی۔

از مریدانِ حضرتِ شیخ العالم است، در مجاہده و ریاضت عالیشان بود و در موضع بارف پرگنه ناگام آسود۔

---

[۱] - در نسخهٔ (ن) صدره ریشی۔

باباگلاب ریشی

از تربیت یافتگانِ حضرت شیخ مرتاض و ممتاز بود۔ در کھل نارہ واو آسودہ۔

سدہ شیرہ کنٹ

برہمنے مرتاض بود۔ در قصبۂ پانپور میانِ بتخانہ مدتے عبادت می کرد۔ روزے للہ عارفہ در بتخانۂ او در آمدہ گفت کہ من درینجا قضای حاجتِ بشری کنم۔ برہمن گفت کہ ایں جایِ خداست بیت الخلا نیست۔ عارفہ گفت جایکہ خدا نیست مرا نشان بدہ تاکہ درانجا قضایِ حاجت کنم۔ برہمن بمکالمۂ او متأثر شدہ ہمراہ او در خدمتِ حضرت شیخ العالم رفت و در خدمتِ ایشان چند سخن سوال نمود۔ چوں جواب شافی یافت مسلمان شدہ ریاضت پرداخت تاکہ بدرجۂ کمال رسید۔

شامہ بی بی

از خلفایِ حضرت شیخ العالم است۔ می آرند کہ او را بروزِ زفاف در خانۂ شوہر میبردند و در اثنای راہ حضرت شیخ را بروے نظر افتاد۔ آں عفیفہ را حالتے بوقوع آمد کہ از ہودج برآمدہ زیر پای شیخ سر نہاد و زار زار گریست۔ حضرت شیخ او را نصیحت فرمود کہ بردو برعایت ناموسِ والدین درپردہ نشین و خدمتِ شوہر کن۔ وے با چشم بیمار و خاطرِ افگار بیت

گفت از تشویر تو جانم بسوخت

بعد ازیں درپردہ تنوانم بسوخت

انگاہ از ناموس و مال و مکنت بیزار شدہ بریاضت پرداخت و بغیر ساگ جنگلی ہیچ نمی خورد۔ آب سرد گاہے نمی کشید گفتند او را چرا نان غلہ نمی خورد؟ گفت بمتابعت پیر خود۔ گفت عبادت صد سالہ را آنچہ تاثیر است آنہمہ دریک نظر پیر است

گفت پیر چشمۂ آب حیوان است ہر کہ ازاں می خورد اصلا نمیرد۔ گفت تمنا می کردم کہ کاشکی برابر بابا نصر الدین بودمے۔ چون نظر بجود کردم برابر بابا نصر الدین بودم۔ گفت افشا کردن اسرار درون حق بدتر از ہزار خون ناحق۔ گفت در جہان مردان[۱] افسر است اما در ملکوت ہمت معتبر مرد بے ہمت از کردہ زن بدتر۔ و زن باہمت از کردہ مرد افضل و بہتر۔

وگفت چوں باخدا بودم بیخود بودم چوں باخود بودم بے خدا بودم۔ اکنوں نہ باخودم و نہ باخدا و نہ بے خودم و نہ بے خدا۔ ہمچنیں مقولات و معارف اولیا است۔ بعد انتقال حضرت شیخ در اطراف سیری کرد۔ عاقبت در پوشکر[۲] قرار فرمود و در انجا آسود۔

بہت بی بی

مریدہ حضرت شیخ العالم است۔ کلام او در فنا فی اللہ عالی است و ریاضات او لا مثالی۔ می آرند کہ بہت بی بی و دہت بی بی ہر دو دختران پٹواری دریہ گام بودہ اندکہ ، با حضرت شیخ بروز درو کردن کاہ سبز گفتگو کردہ اند۔ حضرت شیخ از کلام آنہا متنبہ شدہ سیاحت اطراف ترک فرمود۔ آنگاہ حضرت شیخ در حق آنہا نظر رحمت کردہ ہر دو مسلمان شدند و در خدمتگزاری وجاں سپاری اقدام نمودند و ہمیشہ در حضور می بودند و بہ ریاضات و عبادات پرداختہ رتبۂ عالی حاصل فرمودند۔ و بقول بعضے مورخان غیر آنہا ہستند۔ واللہ اعلم۔

می آرند کہ بی بی بہت مدۃ العمر خود نان جوین از کسب خود می خورد۔ می گفت کہ من دریں بسیار منفعت یافتم و نیز می گفت کہ وجود بندہ پردۂ عظیم است میان بندہ و خدا گفتے وجود خود در کار ہا موجود پنداشتن شرکے عظیم است۔ گفتے ہر کہ از بود خود وارہید از اندوہ

۱۔ در نسخہ (ی) بجائے "مرداں" "مرد" آمدہ است۔
۲۔ در نسخہ (ی) "بخاک آسود" آمدہ است۔

رستہ شد و از غم و بیم و امید جستہ۔ گفتے اگر پیر من شیخ نورالدین نبودے حق بودے۔ ہمچنیں مقولات اد افزونست و در موضع زالسو مدفون ۔

دہمت بی بی

نیز از مریدان حضرت شیخ العالم است۔ بقول اکثر مورخان اورا با بہت بی بی عقد اخوت ظاہری بود و بقول بعضے عقد اخوت معنوی داشت۔ حالات و کمالات او از حد افزون است۔ کلامے عالی می گفت۔ وقتیکہ حضرت میر محمد ہمدانی با حضرت شیخ ملاقات نمود حضرت میر فرمود کہ ای شیخ سمند طاقت خود چرا ایں قدر لاغر کردہ ؟ شیخ گفت کم سوار بودم ترسیدم کہ مبادا سرکشی کند و مرا در راہ بیند از د و بی بی بہت و دہمت ہر دو حاضر بودند۔ بی بی دہمت گفت منزل رسیدگاں را فکر مرکب و محمل نہ می باشد۔ میر فرمود منزل رسیدگان کدام اند ؟ گفت از خود رستگان۔ گفت تو از خود رستہ ؟ گفت اگر از خود نمی رستم در ہم چنیں مجلس عالی چگونہ محرم اسرار و گستاخ گفتار می شدم۔ گفت پسر ہستی یا دختر ؟ گفت اگر نیست، ہستم نہ پسرم نہ دختر و اگر ہست باشم پس ہیچ نیستم ۔

میر گفت از چہ شاد کامی ؟ گفت از اں کہ از مرگ روحانی امان یافتم۔ میر گفت سخن ہای عالی می گوئی۔ گفت در مجلس عالی کلام عالی باید بود۔ حضرت میر نہایت محظوظ شدند و بجانب شیخ گفتند کہ ایشان چرا گوشت ترک کردہ اند ؟ گفت بمذہب ما آزار جان حرام است۔ موجب آں ذبح جاندار نمی توانم کرد۔ میر گفت ذبح دیگراں می کنند و بما پاک می رسد و گفت باز روا نیست کہ اصل ہر حیوان از مغز پشت است و آں حرام است و گفت معشر انبیاء و اخص اولیا چرا خوردند ؟ گفت ایشاں بجائے رسیدند کہ ایں چیز ہا بر ایشان حلال شدند و عوام تابع ایشانند و ما بجائے مانیم کہ ہمہ ایں ہا بر ما حرام است ۔

پس آں دختر گفت یا میر بزرگوار شیخ را سوال از دنیا و آخرت بایستے کرد کہ چرا ہر دو بر خود حرام کردی تا من جواب میگفتم کہ دنیا چیست و آخرت چیست۔ دوستان خدا این ہر دو چرا بر خود حرام کردہ اند۔ کسے را کہ دنیا و آخرت حرام باشد از گوشت چہ سخن است؟ حضرت میر ازیں جواب بانہایت خوش شدند۔ فقط۔

می آرند کہ در آنزمان ازان دو دختر یکے گفت کہ ہرگاہ من خوش نصیب می باشم مقبرۂ من بجای نشستنِ حضرتِ میر خواہد شد دوم گفت ہرگاہ من سعادت مند ازلی می باشم مضجع من بجای نشستن حضرت شیخ نصیب گردد۔ پس ہم چنان بعمل آمد ہر دو در موضع زالوسہ در ہمانجا دفن شدند۔

شنگہ بی بی

رقاصہ بود طناز و دلنواز و در غایت ساز و ناز و طراز مشہور بیادن کچی کہ قصۂ او در ذکرِ حضرتِ شیخ مرقوم است۔ چوں آں لولیِ طرار و عیار بگفتۂ بعضے اشرار در صومعۂ شیخ نامدار رفتہ لابہای بسیار و فریب ہای بے شمار نمود، حضرتِ شیخ بنظرِ قہر و عتاب در روے دیدہ، شباب او متغیر گشت باوجود اضطراب و تب و تاب او را رنگ شباب بود نکردہ تائب شد و از فیوض معنوی کامیاب گشت۔ آنگاہ عمرِ عزیز خود در بندگیِ رب الارباب بسر بردہ، با اکابر اولیا باریاب بہ صحبت گشت۔ گویند بعد انتقالِ شیخِ عالی جناب بر آستانۂ باب عالی مدتے مجاور بود چوں رحلت نمود زیر آستانۂ روضۂ عالی آسود۔

دتہ بی بی۔

مریدۂ حضرتِ شیخ مرتاض و جانباز بود۔ در محلہ سختہ پیکری متصل نوشہرہ آسود۔

سلہ۔ باید بود "رنگ شباب او"۔

سلامی بٹ کلان وسلامی بٹ خورد۔

ہردو از مریدانِ حضرت شیخ العالم عارفہ کامل[1] و عامل، در احاطۂ خطیرہ عالیہ مدفون است[2]۔

خلفای بابا بام الدین

بابا رجب الدین۔

از خلفای بابا بام الدین صاحب ریاضات و مجاہدات بود۔

می آرند کہ ایشان بہ تابرادر افسر عسکر خدیو صاحب مغفرو خنجبردار موضع ناگہ ناڑن پرگنہ مارتنڈ سکونت می داشت۔ روزے سبوئے از خمر ہمراہ گرفتہ بخانہ می رفتند ودر اثنای راہ حضرت بابا بام الدین [را] یافتہ سبوی خمر بر ایشان بار کردند۔ چوں بخانہ رسیدند حضرت بابا را گفتند کہ ساقی شو پیالہ ہا از شراب پُر کردہ بما بدہ۔ حضرت بابا منظور فرمود و ہر پیالہ کہ پر می کرد از شیر مملو می شد۔ آنہا دانستند کہ ایں شخص بزرگ از اولیاست۔ پرسیدند نام تو چیست؟ گفت بابا بام الدین ہماں وقت آنہا تائب شدہ بخدمت ایشان قیام نمودند۔ یکے را رجب الدین، دوم را شکور الدین، سوم را فخر الدین نام نہادند۔ از انجملہ شیخ رجب دین در موضع کوایگام منزوی گشتہ بریاضاتِ شاقہ عامل شد جمع کثیر را راہِ ہدایت بنمود ودر موضع ناگہ ناڑن آسود قدس سرہ الودود۔

بابا شکور الدین

برادر شیخ رجب الدین بود۔ اوّل شوگہ میر نام داشت۔ چوں بہ تربیت بابا بام الدین

---

[1] در نسخہ ذن کاملہ و عاملہ - [2] باید بود " اند " -

فائز گشت شکور الدین خطاب یافت و چندگاه بمرافقت برادر در موضع کوارگام منزوی بود
بلفیراپل ساگ هیچ [illegible] ریاضت و تقوی نسل نے تحمید [illegible] آخرها در
موضع مٹن لور رفته ایام زندگانی در خلوات بسر برد۔ چون رحلت نمود در آن قریه آسود۔

بابا فخر الدین

برادر سیوم بابا رجب دین مرتاض و جانباز بود۔ اوّلاً از خدمت بابا بام الدین
استفاده نمود بعد آن از بابا زین الدین تکمیل یافت۔ آنگاه بمرافقت بابا دریا دین ایام حیات
در کوہستان پہاک بریاضات و طاعات بسر برد۔ چون انتقال فرمود از مقبرہ بابا دریا دین
پائین تر میانِ کریوه آسود علیه رحمة الله الودود ہے۔

صبور ریشی

از خلفای حضرت بابا بام الدین ریشی فاضل و کامل[1] بود۔ زندگانی در مجاہدہ
و مشاہدہ بسر برده در سنه ۸۷۲ھ رحلت فرمود در موضع پایین پرگنه کوٹھار بر بلندی
کوه آسود ہے۔

میر حسین ریشی

خلیفهٔ صبور ریشی است۔ در ریاضت و تقوی یکتا و در خلوص و نفس کشی فرد بے
ہمتا بود۔ در سنه ۹۱۰ھ جوار مرشد خود آسوده ہے۔

بابا نوروز ریشی

صاحب جمال و یوسف مثال بود۔ ہنگام ریعان جوانی براه خدادانی بشتافت

[1] در نسخهٔ دیگر کامل و فاضل مرقوم است۔

و فیوضِ معنوی از شیخ رجب الدین دریافت و در ریاضت و نفس کشی جانبازی ها نمود
وحضرتِ بابا او را منع کرده بود که کاہے بسیرِ دہات نرود ۔ حسبِ تقدیر روزے بایارانِ
خود بدہے نہضت کردہ و در آنجا دخترے بروے عاشق شد و بے ہوش افتاد ۔ یارانِ
حقیقتِ آں عورت شبانہ پیش بابا گفتند و ایشان آشفتہ نوروز را قہر کردند و گفتند
یا تو از نظر من دور شو یا من از نظرِ تو دور شوم ۔

پس نوروز ریشی سراسیمہ گشتہ راہِ فرار پیمود و چوں در قریۂ گندری گام رسید در خانۂ
سنتی پنڈت کہ بسیار مالدار بود ، در آمد و سنتی پنڈت را گفت کہ من حج می روم و از
تو خرچے می خواہم ۔ وے گفت کہ حج بر تو فرض نیست بیا در خانۂ ما بنشین و ریاضت خدا
کن ریشی را این سخن پسند افتادہ در خانۂ او میان حجرۂ تنہا بخلوت بنشست و بغیر اہل
خانۂ او ہیچ کسے را روئے خود نشان نمی داد تا انقضای عرصۂ شش سال از مردم غیر
ہیچ کسے واقفِ حال او نشد ۔ دراں اثنا بابا رجب دین انتقال فرمود ہنگام نزع
ریشیان درگاہ جمع آمدہ التماس نمودند کہ بعدِ ایشاں کدام کس از ما سزاوار خلافت
ایشانست ؟ حضرت بابا فرمودند کہ سرمایۂ عمرِ من در موضع گوذری گام در خانۂ سنتی پنڈت
امانت ست او را بیارند و بر سریرِ خلافتِ من بنشانند ۔

پس ریشیان بعد تدفینِ ایشان در خانۂ سنتی پنڈت رفتہ نوروز
بابا را آوردند و بجای رجب دین بنشانیدند ۔ چوں عرصۂ سہ سال در فیض بخشی گذرانید
یکروز سنتی پنڈت را زمینداران دہ تہمتِ خوردبرد پانزدہ لک پلِ سیاہ نمودند[1]
و مرافعہ بحکام رسانیدند ۔ سنتی پنڈت در ادای آں عاجز آمدہ بجانبِ نوروز ،

[1] - باید بود " نہادند "

ریشی رجوع نمود و آنجناب بنا بر رعایت سنتی پنڈت در گذری گام رفته زمینداران ده دلاسا نمود و گفت که حقوق خود ہا باو بحل نمایند ۔ آنہا عذر آوردند که ہر گاه ایشان از اینجا ضیافت مایان تناول فرمایند پس بطفیل ایشان حقوق خود ہا باو خواہیم بخشید ۔ ریشی قبول کرد بشرطیکه پیش از غروب آفتاب ضیافت تیار باشد ۔ اہالیان ده پیش از غروب آفتاب ضیافت تیار کردند ۔

اما نوروز ریشی تا وقت شام در مراقبه بود چون برای نماز برخاست اہل ده عذر کردند که ایشان ضیافت ما پیش از غروب نخوردند و حالا حقوق خود ہا از سنتی پنڈت می گیریم حضرت بابا گفت ہنوز آفتاب غروب نشده ۔ چرا عذر می آرید ۔ چون نظر کردند خورشید بجای عصر دیدند و بپای ریشی افتاده حقوق خود ہا باو بحل کردند ۔

پس ریشی ضیافت خورده به نماز مغرب پرداخت و در میان مسجد ہمان داو و در موضع ناگه ناڑن مدفون است ۔

بابا ہردی ریشی ۔

از مریدان بابا رجب دین بود عاقبت از بابا نوروز استفاضه نمود و بزور مجاہده مقام مشاہده حاصل کرده بود ۔ بعد انتقال نوروز بابا جانشین او شد ۔ و در افادهٔ خلق بسیار کوشید و از دست خود زراعت می کرد ۔ مریدان را ترغیب کسب می نمود و آبادی مقام و وجه کفاف ریشیان از کسب زراعت حاصل می کرد ۔ تا عرصهٔ ہفت سال بر سجادهٔ ارشاد مستقل بود و پہلوی مرشد بزرگوار خود آسود علیه رحمة الله الودود ۔

بابا نندہ ریشی

متورع و متشرع و روشن ضمیر در کشف و کرامات بے نظیر و طریقهٔ ریشیه دلپذیر

مرید بابا نور روز بود و پنجاه و چهار سال در خلوت گذرانید گاہے روی زن ندید حتی که خواہر خود را پیش خود راہ نداد۔ فقط۔

روزے مریدانِ[1] خود را فرمود که فردا زدے می آید و گنج قناعت و سرمایہ توکلِ شما را غارت کند۔ و فردا زنے صالحہ مانک نام آمدہ عرض کرد کہ یک خروار زمین زرعی از بہر خود کسب کردہ ام و برائے ریشیان مقام وقف گذارم۔ حضرت بابا اصلا قبول نہ فرمود اما ریشیان مقام او را ترغیب کردہ منظور کنانیدند و آں زمین را مانک خروار نام نہادند حضرت بابا در ایام بہار فرمود کہ زمینِ مذکور را خاک بکارند تا کہ در سرمایہ توکل فتور و قصور نشود۔ چوں ریشیان ہمچناں کردند بعد چندگاہ عودت۔ مذکورہ زمینِ خود را خالی دیدہ بسیار رنجید و پیش بابا آمدہ التماس نمود کہ چرا حسنِ نیت من ضائع فرمودند و زمین معطل داشتند۔ حضرت بابا گفت شما غصہ مکنید کاشت کنانیدہ ام فردا دیدند کہ زمین از فصل شالی ... شدہ بود و یکصد خروار برآمدہ وقف لنگر نمودند۔ چوں حضرت بابا انتقال فرمود بعدوش مرشد خود آسودہ۔

بابا حاجی ریشی۔

از مریدان نندہ ریشی بود۔ حالاتِ عجیبہ داشت۔ روزے از لنگر او را حصہ طعام گرم دادہ بودند۔ حاجی آں طعام در حجرہ گذاشتہ دروازہ مقفل نمود و بخدمت شیخ نندہ ریشی آمدہ حضرت ریشی بصد و تفصیلے او را قہر فرمود و گفت از من دور شو۔ فی الحال وے گریختہ بنج رفت و بعد دوازدہ سال بلباسِ جوگیان باز آمد۔ و پیش از رسیدنِ او بابا فرمود کہ امروز مالکِ ایں مقام خواہد رسید۔ بعد زمانے حاجی از در در آمدہ بپای مرشد افتاد و حضرت بابا او را عفو تقصیرات[2] نمودہ فرمودند کہ در حجرہ خود برو چوں رفت دروازہ ہم چناں مقفل دید۔

---

[1] - باید بود " بمریدانِ خود "۔ [2] - باید بود " عفو تقصیرات او نمودہ "۔

و درمیانِ حجرهٔ عوام خود هم چنان گندم یافت. متعجب شده همه را قسمت نمود. چون حضرت بابا
بشنید تأسف کرده گفت میسرت از اسرارِ الٰهی بر تو منکشوف شده بود تو آن را فاش کردی
اکنون سزای آن خواهی دید. در جمعیت ایشان فتور راهی آید و مقام بی رونق گردد. فقط

بعد انتقال زندگی ریشی بابا حاجی جانشین او شد. او دو سال گذشته نابینا گشت. فقط

یکروز جمعی از دزدان آمده یک بقچهٔ مال سربسته خادمِ بابا را حواله کردند و گفتند که ما را
آسیبی از حاکمان رسیده است. این مال پیشِ خود بگیرند و متعاقب آنها کوتوال آمده مال مسروقه
بجنس گرفتند و حضرت بابا را نیز از صومعه کشیده در چراگاه رسانیدند و در آن جا گاوان جمع آمده
ظالمان را حیص بیص کردند و حضرت بابا را از چنگ آنها خلاص نمودند تا مقام همه گاوان
همراه بابا آمدند. بعد ورای این واقعه حضرت بابا مرجع مردم شده بعد وفات جوار مرشد آسود

بابا شمس الدین

وطنِ اصلی او مروه وارون بود. از حضرت بابا بام الدین دست انابت بگرفت و
در موضع کرون بعبادت مشغول شده بزور ریاضت و نفس کشی آن قدر لاغر گشت که او را تنو
بر دستن نمانده. آتشدان خانه مانند در میانِ ناوه نهادند و در آنجا هم بقدر طاقت طاعت
می کرد. فقط.

می آیند که شخصی سپاهی خادم او شده با وی بجنگِ تبت رفت. و زنِ عیالِ او را خبر
وفاتِ او رسیده و زوجهٔ او پیش بابا زاری تضرع نمود. حضرت بابا فرمود که وسواس مکن. بهتر است
که بر بدن او رسیده من بر خرقهٔ خود گرفتم و آن عورت این سخن افشا نمود. بنابراں حضرت بابا
[۱]راغصه آمده. در موضع ناری گام رفت. چون سپاهی زنده رسید، بر قول بابا تصدیق نمود

---

[۱] باید بود "در غصه"

نمود و گفت ہر تیرے کہ در محاربہ بر من می رسید حضرتِ بابا حاضر آمدہ فرق خود را سپر می ساخت

پس سپاہی بخدمتِ ایشان آمدہ بسیار الحاح نمود کہ باز بدہ بابیاید۔ ریشی اصلاً منظور نکرد

و گفت تو بعد ہر ہفتہ برائے ملاقاتِ من دریجا آمدہ باش گویا کہ من در دہِ شما موجودم و مقبرہ

ایشان در تاریگام مشہور۔

میری ریشی۔

از مریدانِ بابا شمس الدین بود۔ روزے حضرتِ بابا اورا فرمود کہ اذان بخوان

وے توقف نمود و بعد ساعتے اذان خواند بابا سبب توقف پرسید و گفت حالا خروس

آسمان بانگِ نماز می خواند۔ بابا از تصفیہ باطنِ او شکر بجا آورد و در جوارِ پیر مدفون است۔

بابا حنیف الدین حیدر۔

از ساکنانِ موضع اکھال پرگنہ لال در حسن و جمال یوسف مثال و خوش خصال بود حیدر

نام داشت و بسعادتِ ازلی با حضرتِ بابا بام الدین دست بیعت دادہ بدرجۂ اعلیٰ اعتلا نمود

و از مرشد بزرگوار حنیف الدین خطاب یافت۔ بعد چندگاہ بوطنگاہِ خود معاودت نمودہ، مدتے

در موضع سوچ لعبادت پرداخت و بغیر شیر ہیچ نمی خورد از انجا نوعے قصور یافتہ در محل سکونت

خود موضع اکھال قرار یافت و شخصے از ساکنان دہ کفیل حاجات او می شد۔ فقط۔

روزے خادمِ بابا با جمیع عیال خود بدعوت رفت دعوتے کہ از مدۃ مدید گرفتارِ عشق

بابا بود وے موقعہ دانستہ صاحبِ خانہ را حفاظتِ خانہ و کفالتِ حضرتِ بابا بر خود ذمہ گرفت

و شبانہ حضرتِ بابا را تکلیف فعل نامشروع ساخت۔ بابا گفت زمانے صبر بکن پس

قضیب خود در کانگڑی انداختہ تمام بسوزانید بے ہوش افتاد و بعد دو سہ روز چوں بہ ہوش

سلہ۹ = باید بود 'باد'

آمد از انجا گریختہ رفت و در موضع میگام بمقام یار قرار یافت پس مدۃ العمر در انجا بالفقر و فاقہ گذرانید و تنندۂ خود بر یسمان می دوخت۔ در ۹۰۱ھ ہفتم ماہ جمید الاول بحساب کشمیریان ہفتم وبک چتر سودی نہم وفات یافت و در انجا آسود۔ تاریخ:۔

وادریغا زین جہانِ پُر ملال | روحِ خود بابا حنیف الدین نہفت
بود ہفتم از جمیدِ اولین | کو ندای ارجعی از حق شنفت
بہر تاریخ وفاتش ہاتفی | "ریشیِ واصل حنیف الدین" بگفت

سوزن ریشی

مرید بابا حنیف الدین صاحب حالاتِ عجیبہ بود۔ مدام در خدمتِ مرشد خود را اقدام نمود و بعد انتقالِ مرشد جانشینِ او شدہ خلقِ خدا را رہبری فرمود و ہمدوش مرشدِ خود آسود :۔

بابا الدہ ریشی

خلیفۂ بابا حنیف الدین در غایت ورع و تقویٰ از اہل صفا بود و مدۃ العمر خود بغیر ساگ جنگلی ہیچ نمی خورد۔ چوں رحلت فرمود در موضع اندر ون زیرِ دامنِ کوہ آسود :۔

بابا سلمان ریشی۔

مرید بابا الدہ ریشی بود۔ باوحوش و درندہ الفت می کرد و ہمدوش مرشد خود مدفون است :۔

بابا دلہ ریشی

از خلفای بابا حنیف الدین صاحب مجاہدہ و مشاہدہ مرتاض و جانباز بود۔ در موضع اکہال آسود :۔

۹۰۱ھ۔ برابر ۲۲ رمئی ۱۴۸۵ء۔

باباشوگہ ریشی۔

وحاجی ریشی وکتی ریشی وسنت ریشی وژتن ریشی وچالاک ریشی وونت ریشی

ہفت کس از مریدان باباپام الدین مرتاض وممتاز وجانباز بوده اند۔ در مقبرۂ مرشد آسوده[1]

بابانوروز ریشی ثانی

از مریدان باباپام الدین ریشی کامل بود۔ ودر بجبہاڑہ بربلندی چکدر آسوده

خلفای شیخ زین الدین

باباشمس الدین

از اصحاب زین الدین صاحب کمال وبرجستہ احوال بود۔ مدتے در خدمتگذاری ایشان گذرانید۔ بعد آں حج رفت ودر مکۂ شریف بزرگے دید۔ خواست کہ با وبیعت طریقت کند وآں بزرگ ازوے پرسید کہ پیش ازیں در خدمت کہ بودی؟ گفت مردیست امی در کشمیر زینہ ریشی نام چندے ملازم خدمت او بودم۔ آں عزیز گفت امشب صبر کن فردا ہرچہ می شود میشود۔ اتفاقاً آں شب شب جمعہ بود حضرت شیخ زین الدین درانجا وارد شده آں مرد بزرگ راگفت کہ من آں مرد امی کشمیری ہستم کہ شب باباشمس الدین پیش ایشان گفتہ است ومن ہمیشہ بروز جمعہ دریں مسجد نماز می خوانم۔ چوں صبح دمید باباشمس بازرسید وآں مرد بزرگ گفت تو آں مرد امی رامی شناسی۔ گفت آرے۔ دست وے راگرفتہ بہ بیت الحرام برد وخدمت شیخ نماز می خواند وبشناخت وآں بزرگ فرمود کہ ایں شخص ہمیشہ نماز جمعہ دریجا می گذارد کارکدام عالم است۔ برو در ملازمت ایشاں باش۔

---

[1] بایدبود "آسوده اند"۔

وے منفعل شدہ بکشمیر آمد۔ چوں در خدمت شیخ رسید استیذان نمود و حضرت شیخ فرمود کہ پالیش شکستہ باد۔ وے در حال لغزش خوردہ بزمین افتادہ وزانوی او شکستہ شد۔ حضار شفاعتِ او نمودند۔

وحضرت شیخ آں وقت گرزے آہنین در پیش موجود بود و فرمود کہ بایں گرز سہ ضرب بزانوی او بزنید۔ چوں زدند پالیش صحیح شد و بحضور در آمدہ بر پای شیخ افتاد و لیبار عجز و زاری کرد و شیخ از تقصیرات او در گذشتہ بخدماتِ حضور مامور ساخت۔ انگاہ وے بقیہ عمر در خدمتِ شیخ گذرانیدہ، عاقبت در جنب مرقد ایشان در مقبرہ بالا آسود۔

بابا پیام الدین

از خلفای بابا زین الدین است و مولود او در موضع چھندتو پرگنہ لار معروف و از مقربانِ سلطان بشوکت و شانِ شایان موصوف۔ روزے براہ می رفت و جمعے از موران دید کہ ہر یک دانہ در دہان گرفتہ بسوراخ می رفتند۔ وے از اسپ فرود آمدہ تا شب در نظارہ آنہا متحیر بود و با خود گفت کہ مورچگان برای زمستان بایں تگ و دو توشہ بہم دارند و من برای آں جہاں خوشۂ توشہ نمی گذارم۔ پس از خدمتِ سلطان مستعفی شدہ واہل و عیال را گذاشتہ در خدمتِ بابا زین الدین شرفِ انابت حاصل نمود و در عبادت و ریاضت جانبازی ہا فرمود۔ عاقبت بتجویزِ مرشدِ بزرگوار در مکان زیبوہ پرگنہ بانگل قرار یافت گویند در انجا محلِ سکونتِ جنیان بود۔ آنہا در خدمتِ بابا حاضر آمدہ بحث ہا کردند و گفتند کہ بالغیر فرمان خدا از اینجا متحرک نمی شویم۔ وحضرت بابا التجا بخدا نمودہ ناگاہ کاغذے از غیب پیدا شد کہ جنیان کہ بہ بدن آں از آں مکان رمیدند۔ پس حضرت بابا مدۃ العمر خود در انجا انزوا فرمود۔ فقط۔

می آرند که در ایامِ ترکِ دنیا خاتون بابا حامله بود و پسرے ازو متولد گشت۔ چوں بحد بلوغ رسید، پیشِ پدر آمده، بر خدمتِ او اقدام نمود۔ بعد چندگاه حضرتِ بابا او را بدہے فرستاد که در انجا منزوی باشد۔ چوں در انجا نشست، مرتکب فعلِ نامشروع شد۔ ایں واقعه بسمعِ بابا رسید و حضرتِ بابا بدرگاهِ کبریا التجا نمود و گفت آلهی هرگاه ایں سخن واقعی است جانش بستاں همانوقت دعای او بهدفِ اجابت رسیده، فرزندِ دلبند وفات یافت و

خدمت بابا ۳۔ ماه ذوالحجه ۸۸۹ه[۱] بحساب کشمیری ۳۔ ماه وبک مطابق چیت شدی[۲] پنجم انتقال فرمود و در مقام رنبوه مدفون۔ رحمة الله علیه۔ تاریخ از مصنف :۔

قطعه۔ دریغا آفتابِ خوش دلی رفت · مه برجِ صفا و مقبلی رفت
پیام الدین ریشی مفخرِ دهر · سوی عقبی چو مهرِ منجلی رفت
خرد تاریخِ سالِ رحلتِ او · بگفتا "بے پیام الدین ولی رفت" ۸۸۹ه

بابا دریا دین۔

خلیفهٔ خاص بابا زین الدین صاحبِ حالاتِ عجیبه و کمالاتِ نجیبه[۳] است مدتے در خدمتِ حضور مامور بود۔ عاقبت برای عزلت اجازت یافته، در کشمیر سیر نمود و در موضع رنگل پرگنهٔ پهاک نزدِ بابا فخر الدین رسید و بصلاح او بر کمر کوه میانِ غارے منزوی شده بعبادت پرداخت۔ فقط۔

می آرند که ازاں غار بالاتر فراخ سنگے است که آنرا پلنگ می گویند حضرتِ بابا همیشه برآں سنگ روزه دار می نشستے و در هر شبِ جمعه در غار آمده افطار کردے و برونِ

۱۔ برابر ۲۲۔ دسمبر ۱۴۸۴ء۔ ۲۔ در نسخه (دی) "شد"۔۔۔
۳۔ در نسخه (دی) "غریبه"۔۔۔

وبروز جمعہ باز رفتے و خوراک چیزے ہمراہ نہ بردے وتا ہفتۂ دیگر چیزے نمی خوردے الغرض وقتے جماعۂ[1] از دزداں درونِ غار درآمدہ اسبابِ ایشان [را] بغارت بردند و حضرتِ بابا [را] بسیار رنجانیدند[2]۔ چوں ازانجا برآمدند بہ قسمتِ مال مشغول شدند۔ چشمانِ آنہا نابینا گشتہ راہِ گریز نیافتند و فی الحال حضرتِ ریشی را قدمبوسی کردہ خاکساری نمودند۔ آنگاہ بدعای ایشان باز بینا شدند۔ فقط۔

روزے حضرتِ ریشی بہ نیتِ اعتکاف میان غار بنشست و خادماں را فرمود کہ تا چہل روز دروازۂ غار کسے مفتوح نکند و بروز چہلم طعامے بسیار ترتیب دادہ بفقرا قسمت کنند تا کہ ہمہ ہا سیر شوند بعدِ آں دروازۂ غار بکشانید اگر من زندہ باشم برآئیم والا فاتحہ بخوانند۔ چوں ایام اربعین باختتام رسید یاران مطابقِ فرمان طعامے پختہ کردند و بفقرا بخشیدند۔ آنگاہ درونِ غار درآمدہ بغیرِ ژندہ و کلاہ چیزے نیافتند و بسیار متحیر شدند و جزع و فزع نمودند و خدمتِ بابا شخصے را در واقعہ گفت کہ مقبرۂ من بالائے غار درست سازند[3] و بدانسو فاتحہ بخوانند۔ ہمچناں کردند اکنوں مقبرۂ او زیارتگاہ مشہور است و بروز یازدہم ربیع الاول عرس ایشان معروف و مسطور۔

فتح ریشی

از یاران بابا دریادین۔ صاحبِ ریاضت و تمکین بود۔ جوار مرشدِ بزرگوار آسودہ

بابا سنگی ریشی

از خلفای بابا دریادین مرتاض و محتاط و صاحبِ صدق و یقین بود و بغیر ویل پاگ

---

۱ ۔ مراد "جماعتے"۔ ۲ ۔ باید بود "رنجانیدہ"

۳ ۔ یعنی تیار کنند

ہیچ نمی خورد وشانے عجیب داشت۔ چوں رحلت نمود در پرگنہ پہاک از مقبرہ دریائین سمتِ مشرق برکمر کوہ آسود ❖

بابا حنیف الدین

از یاران بابا زین الدین است۔ مدتے ملازم خدمت ایشان بود و بہ ریاضات شاقہ اشتغال نمود۔ پس بامر مرشد نامدار در شعب کوہ داش کہ در پرگنہ وانچھامون واقعست، منزوی شدہ، سالہا روی خود بکسے نشان نداد۔ قوت خود از گیاہ جنگل می کرد و پوست او چوں پوست فیل درشت شدہ بود۔ چوں مدتے خلوتش بسر رسید۔ روزے از غار بیرون برآمدہ بود ناگاہ شبانے در آنجا رسیدہ شخصے پرموی و دلق پوش دید دانست کہ از رجال الغیب می باشد واز دور بسوی او آواز داد کہ کیستی؟ گفت انسانم۔ شبان نزدیک او رفتہ حقیقت حال پرسید کہ از چند گاہ در اینجا نشستہ متعہد احوال تو کہ بود؟ فرمود اینقدر مدت است کہ در اینجا می باشم و متعہد احوال رزاق علی الاطلاق۔

چوں آں داعی مردم دہ را خبر کرد فردا جمعے کثیر بہ در غار او آمدند و بابت دیدار فیض آثار التجا نمودند۔ وے از درون آواز داد کہ فردا بیائید۔ روز دوم خلقت انبوہ فراہم شدہ طعامے در آنجا ترتیب دادند۔ چوں التماس حصول ملاقات نمودند۔ ناگاہ اژدہای عظیم و مہیب از غار برآمدہ مردم را بترسانید و مفرور گردانید۔ پس بعد سہ چہار روز مردماں باز الحاح و ابرام از حد کردہ از غار برآوردند و از فیض باطنی او مستفیض شدند۔ چوں انتقال فرمود در آں کوہ آسود۔

بابا لست ریشی

از مریدان بابا حنیف الدین صاحب کمالات عجیبہ بود۔ تا حین حیات مرشد بزرگوار در ادای حقوق خدمت ایشان استقامت نمود و بعد انتقال او جانشین شدہ خاص

وعام را فیض بخشی فرمود ۔ فقط ۔

می آرند که دراں ایام تغلب اہل تشیع بود کافۂ انام را جبراً تکلیفِ ترک مذہب می کردند ۔ یک روز اعیان شیعہ باخود سنجیدند که فرقۂ ریشیان مقتدایانِ اہلِ سنت وجماعتند ۔ دریں صورت ہرگاه طایفۂ ریشیان ملت ما قبول کنند ۔ البته مردم عامہ ہم منظور خواہند ساخت بموجب آں تمامی ریشیان [را] جمع آورده بابت اقبال [illegible] شیعہ مجبور کردند ۔ ازاں جملہ لست ریشی جواب داد که من ومرشدِ شما ہر دو در [illegible] تا مدتِ چہل روز در خلوت نشینیم وتا ایام موعود از قطران افطار کنیم پس ہر که از ما زنده وسالم از خلوت برآید متابعتِ مذہبِ او می نمائیم ۔ اعیانِ شیعہ دریں باب جراتے [illegible] وحضرتِ بابا را گفتند که اول شما فاعلِ ایں عمل باشید ۔ بعد ازاں مرشدِ مایان عاملِ ایں فعل گردد ۔ وموجبِ آں حضرتِ بابا بمحافظتِ جاسوسان در خلوت اربعین نشستہ [illegible] از قطران افطار می کرد ۔ چوں ده یوم گذشت ورنگِ ایشان بوجہے متغیر نه شد مخالفان دانستند که ایں کار مقدور بشر نیست ۔ پس ریشیان را رخصت دادند واز ایذائے ایشان اجتناب کردند و مقبرۂ او در زیر دامنۂ کوه داراش معروف ۔

بابا شکور الدین

دانشمندِ عصر ویگانۂ دہر بود ۔ مال ومکنت ومواشی بسیار داشت ۔ اوقات خود در تلاوتِ قرآن صرف می کرد ۔ مسکنِ اصلی او موضع آرت پرگنۂ مانچہامون بود ۔ چوں شرارۂ عشق الٰہی در منقل خاطرِ او افتاد ترک دنیا نمود وبملازمتِ حضرت شیخ زین الدین مشرف شد واز تعلیم وتربیتِ ایشان فائز گشته بمقام شنگه پال پرگنۂ کوہامہ بر کمرِ کوه عزلت گزید واز انجا مدتے در ریاضت وعبادت گذرانید ۔ آخر عمر بر کوهِ شیره کوٹ که بر لب تالاب

اُولر جانبِ زینہ گیر واقع است انزوا پذیرفت و در حین حیات خود در انجا قبرے حفر کنانید و بارے دنیا داری بعلت کاری و بیم شہریاری از شہر گریختہ آمدہ ما درمیان قبر مذکور پوشیدہ ماند و حضرتِ بابا یارانِ خود را وصیت فرمود کہ درمیان قبر مذکور پای اہلِ دنیا رسید و برائے من قبرے بجای دیگر حفر کنید۔ چوں رحلت فرمود یاران برای ایشان قبر دوم تیار کردند و میانِ آن مدفون ساختند۔ فقط +

می آرند کہ بعد وفاتِ ایشان ہنگام وقوع واقعات و حادثات از مقبرہ ایشان صدائے سخت مثل صدائے توپ سَرمی زد و دران نزدیکی نوعے از حوادث وشداید واقع می شد۔ چنانچہ پیر مردے می گفت کہ پیش از تسلط سنگان شبانہ از روضۂ ایشان صدائے مثل توپ واقع شد کہ زمین بلرزید و فردا مردمان درانجا رفتند ودیدند کہ پنجرہ ہای مقبرہ از طرف مشرق شکستہ درمیان تالاب اولر لخت لخت افتادہ بودند۔ اگرچہ این چنین امور محال مقبولِ عقلا نیست، امّا از قدرت الٰہی چہ بعید ؟ فرد

قادرست و یفعل اللہ ما یشاد ہر چہ خواہد می کند آن پادشاہ

بابا دریا ریشی

از یاران بابا شکور الدین است۔ در ایامِ جاہلیت دُرّہ ساد ہو نام داشت کہ در موضع وُڑکھن پرگنہ دَتَر در مندر نشستہ بود و بہ ریاضاتِ شاقّہ کشفِ کون حاصل کردہ بود۔ چنانچہ روزے مسجد جامع را در شہر آتش گرفت و آن برہمن برکنار چشمہ کہ درانجا بود نشستہ ہر سو آب می پاشید۔ اہل شہر او را دیدند کہ بر بام مسجد نشستہ آب بہر سوی ریخت تاکہ آتش فرو نشست و از مقام او تا مسجد دَہ فرسنگ راہ بود۔

روزے آن برہمن بزیارت بابا شکور الدین آمدہ حضرتِ بابا او را در معبدِ

خود دخول نداد۔ برہمن گفت حضرت معبودِ ما و شما واحد است، نزاع چیست؟ بابا گفت اگر نزاع نیست اندرون بیا چون در آمد بمجرد دیدن بابا بتاثیر نظر ایشان مسلمان شد و به تربیت ایشان رتبہ آگاہی یافت و بعالم لاہوت بشتافت۔ پس نام او دریا ریشی مقرر شدہ پہلوی قبر مرشدِ بزرگوار مدفون است۔

رنگی ریشی

از مریدانِ بابا شکور الدین متقی زمانہ بود۔ حضرتِ بابا را تا حینِ حیات خدمت گذاری می کرد و ہر روز آب از تالاب اولر برداشتہ بقدرِ کفایتِ ریشیان بر فرق شیرہ کوٹ می رسانید و بعد انتقالِ حضرتِ بابا جانشین او بود۔ حالاتِ عجیبہ داشت چون رحلت فرمود بر کرہ کوہ شیرہ کوٹ پائین تر از مقبرۂ بابا بسمتِ شمال آسود ۞

روپی ریشی

مرید رنگی ریشی بود۔ شانے عجیب داشت۔ روزے بامر مرشدِ خود بابت آوردن غلہ با چند کس از ریشیان میانِ کشتی در تالابِ اولر می رفت و در اثنای رفتن ماہیان بسیار از آب جست زدہ بپای ریشی افتادند۔ چون اہلِ کشتی این حال دیدند۔ بگفتۂ بابا یکسے دست نکردند و ماہیان باز خود را در آب انداختند ریشیان دیگر پسانہ بطمع نفسانی یک ماہی گرفتہ بخوردند۔ بعد ازان این حال ندیدند۔ چون در خدمت رنگی ریشی باز گشت آمدند وے بقہر آمدہ کسوت ریشانہ از انہا خلع کرد و رخصت نمود و گفت بعد ازین ریشیان را حیثیتِ خود نماند و مقام برہم کرد و مدعا کہ روپی ریشی عارف کامل و روشن دل بود۔ چون وفات یافت، ہمدوش[۱] مرشدِ خود آسود ۞

---

[۱] : در نسخہ (ن) بر کوہ شیرہ کوٹ کنارۂ اولر۔

بابا رتی ریشی

مرید ریگی ریشی در ورع و تقوی ممتاز بود و در موضع منگنی پورہ پرگنہ کوہہامہ آسود ؛

سنگہ بی بی

وطنِ اصلیٔ او موضع کچل و ان تنیہ و عمل مشہور است و از عابداتِ حق سعیہ مطلق بود و بتوفیق ازلی از بابا شکور الدین ولی رابطہ طریق طریقت آموخت و بہ ریاضات شاقہ اشتغال ورزید۔ ہمیشہ قائم اللیل و صائم الدہر می بود و با امر مرشد بزرگوار در موضع بوٹھو پرگنہ کوہہامہ فراز کوہ آرام انزوا پذیرفت و عمر خود در انجا بریاضت گذرانید۔ شانے عالی داشت ۔ فقط ۔

روزے درندہ شیرے یکے از خادمان او [را] سرِ راہ بگرفت و حضرت بی بی از صومعہ خود آواز داد کہ اے شیر ایں مرد بے گناہ را چرا زحمت می رسانی ؟ شیر بشنیدن آواز ایشان آں مرد [را] رہا کرد و بگذشت۔ کرامات و حالاتِ ایشان افزون است و مقبرہ او در موضع مذکور از فیوض باطنی مشحون ۔ فقط ؛

متصلِ روضۂ آں عارفہ پشتہ ایست طویل بمسافتِ دو سہ میل۔ مردم دہ آں پشتہ را قبر موسیٰ کا می گویند۔ خواجہ اعظم در تاریخ خود می نگارد کہ نزدیکِ مقبرۂ او مکانے است کہ بہ قبرِ حضرتِ موسیٰ علی نبینا و علیہ السلام مشہور است۔ بزرگانِ اصحابِ حال از ظہورِ فیوض و برکات انجا نقل ہا دارند ۔ فقط ۔ حضرت خواجہ ایں حرف مسموعی نوشتہ باشد بالکل غلط صریح است ؛

بابا نیکی ریشی

خلیفهٔ سنگه بی بی است. صاحب ورع و تقوی از اهل صفا بود. مدتی در ملازمت و خدمت بی بی گذرانیده منتظم مقام و صندوق دار او بود و بعد انتقال عارفه جانشین او شده آنچه که از مال و مواشی موجود بود تمام براه خدا صدقه نمود و چهار حیوان درنده را هر روز بدست خود طعام می داد.

روزی لشکری از تبت آمده مال و متاع مقام بغارت بردند و ریشیان مقام هم بسته کرده همراه برداشتند. در اثنای راه نیکی ریشی از اهل غنیم فرصت خواسته به نماز پرداخت و بدرگاه کبریا التجا ساخت. فی الحال غارتگران نابینا شده بپای ریشی افتادند و تضرع و ابتهال نمودند و توبه کردند. حضرت بابا گفت شما همراه من باز گشته بیایید و در آنجا بر تربت حضرت بی بی التجا نمایید. پس غارتگران مال غارت برده بر دوش گرفته بر مقبرهٔ عارفه واپس آمدند و در آنجا بعجز و زاری التجا نمودند و همه بینا شدند. وقتیکه حضرت بابا را وقت سفر آخرت رسید، خلیفه خود نوروز بابا را گفت که مرا امروز از دنیا رفتن است. اکنون هر دو کس باتفاق یک دیگر قبری راست کنیم. پس هر دو کس بالاتفاق در حظیرهٔ حضرت بی بی قبری حفر کردند و حضرت بابا غسل کرده کفن پوشید و درمیان قبر خفته جان بحق تسلیم نمود. نوروز بابا همچنان تربتش آراسته فاتحهٔ مغفرت خواند.

بابا نوروز ریشی

مردی ظالم و بدخوی بود. روزی در نزد نیکی ریشی رفت و حضرت ریشی درندگان پرورده خود را طعام می خوراند. نوروز همراه درندگان دیده زیر دیواری مخفی ماند و در آنحال خرسی حصه روباه بغلبه خورده، نیکی ریشی خرس مذکور را گوش بگرفته بر روی او طپانچه ها

داد و گفت مثلِ نوروز ظالم تو ہم بر عزبا ظلم می کنی؟ چوں نوروز میر ایں حال بچشم دید و بد نامی خود بشنید ہماندم خاطرش از دنیا بیزار شده و بپائی بابا افتاده انابت نمود و ترک دنیا نمود آنگاه حضرتِ بابا او را تعلیم و تلقین ساخته انتظامِ مقام بوی تفویض نمود. عاقبت از روی لیاقت جانشین او شده بافاده و افاضۀ بسیار کوشید و با حضرتِ سلطان العارفین رابطۀ قلبی داشت و از فیضِ باطنی آنجناب فایز می شد. فقط۔

روزی در تعمیراتِ مقام آتش افتاده، تمام بسوخت و نوروز میر چراغ تعمیر آں دوباره افروخت۔ روزی برای کارخانۂ تعمیر خوراک مہیا نبود و خادمانرا فرمود که دیگدان گرم سازید۔ درآں اثناده کس از خادمان برنج و غیره مایحتاج ہمراه گرفته از سوپور رسیدند و ہمه ہا سیر شدند۔ چوں رحلت نمود در خطیرۂ حضرتِ بی بی آسود ۔٥۔

بابا الدہ مل

از اصحابِ بابا زین الدین صاحبِ نسبتِ عالیه بود۔ بعد استفاضۂ حقائقِ طریق طریقت درمیانِ جنگل پرگنۂ وتر در جوف چنارے بعزلت نشسته در مجاہدات و ریاضات از اقران خود گوی سبقت برده سی صد و شصت کس مرید صاحبِ کمال داشت و ہمه ہا [را] بکار زراعت مشغول ساخت. گویند بمقامِ عزلتِ او آب نبود۔ چوں بخدا التماس نمود چشمۂ آبی درانجا جوشید که تا حال باقی است۔ و از خواصِ وی آنست که ہرگاه کسی مریض خصوصاً صاحب جرب و مبطون درانجا غسل کند علتش دفع گردد۔ چوں حضرتِ بابا درانجا شہرت یافت پس در موضع بجرواری گریخته آمده درمیان درختانِ جنگل مخفی نشست و دریں جا ہم ساکنانِ ده خبر یافته ایشان را بدره آورده استفاده نمودند و راہبانِ بتخانۂ آنجا نیز مسلمان گشته از فیوضِ باطنی ایشان بہره مند شدند ۔٥۔

روزے حضرتِ بابا (بہ) کوہ ڈنڈک وَن رفتہ بالائی آں مقامے ساخت۔ چوں درانجا آب نمود ایشان بعدمِ آب عاجز آمدند۔ حضرتِ بابا عصای خود بر زمین زدہ خادمِ خود را فرمود کہ عصا از زمین برگیر اما چنان شود کہ آب از زمین بجوشد و رشحۂ آں بہ بدنِ تو برسد و ضرر رساند۔ چوں خادم عصا از زمین برآورد فی الحال آب جاری شدہ رشحۂ از آب بر پای خادم افتادہ و ناسور کرد۔ چوں بحضرتِ بابا التجا نمود بدعائے او بہ شد۔

پس حضرتِ بابا مدۃ العمر در انجا عزلت کردہ و یارانِ خود را وقتِ آخر وصیت نمود کہ بر قبرِ من تعمیرے نسازند ہر گاہ تا چہل روز بر تربتِ من سایبانے از غیب پیدا شود فبہا ورنہ ایشان مختار اند۔ پس بر قبرِ ایشان درختے روئید و تا چہل روز از شاخہای آں تربتِ ایشان محجوب شد۔ ہنوز ہم اثرِ آں باقیست و آں مقام را الحال ہندہ ون پور می گویند۔ در تپہ جمل واقع است ۞

بابا لنگر مل

خلیفۂ بابا آدہ مل است۔ در اوّل ظالمے بود جفا پیشہ و مالدار۔ پس بتوفیقِ ازلی در پیشِ بابا آدہ مل تائب شدہ بہ تربیتِ او کشفِ عالمِ لاہوت حاصل کرد و ہموارہ بہ زنجبیل فطار[1] می ساخت۔ ہمہ وقتِ بابا آدہ مل مدفون است ۞

گنگہ بی بی

زوجۂ بابا لنگر مل بود کہ باتفاقِ شوہرِ خود در خدمتِ بابا آدہ مل تائب شدہ خلوتہا[2] کشیدہ و کارش بجائے رسید کہ بعد یک سال افطار می کرد و از کسبِ خود پل ہا درست

---

[1] مقصود "متصل"

[2] مقصود "چلہا"۔

می نمود و مسجد را آبادی می ساخت. چون مدت خلوتش تمام شد بی‌بی دست بابا را گرفته التماس نمود که مرا به خدمتی سرفراز فرمایید. ایشان فرمودند که فرصت کن. پس وقتی که حضرت بابا بر کوه ڈنڈک دمن قرار یافت آن عفیفه را فرمودند که بر روی نیک سبوی آب برای طهارت[۲] من بیار. آمد و پس همچنان می کرد و بسا اوقات در جوشش[۳] وجد او را ملاقی می شدند و از و می رمیدند. چون عمر وی به آخر رسید و گفت مرا پس فردا به روز پنجشنبه مردن است و بروز جمعه دفن کردن. همچنان بوقوع آمد. مدفنش لنگر مل آسوده.

دته ٹھاکور

از قبیلهٔ ٹھاکور صاحب ثروت و حکومت بود. اتفاقاً در عالم جنون افتاد. شیخ زین الدین یکی را بطلب او فرستاد. چون پیش ایشان رسید بهوش آمد و بحسن تربیت ایشان در بحر حقیقت مستغرق گشت. حالات عجیبه و واردات غریبه از و ظاهر می شد. چو[ن] رحلت فرمود مدفنش مقام میان خطیرهٔ عالی آسوده.

بابا رفیقه ریشی عه

[در] اوایل دولتمند و مالدار بود و با اکابر اولیا صحبت داشت. عاقبت در خدمت شیخ زین الدین بهره اندوز صحبت گشت و کسوت ریشیانه در بر کرده، مدتی بمرافقت بابا پیام الدین بر کوه رنبوه قرار داشت. و بعد انتقال ایشان در موضع کچھو پرگنه کروهن انزوا پذیرفته ۹ ماه ذوالحجه سنه ۸۹۲ھ[۴] رحلت فرمود. و در آنجا آسوده. خادمان خود را پیشتر وصیت کرده بود که مرا پائین جوی دفن سازند. و آنها بخوف آب بالاتر از جوی دفن کردند. فی الحال[۵] آب جوی مذکور از سر بند گسسته شد که با وجود کوشش مردم تا عرصهٔ[۶] هشتاد سال جاری نگشت.

ع۳. باید بود "یاز". ع۴. برابر ۲۶ نومبر سنه ۱۴۸۷ء. ع۵. یعنی فی الفور.

عه: کذا فی الاصل. عه: کذا فی الاصل. اما در چاپ شدن تاریخ حسن حصه سوم صفحه نمبر ۲ ۱۶ بابا لسته ریشی نوشته شده است.

عاقبت شخصی از اہل فساد آنجا رسیده وے گفت کہ شما بر خلاف امر ریشی

کرده اند[1] بنابراں آب جاری نمی شود مردم چوں این حرف شنیدند که حضرت بابا از قبر

کشیده جائیکہ ایشاں فرموده بودند دفن ساختند بیل و کلند آورده فردا بر کاویدن قبر مستعد شدند

چوں دم صبح بر موقع رفتند دیدند کہ قبر مبارک مع روضہ و درخت جوز بجای موعود پائین

جوی نقل کرده بود۔ فقط ۔

درینجا مقام افسوس است که باوجود ظهور اینچنین خوارق روشن مردم و ہابیه چرا

گمراه اند و بر حیات اولیا انکاری آرند۔

مبارک ریشی

از خلفای شیخ زین الدین صاحب حالات و کمالات عالیه بود۔ عمر خود بریاضت

و عبادت مولی بسر نمود۔ حالات و مقامات او از حیطہ تحریر بیرون است و در خطیره مرشد مدفون

شیخ الہداد ریشی و ہاکه ریشی و داود ریشی و افضل ریشی و کنڈل ریشی

و پیار ریشی و فقیر ریشی و صفی ریشی و دره ریشی و نوروز ریشی و ریگی ریشی و روپی ریشی و بابا ریشی از خلفا

بابا زین الدین قدس سره صاحب حالات عجیبه و کمالات غریبه بوده اند و در مقبره مرشد

بزرگوار خود آسوده اند ۔

خلفای بابا لطیف الدین

شیخ پیرباز

مولد او در موضع رازه وین پرگنہ اچھ مشہور است۔ بتوفیق ازلی ہنگام توقف

موضع رویپه وین در خدمت حضرت شیخ العالم تائب شده بر خدمات حضور مامور گشته

[1] بایدبود "اند"

روزے حضرت شیخ او را با آوردن آب فرستاد و شیرے راہ او بگرفت۔ پیر باز بوے خطاب کرد که هرگاه پشیان را تاخیر نماز شود فردای قیامت گرفتار خواهی اشد۔ پس شیر بگریخت و بابا بخدمت شیخ آمده حضرت شیخ از وپرسیدند که مبادا از شیر ترسیدی۔ گفت در جائیکه مثل شما مربی حامی باشد از دام و دد چه خوف است۔

گویند بدتے در ملازمت وخدمت شیخ بسر برد و کارہای شائستہ بجامی آورد۔ عاقبت الامر حضرت شیخ العالم بابا لطیف و بابا پیر باز و شیخ شریف را گفت که شما ہر سه کس رفته در پرگنه اچھ بمقام دوده پکھرن بخلوت نشینند و بریاضت پردازند۔ مطابق فرمان ہر سه کس درانجا رفته قیام کردند و بریاضت مشغول شدند۔ ہمگی از اپل ساگ افطار می کردند۔ روزے اپل ہاک یعنی قنابری بسیار سخت بود۔ شیخ سبب آن پرسید بابا شریف گفت که من ساگ سبز می آرم۔ و بابا پیر باز ساگ خشک می آرد۔ موجب آن طبخ نمی پذیرد و خود را چیزے از دستار کتید (؟) نوشد۔ حضرت بابا از پیر باز پرسید که چرا قنابری سبز نمی آری بابا گفت از قنابری سبز مرا سه چیز مانع است۔ یکے آنکه گیاه سبز ہمیشه در ذکر می باشد خصوصاً وقت طلوع آفتاب دوم وقت بریدن خون از ان ظاہر می شد۔ سیوم بوقت جوش فریاد می کند که برای چه مرا می کشند و می سوزند۔ فقط۔

پس چون وقت افطار رسید حضرت بابا در کمینگاه مانده پیر باز را دست بگرفت و دید که افطار او ہمان لاغیه یعنی کاچن بود۔ شیخ پرسید چند گاه است که می خوری؟ گفت دوازده سال پس شیخ لطیف الدین علو استعداد او دیده خط ارشاد بوے بخشید و از خدمت خود جدا فرمود و گفت بمقام چوتره پال متصل وتره ہیل محل خلوتست درانجا بکار خود مشغول

سہو ــ "را" زیاد است۔

باشد آنگاه پیر باز بمقام چوتره پال مقام کرد و بعد چندگاه مردم وترہ ہیل آمده او را بعجز والتماس درمیانِ ده بردند و دو کس از ایشان که خادمانِ بابا بودند در انجا ماندند و برافقتِ بابا نه رفتند۔ چون نمازِ صبح ادا کردند و دست بر ریش مالیدند ہر دو را موی ریش ریخته شده و شرمنده شده پیش پیر باز آمدند و تائب شدند۔

پس بابا برای خود حجرۂ آراسته درمیان آن قبرے حفر کنانید۔ چون وفات یافت درانجا آسوده و دو خلیفۂ دیگر ہم میانِ آن حجرۂ مدفون است[۱]۔

شیخ شریف اشوار

بتوفیقِ ازلی در خدمتِ حضرتِ شیخ العالم تائب شده، مدتے در خلوت حضور بسر رسانید آنگاه برافقت بابا لطیف الدین ماموره شده، چندگاه بمقامِ دوده پکھرن در خدمت ایشان گذرانید تا که بدرجۂ تکمیل رسید۔ بعد آن در موضع چانز گام رفته بریاضت پرداخت۔ از اہلِ دل او صاحبِ صفا بود۔ چون رحلت فرمود در انجا آسود۔

بابا لدی گنائی

از مریدانِ شیخ لطیف صاحبِ سوز و گداز و جانباز بود و مدتے در بجا آوری خدماتِ شیخ استقامت داشت۔

روزے که خدمت شیخ از چوتره پال بخواسته لسیر کامراج برآمدند و بمقام زنده پال متصلِ پوشکر رسیده فرمودند۔ جائے است پُر فضا و دلربا۔ لدی گنائی التماس نمود اگر مرا اجازت باشد درین جا عمرِ عزیزِ خود بسر رسانم۔ حضرتِ شیخ یاد اجازت داد و در انجا صومعه افراخته بریاضاتِ شاقه عامل شده اکثر اوقات در خدمتِ حضرتِ بابا در پوشکر می رفت۔

[۱] - "بابد بود" اند"

روزے در پوشکر بیمار افتادہ بود۔ یاران خود را وصیت نمود کہ مرا در زندہ پال مدفون
سازند۔ چون رحلت نمود یاران بباعث کثرت بارش باران در پوشکر دفن [illegible] بر تربت
او رفتند دیدند کہ قبرش شگافتہ خالی است۔ پس در خدمت شیخ عرض کردند فرمود کہ وے شب
در زندہ پال گریختہ رفت۔ پس یاران در انجا رفتہ دیدند کہ وے کفن پوشیدہ در انجا افتادہ است۔
پس در انجا دفن کردند۔

خواجہ بابا

از اصحاب لدی گنائی است۔ صاحب کمالات عجیبہ بود۔ از شیخ لطیف الدین
ہم تلقین داشت و در موضع بندہ کوٹ پرگنہ بانگل مدتے بریاضت گذرانیدہ و در انجا مدفون است۔

لدی کٹور

از یاران شیخ لطیف است۔ دوازدہ سال خادم مطبخ بود۔ خلق خدا را بسیار خدمت
می کرد۔ روزے حضرت شیخ فرمود کہ لدی کٹور تکلیف بسیارے کشید۔ حال [illegible] محنت خلاص
سازیم۔ ریشی دیگر کہ مخالف او بود گفت چرا تکلیف باو می رسد ہر روز در خلوت نشستہ کاسۂ شیر
جغرات می خورد۔ حضرت شیخ او را فرمود کہ آن شیر از وے گیر و پیش من بیار۔ چون مدعی کاسۂ شیر
از دست او گرفت پیش شیخ آورد۔ مصاحبان چون ملاحظۂ آن نمودند۔ آب خاکستر سفیدار
بود۔ شیخ از وے پرسید کہ از چند گاہ این عمل کنی۔ گفت از آن روزے کہ بر خدمت این آستانہ
کمر بستم۔ فقط۔

گویند لدی کہچو نام شخصے بسیار دولتمند و بے اولاد بود۔ از قریۂ بچہ کوٹ پرگنہ [illegible]
آمدہ، حضرت شیخ را التماس نمود کہ یک ریشی من عنایت فرمایند کہ بعد از وفات من وارث

۱ـ در نسخہ (ی) بود نیامدہ ۲ـ [illegible]

من باشد. شیخ فرمود که بعد چندگاه این التماس قبول خواهم ساخت.

دراں اثنا روزے حضرت شیخ لدی کٹور را برای آوردن آهن در زینه گیر فرستاده بود چوں نزد لدی کہچو رسید وے دانست که شیخ موجب التماس من فرستاده باشد. شب وے را در خانهٔ خود گرفت و حجره اش از نجیر کرده گذاشت. چوں لدی کٹور بقصد تهجد برخاست دروازه محکم یافت آواز داد لدی کہچو جوابش گفت که اول با من وعده بکن که از خانهٔ شما جای دیگر نروم پس زنجیر خواهم کشاد. وے بخوف فوت نماز تهجد همچناں وعده داد. روز دیگر آهن تیار کرده حوالِ خود بخدمت شیخ برگشت. ایشان در جواب نوشتند که درانجا باشید که ایفای هر دو وعده بعمل آید. پس بقیهٔ عمر درانجا گذرانید و درانجا آسود.[۲]

بابا نوری ریشی

از مریدانِ بابا لطیف است. در موضع لوله پوره سکونت می داشت. و بتوفیق ازلی از شیخ لطیف الدین بطریق طریقت مجاز شده مدتے در حضور خدمت مامور بود. عاقبت در لوله پوره عزلت پذیرفت. روزے دو سه اثنا طعام زرده پیش ایشان آوردند و حضرت بابا شصت کس را قسمت نموده همهٔ [را] سیر فرمود. فقط.

روزے بابا بطرف شهر می رفت. ناگاه نعره سخت برد. اصحاب سبب آں را پرسیدند. گفت دزداں قصد بردن پشتارهٔ شالی کرده بودند. از نعرهٔ من گریختند. چوں در لوله پوره رسیدند همچناں دیدند که بعضی پوله‌ها[۳] شالی در راه افتاده بودند. چوں وفات یافت در آنجا آسود.

---

[۱] بمعنی برد.
[۲] در نسخهٔ (ن) ... مرحوم ... [illegible] «باشد»

بابا جند ریشی

از خلفای بابا نوری ریشی صاحبِ کمال و ستوده افعال بود۔ عمرِ عزیز خود در خدمت مرشدِ خود گذرانید۔ و در ریاضت و تقوی جانبازو ممتاز بود۔ چون از دنیا نقل فرمود، حضرت بابا جائے رفته بودند۔ ریشیان خواستند که او را دفن کنند اما کوزه های آب پر از ماران شدند۔ چون حضرت بابا آمد خادمان کیفیت عرض کردند۔ فرمود که آن مار ها بابت انتظار من بود۔ حالا بکارِ خود مشغول باشند[1]۔ چون برخاستند دیدند که آب صاف بود۔ پس او را غسل دادند و در حظیرهٔ مرشدِ خود دفن کردند[2]۔

بهرام ریشی۔

خلیفهٔ نوری ریشی بود۔ شانے عالی داشت۔ می آرند که نوری ریشی بهر روز جمعه در اسکندرپوره رفته طعامے ترتیب می داد و به مساکین و فقرا را بدستِ خود قسمت می کرد۔ روزے بهرام ریشی را گفت که تا مراجعتِ من از اسکندرپوره نگهبانی باغِ خود گشت[3] باید کرد تا جانوران میوهٔ آن نخورند۔ وے از روی فراست بمعنی این سخن چنین دانست که باغِ خودگشت عبارت از باغ وجودِ خود است و محافظت آن پاک داشتن نفس از معصیت و جانوران عبارت از خوبرویان است که ازین راه می روند۔ مبادا اعمالِ صالحه و پاکی نفس از من ببرند۔

بهتر آنست که عضوِ مخصوصِ خود قطع کنم۔ فی الحال عضوِ مخصوصِ خود قطع کرد و بیهوش افتاد۔ بابا نوری ریشی در هنگامِ خواندنِ خطبهٔ جمعه نعرهٔ برآورد که افسوس سر اُشتی

---

[1] بایدبود "باشید"

[2] در نسخهٔ (ن) قدس سره مرقوم است۔ [3] گشت درین جا زیاد است۔

وبعد نماز تقسیم طعام بدیگرے تفویض کرده خود روانه شد. چوں بمقام رسید بہرام ریشی [را]
بیہوش یافت در زمان وی را برداشته نعلین خود بوے داد. چوں وے کفش بابا در پا انداخت
کشف ملکوت بوے حاصل شده، در آں حال دید آنچه دید. پس مدت العمر در خدمت بابا،
بسر برد چوں رحلت نمود در حظیرهٔ او آسود ۔ فقط ۔

پچھم ریشی

از یاران شیخ لطیف است. کشف کونیه داشت. بعد وفات حضرت شیخ
در پوشکر جانشین او شد ۔

می آرند که چوں در خدمت خلق اشتغال می نمود سبحه آویزان می گذاشت و دانه های
سبحه خود بخود متحرک می بودند. بابا تعداد شمار آں بعد فراغ معلوم می فرمود ۔ فقط ۔

می آرند که بر وقت قسمت طعام سبد طعام بے تحریک غیرے خود بخود
در مجلس دور می کرد تا که طعام بفقرا می رسانید ۔ فقط ۔

چوں عمرش بسر رسید یاران خود را وصیت کرد که مرا بیرون مقبرهٔ شیخ دفن
سازند عرض کردند که از بیرون خرس و گورکن مردگان را از گور کشیده می برند. فرمود که من
دانم و خرس. پس از آں خرسان و گورکنان ازیں کار باز ماندند ۔ قدس سره ۔

آدت ریشی عہ

از ساکنان دانگرپوره پرگنه بیرو ده بود. در حالت طفولیت بخدمت
شیخ پچھم ریشی فائز گشته استعداد عالی داشت. و بابا روز اول خادمان را فرمود که برای
ایں طفل طعام موجود دارند که خود دو سال است و طاقت روزه ندارد. وے بطرف ریشیان
گفت که شما چاشت نمی خورید. گفتند یاران صائم الدہر می باشیم گفت من ہم نیت صوم ابدی کردم ۔

عہ = در چاپ شده تاریخ حصه سوئم صفحه نمبر ۱۶۹ آدت ریشی نوشته است ۔

بعد چندگاه چوں مادر پدرش اطلاع یافتہ پیش بابا آمدہ تضرع کردند کہ وے را حکم مراجعت بخشند۔ بابا دانست کہ آئینۂ ضمیر او الحال صاف شدہ است۔ اجازت فرمود کہ او را بخانہ خود ببرند ایں ریشی در انجا رفتہ زندگانی خود در ریاضت و تقوی بسر بردو در انجا مدفون است۔

حاجی ریشی از خلفای بابا لطیف الدین مردے مرتاض و جانباز بود۔ مدتے در خدمت حضرے بسر نمود چوں رحلت فرمود در خطیرہ مرشد نامدار آسود۔

خلفای بابا نصر الدین

بابا جوگی رینہ[1]

از نجبا اعمام هلمت رینہ بود۔ در پیشگاہ سلطان زین العابدین قربے داشت و در حالت نشاء حکومت از بابا نصر الدین کسب سلوک نمود و حضرت شیخ العالم نیز او را عزیز می داشت و هنگام انتقال بابا نصر الدین جوگی رینہ ترک دنیا کردہ بجای نصر الدین قائم مقام شد کیفیت آں در ذکر بابا نصر الدین مرقوم است۔ فقط۔

می آرند کہ تا ایں زمان بعضے مردم ریشی ہمگی براکل بقولات کوہی و خاکستر وغیرہ قناعت می کردند و بعضے گدائی کردہ بقدر نیم پاؤ طعام می خوردند و زیادہ از دہ خانہ دریوزہ نمی کردند۔ و از یک خانہ بقدر یک وقت می گرفتند۔ و برای فردا چیزے ذخیرہ نمی گذاشتند۔ حتی کہ در ابریق خود شبانہ آب ہم موجود نمی داشتند۔ امّا ملک جوگی رینہ کہ رئیس نامدار و عالی نژاد بود شب

۱۔ در نسخہ (ی) ملک زدگی رینہ مرقوم است۔

۲۔ در نسخہ (ی) ایں لفظ زیاد است۔

وزارت می کرد و فردا بدریوزہ گری برآمد اول بخانۂ خود بگدائی رفت و خاتون از لفرزندان
گفت کہ اکنون ملک از ما و شما روی بر تافت سبحان اللہ! رتبۂ گدائی یافت۔ چون ملک
این سخن بشنید بازگشت خالی دست برآمد۔ پس بکسب نانبری ہم کردہ قوت خود نمود۔
آنگاہ جمیع ریشیان مقام را تجویز زراعت فرمود۔ بنا براں ہر کسے از ریشیان
قوت خود از زراعت نمودند۔ در کار زراعت امداد پدر و مادر و برادر منظور نمی کردند فقط
پس جوگی ریشی ہم از دست خود زراعت می کرد و بجان و دل خدمت فقرا بجا آورد
چوں از دنیا نقل فرمود در حظیرۂ عالی پہلوی بابا نصر الدین آسود۔

زوگی ریشی

از یاران بابا نصر الدین است و از شیخ العالم ہم نظرے و تبولیتے تمام داشت۔
می آرند کہ روزے حضرت شیخ العالم ویرا در راہ دیدہ پرسیدند کہ این پسر از کیست؟
کسے گفت ایشان را چہ غرض؟ فرمودمی دانم کہ خدمت مقام من و زایران من باین پسر نصیب
خواہد شد و اولاد و احفاد او ہمیشہ خدام این مقام خواہند بود۔ و بعد چندگاہ آن پسر دختر
سنگرام ڈار [را] کہ رئیس پرگنہ ماگام بود در عقد آورد و خانہ داماد او شد۔ فقط۔
می آرند کہ سنگرام ڈار را دو پسر بود۔ بابا اسمعیل ڈار و بابا یوسف ڈار آنہا در قریہ
چاری پورہ بکار و بار زراعت مشغول شدند و مجاورت آستانہ جوگی ریشی گذاشتند۔ واورا
پسر بود حسن ریشی حسین ریشی و صالح ریشی و تسلیم ہر دو برادر حسن ریشی مجاور آستانہ شد
وازوے چہار پسر و دو دختر ماند الیاس بابا و کریم بابا و ہاشم بابا و بابا نظام و مسماۃ ہاجرہ بی بی و راجہ [بانو]
از انجملہ ہاجرہ بی بی در خانۂ سادات عیش مقام منعقد بود۔ و رابعہ بی بی در عقد عبد الرحیم بابا

لہ - بایدبود " بہ عقد" بود۔

درآورد ندو از وے دو پسر ماند۔ رستم بابا و نادر بابا۔ فقط۔

بعد از انکہ حسن ریشی ازیں عالم نقل کرد الیاس بابا منصرف انقطاع و نذورات آستانۂ مذکورہ شد۔ و یکسے دیگر از وارثان بابا سنگرام چیزے نداد و چوں رونقِ آستانۂ روز افزوں گشت ہاشم بابا باتفاق وریثۂ بابا سنگرام با الیاس ریشی قضیۂ بسیار و مجادلۂ بے شمار برداشت۔ [۱]

عاقبت بتجویز شیخ محسن صدر کشمیر فیصلہ براں قرار یافت کہ نذوراتِ آستانہ و مدد معاش آستانہ مقسوم شود بہ یازدہ سہم از انجملہ دو سہم سرورشہ بابا اسمعیل ڈار و دو سہم بوارثان یوسف ڈار کہ الحال در چراری پورہ سکونت دارند و یک سہم بورثۂ حسین ریشی و یک سہم بورثۂ صلح ریشی و یک سہم بہ ہاشم بابا و یک سہم بہ کریم بابا و یک سہم بہ نظام بابا و عبدالرحیم بابا و دو سہم مرالیاس بابا را۔ فقط۔

تا آنکہ ایں یازدہ چھٹی [۲] درمیان ہشتاد و یک کس منقسم شد خواہ از نذوراتِ آستانہ خواہ از مدد معاش۔ فقط چوں زوگی ریشی ازیں عالم نقل کرد، در مقبرۂ عالی مدفون شد۔ [۳]

بابا الولی حاجی

خلیفۂ بابا نصرالدین است دو پایش اعرج و دو چشمش کج بود۔ مولدش قریۂ چکو چلند پرگنۂ آڈون مشہور۔

گویند در عنفوان جوانی بخواہشِ قلبی بازنے عقدِ نکاح منعقد ساخت چوں بحجلِ خلوت در آمد عروس صورتِ او دیدہ خندید۔ بابا فی الفور بر آمدہ او را رخصت داد و خود بزیارتِ حرمین رفت۔ بعد ادای مناسکِ حج باز بہ کشمیر آمدہ در پیش بابا نصرالدین درسِ طریقت

---

[۱] - باید بود "کرد"۔ [۲] - بمعنی سہم و حصہ۔

[۳] - در نسخہ (ی) قدس سرہٗ ہم مرقوم است +

و تعلیم حقیقت آموخت و عمرِ عزیزِ خود در تفرید و تجرید و ریاضت و مجاہدت بسر برد۔ چوں رحلت نمود در روضۂ عالی آسود ۔

پیہو ریشی

ساکنِ موضع لاجورہ تپہ چہرات عالم و فاضل بود و بجذبۂ آلہی داعیۂ سلوک بہم رسانیدہ دستِ انابت بدامنِ بابا لولی حاجی انداخت و رایت ریاضت و مجاہدت افراخت ۔

وقتیکہ لشکر کاشغر بافسری میرزا حیدر ملک کشمیر را غارت می کرد دران ایام اسپ لولی حاجی بگریخت و پیہو ریشی بہ تجسّس او در صحرا رفت ۔ درانجا نماز ادا کردہ دست بدعا برداشت[۱] ۔ لشکریاں خیال کردند کہ وے درحق ما دعای بدمی کند ۔ یکے از آنہا بہ نماستہ ریشی رشید [را] شہید ساخت ۔ پس سگے لاشۂ وے را محافظت می کرد تا کہ ازانجا برداشتہ آوردند و در موضع ریشی پورہ متصل چکو دفن کردند ۔

پیہی ریشی

معروف بہ بابا رکن الدین برادرِ پیہو ریشی بود و باتفاق برادرِ خود در پیشِ بابا لولی حاجی طریق طریقت آموخت و بریاضاتِ شاقہ سرمایۂ دولتِ ابدی اندوخت ۔ بعد انتقال حاجی بر مسندِ خلافت چار خلقِ خدای را رہبری می کرد و کسبِ زراعت پیشہ داشت ۔

می آرند روزے ابرے عظیمے پیدا شدہ خادماں را فرمود کہ پشتارہ ہای شالی بردارند ورنہ ضائع شود ۔ آنہا کہالت[۲] کردند ۔ پس بذاتِ خود در مزرع رفتہ بعدِ نمازِ خفتن ہفتصد پشتارہ جمع آورد و در عقب ہر پشتارہ دوگانہ ادا می کرد ۔ فقط ۔

۱۔ باید بود "شد" ۔ ۲۔ بمعنی "سستی و غفلت" ۔

روزے خادمے برای آوردن نمک در تھمہ فرستاد۔ چون خادم بالائے کوہ پیرپنچال رسید۔ پایش بلغزید و بنام ریشی بدور گفت۔ ناگاہ مردے حاضر آمدہ، دست او بگرفت واز مہلکہ برداشت۔ چون پیشِ ریشی بازگشت رسید۔ ایشان فرمودند کہ چرا و نشنام دادی لاجرم آمدہ، دست تو بگرفتم۔ وے از گفتہ خود پشیمان شد۔ فقط۔ مدفنِ ریشی در موضع چکو مشہور است۔

بابا گنگی ریشی و بابا میری ریشی و سنگی ریشی۔

معروف بہ سہہ ریشی و سیحہ ریشی، مشہور بہ ہاکہ ریشی و فتہ ریشی از مریدانِ بابا پیپ ریشی است۔ کہ ہمہ با از اہلِ حال وصاحبِ کمال بودہ اند۔ و در روضہ شیخ بزرگ آسودہ اند۔

جُنید ریشی

مرید بابا فتہ ریشی است۔ در ریاضت و تقوی دستے داشت و در مقبرہ شیخ مدفون است واحفاد او الحال خادم آستانہ و مالک فتوحات ہستند۔ فقط۔

یوسف ریشی

مرید بابا لولی حاجی صاحبِ ریاضات و مجاہدات بود و در نفس کشی جان بازی ہا نمود و با ابوالفقرا بابا نصیب الدّین غازی صحبت ہا فرمود و در خطیرہ شیخ نامدار آسود۔

بابا جوہر دین۔

از خلفای بابا نصرالدین ریشی مرتاض و عارفِ جانباز بود۔ در خطیرۂ عالی آسود۔ بدانکہ بر السنۂ عوام مشہور است کہ حضرتِ شیخ العالم سی صد و شصت کس را تربیت کردہ است۔

سہو ۱ - بایدبود " اند "

سہو ۲ - [illegible]

امّا خلاف ایشان ہمگی بر چہار کس قرار یافت۔ و از خلفای ایشان ہم جمعی کثیرہ براہ حقیقی فائز شدہ اند

از انجملہ مورخان کشمیر ہمگی اسامیان متذکرۂ بالا در کتاب ہای خود درج کردہ اند وغیرہ

ازیں ریشیان موفور در حجاب غبر مستور اند۔ فقط۔

ریشیان طبقۂ سوم

بابا ہردی ریشی

از قبیلۂ آشنایان اسد ... حضرت شیخ العالم از ظہور آں صاحب کمال پیش از

صد سال جدا نہ بود ... ریشیان جوای ذوق خدادادی بہم رسانیدہ بر طریق ریشیان استقامت نمود

گویند ... تجرید و تفرید و ... کل گذرانید

صایم الدہر و قایم اللیل، مظہر کمالات و ... کرامات بود۔ خدمت مہمان بسیار می کرد۔ فقط۔

روزے مہمانے در خانہ اش وارد شدہ، مادرش گفت کہ امروز یکماہی فتوح رسیدہ

بود۔ غلیواز بردیشی گفت اگر ماہی بما دادہ بود غلیواز را چرا راہ دادند۔ و اگر حق او بود چرا بے

فرستادند۔ ودر ہمیں حالت غلیواز آمدہ ماہی پیش شیر نہاد۔ بدینسان واردات بسیار از و

ظاہر شد۔ فقط۔

می گفت کہ کشایش من بذکر پاس انفاس بود است۔ البتہ دراں راسخ

القدم بود فقط۔ آخر ہا بصحبت جناب محبوب العالم شیخ حمزہ مخدوم کشمیر قدس سرہ بہرہ اندوز

فوائد کلیہ گردیدہ بدرجۂ تکمیل رسید۔

می گویند کہ در تمام عمر خود ہمگی یکمرتبہ با جازت آنجناب گوشت خورد۔ و در حالات

خود ترقی یافت و طریقۂ سہروردیہ قبول کرد و حضرت محبوب العالم خط ارشاد و خرقہ و کلاہ

مبارک خود باوعظ فرمودند۔ مخزن اسرار و مہبط فیوض کردگار بود۔ فقط

شیخ داود خاکی می فرماید کہ بعضے مردم عدم می فطنت شرع شریف و ارتکاب منہیات و ترک ذبیحہ و جمعہ و جماعات با آنجناب منسوب کردہ اند محض افتراست ہرگاہ در اوایل بواسطۂ سکر و غلبۂ حالات بعضے امور از ظہور یافتہ باشد نادرست افتادہ آخر چوں با شارح صحبت داشتند پس ہیچ سنتے فرو نگذاشتند۔

خاکی

ہر صباحے سالہا اورا د فتحیہ بخواند	ایں یکے برراستی اعتقادش بود دال
با جماعت سالہا کردے ادا ہر پنج وقت	ترک ایں سنت نکردے بےضرورت ہیچ حال
نفلہا در روز و شب کردے ادا خواندے دعا	در مناجات آلٰہی کردے از دل ابتہال
ذکرہا می کردے اما اکثر اندر ذکر دل	پاسدارے نفس ہا را نمودے اشتغال
فہم شد واللہ اعلم از کلام و طور او	آنکہ بود اہل شہود و قرب دیدار و صال
گفت دیدم موسیٰ و عیسیٰ و ابراہیم و خضر	گوش می کردم نصیحت ہا از ایشان بیہمال
گفتے اکثر دیدہ ام پیغمبر و یاران او	نقل میکردے از ایشان پیش ما بعضے مقال
گفت دیدم مرتضیٰ پرسیدم از نے حال رفض	گفت ہست البتہ در سب مسلمانان و بال
نیز گفتے دیدہ ام من بار ہا مردان غیب	بس اشارت با بشارت من شنیدم زان رجال
کردہ مسجد ہا بنا و نیز مہمان خانہ ہا	مقبرہ ہم خویش مرتب کرد بہر یاد مآل
کردن کار زراعت بود اکثر میل او	احتیاط او بسے بود است در اکل حلال
از قناعت ترک زینت در لباس خوی بود	گر برفتے پا برہنہ گہ زکہ کردے نعال
زاہد ممتاز بود و از ریاضت ہای اوست	صوم دہر و ترک لحم و ہم دوام اغتسال

ؔ "در زبان کشمیری "پٹہ ہور" مے گویند۔

کشفِ ارواح جنّی بود و ہم انس و ملک | بازارواح عیون و نیز جانہای جبال
گاہ گاہے مخلصان خویش را اخبار کرد | آنچہ می شد با جماد و نباتش قیل و قال
از فضلِ حق بکشفِ قلبی خود یافتے | حاضراں را آنچہ بگذشتے میان قلب و بال
مستجاب الدّعوتی بود است و صاحل گشتہ است | مخلصاں را جملہ مقصود است ازیں فرخندہ مال
ہست ایں مشہور یاراں آنکہ صحت یافتند | بیشتر جا از دعائش صاحبانِ اعتلال
آں مقامات وکراماتیکہ از وی دیدہ شد | بے حسابست وکراباشد شمار آں مجال
شیخ دیں بود اندریں کشمیر عہدِ خویش را | ہر نوتش شیخ دیں بود آمدہ تاریخ سال
اوّلین روز مہ ذی قعدہ ایں سال بود | ذکر گویاں ہم شب رفتہ مرض بودش سعال

وفاتِ ایشاں غرۂ ذیقعدہ ۹۵۶ھ[1] بوقوع آمد۔ عمر مبارک آنجناب ۵۱ بود الحال مخلصان مراتب عرسِ ایشان بحساب کشمیری غرہ پوہ مطابق کنگ سودی سوم بعمل آرند۔ و مدّتِ ہفت روز مردمان سمت مراج ہر جاکہ باشند ترک لحم نمایند و بعضے برای مناقبت ایشان غرۂ ہر ماہ گوشت نمی خورند۔

بابا گمنگی ریشی

درعینِ جوانی و اسباب کامرانی ترکِ لذّاتِ نفسانی و شہوانی کردہ، طریقۂ ریشیاں پذیرفت۔ و عمر خود در تجرید و تفرید گذرانید و خلق خدارا بسیار خدمت می کرد۔

گویند اوّل اویسی بود و بقولِ بعضے تربیت یافتہ نوری ریشی لولہ پوری است۔ آخر ہا از شیخ داؤد خاکی طریقِ طریقت را تکمیل یافتہ ارشاد حاصل نمود۔ فقط۔

می آرند کہ ہنگام کاویدنِ زمین سبوئے پر از پول سیاہ بدست آورد و بجای خود

---

[1] برابر دسمبر ۳۰، ۱۵۷۸ء/ سنہ = ۹۸۶ھ (۱۵۷۸ء)

سنجید که این مبلغ را نمک از تهنه آورده بمساکین و غربا فی سبیل اللّٰه می داد و بهمین نیت در تهنه رفته سعی و کوشش ترک نمک برد و ش گرفته در کشمیر می رسانید و حیوانات مردم را امیر راه گرفته، نمک می داد و مساکین و غربا را می بخشید تا وقتیکه پول سیاه صرف شد همین کار می کرد. بعد آن مدت العمر خود درختان میوه دار [illegible] از جنگلها بدست خود آورده در میان دهات باغات غرس می کرد.

گویند هزارها درختان از دست خود کاشته بود. هر جا پلها و مسجد ها از دست خود درست می کرد و پوست او بسبب محنت و بارکشی خشن شده بود فقط.

می آرند که روزے یک درخت عرعر بسیار بلند و تناور برای پل از جنگل قطع کرد که از دست هزار کس آن جنبش نمی شد. چون تراشیده درست نمود آهسته چیزے بآن درخت[1] سرگوشی کرد فی الحال چوب مذکور از جای خود برخاسته بمال شور و دور از فرق کوه در صحرا رسید، و درختان بسیار را مسمار کرد. آنگاه بجای پل راست نموده در عرض داشت. آخر عمر در پوشکر انزوا پذیرفت.

روزے خادمان برای نمک مطبخ گاوے بقصاب فروختند گاو بر در صومعه شیخ آمده بزبان حال استغاثه نمود و شیخ از فروختن آن منع فرمود. بعد آن تا حین حیات خود[2] را نمک نه خورد.

روزے شخصے یک لای نان و ماهی بریان شیخ را هدیه آورد و گفت این را بخود تناول فرمائید که سنت است. شیخ گفت [illegible] نمی خوریم این ماهی شکسته بیارند و نمکش

---

[1] - مقصود "بر آن"

[2] - "را" درین جا زیاد است.

دور سازند چون خادم ماهی بریان در آب شستن گرفت فی الحال زنده شد از دست او گریخته رفت در نیے در پوشکر پشتارہ تختہ ہای بام مسجد بر دوش گرفته می رفت شخصے پرسید که از بابا گنگی ریشی چه خبر داری؟ گفت چه خبر دارم دے مردے بدذات است چنین و چنین آنمرد رنجیده شد او را از چوب[1] زدن گرفت که چرا مرد خدا را بدی گوئی؟ یاران چوں اینحال دیدند دویده آمدند و از چنگ او برہانیدند۔

و در آخر عمر براے خود قبرے حفر کرده بود که شب ہا دراں می نشست و در واقعات ہول آخرت و فتنۂ قبر بسیار دید و ترسید۔ پس صندوقے راست کرد و گفت مرا در ہمیں صندوق بگذارید و دفن بکنید۔ چوں علما شنیدند گفتند که تا حال متابعت سنت کردی الحال دریں باب چرا می کنی؟ قبول نمود۔ پس قبرے دیگر برای او کاویدند[2] و درمیان آں دفن کردند۔ وفات او در ۱۰۱۷ھ[3] بوقوع آمده مقبره او در موضع وانی گام بانگل مشهور۔ علیه رحمة الله الغفور۔

شیخ زوپی ریشی

در عنفوان جوانی بذوق وجدانی از لذات نفسانی و دنیای فانی متنفر گشته براه خدادانی بشتافت و طریق ریشیاں را پسندیده خلوت گزید۔ دراں زمان از ارواح باطنی فیض و فتوح می یافت۔ و مدتے بر کوه استرون که بر کوہستان اولر واقعست بعزلت گذرانید و در آنجا شبے بہ نیت طہارت بر آمده دید که مردے پرنور سواره میان برق از دور پیدا شد۔۔۔

---

[1] " از " دریں جا نیاد است۔ [2] باید بود " کندیدند "۔
[3] برابر ۹/۱۶۰۸ء

چوں نزدیکِ او آمد، ریشی بفراست دانست کہ کسے مرشد بزرگ خواہد بود او سلام کردہ عرضِ احوالِ خود نمود گفت آرزوی خاطرِ دائم کہ مرید ایشاں باشم[1] وے قبول نمود و گفت بخانۂ من باید آمد گفت دولتخانۂ ایشاں ندانم۔ فرمود در شہر خانۂ شیخ حمزہ تلاش کن۔ تا مرا دریابی ایں بگفت و غایب شد۔

انگاہ ریشی در شہر آمدہ پرسان پرسان در خانۂ حضرت شیخ حمزہ رسید۔ شیخ گفت درین[2] خانہ ترا کہ نشان دادہ بود؟ گفت صاحب خانہ۔ فی الحال انابت کردہ مرید شدہ باشغال شاغل گشت[3]۔

می آرند کہ محبوب العالم طعامِ او علیحدہ کنانید و حجرۂ با جداگانہ بخشید۔ یکروز[4] تنہا در حجرہ نشستہ بود۔ شیرے سہمناک دید واز ہولِ او نزسید و فریاد کرد۔ چوں حضرت محبوب العالم فریادِ او شنید و بخندید و گفت ای ریشی ایں خانۂ فقراست۔ استرون نیست کہ شیران باشند۔ ہیچ مترس کہ ایں مردمانِ غیبی اند کہ در صحبتِ تو فرستادہ بودم ہنوز طاقتِ ایں صحبت نداری؟ بازگشت بہماں جنگل برو تا ہمت تو قوی گردد۔ پس مطابقِ فرمان باز بہماں کوہستان رفت و بعبادت مشغول شد تا کہ بدرجۂ اعلیٰ ارتقا نمود و ارشاد حاصل کرد۔ انگاہ بشہر آمدہ در محلۂ حبہ کدل انزوا پذیرفت و حاجت روایِ مردم شد۔

حضرت بابا نصیب الدین می فرمود کہ از برتو فیض شیخ روپی ریشی روشنائی احوالِ من است و مرتبۂ فقر من از وقت یافت۔ فقط۔

می آرند کہ ہمعصر حضرت ریشی زاہدے بود کامل کہ ہیچ نمی خورد و بے اکل

---

۱ - باید بود "شوم"　　۲ - باید بود "بایں"

۳ - در نسخہ (ی) نقط　　۴ - در نسخہ (ی) روزے۔

وشرب زندگانی می کرد و از غیب مایده می یافت. چوں حضرت ریشی چنیں احوال او شنید و پیشِ خود طلبید و حالش پرسید. وے گفت که شخصے از غیب مایدهٔ بهشت بمن می رساند. موجب آں ماکولاتِ دنیوی رغبت نمی دارم. ریشی گفت ای درویش آگاه باش نه که[1] ترا دیو راه بزند و خراب کند. برو امروز بروقتِ حضور مایده بخوان لا حول ولا قوة الا بالله پس ببین تا چه ظاهر گردد. آں درویش شب همچناں کرده، مصاحبانش غایب شدند و مایده عین قاذورات[ع] بود. آں مرد پشیمان شده پیش ریشی آمد و توبه نمود و عمل از سر گرفت فقط۔

می آرند که در حالتِ نزع او را شربتے پیش آوردند. گفت من عهد کرده ام که بروقت ملاقاتِ رب العالمین روزه دار باشم و بغیر ازیں خرقه که بر تنِ من است چیزے نماند. فقط۔

می آرند که حضرتِ ریشی یکصد و بیست سال عمر یافت از انجمله یکصد و نه سال صائم الدهر می بود. در اول بعد سه روز افطار می کرد. آخرها بعد چهل شبانروز بدم آبے افطار می فرمود و عمر خود در یک خرقه گذرانید و جامهائے نو گاہے در بر نکرد۔

می آرند که در کوهستانِ استرون شیرے بود مردم خوار. یکروز دوازده کس [را] بکشت[2] چوں حضرتِ ریشی ایں حال دید. سر بمراقبه فرو برگفت او را از عالمِ غیب که آمده بودند ایں دزداں برای تاراجِ منازلِ ایشان آمده بودند. بنا برآں رسانیدم آنها پاداشِ نیتِ خود. پس ریشی دعا کرد بجناب کبریا که ایں دزداں امیدوار آمده بودند اکنوں زنده باشند پس باجابت[3] رسید دعای ایشان و زنده شدند آں دزداں و بتربیت حضرتِ ریشی در آمدند در زمرهٔ ابدالاں. فقط۔

---

۱ - باید بود "مبادا که" ۔ ۲ - باید بود - "درید" ۔
۳ - در نسخه (ی) ابدال ۔

ع : بمعنی نجاست و پلیدی (رجب، ۲، م)

مُدعا که حضرتِ ریشی از واصلانِ خُدا و در ریاضت و تقویٰ بے ہمتا بود۔ بتاریخ ۱۷۔ ماہِ محرّم الحرام[۱] ۹۹۷ھ انتقال فرمود و در محلّہ کائل آسود۔ تاریخ ؎

روپی ریشی رفت و سال وصالِ او ۔ گفت ہاتف بود۔ شیخ اہلِ دین
۹۹۷ھ

اہلہ ریشی

معروف بہ عالہ بابا سفالگر زادۂ مرہامہ بود در حالتِ طفولیت با جمعے از طفلان دہ بصحرا رفت و در انجا میان غارے درآمد ناگاہ تختۂ خاکی از سقف افتادہ دروازۂ غار را مسدود نمود و در انجا جذبۂ عشقِ الٰہی بوے رسید و بخدمتِ بابا ہردی ریشی رفتہ سبیل سلوک[۲] را تعلیم یافت و در ریاضت و مجاہدت بے ہمتا بود۔ بعد انتقال حضرتِ ریشی در خدمت خواجہ مسعود پانپوری بدرجۂ کمال رسید و ارشاد حاصل کرد۔ صاحبِ حالاتِ عجیبہ بود و با غیباں صحبت می داشت و مسافت یک روز بیکدم[۳] طے می کرد۔ گویند شخصے در مسجدے تیرے رہا کردہ، ریشی گفت حرمتِ مسجد نکردی۔ باید کہ شکم تو ترکد در حال شکمش ترقیدہ فوت شد۔ فقط[۴]

یکے از مزارعان او را گفت کہ فصل مشنگ رسیدہ است۔ ایشان بر زرع وا بیایند و چیزے بخورند۔ اجابت کرد و بہ زراعتِ او رفت۔ آں مرد را گفت کہ حدود مشنگ زار خود را بمن نشان بدہ تا از زراعت ہمسایہ چیزے نخورم۔ فی الحال آں مشنگ زار را کہ ہفت ہشت خروار دانہ بود بیک ساعت بخورد و دعا کرد اَضْعَافًا مُّضَاعَفَۃً آں مرد کاہ جمع کردہ دانہ دو چند یافت۔ فقط۔

[۵] می آرند کہ درمیان شہر غیبتِ ایشان کرد۔ شخصے پیش وے آمدہ بدگوئی او

۱۔ برابر ۲۶۔ نومبر ۱۵۸۸ء ۲۔ باید بود۔ "تعلیم سبیل سلوک یافت"
۳۔ بیکدم ۔ نسخہ (ی) ۔ ۴۔ فقط ۔ نسخہ (ی)۔ ۵۔ لفظ "کسے" دریں جا محذوف است

بیان ساخت گفت آں محلہ را بسوزانید۔ یکے از حضار مجلس گفت کہ خانۂ من در انجا ست گفت بالای خانۂ خود چیزے نشان بگذار۔ (بہ) شب تمامی محلہ بسوخت و خانۂ آں شخص محفوظ ماند[۱]۔ چوں وفات یافت در قصبۂ بیجبارہ آسود۔

سہہ ریشی

مرید بابا اسحاق نروری در زہد و تقوی بے ہمتا بود۔ از کار کشاورزی قوت می کرد۔ حالات عجیبہ از وسری زد۔ وازبابا نصیب ہم نظرے داشت۔ بابا داؤد مشکواتی می گوید کہ رفتم روزے بر زراعت گاہ او و دیدم او را کہ خشاوہ شالی می کرد گفت ای صوفی بیا با من خشاوہ بکن گفتم من ریشی ہستم۔ گفت مرا ہم ریشی می گویند گفتم اگر تو ریشی می بودے اینقدر جاندار از خشش و کرمان کہ در دست تو بے جان شدند نمی شدند۔ ایں سخن بشنید و نعرہ بزد و بے ہوش افتاد۔ چوں بہوش آمد گریہ آغاز کرد و گفت درین کار ہر بارے و موے کہ پیش آمدہ است اکنوں آنرا چہ جواب گویم۔ پس در ہماں غصہ بیمار افتاد و در ۱۰۴۷ھ[۲] انتقال نمود و در موضع دارا سیدہ پورہ پرگنہ پھاک زیر دامن کوہ آسود۔

تاریخ:۔ خرد گفت از بہر تاریخ ۱۰۴۷ کہ "شیر بیابان عشاق گو"۔

شنکر ریشی۔

از مریدان بابا نصیب الدین غازی است۔

می آرند کہ در حالت طفلی یتیم بود و عمہ اش پرورش می داد روزے ابوالفقرا در انجا رسید۔ چوں آں طفل را دید و پسندید و بہ معلمے سپردہ چند سورہ قران یاد کنانید۔ و پس از چندگاہ نزد ابوالفقرا در قصبہ چرار رفت و شب ابوالفقرا آں طفل سعید را تجویز داد

[۱]:۔ فقط۔ نسخہ (ع)
[۲]:۔ برابر ۱۶۳۷ء۔

کہ بروبربالینِ حضرتِ شیخ العالم و بگو کہ من آمدم تاکہ باین طائفہ ملحق باشم۔ آن طفل همچنان بخدمتِ ایشان عرض کرد و شب بخواب رفت کرتہ اش دزدان بردند و برہنہ نزد ابوالفقرا آمدہ ایشان فرمودند دانستی ای پسر کہ ایشان چہ گفتند یعنی این کرتہ ہم بانیطا[لفظ] ناصواب است و در راہ تو حجاب پس او را تعلیم کردہ بخانہ رخصت کردند و در انجا میان غارے عزلت گزیدہ بریاضت پرداخت ۔

یک روز بابا را زحمت رسانیدند و در ان حال روح حضرتِ محبوب العالم[1] و شیخ داؤد خاکی و بابانصیب در انجا حاضر شدند و جنیان را تنبیہ کردند و شنکر ریشی را تسلی دادند مدعا کہ وے عارف کامل بود و بادشاہ دولت ہم صحبت داشت۔ روزے بابا داؤد مشکوتی را گفت کہ امسال مرشد ما از دنیا بعقبیٰ بر ود و مقبرہ او در قصبہ بیجبارہ بجای عمارتِ سلطان زین العابدین مقرر کردند و مرا نیز در ان مقام جای دہند ۔

پس در ہمان سال حضرتِ بابا انتقال فرمود۔ گویند حضرتِ بابا یاران را وصیت کردہ بودند کہ مرا در حظیرہ حضرتِ محبوب العالم دفن سازند[2]۔ اما مردم بیجبارہ زیادہ از دو ہزار کس فراہم آمدہ تابوت بابا را بگرفتند و در انجا دفن کردند و بعد انقضای عرصہ سہ سال شنکر ریشی ہم نقل نمود و در انجا آسود ۔

بنگر ریشی ۔

از مریدانِ خواجہ مسعود پانپوری است۔ باشوکہ بابا ہم صحبت داشت۔ مدۃ العمر غارنشین بود و از زراعت زعفران قوتِ خود حاصل میفرمود۔ ہمیشہ قایم اللیل و صائم الدہر می بود و ہمتِ عالی داشت۔ مزار او در پانپور مشہور ۔

سلہ ۔ بابابلو " ارواح " ۔ سلہ ۔ بمعنی رکنند "۔

شوگہ ریشی

از مریدانِ بابا داؤد خاکی نہایت مرتاض و محتاط ، از ساکنانِ مردم کھوپہامہ بود از کار کشاورزی توشہ می کرد ۔ مدۃ العمر خود یک خرقہ پوشید و حالات و کمالات عجیبہ داشت ۔ چوں رحلت فرمود متصل موضع سملر زیر دامنہ کوہ آسود ۔ فقط ۔

گویند بعد وفاتِ ریشی بر موقع وقوع حوادث و نوازل از روضۂ ایشان صدای سخت مثل صدای توپ واقع می شد ۔ چنانچہ پیش از وبای ۱۲۲۴ھ صدای شدید ظاہر گردید کہ پنجرہ ہای سمت غربی ریزہ ریزہ شدہ بود و سفیدار کلانی کہ متصل روضۂ ایشان بود گویا بضرب گولہ شگافتہ شدہ بود واللہ اعلم ۔

پیر مردے کہ مجاور مقبرۂ ایشان می بود نقل کردہ است کہ من روزے از نہر آبیکہ متصل روضۂ ایشان می گذرد بعد شام عبور کردم ۔ ناگاہ غرق آب گشتہ فرو رفتم و بکمالِ اضطراب با حضرتِ شوگہ بابا سہ بار بر زبان راندم و از غیب شخصے پیدا شدہ ، دست من بگرفت و بر ساحل رسانید و فرمود ای بے وقوف چرا این کار کردی ۔ فقط ۔

لدہ ریشی ۔

از مریدانِ بابا ہردی ریشی بغایت متقی و معمر و تارک دنیا بود ۔ مدۃ العمر خود بر پشتہ بہندہ[1] پراری پرگنہ برنگ بعزلت گذرانید و مدفنِ او از موضع کوچہہ مولہ پرگنہ اولر یک کروہ بالاست در لورہ گام ۔ فقط ۔

می آرند کہ ریشی مذکور را شخصے غیبت می کرد ۔ بعضے کسان غیبت بابا پیش آن شخص بیان کردند ۔ وے این سخن بسمع بابا رسانید ۔ در آن وقت ایام شگوفہ بود کہ

---

[1] بمعنی بلند ۔ [2] برابر ۱۸۰۹ء م

حضرت بابا شب بیستم ماہِ شعبان بہ نیت اربعین در حجرۂ خلوت نشست و یک شاخ گل از سیب عنبریں ہمراہ داشت خادم را گفت کہ دروازہ حجرہ را از بیرون زنجیر کردہ بگِل مسدود سازد و بروز عید از حجرہ اگر صدائے می شود دروازہ را بکشائید والا خیر [1] - چوں روز عید رسید از حجرۂ صدائے آمد و خادم دروازہ حجرہ برکشادہ، حضرت بابا را مثل گل انار تابان دید و مردمان بقصد زیارت ایشان آمدہ [2] ہر کس را یک یک سیب عنبریں پختہ بطور تبرک بخشید و منافقان شرمندہ شدند - فقط -

بابا نمی ریشی -

از خلفای ہردی ریشی مرتاض و مجاہد بود در قصبہ اسلام آباد سمت عیدگاہ آسود -

الہ داد ریشی -

از خلفای برجستہ ہردی ریشی صاحب حالات عجیبہ بود و با خواجہ مسعود پانپوری ہم صحبت داشت - در بیجبارہ مدفون است -

نونی ریشی و زونی ریشی و شنگہ ریشی ہر سہ کس را در قصبہ اسلام آباد بر کمر بلندی کریوہ مدفون اند و بقول بعضے از طبقہ ریشان سابقہ اند و باظہار بعضے از مریدان حضرت ہردی ریشی است [3] - ہر ہمہ از اہل صفا و خاصان خدا بودہ اند - فقط

ریگی ریشی و سوتی ریشی و زیتی ریشی و الہ داد ریشی از یاران حضرت نصیب بانیست

شیخ نجم الدین ریشی -

المشہور بہ نجی ریشی از خلفای خواجہ مسعود پانپوری است - بعد کسب کمالات معنوی در ذیل کوہ سیتان بمقام جہونتی پورہ عزلت گزیدہ و مجرد و تجرید و تفرید و صوم

[1] تعبیر دیگر ... [2] آمدند ہر کس را ... [3] باید لفظ ... اند

دهر وترک جهوانی در انجا بسر برد. و تمام سال در یک کرته که پاس می گذرانید. سالٓن[1] و بقولات اصلا نمی خورد و بوجه قلیلی افطار می کرد و مدّتے در گمنامی گذرانید. آخرها سعد الله خان وزیر عالمگیر بوجهے متعقد ایشان شده موجب آمد و رفت او ریشی شهرت یافت و مرجع خاص و عام شده از هجوم خلایق دل تنگ می بود. فتوحات جمع کرده بلفقرا می داد و برای فردا چیزے نمی گذاشت۔

روزے خواهرش یک اشرفی از هدایا بامتحان گرفته در میان سر بند پنهان داشت۔ همان ساعت او را درد شکم پیدا شده آں اشرفی بخدمت با گذرانید و بسدّنا و پوره که قاضی [illegible] شده بود. بسبب وفات بانی نا تمام مانده مردمان را در گل [illegible] حضرت ریشی مبلغی خطیر خرچ کرده. آں را وسعت و رفعت داد و سنگریزه از کوه آورده بداں افشاند. چوں امّی بود نوشتن و خواندن نمی دانست۔ بنابراں مهرے کنانیده بود و ایں دعا نوشته یَا خَفِیَّ الْاَلْطَافِ نَجِّنَا مِمَّا نَخَافُ۔ و همیں مهر بر مکاتیب و وثایق ثبت می کرد و مردمان حاجتمند را همیں مهر برداشته بجای تعویذ می داد. در سنه ۱۰۷۲ھ[2] انتقال فرمود و دراں موضع بخواب آسود۔

شنکی ریشی۔

از خلفای مولانا شاه گدا خاص خدا و اهل صفا بود۔

روپی ریشی۔

از ساکنان موضع لوره گام پرگنه اولر صاحب حالات عجیبه بود. چوں ترک دنیا نمود از مال و عیال متسلّی شده مدّتے درمیان جنگل دور از آبادی بریاضت پرداخت. او کسبی بود

[1] لفظ هندی بمعنی ادام گوشی۔ [2] ۱۶۶۱-۶۲م

با حضرت بابا نصیب الدین و شیخ بته مالو و لودر یشی صحبت داشت آخر باد ر موضع کوچهه مولہ پرگنہ مذکور بر سر چشمہ مسجدے از دست خود احداث کردہ در انجا عمر صهه پنجاہ سال بعزلت گذرانید و درین مدت گاہ گاہ قریب دو سہ ماہ در جنگل می رفت و باز می آمد۔ ہمیشہ تارک اللحم و صائم الدہر می بود۔ و از کم چیزے افطار می کرد۔ گاہے تا دو سہ روز ہم روزہ وصال می داشت گاہے تا ہفتہ آثار می خورد۔ اشعار حضرت شیخ العالم را از بر می خواند۔ چوں وداع نمود در انجا آسودہ۔

مہدی ریشی کاکاپوری۔

مردے مرتاض و محتاط خلیفۂ میر محمد باقر نقشبندی بود۔ بعد استحصال خط ارشاد چہل سال در مسجد کاکاپور گذرانید۔ صائم الدہر و تارک اللحم می بود۔ رقت قلب بسیار داشت شب و روز بدرد و سوز و گریہ و نالہ بسر می برد۔ عمرے طویل یافت۔ در ۱۰۹۹ھ [1] رحلت نمود و جوار مسجد آسودہ۔

علی ریشی۔

برادر کلان مہدی ریشہ بابا، مرید میر محمد باقر بود۔ در موضع کوتیل پرگنہ چھراٹ مدتے بہ لوازمات ریاضت اشتغال نمودہ عمر خود در یشیانہ کرد و از مریدان او شیخ یعقوب نام شخصے در محلہ جمال اللہ صالح و ذاکر و گوشہ نشین مرتاض و محتاط بود۔

لالہ ریشی۔

خلیفہ و خواہر زادہ بجی ریشی بود و بتوفیق ازلی از خالوی خود طریق طریقت و معرفت آموختہ بمقامات عالیہ عروج یافت۔ ہمیشہ قائم اللیل و صائم الدہر می بود۔ در ورع

---

[1] "بایدبود" بہ کم ۲ھ ۱۶۸۸۔۸۹ م

ونقوا ے ونفس کشی شانِ عجیب داشت۔ در ۱۱۰۵ھ ہشتم ماہِ ذیقعدہ بحساب کشمیری ۸ ماہ ہار جیٹھ[۱] سودی دہم رحلت نمود۔ در موضع ذکرہ پرگنہ پھاک آسود۔

سونتی ریشی۔

مرید تجی ریشی بابا است۔ ہمیشہ صائم الدہر و تارک اللحم می بود۔ عمر خود در تجرید و تفرید و ترک گذرانید۔

لالہ ریشی و ایبہ ریشی عرف ٹھگ۔

ساکن موضع کھنہ موہ از مریدانِ بنگہ ریشی پاپور ریسرت و بمقام گیل اندر تحصیل پاپور تکیہ برلب دریا قرار دادہ درانجا عمر خود در تجرید و تفرید و ترک لذات صائم الدہر گذرانیدند و با مردم چندان اختلاط نمی کردند۔ لالہ ریشی عمر خود بسر بردہ۔ درانجا اختفا نمود۔ و ایبہ ریشی بموافقت خواجہ علی سود کہ خلیفہ خاصِ او بود در محلہ چھچہ بل آمدہ مدۃ العمر درانجا بریاضت و قناعت بسر بردند و درآنجا آسودند۔

شیخ محسن۔

مشہور بہ ہاکہ بابا از مریدانِ حضرتِ ابوالفقراست۔ مدۃ العمر در موضع ہاری پورہ پرگنہ لار زیر دامنِ کوہ بر سر چشمہ نشستہ بود۔ بغیر ساگ بے نمک ہیچ نمی خورد۔ موجب آں او را ہاکہ بابا می گفتند۔ با ہیچ کسے الفت نمی کرد۔ نہایت مرتاض و جانباز بود۔ چوں رحلت نمود درہماں قریہ آسود۔

شیخ احسن۔

برادرِ شیخ محسن مشہور بہ نونہ ہاکہ بابا مرید حضرتِ ابوالفقراست۔ ہمیشہ از ساگ

---

[۱] برابر ۲۱ جون ۱۶۹۴ء

مالح یعنی نمک دار افطار می کرد و در ریاضت و تقوی عالیشان و صاحب عرفان بود و در موضع وسن پرگنۂ لار آسود۔ فقط۔

خمیس سوم

از مشایخ و صلحای ربانی

شیخ بہاء الدین گنج بخش

از مریدان خواجہ اسحٰق ختلانی است۔ چون از قطع منازل طریقت و طے مراحل [illegible] یافتہ بہ سطوات و جذبات، و غلبۂ حالات بشتافت۔ مدتے در پردہ عزلت و گمنامی مخفی و متواری بود۔ دانہ ہائے طعام کہ در راہ افتادہ می دید تمام روز می چید۔ پس آں را شست و شوکردہ تناول می فرمود۔ آخر ہا از روی باباعثمان اوچپ گنائی کہ ذکرش می آید، اشتہار یافت و بعد آں بسبب زندہ ساختن فرزند خبازکہ خادم او بود شہرتش افزود۔ تاکہ مشہور آفاق و مرجع اہلِ وفاق گشت۔ فقط۔

می آرند کہ آنجناب زیر زینہ کدل نے خانہ ساختہ بودند و در آنجا اوقات عزیز خود بمجاہدات می گذرانیدند۔ روزے سلطان زین العابدین بزیارت ایشان آمدہ التماس نمود کہ در کشتی من نشستہ ساعتے در دریا تفرج فرمایند۔ آنحضرت منظور نہ کردند چونکہ[1]

[1] بمعنی چندانکہ۔

سلطان التجا بیشتر کرد، حضرت شیخ مصلای خود بر آب انداخت و خود بر آن نشسته
درمیان دریا جولان داد. ملاحان سلطان هر چند جهد کردند بمصلای شیخ نه رسیدند۔

می آرند که روزے بر سلطان زین العابدین لغایت خوش وقت شدند و فرمودند
که "ترا پادشاهِ وقت خود نمودیم و گنجهای بسیار بتو بخشیدیم"۔ دراں حال زین العابدین
بر برادر خود علی شاه غالب آمده پادشاهِ وقت شد. و گنج های بسیار جمع نمود. بنابراں
آنجناب را گنج بخش می گویند. همچنیں کمالات و کرامات ایشان بسیار است و حکایات
جذباتش بشمار. فقط۔

شبے در موضع کرشبل زیر درختے بمراقبه نشسته بودند و جماعۀ از دزداں آمده
پیش روی ایشان مالِ مسروقه را قسمت کردند و بوقتے برخاستن ایشانرا دیدند اندیشه
کردند که مبادا [illegible] پادشاه شده[1] بهمیں[2] تشویش آں حضرت را شهید کردند و همدراں
ساعت سلطان زین العابدین این واقعه را در خواب دیده، بعجالت تمام بر موقع دیده و
جسدِ مبارکش را برداشته، در معبد رسانید۔

گویند حضرت شیخ پیش از وقوع ایں واقعه یاران خود را وصیت فرموده بودند
که بعد وقوع امر ناگزیر در پایهائے من ریسمانے انداخته کشاں کشاں تا گورستان
خواهند برد. یاراں دریں امر متردد شدند. سلطان گهواره آورده جسدِ مبارکش دراں
نهادند و کشاں کشاں تا مقبره رسانیدند و دفن کردند و ایں واقعه بتاریخ غرهٔ ماه رجب
سنه ۸۴۳[3] بحساب کشمیری چتیر سودی سهم بوقوع آمد۔ فقط۔

۱۔ مقصود "می شود"

۲۔ باید بود "ایں سبب"۔ ۳۔ برابر ۸۔ دسمبر ۱۴۳۹ء

می آرند که حضرتِ شیخ باسید محمّد مدنی و شیخ نورالدین ریشی و شیخ سلطان کشمیری صحبت داشت خدمتِ بابا عثمان می فرمودند که حضرتِ شیخ نورالدّین جناب شیخ را برا قرانِ خود فایق هی دانستند. و بعضے مورخان قائل اند که ایشان چندگاه قطبِ عالم بوده اند فقط -

و مرقد شریفِ ایشان در مزار کلان که جلیلهٔ سلطان زین العابدین برای خود معمور کرده بود و بطفیلِ ایشان وقف عام نمود مشهور -

تاریخ :- سال تاریخش زروئی احترام گفت ملہم "زبدہ اخیار بود"

۸۱۳ھ

میان شاهی :-

از مریدانِ سید بلبل شاه عارف فنافی اللّٰه بود. زندگانی خود بتفرید و تجرید در مجاهدات بسر رسانید. و در خدمت گذاری مرشد بزرگوار جانفشانیها نموده - در حظیرهٔ آنجناب آسوده :-

شیخ سلطان :-

از اولیای کبار کشمیر و شفضیر و بے نظیر از نظر یافتگان حضرتِ امیر کبیر بود و از شیخ نورالدین بدخشی و از خواجه اسحاق ختلانی سندِ ارشاد حاصل نمود. عمر عزیز خود در مجاهدات و عبادات بسر فرمود. مدتے در سیاحتِ اطراف عالم بسر برده، با اولیائے بسیار صحبت داشت عاقبت الامر در محلهٔ درگه جن خانقاهے وسیع و رفیع بنا کرده در افادهٔ خلق خدا اشتغال درزید و با شیخ نورالدین ریشی و شیخ بهاوالدین گنج بخش صحبت داشت. آخر عمر موجب الحاح والبرام سلطان محمد خان در حدود پکهلی نهضت فرمود. طالبان راه خدا را بهدایت و رهبری نموده زا

ف ۸۲۳ھ برابر ۸۳۶ھ است. در نسخه (م) 'راه هدای را بجذار رهبری':

درانجا بخواب استراحت آسوده[۱]

می آرند که ایشان مریدانِ خود را می فرمودند که بر وقت[۲] حاجت و درماندگی نام من بیای ندا هفت بار ورد کنید۔ انشاء اللہ تعالی حاجت روائی شما هر وقت[۳] خواهد شد موجب آں معتقدانِ آنحضرت تاحال همچنان بعمل می آرند و حاجاتِ خود را کفایت پندارند۔ مقبرهٔ آنجناب دردیار پکهلی مصدر فیض و برکات است ومطاف وملجاء اهل حاجات قدس سرهٗ۔

حاجی ابراهیم ادهم :۔

منسوب به خاندان سلطان ابراهیم ادهم است۔ جامعِ علوم صوری ومعنوی از اعاظم امرای شهرِ بلخ بود۔ چوں ترک دُنیا نمود در اطراف اقالیم وامصار سیر فرمود۔ وبطواف حرمین شریفین موفق گشت۔ و درعهد سلطان سکندر بکشمیر آمده قریب پنجاه سال درکشمیر گذرانید و با حضرت شیخ بهاء الدین گنج بخش و شیخ سلطان کشمیری و شیخ نور الدین نورانی صحبت داشت می گفت که من مثلِ ایں سه بزرگوار هیچ کسے را صاحب حال ندیده ام۔ کتاب "مقامات در حالاتِ اولیاء تصنیف کرده است۔ مدعا که وے فرید دهر و یگانهٔ عصر بود وازفیوض ظاهری و باطنی او عالمے مستفیض شده در سنه ۸۴۱[۴] هـ رحلت نمود و در شاعرواری که بیرونِ قلعهٔ شاهی است اندفان پذیرفت۔

شیخ جلال بخاری :۔

از اولیای کبار بود۔ باجمعے از سادات عالیمقدار واردِ این دیار شده در افادهٔ خلق خدا بسیار کوشید۔ چوں رحلت نمود در مزار سلاطین آسود۔

۱۔ در نسخه "ی" "فقط" هم مرقوم است۔ ۲۔ باید بود "بوقت"، ۳۔ "هروقت"، درینجا زیاد است۔ ۴۔ برابر ۱۴۳۷-۳۸ م۔

شیخ داؤد

از نجبای شہر بود۔ بتوفیق ازلی در خدمت سید تاج الدین استفادۂ طریق طریقت واستفاضۂ سبیلِ حقیقت نمودہ، مدتے بمسندِ ارشاد افادۂ خلق می فرمود[۱]۔ در شہامپورہ آسود۔

شیخ سلیمان

از رؤسای فرقۂ ہنود بود۔ شیرہ کنٹ داشت نام۔ بجذبۂ ازلی روی شقاوت شستہ مسلمان شد ودر مدرسۃ الاسلام قرآن از بر خواند۔ پس بخوف برادران واخوان خود در سمرقند رفت بعد اکتساب علوم ظاہری و باطنی باز بجانب کشمیر رجعت نمود۔ واز ینجا بخوف برادران خود باز بکولاب رفت ودرانجا بملازمت حضرت امیر قدس سرہ مشرف شدہ حضرت امیر او[۲] را پرسیدند کہ ای شیخ از کجا آمدی؟ "گفت از کشور باغ سلیمان" بنابران حضرت امیر اورا شیخ سلیمان نام نہادند۔ ودر حلقۂ مریدانِ خود در آوردند۔ بعد چندگاہ ہمراہ حضرت سید آگاہ وارد این دیار شدہ درین جا قرار یافت. چوں رحلت نمود متصل مسجد جامع آسود۔

شیخ احمد خوشخوان۔

فرزند شیخ سلیمان صاحب حالاتِ عجیبہ بود۔ در صغر سن ہمراہ والد خود بکولاب رفت درانجا بملازمت حضرتِ امیر کبیر مشرف شدہ در حلقۂ مریدانِ خاص داخل گشت۔ چنانچہ در اکتساب علوم ظاہر و باطنِ از ہمہ گوئی سبقت برد بلکہ حضرت امیر اورا بفرزندی معنوی پذیرفت[۴] د جای نشستن او نزدیک خود برصدر عالی جی دادند۔

---

[۱] باید بود "فرمودہ"

[۲] باید بود "ازو"

[۳] باید بود "ناشں" [۴] باید بود "پذیرفتند"

چندے گذشتہ ہمرکاب حضور فیض انتساب بکشمیر آمدہ ہر لحظہ منظور نظر عالی می‌بود. وہنگام مراجعت آنجناب در کولاب بر مسند خلافت افتخار یافت و تربیت شیخ سلیمان کہ ریش سفید بود حوالہ او کردند و فرمودند کہ سفید ریشی علامت خلافت نیست۔ امور باطنی وابستہ عنایت ازلی است"۔

مدعا کہ شیخ احمد بعد انتقال آں قدوۂ ارباب حال چند سال در کولاب بر سجادہ ارشاد وجادہ سداد استقامت ورزیدہ بفیوض صوری ومعنوی عالمے [را] مستفید نمود. چوں تلاوت قرآن بحسن الحان می‌کرد مشہور بہ خوشخوان شد. آخر عمر بکشمیر آمدہ انزوا نمود و در حظیرہ پدر بزرگوار خود متصل مسجد جامع محاذی مقبرۂ سید محمد نورستانی آسود۔

مولانا سعید

از خلفای میر محمد ہمدانی است. در مجاہدہ وورع وتقوی بے ہمتا بود. بفرمان سید بزرگوار بر تولیت خانقاہ معلی مستقل شدہ عمر خود در نیکنامی وستودہ فرجامی لبسر برد یاران کامل و فاضل بہم رسانید، چوں رحلت نمود در صحن خانقاہ معلی آسود۔

بابا عثمان اوچپ گنائی۔

از اکابر عہد خود بود. گنائی بعرف آں وقت منشی رامی گفتند۔ از مفتی تا پٹواری مردم نویسندہ را بہمین لقب یاد می‌کردند. چوں حضرت بابا بعد تحصیل علوم غریبہ بذوق خدا پرستی در جستجوی مرشد افتادہ رخت مسافرت بربست و اطراف عالم را سیر

۱۔ می، در ینجا زیادست۔

نمود. چون بزرین شریف بسپید رند ست شیخ اسحاق شطاری مستفید شد و ایشان بخدمت شیخ بهاء الدین گنج بخش او را رہنمائی کردند و اوصاف ... علامت آنجناب بیان نمودند. حضرت بابا بعد ادای مناسک حج بکشمیر آمده، بملازمت حضرت شیخ بهاء الدین مشرف شد. والیشان را از سراپرده کتمان بر آورده خود در ریاضات و مجاهدات جانفشانی ها کرده مقام لاتعین حاصل نمود و در صحبت حضرت شیخ نور الدین و بابا حاجی ادهم زوایه فواید حاصل کرد. چون رحلت نمود در مقبره سلاطین پشیر وی مقبره مرزا حیدر کاشغری آسود. اکثرے از احفاد و ذریات ایشان بحلیه علم و تقوی آراسته بود[1]. ذکر بعضے بجای خود گفته آید.

شیخ فتح الله

خلف شیخ احمد خوشخوان است. مظهر انوار سبحانی و مورد اسرار ربانی صاحب جمال و جلال بود. در علوم عقلیه و نقلیه و مذکورات معرفت و تصوف شانے عجیب داشت. خلعت خلافت از والد خود یافته در وقت خود از افراد روزگار بود در خطیرهٔ سادات قاضی کدل آسود.

بابا اسماعیل زاهد.

فرزند دلبند و خلیفه ارجمند شیخ فتح الله خوشخوانست. در عهد خود روشن ضمیر و شیخ الاسلام کشمیر و مرجع و مطاف صغیر و کبیر در ورع و تقوی و ریاضت بے نظیر بود. بعد ادراک حقائق صوری و معنوی زیر دامان کوه ماران سمت شمال بتخانه راجه ہرشه دیو [راج] ویران کرده خانقاه وسیع و رفیع دو طبقی معمور ساخت سی صد و شصت حجره داشت. در زمان آں سجادهٔ ارشاد گسترده ابواب فیوض

[1] - باید بود "بودند"

ظاهری و باطنی درا مفتوح ساخت و لنگر جاری نمود و از فقرا، و مساکین و طالب علم هزار ها مردم از بلاد و امصار بعیده در انجا جمع می شدند. و هر کس را از مطبخ خانقاه نان می دادند و در خانقاه مذکور روز مره چهار صد صوفی اوراد خوان می بودند. که آواز خواندن ایشان مردمان مواضعات پهاک اصغا می کردند. طالبان علم را کتب درسی با لوازمات دیگر از خود می دادند. و هر کس را ظاهراً و باطناً تربیت می فرمودند و در مال و مکنت و زراعت و فتوحات برکت بسیار داشتند. باغ دولت آباد معروف به رینه واری که ابداع دولت رینه بن راون رینه است، جهانگیر رینه آنرا نذر خدمت ایشان کرده بود. و در جنتان انگور بسیار داشت. چنانچه حضرت مخدوم قدس سره چندگاه محافظت آن باغ می فرمودند. آمدنی آن خرج لنگر خانقاه می شد.

شمس چک که به وزارت حضرت بابا ار مرید[1] صادق بود که برکت دعای ایشان در زمان سلطان محمد شاه اعتبار وزارت داشت. و بفرمان ایشان در ترویج دین متین و هدم بتخانه و کسر اصنام جهد بلیغ نمود و برای بندگی ایشان متصل مزار سید محمد نور ستانی خانقاهے عجیب دو طبقی که از بالا و پائین طرفین حجره ها و غرفه ها داشت، ترصیص نمود، و برای مسافران و مستحقان لنگر جاری فرمود و قریه بنهامه و موضع هرن از پرگنه لار وقف لنگر می بود.

حضرت بابا او اخر عمر خود در انجا متمکن شده خلق خدا را راه خدا نمود. و در خانقاه مذکور تا عهد[2] عالمگیر کتب خانه وقفی موجود بود و از آمدنی دهات جاگیر و باغات همیشه لنگر معمول. در سنه ۱۰۹۰[3] خانقاه بحادثه آتش افروخته شده لنگر هم برهم خورد

سله. باید بود "مرید صادق حضرت بابا بود" سے. مقصود عہدہ. سے. برابر ۸۰-۱۶۷۹ء

مدعا که حضرت بابا در عهد خود فرید عصر و یگانهٔ دهر بود. خانهٔ خود را بهر سال تاراج می کنانید. و سوای آن لک ها روپیه در سال سخاوت می کرد. عمرِ طویل یافت دوازدهم ربیع الاول سنه ۹۱۶ھ[1] رحلت فرمود و بیرون دروازهٔ شیخ بهاءالدین گنج بخش با برادران و پسران خود آسود.

می آرند که بروز انتقال خود تمامی مال و مکنت و اسباب و آلات و مزروعات براه خدا بخشید. و فرزند خود بابا فتح الله را از حصهٔ مستحقان چیزی علاوه نگذاشت و باغ و زمین و آرامی بابت مزار مرحوم و نفع عام فرمود و با زمین وقف که در موضع بهاکلی شامل کرده.

شیخ شمس الدین البغدادی

از حضرات عالی درجات صاحب مکاشفه و خرق عادات بود. بعد سیاحت اطراف عالم در عهد سلطان زین العابدین گل زمین کشمیر را بحضور بنضارت بخشید. سلطان قدوم ایشان غنیمت دانسته، در دولتخانهٔ زینه پور که هم در آن زمان تعمیر ساخته بود توقف کنانید و در بجا آوردن خدمات آنجناب بجان کوشید. حضرت شیخ آن مقام را خوش کرده یک روز سلطان را گفت که دو بادشاه در اقلیمی نه گنجند. یا ما را ازین مقام بردارید یا ایشان بجای دیگر بروند. پس سلطان خود بشهر آمده دولتخانه را برای ایشان خالی داشت[2].

آنگاه حضرت شیخ اوقات عزیز خود با فقر و افادهٔ خلق در آنجا بسر رسانید. منبع وسیع و با برکت داشت. مصرف آن از طرف سلطان می رسید. چون آنحضرت شیخ

---

[1] برابر ۱۹ جون ۱۵۱۰ء۔ [2] باید بود "کرد"

ندای ارجعی بشنید با جمیع مریدان و مخلصانِ خود در انجا آرمید۔

مولانا خاکی۔

از مریدان شیخ شمس الدین صاحبِ مجاهده مشاهده و یقین بود۔ همیشه در خدمات حضور و اهتمام مطبخ قیام داشت۔

می آرند که روزے نمک در مطبخ نهیا نبود۔ حضرت شیخ هنگام تیاری دیگدان او را امر کرد که نمک بیارد۔ مولانا فی الحال بطرف سکالا در تهنه رفت و یک خروار نمک بر پشت بار کرده بر سر پیر پنچال رسید و در انجا بشدت برف و کثرت آب از رود خانه عبور کردن نتوانست فی الفور حضرت شیخ حاضر شده مولانا خاکی را از آب گذرانیدند۔ هنوز دیگدان همچنان بود که نمک رسید۔ مسافت دوازده روز در یک ساعت طی کرد۔ همچنین حالات و کرامات او بسیار مشهور است۔ چون رحلت نمود در حظیره مرشد بزرگوار آسود۔

ملک سیف الدین۔

از وزرای سلطان سکندر بت شکن مدار الملک و سرفرازِ انجمن بود و در حالت جاهلیت ملک سهه بٹ نام داشت۔ وقتیکه حضرت میر محمد همدانی قدس سره بجانب کشمیر تشریف ارزانی داشت۔ ملک سهه بٹ بلحاظ استقبال ایشان را در تهنه نهفت کرد همینکه به نظر کیمیا اثر ایشان فائز شد۔ از کفر و کافری یکبار بیزار گشت۔ همانوقت بمساعدت سعادت شرف انابت حاصل کرده در حلقهٔ مریدانِ ایشان داخل شد و منازل و مقامات طریقت فی الفور طے کرده بدرجهٔ اعلیٰ ارتقا نمود۔ و صبیهٔ صلبیهٔ خود بی بی بارعه[1] در عقد نکاح حضرت سید نامدار نامزد ساخت۔ انگاه تا حین حیات در مجاهده و هدم بتخانه ها و نشر ملت بسیار کوشید۔ هزاران هزار مردم در اسلام آورد۔ قصهٔ آں در حصهٔ دوم در ذکر سلطان

[1] رجوع شود بصفحه ۱۷۸ و ۱۷۹

علی شاہ مشروح است۔

مدعا کہ ملک سیف الدین از افراد زمانہ مرد یگانہ بود۔ حضرت ابو الفقراء در کتاب نور نامہ از اصابت رای و ذہن رسای او قصہ ہا دارد کہ در ینجا گنجائش آں نیست۔ در سنہ ۸۲۵ھ[۱] رحلت نمود و در محلہ راجورکدل در گنبد قصر سنگین آسود۔

ملک لدی ماگرے

از اہل ہنود رئیس نامدار بود۔ بتوجہ حضرت امیر کبیر مسلمان شدہ بتربیت آنجناب طے مراحل سلوک نمود و خط ارشاد حاصل فرمود۔ و بہنگام مراجعت آنجناب بطرف پکھلی ہمرکاب کوکبۂ عالی بود و حضرت امیر علم مبارک بوے تفویض فرمود و او را خطاب علمداری عطا نمود کہ بعد رحلت آنجناب لدی ماگرے علم مذکور در کشمیر رسانید۔ کیفیت آں در ذکر حضرت امیر گفتہ شد۔ مقبرۂ او در احمد پورہ بانگل مشہور۔

ملک احمد ماگرے

پسر لدی ماگرے نیز بتوجہ حضرت امیر مسلمان شدہ بتعلیم و تلقین آنجناب فائز گشت۔ کمالات عجیبہ داشت۔ چندگاہ وزیر سلطان حسن شاہ بود۔ مسجد جامع را بعد سوختن وے[۲] درست نمود۔ و در احمد پورہ بانگل کہ وطن اصلی پدرش بود آسود۔

ملک سیف ڈار :۔

از روساہی ایں دیار صاحب ثروت و نامدار مرید شیخ اسماعیل زاہد بود۔ در التزام طریق طریقت و استحکام امور شریعت شانے عجیب داشت۔ در عہد سلطان حسن شاہ و سلطان محمد شاہ مدار المہام مملکت شدہ بود۔ اما کثرت اشغال ظاہری در

۱۔ برابر ۱۴۲۲ء ۲۔ باید بود "مسجد جامع کہ سوختہ شدہ بود وے درست نمود"

اشغالِ باطنی او شتو رشی آورد. و نسبت معنوی بوجهے از دست نمی داد و در امر نهی بسیار می کوشید. مساجد و خانقاه ها بنا کرده و در عدل و احسان یکتا و در جود و سخا بے ہمتا. عاقبت الامر بموجب مخالفت ملک شمس چک از دست نورنگ چک در جنگ شہادت یافت و در محلہ ... متصل روضۂ ... بابا در میان بتخانۂ سنگین مدفون است۔

ملک عثمان ریشہ

نبیرۂ جہانگیر ریتہ ... حضرتِ محبوب العالم است کہ بحسن تربیت بابا اسماعیل زاہد ترکِ دنیا کردہ زندگانی خود در ورع و تقوی و خلوت وانزوا بسر برد۔ می آرند کہ بسبب تعصب چکاں اقطاع اجدادِ ایشان تمام ضبط شدہ ہمگی بر آمدنی موضع تجر کہ از جاگیرات سابقہ باقی ماندہ بود گذران می کردند۔ واز شہر بخوفِ مردمِ شیعہ مفرور شدہ، درانجا سکونت ورزیدند و پیشۂ زراعت بر خود قبول کردند و در مجاہدت و ریاضت عمر خود بسر بردہ درانجا آسودند۔

ملک احمد یتو

در عہد سلطان حسن شاہ مدار المہام سلطنت بود و بتوفیق ازلی دستِ انابت بدامن عاطفت بابا اسمٰعیل زاہد زدہ طے منازلِ سلوک نمود۔ باوجود اشغالِ دینوی پاسِ انفاس از دست نمی داد۔ صاحبِ حالاتِ عجیبہ بود۔ عاقبت با تازی بٹ نردِ مخالفت باختہ باہمدیگر متنازعہ گشتہ رخنہ انداز سلطنت شدند۔ سلطان ہر دو کس را محبوس داشتہ ملک احمد در زندان رحلت نمود۔ در محلۂ چچہ بل[۱] در مزاریکہ خود درست کردہ بود آسود۔

---

[۱] ۔ در نسخہ (دی) بجائے "چچہ بل" دیدہ مر مرقوم است

ملک یوسف

برادر ملک سیف الدین مرید حضرت میر محمد ہمدانی صاحب کمال و برجستہ احوال بود۔ در مزار ملک سیف ڈار آسود۔

ملک مسعود ٹھاکور

از مریدان بابا اسمٰعیل زاہد رئیس دہر و امیر شہر در اشغال باطنی ممتاز و در مجاہدات جانباز بود کہ اشغال امور ملکی حجاب اشغال باطنی او نمی شد۔ چوں رحلت نمود بالا تر از فتحکدل برلب دریا آسود۔

ملک جلال ٹھاکور

عالم فاضل و ولی کامل روشنضمیر و صاحب تاثیر بود۔ می آرند کہ پدرش ملک فیروز کہ از احفاد سلطان شہاب الدین غوری ملقب بہ ٹھاکور بود۔ در زمان سلطان زین العابدین در کشمیر رسید۔ شش تا برادرش ہمراہ داشت۔ سلطان او را بنا بر علو نسب اعزاز و اکرام مرعی داشتہ چند قریہ از پرگنہ شاورہ اقطاع بخشید و در منادمت حضور مقرب ساختہ، بخطاب ملک ملقب گردانید و برادران او کہ ہر ہمہ دلاور و جرار بودند در عسکر شاہی ملازم داشت و ملک جلال ٹھاکور را بنا بر عنوان استعداد صبیۂ ملک سیف الدین کہ لچھمہ خاتون نام داشت بعقد ازدواج بخشید و بعد وفات سلطان کہ درمیان پسرانش فتنہ ہا افتاد ہر ہفت برادر بتوفیق ازلی ترک دنیا کردہ درمیان مغارہ ہا نشستہ. بریاضت و مجاہدت پرداختند و رایت افادہ افراختند۔ از انجملہ ملک جلال در محلۂ گوجوارہ خانقاہے کہ تا حال بنیاد آں موجود است تعمیر ساختہ، بافادہ و افاضۂ خلق مشغول شد و زوجۂ او لچھمہ خاتون برای رونق خانقاہ مذکور وبہ نیت

مسجد جامع نهر آبی از رودخانهٔ شاهی محاذی نوشهره جدا کشیده و سدبندی ها نموده متصل نوشهره جاری ساخته در شهر رسانید۔

روزے کہ آن نهر فیض در شهر جاری شد قریب هشتاد هزار مردم را در میان عید گاه ضیافت بخشید و جوی مذکور وقف عام گردانید که تا حال فیض جاری او در بیا ملک سارلیست و جلال ٹھاکور در صفای باطن فرد بے همتا بود و با شیخ سلطان کشمیری و شیخ بهاء الدین گنج بخش و نور الدین ریشی صحبت داشت۔ در محلهٔ گوجواره مدفون۔

ملک بلند۔

برادر ملک جلال از اهل حال بود. عمر خود در موضع اچهن پرگنهٔ شاوره بریاضت صرف نموده در انجا آسود۔

ملک ارغوش۔

برادر سیوم ملک جلال در ورع و تقوی بیهمال بود۔ در موضع لاسی پوره پرگنهٔ شاوره آسود۔

ملک آل پال۔

اخ گرامی ملک جلال صاحب کمال بود۔ در موضع آره مولہ بجا کا آسود۔

ملک گدا۔

[illegible] ملک جلال خاص ذوالجلال بود۔ در موضع سیبرن آسود۔

ملک اسماعیل

برادر ایشان در ورع و تقوی و ریاضت عالیشان بود۔ در موضع چترا گام شاوره آسود۔

سهو۔ در نسخه (۲) عمر عزیز خود۔

ملک ناصر :-

برادر صغیر رو شن ضمیر و صاحب تاثیر بود۔ در موضع وہہ پورہ پرگنہ شاورہ آسود۔ و قبیلہ ایشان راٹھاکور می گفتند و مردمان کشمیر ذریات ایشان را غوری خان بیان می کردند و شیخ داود مشکوتی از ذریات ایشان بود۔

بابا فتح اللہ ثانی :-

خلف الصدق حضرت شیخ بابا اسماعیل زاہد در علوم صوری و معنوی ممتاز و در ریاضات و مجاہدات جانباز بود۔ حضرت غوث العالم قدس سرہ در اوایل تعلیم کلام قدیم از ایشان استفادہ نمود بیشتر در حصہ دوم گفتہ آید کہ شمس عراقی مرتبہ اول در خدمت بابا اسماعیل روی ارادت آوردہ خود را از خلفای ایشان مشہور می ساخت۔

بعد انتقال حضرت بابا بار دوم آمدہ مذہب شیعہ را رواج داد و مردم عوام را مرکوز خاطر ساخت کہ حضرت بابا ہم در باطن بمذہب شیعہ بودہ است و مرا در ضمن تعلیم آں فرمودہ است۔ موجب آں حضرت بابا فتح اللہ تردید و تشطیع اومی ساخت و مردمانرا از متابعت او تقبیح می کرد و فرزندان خود را باسمای خلفای ثلثہ موسوم ساخت۔ بہ نیت آنکہ رطب و یابس مردم شیعہ بآنہا منسوب گردد۔ ازیں رو اعوان شیعہ جاگیرات و باغات ایشان ضبط کردند۔ و بہ آزارہای سخت رنجانیدند۔ متقارن آنحال ہمس چک گنپہ وارہ کہ رئیس الملک و مرید حضرت بابا بود (با) موسی رینہ مخالفت کردہ، از دست او بقتل رسید۔ بنابراں موسی رینہ کہ مرید شمس عراقی بود بجای او استقلال یافت۔ و در خصومت حضرت بابا نہایت شدت نمود و ملازمان ایشان را بانواع عقوبت آزار داد و در

۱- باید بود (می کرد)

صدوقلِ الیشان افتاده پس حضرتِ بابا در پنجاروی صلاح و فلاح نه دیده بکمالِ کدورت وملال با عیال و اطفال بجانب سیالکوٹ ارتحال نمود۔ و درانجا توطن فرموده مدة العمرِ خود، درانجا مرجع خلائق شده بشاہ شیخ اللہ تقافی شہرت یافت ومناکحتِ دختران ایشان با مولانا کمال الدین ومولانا جمال الدین درینجا بعمل آمد چوں رحلت نمود درانجا آسود۔ اولاد واحفاد ایشان ہر ہمہ صاحبِ فضل[1] وارباب حال مشهور اند۔

حضرتِ شیخ حمزه مخدوم قدس سرهٗ

از قبیلهٔ راجهای چندر بنسی است. توضیح آں ایں است که در قلمروِ هندوستان ابتدای ظهور خلقت انسان همگی راجه های سورج بنسی وچندر بنسی تا ایام تغلب شاهان اسلام علی الدوام راج[2] می کردند۔ و درسال ۵۲۶[3] راجه ملچندر از قوم راجه های چندر بنسی در ملک نگرکوٹ یعنی کانگره بکمالِ استقلال حکومت می کرد و پسرش سوسرم چندر[5] از دست بنی اعمام خود مغلوب شده بکشمیر آمد. راجه جے سنگھ که دراں ایام فرمانروای خطهٔ کشمیر بود بنا بر رعایتِ علو نسب ورابطه خلت واتحاد او را پرگنهٔ لار جاگیر بخشید۔ و بر عهدهٔ وزارت وسپه سالاری ممتاز ساخت. پس فرزندانِ او نسلاً بعد نسل تا ۷۲۵[4] بر عهدهٔ وزارت ومدار المهامی مستقل می بودند. کیفیت آں در حصهٔ دوم مشروح است۔

پس هنگامِ تغلب وتسلط ذوالقدر خان راجه سهدیو بطرف کشتوار مفرور شده وزیر او

---

[1] در نسخه (ن) "فضل وکمال" مرقوم است۔
[2] لفظ هندی بمعنی حکومت۔
[3] برابر ۱۱۳۲ سمت۔
[4] برابر ۱۳۲۵ سمت۔
[5] رجوع شود به صفحه ۱۴۹۔ ع ه: اصح این است که ملچندر پسر سوسرم چندر است۔ (ج ا، ۳۲م)

رامچندر که از احفادِ ل چندر بود در قلعهٔ گگنه گیر محصون ماند. بعد تضیع لشکر ترکان رامچندر بر حکومت کشمیر استقلال یافت. چند ماه گذشته رینچن شاه غلبه آورده رامچندر را در قلعه اندرکوٹ با جمیع توابع قتل نمود و دختر او کوٹه رین بمناکحتِ خویش ممتاز ساخت و پسر ش راون چندر مسلمان کرده بخطاب رینه سرفراز نمود. چه در آنزمان مدار المهام را رینه می گفتند. پس پسرانِ راون رینه در خاندانِ سلاطین کشمیر نسلاً بعد نسلٍ وزارت و مدار المهامی می کردند. چنانچه بلهمت رینه نبیرهٔ راون رینه در عهدِ بدرشاه سپه سالار تا مدار بود. و برادرش احمد رینه مدار المهامی می کرد و پسرِ او جهانگیر رینه را در عهد حسن شاه اختیار کلی داشت وے از دستِ ملک احمد یتو با زمرهٔ ساداتِ بیهقی کشته شد. فرزند او زیتی رینه خورد سال بود. بنا بر تشتتِ احوال در موضع تجر پرگنه زینه گیر که آباءِ جدِ در اقطاعِ ایشان می بود سکونت اختیار نمود. پسر او عثمان رینه که از یارانِ بابا اسماعیل مردِ فاضل و کاملِ و روشن دل بود در طریقه طریقت شغلے عجیب داشت. والد بزرگوار حضرتِ مخدوم است. و تولّدِ حضرتِ مخدوم در سالِ ۹۰۰[1] هجری بظهور پیوست. "خاصِ دهر" تاریخ[2] است. چون بسنِ تمیز رسید همیشه با صلحا و فقرا صحبت می داشت و گاہے حرفِ دروغ بر زبان نمی آورد. اگرچه پای مبارکِ ایشان را[3] اندک پیچیدگی داشت اما در کار و بار نهایت چست و چالاک بود و در اسپ دوانی و تیر اندازی[4] مهارتے عجیب داشت.

چون او را به مکتب سپردند روزے از روزها در راهِ شاهی راه او را با کودکان اتفاق

۱ه - برابر ۹۴-۱۴۹۵ء -

۲ه - یعنی تاریخِ ولادت است -

۳ه - 'را' دریںجا زیاد است - ۴ه تیر اندازی را گو...

شغل چوگان بازی افتاد و در همین حال پدرش آمده او را زد و کوب نمود حتیٰ که بیمار شد
و در حالتِ بیماری عہد کرد کہ بار دیگر لہو لعب نمی کنم و در شہر رفتہ بخواندن علم مشغول
باشم چون صحت یافت بعد خود زیتی رینہ [را] ہمراہ گرفتہ بشہر رفت۔ و در خدمت
حضرتِ بابا فتح اللہ خلف بابا اسماعیل کہ پیر طریقتِ قبیلۂ رینہ ہا بود، شرف اندوزِ
صحبت گشت و تا عرصۂ یک سال در خانقاہِ کوہِ ماران پیشِ مولنا[1] با ختتام کلام اللہ۔
موفق گشت۔

نسب نامہ حضرت مخدوم ؒ در صفحۂ دیگر ملاحظہ کنید

[1] - یعنی مولانا درویش۔

نسب نامہ حضرت مخدومؒ

محبوب العالم جناب حضرت شیخ حمزہ مخدوم قدس سرہ

عثمان رینہ	والد حضرت مخدوم قدس سرہ
زیتی رینہ	
جہانگیر رینہ	در عہد سلطان حسن شاہ وزیر الملک بود
احمد رینہ	در عہد سلطان زین العابدین مدار المہام بود
ابدال رینہ	وزیر سلطان سکندر بت شکن
دولت رینہ	در زمان سلطان شہاب الدین و قطب الدین سپہ سالار بود۔
راون رینہ	راون رینہ از دست رینچن شاہ مسلمان شدہ[عہ] عہدۂ وزارت یافت و بخطاب رینہ سرفراز گشت۔
رامچندر[لہ]	

[illegible]

لہ۔ باید دانست کہ مؤلف حسن پیشتر در تاریخ حسن جلد دوم بر صفحہ ۱۴۹ (چاپ شدہ) مل چندر را پسر سوم رامچندر قرار دادہ است اینجا سوم رامچندر را پسر ملچندر نشان دادہ است۔ مزید بر آن بر صفحہ ۱۵۶ ایک چندر را پسر مل چندر بیان کردہ است۔

(عہ = از دست حضرت بابا بلبلؒ مسلمان شدہ است)

بعدآں بفرمانِ الیشان بر مدرسہ خانقاہ شمسی چک کہ برائی بندگی بابا اسماعیل بناکردہ بود بخواندنِ علومِ[1] دینیہ اشتغال نمود و درانجا عرصۂ بیست سال در تحصیلِ علم وآداب واوراد و اذکار و ریاضت بسر برد ۔

می فرمودند کہ در ایام توقفِ خانقاہ از روی حداثت سن بخوف فزع مرا حجرہ تنہانادند شخصے دراں خانقاہ بوقت نصف شب برخاستہ بعد تہجد سورہ کہف بجہر می خواند من ہم بمتابعت او بعد طہارت بیدار ماندہ قرأت او می شنیدم تاچند روز آں سورہ بمن یاد شد ۔ چنانچہ روزے پیش آں درویش یاد خواندم ۔ وے تعجب کرد و بر دست من بوسہ ہا داد ۔ ایں بیداری نیم شب از آنوقت بازمرا عادت شد ۔

ازانجا پیش مولنا درویش کہ پیشوای خانقاہ بود کلام اللہ تعلیم کردم واز حافظ عربی چیزے از علمِ قرأت آموختم ۔ و در خواندنِ قرآن مداومت نمودم وہمیشہ آرزوی مرشدے در دل می داشتم کہ ہدایتِ من کند ۔ امابعنایتِ ازلی تعلیم وتلقینِ اوراد و اذکار مرا از عالمِ غیب یا بتوسل ارواح انبیاء واولیاء یا بالہامات غیبی ولسان ہاتفی ہمیشہ عطامی شد ۔

چنانچہ روزے دیدم کہ طبقۂ مشایخان حرز یمانی [را] می خواندند ومرانیز از غیب فرمودند کہ بالیشان بخوان ۔ چون بالیشان یکمرتبہ تمام خواندم بہماں خواندن مرا یاد شد وپس ازاں باذنِ الیشاں ورد ساختم ۔ ہمچنیں بسیار چیز بہمیں کیفیت از عالمِ غیب یافتم و درعمل آوردم ۔ ہرگاہ درکارہای سلوک ازمن غفلت وکاہلی واقع می شد ۔ درانحالت مرا از عالمِ غیب تنبیہ[2] می ساختند واز غفلت وکہالت باز می داشتند ۔

---

[1] ۔ علوم دین ۔ (ن) ۔ [2] ۔ درنسخہ (ن) متنبہ مرقوم است ۔

چنانچه روزے مصنفے مرا بضیافت طلبید وطعامی بتکلف خورانید وچند فلوس ہدیہ عطا کرد وبخاطر من رفت کہ در کاغذ وسیاہی بکار آید۔ در دست گرفتہ بہ خانقاہ آمدم ودر اثنای راہ میان خندقے افتادم واز سرتا پا آلودہ شدم وآنچہ در دست من بود گم شد۔ دراں شب حزین وغمگین نشستہ بودم۔ مرد بہ پیدا شدہ نصیحتے آغاز کرد کہ افتادن تو دراں خندق بباعث بے ادبی است۔ زنہار بار دیگر اصلاً بدنیا میل نکنی ذہ بداں فریفتہ نشوی کہ ایں جملہ حجاب راہ است۔ فقط۔

واگر وقت تہجد مرا غفلتے واقع می شد کسے دروازہ حجرہ می کوفتے وبآواز بلند گفتے کہ ہاں برخیز وقت است واگر مرا در امرے تردد می شد در خواب یا در بیداری کسے از مقالہ کن یا مکن خبری داد فقط۔

چنانچہ روزے پیش مولنا لطف اللہ کہ مدرس خانقاہ دار الشفا بود آغاز خواندن فقہہ شیخ شریف نمودم۔ چوں ہنگام شب کتاب وا کردم ہمہ فراموش شدہ بود۔ پس تمام شب در گریہ وخونخواری بودم۔ صبح آوازے شنیدم کہ بخوان چنیں وچناں پس بداں آواز مرا یاد آمد وبخواندن آں تکرار کردم۔

ہمچنیں مرا بارہا از عالم غیب تربیت کردند۔ فہم من چناں شدہ بود کہ استاد من گمان می برد کہ ایں اول درپیش معلمے دیگر تکرار کردہ می آید۔ گاہ اوقات جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم مع اصحاب مرا در واقعہ جلوہ گر می شدند وتلقین وتعلیم ونصیحت می فرمودند۔

چنانچہ روزے شخصے حج کردہ آمدہ بود[۱] وبدیدن او مردم شہر می رفتند من نیز۔

---

[۱] باید بود۔ "از حج آمدہ بود"۔

رفتم وے با من التفاتے نمود و پرسید چہ می خوانی؟ گفتم چیزے از رسائل فقہ می خوانم
گفت اینچنیں رسالہ ہا نہ باید خواند۔ ہر گاہ می خوانی رسالۂ امامیہ و مثل آں احوط
است۔ گفتم چگونہ بہتر باشد آنچہ کہ اہل تشیع می خوانند۔ گفت نے ہمیں کتاب ہا بر
حق است۔ دانستم کہ وے بمذہب شیعہ باشد۔ بنابراں از مجلس او دلتنگ بر آمدم و
اندیشہ ہا کردم کہ در میان مردم اختلافے افتادہ است۔ نمی دانم کہ کدام مذہب برحق باشد
تا کہ براں مستقیم باشم۔ پس در میان مسجدے از مساجد کوہ ماران در آمدم و تا سہ
روز تا صبح نخوابیدم و در شب سیوم بخواب دیدم کہ آفتاب بلند بر آمدہ بود و در بیرون
مسجد خلقے انبوہ فراہم گشتہ، من از روزن مسجد نظر کردم و حال پرسیدم۔ گفتند
اینک سرور کائنات علیہ افضل الصلوٰۃ سوارہ می آیند۔ چوں کوکبہ و سطوت سید
کائنات دیدم صلوات برخواندم۔ ناگاہ حضرت ابابکر صدیق رضی اللہ عنہ در مسجد
در آمد و بمن فرمود کہ اگر نجات ابدی می خواہی بعد محبت خدا تعالیٰ محبت چہار یار
باصفا در دل دار۔ تا در دنیا باشی بر مذہب اہل سنت و جماعت راسخ باش۔
کسانیکہ می بینی شیاطین اند۔ از افعال اقوال آنہا اجتناب کن۔ بعد ازاں حضرت
عمر فاروق رضی اللہ عنہ از در در آمدہ، ہمیں اسلوب تقریر نصایح فرمود۔ انگاہ
حضرت عثمان رضی اللہ عنہ از در در آمد۔ بدیں ساں پند و نصائح نمود۔ پس ازاں
حضرت علی مرتضی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ در آمدہ فرمود اے عزیز ہر کہ ایں سہ یار بہترین
صحابۂ سید مختار [را] نداند و چارمین ایشانرا محب نباشد از وے خدا و رسول خدا و این
سہ صحابہ و من بیزار باشم و سائر مومنان و فرشتگان پس ہمہ غائب شدند فقط۔
و ہمچنیں می فرمودند کہ در مسجد جامع بعد نماز جمعہ مردے نورانی سفید ریش

وسبزپوش بامن مصافحہ کرد دو دست من بگرفت ومرا در میدان زالڈگر رسانید و در انجا رو بقبلہ ماندہ مناجات کرد تا کہ مرا حالتے عجیب روی داد. پس[1] در محلۂ خندہ بون رسانید در انجا زیر درخت بید بر لب جو باہم نشستیم تا انجا مرا نصیحت ہا فرمود. وحالات عجیبہ بنمود. دانستم کہ حضرت خضر است علیہ السلام پس باخلاص تمام التماس کردم کہ چیزے از تسابیح واذکار عنایت فرمایند تا بر آں مواظبت نمایم فرمود آنچہ می کنی بر آں استقامت دار کہ ترا رخصت عام دادم و با تو صحبت ہا دارم. بعد ازاں نماز عصر بطفیل او خواندم و غائب شد. ازآں باز اکثر اوقات بر موقع ملاقات از حل مشکلات وتصحیح واقعات واحوال مخفیات مرا خبر می دہد[2]۔

خاکی

ہمچنیں در واقعہ ہر لحظہ از فضل خدا
صحبتش با اولیائے اعظم واو فزوداست

ونیز می فرمودند کہ روزے در اوائل زمستان کہ جوہا ایخ بندی شدہ بود، بہ حمامے رفتم و حمامیان دروازہ نکشودند ترسیدم کہ نماز تہجد فوت شود۔ پس بر لب دریا رفتم ویخ بند شکستہ غسلے کردم و در آنحال حق تعالی مرا بہ تجلیات خود تسکین داد وچیز[3] ہا کرامت فرمود۔ بعد ازاں ہمیشہ بآب سرد غسل می کردم وحلاوت آں می یافتم ۔

ونیز می فرمودند کہ مرا تا مدت بیست سال در آخر شب غسل وظیفہ بود۔ ورای آں نیز در روز دو سہ بار غسل می کردم وایں عادت در ہر دین مقبول است و برای تطہیر باطن مؤثر ۔

---

[1] در نسخہ (ن) "پس مرا" مرقوم است۔ [2] در نسخہ (ن) "میداد"۔ [3] در نسخہ (ن) "بسیار چیزہا"

ونیز می فرمودند که مرا در اوایل جذبهٔ قوی بود که با هیچ کسے الفت نمی کردم و تنها در ویرانه ها می رفتم۔ و در مساجد و مدرسه می نشستم۔ و شب ها بزیارت قبور می رفتم و با ارواح اکثر اولیاء صحبت می داشتم۔ اتفاقاً شبے نزدیک روضهٔ سید حسن بلادوری مردے ریش سفید و نورانی با جمعے از صاحبان دیدم که بشفقت مرا اسلام کردند و مصافحه نمودند نصیحت ها فرمودند و گفتند در زیارت قبور فضایل و فواید بسیار است۔ خصوصاً در شبها هر که بدان مواظبت نماید حق تعالی او را مقاصد دارین حاصل کند و سعادت نشأتین عطا فرماید۔ انگاه غایب شدند پس از ارواح اولیاء و از زبان بعضے مجاذیب شنیدم که ایشان حضرت عیسی علیه السلام بودند فقط

ونیز می فرمودند که در اوایل بصدق و شوق بسیار در لیل و نهار تلاوت قرآن بیشمار می کردم تا حدیکه تمام الفاظ آں مرا یاد شد و حفظ ترتیب آں بکمال ماند و حق سبحانهٔ تعالی حلاوت آں چشانیده انوار و اسرار و خواص آں بر من روشن گردانید۔ بعد ازاں بسبب کثرت اشتغال اذکار و سلوک مقامات ترتیب حفظ آیات آں مستحضر نماند۔

می فرمودند که با وجود جذبات و حالات و کشف مغیبات و تعینات خاطر من همیشه بابت حصول نظر رهنمای کامل متردد همی بود تا آنکه بعنایات ازلی سایهٔ همایون بندگی حضرت سید جلال الدین بخاری درین دیار فرحت آثار نزول جلال فرمود و من باشارهٔ غیبی در خدمت ایشان مشرف شدم۔ فی الحال قبول انابت و بیعت من فرمودند و تلقین ذکر چهار ضرب و سلطان الاذکار وغیره کرامت فرمودند۔ و تا عرصهٔ شش ماه مرا تربیت کردند و سلسله نامهٔ که سنت مشایخ است بخشیدند و فرمودند امانتیکه از مشایخ کبار بمن رسیده بود بتو رسانیدم و اجازت دادم که اگر کسے طالب صادق پیش تو آید او را دستگیری کنی و این ودیعت باو برسانی۔ پس چون ازین شهر نهضت کردند من نیز با ایشان قصد سفر کردم۔

وفرمودند سفر کارے نیست بلکہ کار آن است کہ در پنجا نشستہ در عالم ملکوت ولاہوت سیر کنی۔ ومقیم مسافر باشی ومن نیز ترا در ہر واقعہ حاضر وناظر باشم۔ پس مطابق امر ایشان نشستم واطوار سبعہ کہ شرط ارشاد است کہ باعانت او طے کردم وازاں اطوار کہ مسالک سالکان بران است در گذشتم واز طور الجن وطور النفس وطور القلب وطور الروح وطور السر وطور الخفی وطور غیب الغیب کہ متصل بمقام تمکین است بر پریدم واز یک طور تا طور ثانی دہ ہزار حجاب بود۔ ومن اول الطور الی آخرہا ہفتاد ہزار حجاب یافتم کما امر النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان للہ تعالیٰ سبعین الف حجاب من نور وظلمة واللہ اعلم۔

شیخ داؤد خاکی می فرماید کہ حضرت شیخ اکثر اوقات بدرد سر مضطر می بودند واطبا در معالجہ آن عاجز آمدند۔ روزے طبیب ایشاں[1] را سبب مرض پرسید تا معالجہ کند۔ فرمودند کہ مغز سر من گداختہ شدہ است۔ زیراکہ در ایام جوانی ذکر چار ضرب ہمچناں بزور می کردم۔ می دانستم کہ کاسۂ سر من بر زمین افتادہ باشد ومن ترک مشغولی اصلا نہ می کردم۔ می گفتم کہ مردن من در بارہ نخواہد بود۔ ہرگاہ دریں احوال بمیرم سعادتست۔

خاکی

مغز سر از آتش گرمی ذکر چار ضرب
سو ختش زاں مبتلا اکثر بدرد سر شدست

می آرند کہ حضرت شیخ قدس سرہ در حبس نفس وہوش در دم ہمچناں ورزش کردہ بود کہ از وقت عشا تا دمیدن صبح یکدم کشیدے ومی فرمودے کہ ہرگاہ احتیاج ادای نمازہای فرائض نبودے در لیل ونہار یکدم می کشیدم۔

---

[1] سلہ۔ ہایہ بود از ایشان

خاکیؔ

ورزش ذکر آنقدر دارد کہ ز آغاز عشاء
تا زمان صبح در ذکرش ہمہ شبہا است

شیخ داود خاکی می فرماید کہ روزے در حالت سیاحت در بارہ مولہ رسیدیم ۔ مخلصے کہ رئیس آں قصبہ بود در ضیافت سبقت نمود و بعد نشستن مائدہ پیش آورد و تناول کردیم ۔ اما بعد اکل ضیافت چوں درک کردیم حلاوت و کیفیت ما متغیر شدہ بود ۔ دانستیم کہ دریں ضیافت شبہہ داشتہ باشد ۔ بنابراں شب ہیچ نخوردیم علی الصباح بر آمدہ در موضع بتیر رسیدیم ۔ حضرت شیخ بحلاوت بود و من بے حلاوت ۔ فرمودند کہ ایں بحلاوتی ازاں طعام نافرجام است و در حلاوت من نیز تغیر دادہ بود و لیکن من در شب آں طعام نالایق را سوختم ۔ توکہ سوختن نتوانی برخیز و قے کن ۔ چوں قے کردم بحال خود باز آمدم ۔

و نیز حضرت خاکی قدس سرہ می فرماید کہ در ہنگام سیر پرگنات حضرت شیخ در پرگنہ کوہامہ رسیدند و آں طرف را خوش کردند ۔ و مساجد بسیار بنا فرمودند از انجملہ در موضع نادی ہل دو چشمہ بود پرستش گاہ اہل ہنود ۔ متصل آں درخت بید بسیار بودے قوی ہیکل و تناور ہر کہ از بنی آدم در آنجا می رفت جن زدہ می شد ۔ آنحضرت چند روز در انجا توقف فرمودہ تصرف جنیاں رفع نمود و مسجدے عجیب آباد ساخت ۔

تاریخ

مسجدے ساخت باخلاص بنا — حضرت شیخ حمزہ در کشمیر
ہمدریں کار بخدمت بودہ — مخلصش دولت مسکین و فقیر
گفت در تہنیت تاریخش — "مسجدے بابرکت بادای پیر"

سنہ ۔ ۹۷۲ھ برابر ۶۵-۱۵۶۴ء

وہمچنیں در موضع کرد ہ چشمۂ پچہ ناگ مطافِ اہلِ ہنود بود۔ حضرتِ شیخ درانجا ہم مسجد جامع بنا فرمودہ و تصرّف اجنّہ رفع کردند و نیز ہمچنیں در موضع ونہ گام سرچشمۂ نادر مرجع مردم کافر بود۔ آنحضرت چندگاہ درانجا متمکن شدہ مسجد جامع افراختند و نیز در موضع برار بر کمر کوہ چشمۂ شنگہ پال مسکن اجنّہ و پرستشگاہ اہلِ بدعت بود۔ حضرتِ شیخ چندگاہ، درانجا ثابت شدہ باہتمام عبدالرشید بنای مسجدے فرمودند وجنیات [را] دور نمودند و نیز در موضع آہام جائے بود عجیب گذرگاہ رجال الغیب۔ آنحضرت چندگاہ درانجا توقف فرمودند و از دستِ مبارک خود مسجدے قصیر افراختند۔ "کعبۂ ثانی مریدان" تاریخ است[1]

خاکی:۔
پیش ازیں درچند جا بود بت و بتخانہ بود۔
این زمان از یمن قدومش مسجد و منبر شد است

می آرند کہ روزے حضرتِ شیخ در موضع کنر تیہ او نر تشریف آوردند و بر سرِ چشمہ در جیب مراقبہ سر فرو بردند۔ مارے بزرگ از سوراخے بر آمدہ بجانب ایشان، متوجہ شد۔ ملا نوروز سنگے برداشتہ آں مار[2] بکشت۔ چوں حضرتِ شیخ بران مطلع شدند۔ ملا نوروز را تہدید شدید فرمودند و گفتند کہ ایں مار بملاقات من آمدہ بود و بے گناہ کشتہ شد۔

خاکی:۔
شد شگفتہ جانِ ما از دیدنِ دیدارِ او
ہم چناں کز دیدنِ خورشید نیلوفر شد است

کز دلے جاں فدائے دولتِ دیدارِ او
چوں مشرف از قدومش قریۂ کنر شد است

---

[1] ۔ ۹۶۳ برابر ۱۵۵۶ م

[2] ۔ ایں دو م (نسخہ دی)۔ [3] ۔ در نسخہ (ن) "آں ماررا"۔

می آرند کہ میاں نعمت اللہ ہندی تربیت یافتہ بزرگان ایں طائفہ بود۔ درخدمت شیخ قربے وافر داشت حضرت شیخ اکثر اوقات موافق خطرات او تقریرات می فرمودند۔ چنانچہ روزے میاں نعمت اللہ گرسنہ بود بخیال خوردن طعام غیر وقت درپیش حضرت آمد وایشان پیشتر بخادمان فرمودند کہ میاں نعمت اللہ را طعام بدہند۔ پس میاں نعمت اللہ را ہنگام خوردن طعام خیال سیر کوہ ماران بخاطر آمد۔ ایشان فرمودند کہ میاں! طعام زود بخورود درکوہ ماران سیرے بکن خواجہ علی شخصے ازمریدان ایشان بود۔ روزے خیال خوردن ہرلیسہ بخاطر آورد و حضرت شیخ کاسۂ ہرلیسہ باو فرستادند۔ فقط۔

روزے بمقام بوہتو برای فاتحہ نیکی ریشی تشریف بردند و بابا نور ریشی کہ خلیفۂ ایشان بود برای امتحان قبر او بر قبرے دیگر ایستادہ شد۔ حضرت شیخ تبسم کردہ محاذی قبر نیکی ریشی آمدہ، فاتحہ خواندند و فرمودند تو قبر را می بینی ومن صاحب قبر را می بینم۔

خاکی:- زد کرامات از قبیل کشف قلب و کشف قبر
درمیان مخلصان ہر لحظہ مستظہر شدہ است

شیخ خاکی قدس سرہ می فرماید کہ روزے سہ کس نزد ایشان آمدند۔ حضرت شیخ ایشاں را می شناخت فرمودند کہ اینہا رافضیانند ومن التماس نمودم کہ ظاہراً اہل سنت وجماعت ہستند۔ علامت رفض چیزے ندارند[1]۔ پس دست مبارک خود را بر سر من نہادند۔ دیدم کہ ہمہ درصورت خوک بودند۔ گفتند حالا علامت رفض دیدی۔ ہمچنیں

---

[1] - باید بود" از علامت رفض "۔

ہمچنیں بار بعضے بدعقیان مستور الحال در مجلس ایشان حاضر شدند و ایشان فی الحال از پلیدیٔ باطنِ آنہا خبر دادند۔

خاکی:۔ ہمچنیں ہر رافضی سنی نمائی را کہ دید
مخبر از حال دلِ او قبل یا بجہر شد است

می آرند کہ روزے بندۂ آزاد مُلا الہ داد اسپ جودر را بوقتِ خوردنِ دانہ چند مشتے بے وجہ بر روی داد در روز دیگہ حضرت در اصطبل تشریف بردند۔ حضرت خاکی و ملا یوسف ہمراہ بودند۔ تبسمی فرمودند و گفتند کہ جودر از الہ داد شکایت زدن می کند الہ داد اقرار نمود و توبہ کرد۔

خاکی:۔ روزے الہ داد براسپ آزدن بیداد کرد
او بفر یادش رسید آنچہ جودر آنجور شد است

ہمچنیں گاہ گاہ از حال از زنبور عسل و مگس اخبار نمودند۔ چنانچہ روزے یک زنبور عسل آمدہ در گوش شیخ آواز داد شیخ جمعے از یاران ہمراہ زنبور فرستاد۔ چوں در جنگل رسیدند دیدند کہ خرسے سنگے گرفتہ آشیانۂ عسل را می زد۔ چوں ایشاں را دید۔

بگریز نہاد و نیز شیخ خاکی قدس سرہ می فرمایند کہ روزے بعد نماز پیشین در خدمت آنکہ من از یک رکعت نفل کہ قرأت آں فاتحہ و الم نشرح بود فارغ شدم۔ ایشاں وظیفہ معمولی خود کہ زیادہ بر دو صد آیت بود خواندہ بودند۔ و نیز وقتے برای تہجد طہارت کردہ آمدیم و من دنبال ایشاں یک تیر پرتاب دور بودم و در پس ایشاں بدیں رنگ در آمدم۔ آنجناب از خواندن تہجد فارغ شدہ بودند۔ و نیز روزے آفتاب یک نیزہ بلند

لہ۔ مقصود از لانہ۔ ع = نام اسپ حضرت مخدوم رح

برآمده بود که بهمراهی چند مخلص سواره از شهر برآمدند۔ در بیجباره که مسافت بیست کروه
راه است نماز چاشت در وقت خود با مخلصان در انجا ادا کردند۔ و نیز معلوم[1] است که
ایشان از کشمیر گاہے بیرون نه رفتند۔ امّا بعضے حاجیان بچشم خود معاینه کردند که آنجناب
در طواف بیت الله مناسکِ حج [را] بجا می آوردند۔
و نیز حضرت شیخ قدس سرهٗ می فرمودند که مرا یکبار همچنان حالتے بوقوع آمد
که در عالمے دیگر افتادم۔ سالے در انجا گذرانیدم و از انجا رخت سفر بسته براهِ خشکی بزیارت
بیت الله مشرف شدم و مناسک حج بجا آوردم و سالے دیگر گذشته بوطنِ خود رسیدم،
و درین دو سال صوم و صلوٰة و وظائف بجا آوردم۔ چون از انحالت باز آمدم از اوقات
دنیا ساعتے نگذشته بود۔

خاکی ؎
هم کراماتش ز نوع انشر وقت او طی حرف
همدمان مخلصش را تجربه اکثر شد است
زائران شهر رب و بطحی بظاهر چند بار
او با یاران سرور از زایران از بر شد است

شیخ خاکی قدس سرهٗ می فرماید که آنحضرت در موضع نادی هل تعمیر مسجد
می کردند و فقیر و صوفی اله داد [را] در شهر گذاشتند و بالایِ خانه کاهِ خشک بسیار
موجود بود حضرت وقتِ رخصت فرمودند که زنهار چراغ گرفته بالایِ خانه نباید رفت که در
انجا کاه بسیار است مبادا آتش گیرد۔ چند روز بغیر چراغ بالا رفتیم و شبے صوفی اله داد چراغے
گرفته بالا برآمد ناگاه از یک جانب دیوار طپانچه خورد که چراغ از دست افتاد و نفطے

---

[1] ۔ باید بود "مسلّم"۔

غضب ناک از زبانِ حضرتِ شیخ بشنید و ترسان و لرزان پیش من آمد۔ واقعہ بیان نمود و تا صبح در لرزہ بود۔ دراں وقت کسانیکہ در خدمتِ حضرتِ شیخ حاضر بودند، دیدند کہ آں حضرت دست بر دیوار زدند و تبسم کناں فرمودند کہ صوفی اللہ داد را دو طپانچہ زدم تا بارِ دیگر خلاف امر نکند۔

خاکی:۔ بہر تادیب یکے خادم کہ اندر شہر بود
مشت زد از نادلی واقع براں نو کرشد است

می آرند کہ وقتے آں جناب بہ بدن مکتسبیہ و شخص روحانیہ در شہرِ سندھ رفتہ بودند دراں جا با چند درویش کہ یکے را ابراہیم و دوم را طاہر و سوم را ابراہوم نام بود صحبت کردند و نام و نشان و محلِ سکونتِ خود بالیشاں بیان فرمودند۔ آنہا ہر سہ کس بعدِ چندگاہ از فرطِ اشتیاق بکشمیر آمدند و بآنجناب ملاقات نمودند و مقاصدِ خود ہا کشیدہ[۱] رجعت فرمودند۔

می آرند کہ غازی خان چک بنا بر تعصب مذہبی حضرتِ شیخ را از شہر بیرون کشیدند[۲] و آں جناب در موضع آہنہ کام پرگنہ بیروہ با یارانِ خود نہضت کردند و درہماں روز غازی خان بہ مرض جذام مبتلا شدہ بعد مرور چند ایام بکام و ناکام پسرِ خود بخدمتِ شیخ فرستاد۔ آں حضرت آمدنِ شہر قبول نکردند و گفتند تا کہ وے در شہر باشد من نمی آیم۔ وے عرض کرد کہ پادشاہ بیمار است در حق او دعای خیر فرمایند آں حضرت فرمودند کہ دیروز آنچہ در حق ما کرد امروز در حق او خواہند کرد۔ چوں وے از حد الحاح نمود آں حضرت فرمود تیرے کہ از دست رفت باز نیاید۔ اکنوں بروند و خدمتِ

---

[۱] - مقصود از بر آوردہ — [۲] - کشد دن؟ -

او بکنند۔ چوں آنہا بشہر رسیدند غازی خان [را] در نعش دیدند۔ فقط۔

آوردہ اند کہ صوفی الہ داد شالی[۱] را در کشتی بار کردہ بہ جانب شہر می آمد۔ شبانگاہ درمیانِ تالاب پماسر باد مخالف وزیدن گرفت و امواج ہولناک برخاست کنارہ دور بود۔ توجہ بولایت حضرت شیخ آورد۔ موج ساکن شد۔ جزیرہ ویرانہ یافتند۔ دراں جا کشتی بستہ کردہ[۲] فاقہ نشستند۔ والہ داد روزہ دار بود۔ بواسطہ روزہ فردا۔ ملول شد۔ ناگاہ آوازے شنید مثلِ آواز شیخ کہ "ہاں بگیر و بخور" پس چند لای نان در کنارۂ خود بدید چیزے بخود خورد و چیزے بہ ہانجیان[۳] داد۔ و کسانیکہ در پیش شیخ بودند دیدند کہ شیخ چند لائی نان از سفرہ برداشتہ پس خود انداخت و فرمود کہ "ہاں بگیر و بخور" درمیانِ آں جزیرہ و جناب شیخ پانزدہ کردہ مسافت بود۔

یک شبے تارے بہ کشتی صوفی الہ داد را
نان دہی یعنی ز ہولِ موجِ پماسر شد است

می آرند کہ بعضی مریدانِ ایشاں آنچہ در خواب می دیدند آں جناب ہر کس[۴] را خبر می دادند۔

خاکی:۔
کرد پیش از گفتنش اظہار رویائے ششش
پیش او تائب چو ملا احمد اصفر شد است

۱۔ مقصود از شلتوک۔

۲۔ مراد لنگر زدہ۔

۳۔ لفظ کشمیری بمعنی ملاحان و کشتی بانان۔ واحد ہانجی۔

۴۔ در نسخہ (ی) از رویائے خود +

افترا کرده یکے رویا[1] گفتش در جواب
شنیدنایا بلهامن بعد لا تفتر شد است

می آرند که حضرت شیخ را مخلصے بود. وی را ہراے کارے طلب فرمودند آں شخص را فرزند در حالتِ نزع بود نیامد تا که فرزندِ او از جان در گذشت۔ پس آں مخلص نزدِ شیخ آمده التماس نمود که بسبب نزع روح فرزندم را در آمدن اینجا تاخیر شد معاف فرمایند. و مرا فرصت بدهند که در تکفین و تجهیز او بپردازم۔ حضرتِ شیخ، لا اندم وقت خوش بود۔ زندگانی آں پسر از خدا خواست۔ آں مخلص را فرمود برو فرزند تو زنده است۔ چوں آں مخلص بخانه رسید فرزند خود را زنده یافت۔ فقط۔

می آرند که شخصے داماد خود را از روی عداوت در پیش حاکمان وقت مصادره کنانید وے گریه کناں در پیش شیخ آمده استمداد نمود۔ ایشان فرمودند که مرا با حاکمانِ وقت شناسائی نیست اما در حق تو دعا خواهم کرد۔ بعد رفتن او خسرش آمده، به نسبت او رطب و یابس گفت۔ پس حضرتِ شیخ بقهر آمده فرمودند اے حاسد ترا چه خیال است؟ می دانی که وے افتاده است؟ من ترا هلاک گردانم۔ آں شخص به خشونتِ تمام در خانه رفته شب بر بستر مرده بود۔

خاکی:۔ گفت شخصے را به هنگامِ تجلئی همیت
من هلاکت می کنم شب مرده بر بستر شد است

و نیز همچنان بسیارے از مردمِ مریض و مفلوج و مکبود و مسلول و محموم و مبروص به نظر عنایات و توجهات ایشان شفایاب شدند و اکثرے از مردمِ اعمی بینا گشتند۔

[1] در نسخه (ی) "افترا کرده یکے خوابش بگفت و زد خواب" مرقوم است۔

خاکی:- از دعای ہمتش بنیا شدہ بسیار کور
خاصہ ترکوریکہ آں فتح اللہ کاچرشد است

حضرت شیخ داؤد خاکی می فرماید کہ روزے مطالعۂ مثنوی مولانا روم می کردم دیدم کہ شیخ بایزید بسطامی قدس سرہ السامی بہ سفر حج عزم کردہ بود و در راہ حریم حرمت مردے را کہ دلش کعبۂ حقیقی بود طواف کردہ ثواب حج مبرور یافت ـــ خواستم کہ گرد حریم حرمت شیخ خود طواف کنم ولیکن از وقار او ترسیدم و در ظاہر آنرا نتوانستم بجا آورد [illegible] آں حال حضرت شیخ چند روز در مقام آہام قیام کردند و دراں ایام خدمت کلوخ واستبرا و امداد غسل و وضو عہدۂ فقیر بود و در شب ماہ آں جناب میان مسجدے کہ بہ مکہ ثانی مشہور است بہ انواع عبادت مشغول بودند من فرصت غنیمت دانستہ فی الحال بہ نیت احرام غسلے کردہ و جامۂ احرام پوشیدہ سر و پا برہنہ در طواف خانۂ خدا مشغول شدم و بعد از طواف در گوشۂ نشستم و در اوراد موظف مشغول شدم تا کہ صبح دمید و آنجناب برای جماعت بطرف مسجد نہضت کردند و بہ من فرمودند ثوابے کہ خواجہ شمس الدین پال و برادرش از حج یافتند تو نیز ازیں طواف کہ دریں شب بجا آوردی ثواب حج مبرور یافتی ـ چوں بشارت غیب از مکالمۂ لاریب الیشان شنیدم، دریں اندیشہ رفتم کہ الیشاں چگونہ براں مطلع شدند ـ حضرت باز فرمودند کہ آنوقت دیوار خانہ مرا ہیچ حائل نبود ـ پس بنظر خلوص اعتقاد تو بدرگاہ کبریا التجا کردم حق تعالی جزای حج مبرور بہ تو عطا فرمود ـــ

خواجہ اسحاق قاری در سلسلۃ العارفین[1] می آرد کہ حضرتِ شیخ روزے در خانۂ من رسیدند چوں وقتِ افطار مایدہ پیش ایشاں آوردیم چند مرغ طیور بریان بود۔ حضرتِ شیخ استخوانہای مرغان جمع فرمودند چوں از طعام فارغ شدند و دست بدعا بر داشتند استخوانہای مرغان باشکال خود زندہ شدند واز روزن و دریچہ پریدہ رفتند۔ حضرت تماشائی دیدند۔ من التماس نمودم کہ الحال اذان رسید۔ حضرت فرمودند کہ ہنوز فرصت است۔ وقتیکہ مؤذن ما اذان می گوید نماز می خوانیم من عرض کردم کہ مؤذن ایشان کجا است؟۔ فرمودند مرغیکہ پختہ کردہ در کاسئہ علیحدہ موجود دارید بحضور بیارند۔ چوں آوردیم لختۂ نان بدست گرفتہ گوشت آں تناول فرمودند واستخوانہای آں جمع کردہ دست بدعا برداشتند و مرغے بہ شکل عجیب کہ گاہے ندیدہ بودم زندہ شد۔ پر و بال افشاندہ اذان گفت۔ حضرت فرمودند حالا وقتِ نماز است پس نماز خواندیم و فردا وقت رخصت آں مرغ مؤذن [را] بمن عطا فرمودند کہ تا مدت سہ سال در پیش من موجود۔ عاقبت رخصت گرفتہ بطواف حرمین رفت مدعا حالات وکراماتِ حضرتِ شیخ از حدِ تحریر و تقریر افزون است۔ تبرکاً انموذجے یاد کردہ شد۔ ہر کسے را کہ شوقِ دیدنِ حالاتِ ایشان باشد۔ در کتاب ہای مصنفہ خلفای آنجناب مطالعہ فرمایند[2]۔

انتقال آنحضرت بیست و چہارم ماہِ صفر سنہ ۹۸۴ھ[3] مشہور است و مرقدِ مطہرہ در ذیل کوہ ماران معروف۔ تاریخ :۔

۱ھ:۔ باید بود "چلچلۃ العارفین"۔ ۲ھ: باید بود "فرمایند"۔

۳ھ:۔ برابر ۲۳۔مئی سنہ ۱۵۷۶م۔

غریق رحمت آں مخدوم حمزه | که بوده سالکاں را شیخ و مخدوم
زهر حو محبّت حق کرده قسمت | میانِ مخلصان در فیض مقسوم
بروز بست و چارم از صفر شد | حظِ روزیِ دنیائیش مختوم
چو جستم سالِ تاریخ وصالش | مناسب یافتم "مخدوم مرحوم"
الٰهی نهر های رحمتِ خود | بقبرش کن رواں تا یوم معلوم

"شیخ حمزه اجود" ۹۸۴ ایضاً "شیخ حمزه واجد" ۹۸۴ ایضاً "شیخ سید" ۹۸۴ ایضاً "شیخ پاکان" ۹۸۴ تاریخ انتقال ایشان است۔

از مؤلف :۔

شکر للّٰه بختِ من تابنده چوں اختر شد است | خاکپایِ شیخ حمزه بر سرم افسر شد است
خاکسارانِ درش آبا و اجدادِ من اند | زانکه مهر دین شان از لطف او انور شد است
بسته ام در سلسله گرگین سگے آشفته حال | داغ او بر چهره ام چوں ماه روشن تر شد است
پادشاها یک نظر فرما به حالِ زارِ من | زاں نظر که خاکِ اسود را زراحمر شد است
از عنایت کن شفاعت بنده را در روز حشر | زانکه مهرِ مهر تو بر خاطرم مضمر شد است
پیر من گیرم حسن را زبهرهٔ پابوس نیست | ایں قدر بس دیده اش نقش سمِ جو در شد است
یا الٰهی سایه اش بر فرق ما ممدود باد | زانکه ما را در دو عالم شافع و رهبر شد است
بهر تاریخ وصالِ آں شه عالیجناب | در جهان شرع و ورع همت رجا رهبر شد است
صبح عمرش خاص دهر و روز عمرش عید بود | شام وصلش "شیخ اجمل" ۹۸۴ در جهاں شهر شد است

رحمة اللّٰه علیه رحمةً واسعةً

ـــــــــــــــ

له ۔ ۹۸۴ھ = ۱۵۷۶ام ۔

مولانا حافظ بصیر۔

المعروف بہ ملہ بابا از پرگنہ کامراج بشہر آمدہ در صغیر سن حفظ قرآن نمود۔ باوجود عدم بصارت صوری در بصیرت قلبی مثلے نہ داشت۔ در علوم فقہ و حدیث و تفسیر و علم ریاضی وغیرہ علوم غریبہ عالم بے بدل بود۔ اکثر از علماء فقرا بہ تربیت ظاہری و باطنی او فایض شدند۔ چنانچہ حضرت شیخ بابا داؤد خاکی و شیخ یعقوب صرفی و شمس الدین پال از شاگردان اوست[1]۔

گویند با حضرت خضر علیہ السلام ملاقات کردہ از فیض و فتوح او فائز شدہ بود۔ در سنہ نہصد و چہل و شش برحمت حق پیوست و در محلہ خندہ بون مدفون است شیخ یعقوب صرفی در مرثیۂ او قصیدہ غرا انشا کردہ است و بیت اخیرش این است۔

تاریخ :-

آں حافظ علم وادب بودہ بصیر از علم رب

تاریخ فوتش زاں سبب شد عالم تفسیر دان

گویند وقتے ہنگام تدریس بر سبیل کلام از زبان الشان بر آمد کہ مردم شیعہ را نیز سخنے دلپذیر دارد[2]۔ موجب آں طالبان علم مثل شیخ بابا داؤد خاکی و شمس الدین پال وغیرہما تشطیح کردند و بہ مدرسہ ملا رضی الدین در آمدند۔ ظاہراً دامن ہمتش از آلایش قیاسات مردم مبرا بود — واللہ اعلم —

مولانا محمد آنی۔

تلمیذ رشید مولانا عبدالرحمٰن جامی است۔ عالم عامل و فاضل کامل بود۔

---

[1] — باید بود " اوید " ۔ [2] :- باید بود است ۔

اواخرِ عہدِ سلاطین بکشمیر آمد ۔ جمعے کثیر [را] از فیوضِ صوری و معنوی خود فائز نمود بلکہ شیخ یعقوب صرفی از و استفادہ فرمود طبعے موزون داشت ۔ اشعارِ برجستہ از ہر قسمِ موزون می کرد ۔ ایں شعر از نتایجِ طبعِ وقادِ او ست ۔

فرد :۔ عرق نشستہ زپندم رخِ نکویِ ترا
زمین مرنج کہ می خواہم آبرویِ ترا

چوں رحلت نمود در مزار شیخ گنج بخش درون دروازہ آسودہ ۔ لوحِ قبرش طویل و سنگ بست مرتفع جنزیل ۔

ملّا فیروز مفتی

المعروف بہ بجی گنائی ولد مولانا نونی گنائی و برادر زادہ شنگرف گنائی است ۔ در ریعانِ جوانی سفر کردہ بہ زیارتِ حرمین الشریفین موفق گشت ۔ بعد مراجعت [از] آنسوادر شہرادہ در قصبۂ بدایون تحصیلِ علومِ عقلیہ و نقلیہ نمودہ بہ کمالاتِ صوری و معنوی فرید وقت شد و بزورِ کمالاتِ باطنی با حضرتِ خضر ملاقات کردہ تا چہل روز تحقیق دقایق و نکاتِ حدیث و تفسیر نمود مخدوم الملک استاد اکبر شاہ شاگرد او شد ۔ چوں بوطنِ اصلی رجعت نمود بر منصب موروثی فتویٰ بہ نشست و اجراے احکامات بہ کمالِ دیانت و صیانت می فرمود و ارادت معنویہ در خدمت حضرتِ سلطان العارفین قدس سرہ داشت چنانچہ شیخ داؤد خاکی می فرماید ۔ بیت ۔

مولوی فیروز از تلقین فیروزی او ۔۔ زود از انتاجِ نوز ذکرِ فرّخ فرشد است

و در عہد حسین شاہ چک بہ تہمت قتلِ یوسف منڈو متہم کردہ بدرجہ[1] شہادت رسانیدند ۔

---

[1] :۔ باید بوز "گردیدہ"۔

تاریخ۔ از پئے تاریخ آں دردین وحید
گفت "شد از بہر دین ملا شہید" ۔ ۱؎
۹۷۳ھ

مولوی الماس گنائی۔

نام اصلی او ملا یوسف بود یکے از سلاطین او را الماس مخاطب ساخت و در خدمت ملا فیروز تلمذ نمود۔ بارہا با حضرت خضر ملاقات کردہ حل مشکلات علمیہ می فرمود و در زمان حکومت حسین شاہ چک مفتی بود و بر تقریب قضیہ یوسف منڈو بموافقت ملا فیروز شہید شد۔ تشریح آں در حصہ دوم مرقوم است۔

ملا جوہر گنائی۔

از نجبائے ایں شہر بود۔ مدتے در تحصیل علوم عقلیہ و نقلیہ صرف نمود و بہ مدرسہ قطب الدین پورہ متصل مسجد صراف کدل بہ شغل تدریس مشغول می بود۔ اواخر عمر بزیارت حرمین موفق گشت و دریں سفر از علماء فحول مثل شیخ ابن حجر مکی و ملا علی قاری وغیرہ ملاقات کردہ، اجازت حدیث بہ سند معنعن حاصل کردہ۔ بجانب کشمیر معاودت نمود و در گوشۂ انزوا بہ عبادت مولا مشغول شد و برائے استحصال قوت حلال کسب پشم فروشی پیشہ گرفت و اوقات در قناعت و توکل می گذرانید و در خدمت حضرت سلطان العارفین روئے ارادت داشت۔ در واقعۂ وبائے عام سنہ ۱۰۲۶ھ ۲؎ رحلت نمود۔

ملا شمس الدین پال

از فحول علمائے دہر و مرجع فضلائے عصر بود و در عہد مرزا حیدر بسبب حق

۱؎ ۱۵۶۵ء ۔ ۲؎ ھ ۔ ۱۷/۱۶۱۶م

گوئی علم العلما بود و با علمائے میرزا بحث ہا کردہ غالب آمد۔ عاقبت بدلالت خواجہ داؤد طوسی کہ شاگرد او بود بہ خدمتِ سلطان العارفین مشرف گشت و در صحبت حال از کثرتِ فروش و لباسِ آں جناب خطرہ بخاطرش گذشت و حضرتِ مخدوم باشراف دانستہ ہماں وقت فروش و ظروف و لباس بخانہ او فرستاد و گفت کہ ملا را غیر ازیں چیزے از من بہ نظر نیاید، با و بخشیدم مولانا تائب شدہ بہ تربیت آنجناب فائز گشت و بہ عبادت و ریاضت توفیق یافت بعد شہادت میرزا حیدر بسبب غلبۂ شیعہ ہا طاقتِ اقامت نیاوردہ بحرمین رفت و عمر عزیز دراں جا گذرانیدہ، رحلت نمود و در مزار البقیع آسود۔

ملا داؤد طوسی۔

از شاگردان شمس الدین پال در علوم صوری و معنوی صاحبِ کمال بود بسعادتِ ازلی و شوق جبلی در خدمتِ حضرتِ سلطان العارفین روی ارادت آوردہ بطی منازل سلوک مقبول آنجناب شدہ مدتے بافادۂ صوری و معنوی مشغول بود۔

شیخ بابا داؤد خاکی۔

از قبیلۂ گنائی ہا است کہ در محلۂ کیلاش پورہ سکونت می فرمود و عقل و کیاستے زاید الوصف داشت۔ پدر و مادرش در صغر سن از سر گذشتہ بتوفیق ازلی در خدمت ملا بصیر و ملا رضی الدین و شمس الدین پال تلمذ نمود و در علوم عقلیہ و نقلیہ از ہمہ فائق شدہ فرزندانِ سلطان را بہ مشاہرہ یکصد روپیہ درس می گفت۔

روزے بخدمتِ حضرتِ محبوب العالم قدس سرہ مشرف گشتہ، بتاثیر کلمات آنجناب یکبار ترکِ دنیا نمود و بخدمت گذاری ---

آنجناب استقامت[1] کرده، ننگ و ناموس را سلام فرمود چنانچه کمر بسته و دامن زده و پلہ[2] بپا انداخته آں جناب را هنگام سواری پیش پیش می دوید و فتراک می گرفت ۔ فقط ۔

روزے حضرت شیخ وقت نماز پیشین عزم عیش مقام فرمود ۔ یاران گفتند که نماز پیشین خوانده می رویم ۔ ایشان فرمودند که پیشتر می خوانیم ۔ چوں از شهر نهضت کردند و در عیش مقام رسیده نماز پیشین بر وقت خواندند تا آں جا دو منزل راه بود ۔ چوں از آں مقام رجعت فرمودند نزدیک شهر رسیده شیخ داؤد خاکی بشرم مردم دامن از میان فرو گذاشت ۔ حضرت شیخ بفراست دریافت که ایں حرکت از شرم مردم کرد ۔ پس روز دوم شیخ داؤد را پوست گاو پوشید[3] و کلاه پوست و نعلین گاه در پا انداخت و هنگام سواری در میان شهر بهر سو می دوانید ۔ مردمان حمل بر جنون او کردند و افسوس نمودند ۔ چوں باز گشت بمقام خود رسیدند حضرت فرمودند که ایں محنت سزای حرکت دیروزه است ۔

چوں عرصه دو سال بدیں منوال گذرانید از ناموس و غرور در گذشت ۔ پس او را سیر دهات تجویز دادند ۔ دو سال در سیاحت گذرانید ۔ آنگاه فرمودند که بمقام

---

[1] ۔ حضرت شیخ داؤد خاکی قدس سره را در اوائل حب جاه و پیش و میل تنعم بسیار بود و در تلذذ دنیا رغبت داشت ۔ چوں در صحبت پیر کامل و مکمل رسید او را تقلب حالات و انقلاب رغبات شد که هماں رغبت بریاضت و عبادت بر مزید شد و میل معرفت و حب مشاهده روز افزوں گشت ۔ (اسرار الابرار ۔ قلمی ۔ ص ۱۸۶)

[2] ۔ لفظ کشمیری بمعنی نعلین کاهی

[3] ۔ باید بود "پوشانید"

شنگہ پال پرگنہ کوہہامہ عرصۂ چہل اربعین را خلوت باید کشید و با کسے سخن نہ باید کرد و نان جوین باید خورد و بہ ریاضت و مراقبات باید پرداخت ۔

چوں مطابق فرمان در مسجد شنگہ پال بنشست دیوان و پریان[1] بروے غلبہ آوردند و از مسجد بیرون کشیدند ۔ فردا حضرت شیخ بذاتِ والا دراں جا تشریف آوردند و در یک شبانہ روز دیوان و پریان ازاں جا دفع کردہ ، حضرتِ بابا را فرمودند کہ اکنوں بلا وسواس و ہراس بکار خود شاغلے[2] باشند ۔ پس حضرتِ بابا مدتِ چہل اربعین دراں جا بسر بردند ۔ اکثر اوقات از بقولاتِ کوہی مثلِ فنابری و کاسنی دشتی افطار می کردند و گاہ اوقات دست بطعام می فرمودند ۔

می آرند کہ دریں مدت شیرے بر در حجرۂ او شبانہ پاسبانی می کرد و صبح غائب می شد ۔ ہمدراں ایام غلبۂ رافضیاں بود ۔ اعیانِ شیعہ جماعہ از دزدان بنابر تعصب بر قتلِ بابا مؤکل فرستادند و موکلانِ مذکور تمام شب گرد صومعہ شیخ گردیدہ ، راہ در آمدن نیافتند ۔ علی الصباح گریختہ در دستِ مقدمانِ[3] دہ افتادند و حقیقتِ اصلی بیان نمودند و بہ پاداش کردار ناہنجارِ خود از دستِ میر عدل کہ مخلص حضرتِ بابا بود بقتل رسیدند یکے ازاں میان زندہ ماندہ مرید بابا شدہ بود ۔

می آرند کہ حضرتِ بابا در ایام عزلت با ہیچ کسے سخن نمی گفتند ۔ روزے برای تحقیق مسئلہ مطالعہ تفسیر مدارک ایشان را ضرورت افتادہ چند حرف نوشتہ بر دریچہ نہادند خادم آں را بہ شہر رسانید ۔ حضرتِ شیخ بر نوشتنِ او بباطن مطلع شدہ بروے عتاب کردکہ

---

[1] : باید بود " دیو ہا و پری ہا " ۔ [2] : بمعنی مشغول

[3] : مقصود از کلانتران ۔

تو ملا ہستی دا ز دستِ تو درویشی نمی آید۔ بیا در علاء الدین پورہ نشستہ درس بگو۔

می آرند کہ شبے بر سرِ چشمہ بخواہشِ غسلِ تہجد بر آمدہ بود۔ شخصی درمیانِ

حوضِ چشمہ ملبّس استادہ دید و ترسید کہ جنّی خواہد بود۔ لیکن توحش بسیار توکل،

بخدا کردہ، نزدیکِ او رفت و آں شخص حضرتِ خضر علیہ السلام بود۔ با و مصاحبت

و موانست فرمود و از ہر قسم سوالات نمود۔ و کیفیت و چگونگی چشمہ سارہا پرسید۔

وی تمامی حقیقتِ چشمہ سارہا بیان فرمود گفت بعد ازیں ہر جا کہ می روی ارواح

چشمہ سارہا باستقبالِ تو می آیند و مریدِ تو خواہند شد۔ ہر جا کہ چشمہ خطرناک

باشد من مددگارِ تو می باشم۔

ہمدراں ایّام میرزا حیدر لشکرِ سلطان سکندر کاشغری [را] ہمراہ گرفتہ

در کشمیر رسید و بے چندگاہ زیرِ دامنِ کوہ شنگہ پال معسکر ساخت و با امرائے کشمیر

در آں جا کارزار نمود۔

گویند حضرتِ خاکی را ازیں واقعۂ ہایلہ بوجہے آگاہی نہ بود از آں جا برخاستہ۔

بفرمانِ حضرتِ شیخ برای زیارتِ آستانۂ فیض کاشانہ حضرتِ مخدوم جہانیاں قدس سرّہ

در قصبۂ اوچہ شہرِ ملتان نہضت کرد و از اولیای آں دیار استفادۂ فیوضِ صوری و معنوی

فرمودہ از اقرانِ دوراں گوی سبقت ربود۔

بعد زیارتِ مقاماتِ متبرکہ چوں رجعت فرمود از شہرِ لاہور جناب حاجی احمد

قاری [را] ہمراہ آورد و بمجرد رسیدن اینجا از حضرتِ مخدوم خلعتِ ارشاد حاصل

نمود و بر سجادۂ شیخیت نشستہ در افادہ و افاضۂ خلق بسیار کوشید و در اجرای امرِ معروف

و نہی منکر سعئ بلیغ فرمود و با اولیای کبار مثل حضرت میر سید احمد کہ ثانی و حاجی احمد قاری

و بابا ہردی ریشی صحبت داشت، و از میر سید اسماعیل شامی اجازتِ سلسلۂ عالیہ قادریہ حاصل نمود و جُبّۂ مُہلبیّہ حضرت امیر میرک اندرابی بعقد آورد۔

می آرند کہ روزی حضرتِ شیخ بزرگوار تنہا در حجرۂ خاص نشستہ بودند و شیخ داؤد خاکی از بیرونِ مکالمہ عجیبہ و سخنان بہ آواز مختلفہ و متنوعہ بشنید۔ چون از بیرون در ہیچ کسے را ندیدہ بود کہ در آمد متحیر ماند و بر خلاف امر حضرت دروازہ بر کشاد۔ جماعتے دید در غایتِ حسن و جمال کہ در بحث و گفتگو قیل و قال می کردند۔ حضرت شیخ بوی عتاب فرمود کہ در چنیں حالتی بے رخصت در آمدن ادب نہ بود۔ ایں ارواح چشمہ سار ایں دیار اند کہ برای اخذِ فیوض آمدہ بودند۔ انشاء اللہ تعالیٰ بعد چندگاہ ترا ہمتے و طاقتے بہم رسد کہ در منازلِ ایں ہا رفتہ حقایق مغیبات بر تو مکشوف گردد۔ و ایں طائفہ مغیبات از فرشتہ و اجنہ مستثنیٰ است و ایں ہا بمثالِ آتش اند و آبے کہ از ایں ہا می جوشد بہ منزلۂ دود قیاس باید کرد۔ آنگاہ حضرت بابا داؤد خاکی در موضع اندر ہامہ پرگنہ کامراج بر سر چشمہ مدتے خلوت گزیدہ و بہ خواندن وردِ اعظم و حرز یمانی و حزب البحر و اسماء عظام و سورہ یاسین مواظبت فرمود۔ پس او را کشفِ مغیبات حاصل شد۔ ہر جا کہ می رفت ارواح چشمہ سار ہا معاینہ می کرد و با آنہا صحبت می داشت و تعلیم و تربیت آنہا می فرمود۔ دریں باب او را از حضرتِ خضر اعانتِ کلّی می رسید و از ہردی ریشی بابا ہم امدادی یافت۔

اوّلاً بجانب کوثر ناگ کہ بر کوہستان دیوہ سر واقع است با دو صد کس نہضت فرمود و در آنجا بصولتِ برق و باد و صاعقہ ژالہ تگرگ باریدن گرفت۔ اما بتوجہ آنجناب بخیر گذشت و آفتاب نمودار شد۔ چون بر ساحلِ چشمہ نشستند سیبی از غیب پیدا شدہ بہ کنار رسید۔ حضرت بر داشتہ در خریطۂ انداختند و چادری پوشیدہ در آب فرو رفتند و از

موکلان چشمہ سار جمعے فراہم آمدہ مسلمان شدند وخط بیعت خواستند۔ چوں حضرت بابا برکنار آمدہ جامہ پوشیدند۔ وچند کلمات نوشتہ بر سطح آب انداختند۔ ناگاہ مارے عظیم از آب سرکشیدہ بجانب آنجناب سہ بار سر فرو آوردہ خط بیعت با خود برد فقط۔

بعد ازاں بفرمودۂ بابا ہردی ریشی ـ سر چشمہ واسک ناگ دہ صد مردم را ہمراہ گرفتہ بحضرت کردند اورا تلقین و تربیت فرمودند ۔

آنگاہ با جمعے انبوہ بر کوہ کاجی ناگ عروج نمودند و بعادتِ معہود در چشمۂ کاجی ناگ فرو رفتہ با جمیع اہلِ بیت اورا مسلمان فرمودندعـہ ۔

گویند اہلِ آں چشمہ ہنگامِ وداع یک کوزۂ خورد و یک دیگِ سفالین سر بستہ نذرِ خدمت کردند۔ چوں بالا بر آوردند درمیان ہر دو پول سیاہ دیدند کہ از یک جانب تصویرِ عورت و از طرف دیگر نام راجہ ہرشہ دیو مسکوک بود۔ حسین علیلہ در کتاب خود می نویسد کہ آں فلوس۲ہا مدتے در پیش من موجود بودند ۔ فقط ۔

پس ازاں آنجناب باتفاق یک نیم صد مردم بر کوہستان شارداکہ بطرف داردو واقع است تشریف بردند۔ چوں بر لبِ شالپوت ناگ رسیدند شاہزادہ لباسِ فاخرہ پوشیدہ و برگِ پان خوردہ پیدا شد و گفت من شالپوت ناگم واین نیلہ ناگ وزیرِ من است کہ برای استقبالِ الشیان آمدیم۔ حضرت بابا پرسیدند کہ شالپوت راچہ معنی دارد؟ گفت شالپوت بزبان دارد و کسے را گویند کہ اورا یکصد ہزار پسر باشد۔ چنانچہ در کوہستان دارد و پسرانِ من یکصد ہزار چشمہ موجود است پس انابت گرفتہ ہر دو غائب شدند ۔ فقط ۔

لہ ۔ مقصود از "تذکرۃ الابرار" است ۔ ۲ہ ۔ "ہا" در ینجا زیاد است ۔
عـہ = بابا بعد " کردند "

همچنیں از هرجا ارواح چشمه سار ایندیار در حلقهٔ ارادتِ آنجناب در آمدند.
کیفیتِ آں حسین علی که خلیفهٔ ایشان است و همرکاب آنجناب هرجا حاضر الوقت می بود.
در کتاب تذکرة الابرار تشریح کرده است.

مدعا که حضرتِ بابا فریدِ دهر و وحیدِ عصر بود. بعضی عرفا او را امام اعظم
ثانی می گفتند و در اجرای امر معروف و نهی منکر سعی بلیغ می فرمود. وقتیکه قاضی
موسیٰ از دست یعقوب خان چک بدرجهٔ شهادت رسید، آنجناب در حقِ چکان دعای
بد کرده بشارتِ نکبت و پریشانی آنها بمردم داد. پس بذاتِ والا باتفاق حضرتِ شیخ
یعقوب صرفی و بهرام نایک و فتح خان چک و حیدر خان برادر یعقوب خان بطرف
دهلی نهضت کردند. و در انجا اکبر شاه را بابت تسخیر کشمیر ترغیب نمودند و عهد نامه موثق
فرمودند[1]. چوں عسکر ظفر پیکر بطرفِ کشمیر ایلغار نمود. حضرتِ بابا برای زیارتِ
پیران خود باز به ملتان رفت[2] و بعدِ زیارتِ مقاماتِ متبرکه چوں بجانب کشمیر رجعت
فرمود در اثنای راه طبیعتِ ایشان از جادهٔ اعتدال برگشته بمجرد ورود ایں دیار
سوم ماهِ صفر ۹۹۴ھ[3] دنیای فانی را پدرود نمود. خیر مقدم تاریخ است
ایضاً "روی جنت بدید شیخ امم" اولاً مقبرهٔ ایشان در قصبهٔ اسلام آباد مقرر شده
بود. ثانی الحال معتقدان ایشان نعشِ مبارکش در شهر آورده در حظیرهٔ مرشدِ
بزرگوار خود دفن کردند. صاحبِ تصانیفِ عالیه بود. چنانچه رسالهٔ ورد المریدین و
شرح آں مسمیٰ به دستور السالکین و قصیدهٔ جلالیه و قصیدهٔ غسلیه و رسالهٔ ضروریه مع

ف۱ - هم عصر مورخین مثل ابوالفضل (در اکبرنامه)، طاهر مؤلف بهارستان شاهی، حیدر ملک چادوره [illegible]
ف۲ — باید بود "رفتند" و دریں ضمن در دیگر افعال هم باید تصحیح کرد.
ف۳ — برابر جنوری ۱۴، ۱۵۸۶ء م

شرح آں مسمیٰ بہ مجموعۃ الفواید وغیرہ نسخہ ہای بسیار از تصنیفات اوست۔ قدس سرہٗ۔

خواجہ حسن قاری

بلدمیری از نجبای وقت صاحب علم و فطانت بود۔ کلام اللہ بہ ہفت قرأت از بر داشت۔ ہمیشہ درس می گفت۔ چوں پرتو عشق بیچوں بر چہرۂ خاطر او افتاد، در خدمت حضرت سلطان العارفین شرف اندوز صحبت گشت و بترک اشغال دنیوی در کسب صفائی معنوی پرداخت و در اثنای ریاضات و مجاہدات اکثر اوقات از روح مقدس سرور کائنات علیہ افضل الصلوٰۃ فیض یاب می شد تا کہ بدرجۂ اعلیٰ اعتلا نمود۔ آخر ہا در موضع شیوہ پرگنۂ زینہ گیر منزوی شدہ در انجا مدفون است و حالات و کرامات او از حد افزون۔ و کتاب راحۃ الطالبین در بیان حالات حضرت مخدوم از تصنیفات اوست۔

خواجہ اسحٰق قاری

برادر خواجہ حسن قاری است۔ از حفظ قرآن و علم قرآت حظ وافر داشت۔ اوایل با شیخ احمد نام قلندرے کہ صاحب جذبہ و فتوح باطنی بود ملاقات نمود۔ مدتے از فیض تربیت او فواید جلیلہ حاصل کرد۔ پس در خدمت خاص حضرت سلطان العارفین شرف اندوز صحبت گشت۔ و بعضی اشغال سلوک کہ با مر قلندر موصوف بعمل می آورد حسب فرمان ایشان ترک نمود۔

روزے حضرت مخدوم بنابر حرکت سہلی چند ضرب تازیانہ بر وافگند۔ وے اصلا متغیر نگشت۔ بنا بر آں از زبان مبارک ایشان بہ بشارت قبول توبہ افتخار یافت۔ بیست و دو سال در موضع شیوہ بصاحبت برادر خود بریاضت دانز واگذرانید۔

عاقبت بہ حج رفت مدت یک نیم سال بر درگاہ عالی مجاور بود و در مزار بقیع مدفون

است وکتاب چلچلۃ العارفین در بیانِ حالات و مقاماتِ حضرتِ محبوب العالم قدس سرہ تصنیف کردہ است۔

شیخ احمد چاگلی

از خلفای حضرتِ مخدوم است۔ وے گفت کہ من شبے در خواب جسرے دیدم۔ شخصے تعریف می کرد کہ ایں پل از حضرتِ مخدوم است۔ چوں ازاں پل عبور کردم حضرتِ مخدوم [را] بالائے کوشکے دیدم۔ فرمودند ای ملا احمد بالا بیا۔ پس مرا نزدیکِ خود نشانیدند فردا چوں بخدمتِ ایشاں رفتم آنجناب حقیقتِ خوابِ من خود بخود بیان کردند فرمودند ای ملا احمد ترا از درگاہ قبول کردند۔ بیا بیعت کن۔ ہماں وقت غسلے کردہ شرفِ بیعت و انابت حاصل کردم ۔ فقط ۔

می آرند کہ شیخ احمد را بعدِ بیعت برای کسبِ معرفت امرِ خلوت کردند۔ وے در کوہستان ہرزن رفتہ میانِ غارے انزوا پذیرفت۔ تا عرصۂ شش سال بغیر گیاہ ہیچ نہ خورد و بہ کسے روی خود نشان نداد۔ و با دام و دد انس گرفت۔ بعدِ شش سال حضرتِ مخدوم بر محل خلوت او رسیدند و ہمراہ خود در موضع چاگل آوردند و فرمودند ہر چہ می توانی بخور۔ آنگاہ ۔

نظم :-

بود او را غذائے روزمرہ	دو من خوانی از برنج و ترہ
گاو کوہی کہ خود بخود از کوہ	آمدے سوی مطبخش بہ شکوہ
مطبخی پختہ در زمان کردے	او بیک لحظہ نوش جاں کردے
بطہارت گہے نشد محتاج	نہ بروزانہ و نہ در شب داج
بود ایں حال تا بہ شش سالش	بود حیران ہمہ ز احوالش

باز سلطان از آن مقام گهش   داد بر پایۂ بلند رہش۔

آنگاہ در موضع چاگل پرگنہ کہی پورہ بر مسند ارشاد نشستہ عالمیان را فیض بخشی نمود و در انجا آسود۔ رسالۂ سلطانیہ در بیانِ حالاتِ حضرتِ مخدوم تصنیف کردہ است۔

شیخ حسن

متولی از ساکنانِ موضع چندہ پورہ پرگنہ کھاہور پارہ بود۔ در خدمتِ سلطان العارفین مرتبۂ فنافی الشیخ حاصل کرد کہ در ہر کار بسم اللہ یا حضرتِ مخدوم بزبان می آورد۔ چنانچہ بسم اللہ یا حضرتِ مخدوم خواندہ بر آب می رفت و حضرتِ شیخ عنایات بیغایات در حق او مبذول می داشت تا کہ رتبۂ عالی یافت۔ چون رحلت نمود در انجا آسود۔

شیخ بہرام گور ٹینگی۔

توفیق سلوکِ معنوی[۲] از حضرتِ مخدوم یافتہ خاطر [را] خود از ہمہ برتافت، آخرہا بامر مرشدِ نامدار در موضع گور ٹینگو پرگنہ اوتر بر سر چشمہ میانِ غارے منزوی شدہ[۱] حضرتِ زینی شاہ مجذوب خدمتِ او می کرد و کارہای عجیب بظہور آورد۔ تا حینِ حیات درطی مقاماتِ ساعی بود۔ و در انجا آسود رحمۃ اللہ علیہ۔

شیخ بایزید شمہ ناگی

از پرگنۂ اسلام آباد بود۔ چون در خدمتِ حضرتِ مخدوم شرفِ بیعت یافت، بریاضاتِ شاقہ شغل ورزید و بزیارتِ حرمین موفق گشت۔ بعدِ ادائے مناسکِ حج، چون رجعت کرد در موضع شمہ ناگ پرگنہ اوتر میانِ حجرہ کہ بے در و دریچہ بود، منزوی گشت روزے حضرتِ مخدوم در کلبۂ او پرتو ورود انداخت۔ احوالِ او دیدہ نہایت خوش شد

۱۔ باید شد "می کرد" ۔ ۲۔ سلوک راہ معنوی (ن)

بعد ازاں یکے از مخلصان در فکر در دریچۂ کلبہ اد افتادہ بایزید قبول نکرد و گفت کہ بنظر حضرت مخدوم ہم چنیں پسند افتاد۔ من تغیر آں اصلا نتوانم داد۔ چوں رحلت فرمود در موضع مذکور آسود۔ قدس سرہ ـــ

شنگرف گنائی۔

بتوفیق ازلی در خدمت حضرت مخدوم شرف انابت حاصل کردہ بہ ریاضات شاقہ اشتغال نمود و گوی سعادت از میدان مجاہدت در ربود۔

گویند بغایت خوش الحان بود۔ روزے اذان فجر بآواز بلند می خواند تا کہ آواز ایشان بگوش غازی خان چک کہ شیعہ بود رسید۔ چون نام مبارک حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ در اذان شنید نہایت رنجید۔ شبانگاہ بقصد کشتن او را در خانۂ خود دعوت کرد۔ از روی حیلہ گری چہل آثار برنج را پلاو کردہ و ہفت آثار روغن در میان انداختہ پیش روی ایشان نہاد و گفت ہر گاہ ایشان ایں طعام تمام نخورند از جان خود دست بشویند۔ آنجناب از حضرت رب الارباب استعانت نمودہ طعامیکہ پیش رو داشت تمام نوش جان فرمود و والی از خیال فاسدۂ خود برگشت۔

روز دوم ایشان را در پیش گاہ خود طلبیدہ گفت کہ در فلان موضع میان چشمہ کہ در انجاست سنگے کلان افتادہ است کہ چار[1] و آب نمی توانند خورد۔ چوں کہ ایشان را در ماکولات طاقت کلی است باید کہ سنگ مذکور از انجا بردارند۔ شیخ گفت از دست من ایں کار اصلا نمی آید۔ غازی شاہ آشفتہ حضرت شیخ را سہ شبانروز محبوس داشت۔ او [را] چیزے خوردن نداد روز چہارم حضرت شیخ بعد نماز فجر بر سر چشمہ رفتہ سنگ مذکور [را] بچہار انگشت برداشتہ تا سہ کروہ دور انداخت۔ چوں ایشان رحلت نمودند در

[1] = "چار پا" باید بود۔

موضع گنڈ ابراہیم آسودند رحمۃ اللہ علیہ۔

خواجہ عثمان کول۔

از اکابر تجار ایں دیار صاحب وقار و مغرور و ملدار بود۔ بمساعدت سعادت در خدمت حضرت مخدوم شرف انابت حاصل کردو بہ ترک اشغال دنیا عمر خود در یاد مولیٰ بسر برد۔ آخرہا بہ زیارت حرمین موفق گشت و درانجا بحق آسود۔ علیہ رحمۃ اللہ الودود۔

خواجہ ابراہیم کول۔

از دانشمندان صاف ضمیر عالم تحریر بود۔ بتوفیق رب قدیر در سلک مریدان حضرت محبوب العالم منتظم گشتہ، در ریاضات و مجاہدات از ہمہ دلپذیر شد۔

مولانا میر افضل۔

از نجبای وقت بود۔ در علوم ظاہری حظ وافر داشت۔ شیخ بابا داؤد خاکی از شاگردان اوست۔ چوں بعنایات الٰہی در صحبت حضرت مخدوم مشرف گشت در اندک زمانے طی مقامات کردہ، بدرجہ اعلیٰ اعتلا نمود کہ از اقران فائق شد۔

روزے خیال زیارت حرمین بخاطر آوردہ شبانہ سرور کائنات [را] در خواب دید کہ اسپے کمیت و دستارے سفید و عصائے سبز بوے عطا فرمودند۔ فردا در خدمت حضرت مخدوم بہ نیت رخصت آمدہ، چوں سلام کرد۔ شیخ گفت وعلیک السلام یا حاجی افضل بیا و بنشین چوں بنشست۔ حضرت شیخ اسپے کمیت رنگ [را] زین کردہ دستارے سفید دستہ کردہ و عصای سبز جلا دادہ بوے عطا فرمودند و گفتند کہ ایں ست آنچہ امشب بشما دادہ بودند۔ گفت واللہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں سہ چیز شب بمن بخشیدہ است[1]

[1] ــ بایدبود " اند "

پس بامرِ ایشان راہِ حرمین گرفت و در انجا رسیدہ بہ عنایاتِ بے غایات ارجمندی یافت و در انجا براہِ آخرت بشتافت رحمۃ اللہ علیہ ۔

مولانا زین علی

تلمیذ رشید ملّا شمس الدّین پال بود ۔ و از حضرتِ صرفی ہم تلمّذ فرمود و در خدمت حضرتِ سلطان العارفین روسے ارادت آوردہ حقایق و دقایق معارف و تصوف حاصل کرد و از اربابِ صفا و تقوی شد ۔

بعد انتقال آنجناب بزیارتِ حرمین مشرف گشت و از شیخ ابن حجر مکّی سندِ احادیث اخذ نمود و بجانب خطہ رجعت فرمود ۔ پس اوقاتِ عزیز خود [را] در اشاعت علوم صوری و معنوی صرف نمود و در محلہ رینہ واری آسود ۔

میاں نعمت اللہ

از مردم ملتان بود و با اولیای کبار صحبت داشت ۔ عاقبت بکشمیر آمدہ ، با حضرت مخدوم بیعت کردہ[۱] ، حضرتِ مخدوم ادرا بسیار معزّزمی داشتند ۔ اوقاتِ عزیز خود اکثر در صحبتِ ایشان گذرانید ۔ عاقبت در موضعِ رپور زیرِ دامنہ کوہ منزوی شدہ ، اکثر در استغراق می بود و در انجا آسود ۔

باباعلی رینہ ۔

برادر عینیہ حضرتِ مخدوم است ۔ اما شیخ داؤد خاکی نام او در کتابِ خود ہیچ جا درج نکردہ است ۔ اما میر باباحیدر تولہ مولی در نسخہ ہدایت المخلصین حالات او بمبالغہ تمام می نگارد ۔ خلاصہ آں اینست کہ باباعلی برادر عینی حضرتِ محبوب العالم است ۔

[۱] - در نسخہ (ی) گویند ۔

عرصۂ دوازده سال برای طلبِ مرشد در اطرافِ عالم سیر کرده، سه مرتبه به زیارتِ حرمین فایز گشت۔

و در علوم فقه و حدیث کمالات حاصل کرده، شبے در عالمِ رؤیا سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم و حضرت مخدوم [را] [1] در روضۂ مطهره یکجا دید۔ حضرتِ رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم امر کرد حضرتِ مخدوم را که بابا علی برادرِ شما است۔ او را تربیت باید کرد پس بابا علی طرف [1] کشمیر نهضت فرمود و حضرتِ مخدوم میر بابا حیدر و خواجہ اسحٰق قاری تاہیره پور او را پیشوا فرستاد۔ چون بنظرِ انور فایض [2] گشت۔ به تربیت و تعلیمِ ایشان کمالاتِ راهِ معنوی حاصل نمود۔ عرصۂ یک سال بر بابِ عالی پاسبانی میکرد۔ بعدِ آں همراه حضرتِ شیخ داؤد خاکی در ملتان رفت و با اولیای کبار صحبت داشت و در طیِّ مکان عالیشان بود۔

می آرند که یکے از مریدانِ ایشان در پورب [3] رفته بود۔ ناگاه عیال او را خبرِ ارتحال او رسید۔ زوجۂ او مویه و موی کنان پیشِ بابا آمده التجا نمود۔ حضرتِ بابا زنِ مذکوره را گفت که ساعتے چشمانِ خود پوشیده دار و با شوهرِ خود ملاقات کن۔ آں عورت چوں چشمانِ خود بپوشید فی الحال در پورب رسید و مدتِ هفت شبانه روز مصاحبت و موانستِ شوهر بسر برد۔ آنگاه بفرمانِ بابا دیده برکشاد۔ ازینجا همگی ساعتے رفته بود فقط۔

مُدّعا که حضرتِ بابا از افرادِ وقت بود۔ در موضع تجر پرگنہ زینه گیر آسوده۔ کتاب تذکرة العارفین از تصنیفاتِ اوست۔

۱۔ در نسخہ دی / بطرف ۲۔ بمعنی مستفیض۔

۳۔ لفظ ہندی بمعنی شرقی ہند۔

خواجه میرم

تاجرے مالدار و نامدار بود. بتوفیق ازلی در پیش حضرت محبوب العالم شرفِ انابت حاصل کرده بتعلیم اذکار و اوراد فائز گشت۔

روز دوم حضرت شیخ را در خانۂ خود دعوت کرد. گویند حضرت شیخ با سی و نه کس از ابدالان وقت بدعوتِ او نهضت فرمود۔ چوں سماط گستردند و دو کس[1] را طعام بخش کردند۔ پسانه کس رایک طبق تنها پیش نهادند۔ حضرت شیخ خواجه میرم را فرمود که شما همراه او بخورید۔ پس خواجه میرم شریکِ او شده۔ فی الحال بنظرِ عنایتِ ایشان در زمرۂ ابدالان داخل گشت و بدرجۂ اعلیٰ اعتلا نمود۔ کتابِ تذکرۃ المرشدین در حالاتِ حضرتِ مخدوم از تصنیفات اوست۔ در نظم و نثر دستے عجیب داشت سی غزل او مشہور۔ فقط۔

مولوی فیروز ثانی ۔

از مریدانِ حضرتِ محبوب العالم است۔ ہمیشه در سکر و مستی مستغرق می بود۔ گویند برامردے دلربا شیفته گشت۔ ناگاه امرد مذکور را زنیش افعی ہیجان شد مولوی دہانِ خود بر محل لدغ او نهاده زہرش مکید و امرد زنده گردید و مولانا بجدت سم افعی از جان درگذشت۔ آں معشوق چوں حالِ عاشق بدینسان واثر گونه دید زار زار نالید و دلدادۂ خود [را] دربرگرفته ایں رباعی بطورِ نوحه می خواند۔

آناں که زہرِ عشق بخوردند و مرده اند ۔۔۔ در تیغ عشق سرِ خود را سپرده اند
زاں زہرِ عشق و شوقِ شراب لقاے دوست ۔۔۔ جانِ ابد چو خضر بیک لحظ برده اند

---

[1] - در نسخه (ی) دو دو کس را۔

مولوی بشنیدنِ آوازِ معشوق فی الحال زنده شده به رقص آمد۔ مدعا که مولنا فیروز تاکه زنده بود اوقاتِ خود در وجد و حال و درد و سوز بسر نمود۔

صوفی اللہ داد۔

خادمِ خاصِ حضرتِ سلطان العارفین صاحبِ مشقت و ریاضت بود۔ اسپِ آنجناب که جودر نام داشت خدمت می کرد و همواره فتراک گرفته، هم رکاب کوکبهٔ عالی می بود۔

می آرند که جودر بنظرِ کیمیا اثر حضرتِ مخدوم کمالاتِ انسانی حاصل کرده بود و باجسام مکتبی[1] هر جا می رسید۔ بعضے اوقات برای ضیافتِ مهمانان او را ذبح کرده می خوردند و در میان اصطبل همچنان موجود می بود۔ گاه اوقات حضرتِ پیر او را می فروختند۔ همیشه نزد مشتری موجود می بود و از طویله غائب نمی شد۔ اکثر اوقات حضرتِ مخدوم میانِ کشتی باطراف می رفت و جودر بهر جا سرِ مشرب حاضر می بود۔

گویند حیواناتِ دیگر را جودر تربیت می کرد و بدرجهٔ ولایت می رسانید۔

بیت:۔

آنانکه چشمِ مست بصد حیله واکنند
سگ را ولی کنند و مگس را هما کنند

مدعا که صوفی اللہ داد سرمستِ بادهٔ الست بود۔ سکر و مستی غالب داشت۔

می آرند که بر سوداگر زادهٔ رعنا عاشق و شیدا شده در لیل و نهار بدیدار نوربار یار غمگسار محو و مشتاق می بود۔ سوداگر چون حالِ پسر بنوعِ دیگر دید و از بدنامی ترسید فی الحال فرزند خود به تجارت هند فرستاد و در آنجا در رنجِ تجارتش دو چند افزونی یافت۔

---

[1] ۔ در نسخهٔ (ب) بجسم مکتبی۔

چوں سوداگر از ترقی زر خبر شنید۔ ازیں طرف مال و منال دیگر فرستاد و پسر خود را بخوف بدنامی بایں طرف آمدن نداد۔

گویند مال مذکور او در اثنای راہ غرق دریا شد۔ سوداگر بشنیدن ایں خبر ابتر گشته نزد دیوانه گذر کرد۔ وے گفت ہر گاہ فرزند خود را بایں طرف نمی آری از زندگانی خود توقع نگذاری پس بفرمان پدر پسر از ہند آمده در کشمیر رسید۔ چوں صوفی الله داد دلدار خود را بدید و در بر کشید۔

گویند پسر از بغل او غائب شد۔ پدرش شور برداشت۔ بعد ساعتے پسر بوجود آمده، صوفی از نظر غائب شد۔ ہمچنیں گاہے معشوق در وجود عاشق گم می شد و گاہے عاشق در وجود معشوق غائب می گشت۔ چوں سوداگر ایں حال معائنه کرد۔ فی الحال ترک دنیا ساخته بتربیت صوفی الله داد صوفی کامل شد و نیز پسرش بدرجهٔ ولایت رسید۔

مولانا صوفی علی۔

از خدام کرام حضرت محبوب العالم است که در علوم غریبه و فنون عجیبه دستے داشت۔ چوں بنظر محبوب العالم فائز شد، بگفتهٔ آنجناب مال و دولت و خانمان خود بباد داد۔ مدتے در مطبخ دیگ شوئی می کرد، تا که علوم صوری از خاطر او تمام محو شده بشرف انابت مشرف گشت و بزور مجاہده درجهٔ مشاہده حاصل نمود۔ پس به طے مکان در اطراف ربع مسکون سیر می کرد و از بلاد و امصار بعیده برائے مرشد بزرگوار تحفه ہامی آورد۔

وقتے که در مطبخ طعام کم تر می بود۔ بسم الله کرده در میان دیگ دست می

انداخت و برای صدہا مہمان ازان دیگ طعام می کشید وگاہے مصالح طعام موجود نے بود۔ وے بسم اللہ گفتہ از دیگ ہر چہ می خواست می کشید۔ مدۃ العمر در خدمتِ آنجناب بسر برد۔ چوں رحلت نمود[1]۔

میان یوسف۔

از مریدانِ محبوب العالم مردے مکرم و مرتاض وافخم بود۔ زندگانی در خدمت آنجناب بسر نمود۔

میان غریب۔

از خدام کرام آنجناب کامل و فاضل و روشندل بود۔

میان علی۔

نیز از خدمت گذارانِ حضرتِ محبوب العالم مکرم و معظم و در ورع و تقوی افخم۔

مولوی جعفر۔

از مریدانِ حضرتِ مخدوم است۔ در علوم صوری و معنوی کامل و عامل بود و خرقِ عادات و کمالاتِ او اَحدًا افزون است۔ کتابِ رموز الطالبین از تصنیفاتِ اوست۔

گویند در فصلِ نہم ایں کتاب شنیدنِ ساز و سرود و دیدن حسن و صورت خوب بدلائل شرعیہ مباح کردہ بود۔ چوں کتابِ مذکور بنظر حضور گذرانید حضرت مخدوم فصلِ نہم محو کنانیدہ و فرمود کہ در آخر زمان ایں چنیں سخنان مشکل خواہند شد۔

[1] ۔ در نسخہ (ی) "چوں رحلت نمود" مرقوم نیست۔

ملّا عبد الغنی

عالم و فاضل و کامل از مریدانِ حضرتِ مخدوم بود عمر خود در مجاہدہ بسر نمود۔

شیخ محمد شافی

از فرقۂ افاغنہ افسرِ لشکرِ شاہی بود۔ یازدہ ہزار خروار جاگیر داشت۔ بتوفیقِ ازلی ترکِ دنیا کردہ۔ در خدمتِ حضرتِ مخدوم شرفِ انابت حاصل نمود و بریاضت و مجاہدت پرداخت۔ تاکہ بدرجۂ والا اعتلا نمود۔

خواجہ عبد الحق سمرقندی۔

بطلب مرشد اطراف عالم را سیر کردہ در کشمیر رسید و در خدمتِ حضرتِ محبوب العالم مرید شدہ کمالاتِ طریق طریقت [را] حاصل نمود۔

بہادر شیخ و زینی ریشی۔

ہر دو در کوہستان مدّت بیست سال عبادت می کردند و حجاب ایشان اصلا نمی شد۔ روزے حضرتِ مخدوم بطی مکان در انجا رسیدہ، ایشاں را بشہر آوردند و گوشت اسپ بر سفرۂ خود با آنہا خوردن دادند۔ فی الحال بادراک عالمِ لاہوت فائز شدند۔ بہادر شیخ در ہاروَن مدفون است و زینی ریشی بہ ہند رفت۔

ہادی شیخ۔

بطلب مرشد در کعبہ منتظر می بود از غیب آوازے شنید کہ شیخ حمزہ مخدوم مرشد تو در کشمیر است۔ پس بجانب کشمیر متوجہ شدہ در اثنای راہ ہر روز شخصے تفقّد احوالِ او می کرد۔ چوں بکشمیر رسید حضرتِ مخدوم بشناخت و گفت ہمیں بزرگوار ہر روز تفقّد احوالِ من می فرمود۔ پس بہ تربیّت ایشان

کشفِ کونیہ حاصل کرد۔

ملک ریگی ڈار۔

از احفادِ سیف ڈار رئیس نامدار و صاحبِ کار شہریار بود۔ بتوفیق ازلی وارادۂ جبلی با حضرتِ محبوب العالم دستِ بیعت داده، بزورِ مجاهده، سیر ملکوت حاصل نمود و بدرجۂ اعلیٰ ارتقا فرمود۔ ہمیشہ دل با یار و دست درکار می داشت اشغال دنیوی سدِّ راهِ باطنی او نمی شد۔ آخر بالسببِ فسادِ شیعہ ترکِ حکومت کرده، در خانقاهِ خود عزلت پذیرفت۔ در جود و سخا فردِ یکتا بود۔ چون رحلت نمود در محلۂ سوره میان تبخانہ پر ورسین آسود۔

نوروز ماگری۔

رئیسِ نامدار بود۔ بہ تربیتِ حضرتِ محبوب العالم ترکِ دنیا کرده کشفِ کونیہ حاصل نمود مدعا کہ مریدانِ حضرتِ محبوب العالم چہ در کشمیر و چہ در اطراف دیگر بے شمار اند و ایراد حالاتِ ہر یک دشوار۔ از انجملہ است عارفِ برجستہ احوال خواجہ مہدی پال، صاحبِ درد و سوز خواجہ نوروز، مرتاض و محتاط و راست قول خواجہ محمد شریف و خواجہ اشرف کول، عالی قدر و روشن ضمیر ملک بجی بیر فاضل و محتاط و متقی خواجہ علی وانتجی، پرہیزگار و نیکخو خواجہ ابوالفتح و خواجہ اسماعیل کانجو، مطلع انوار و مخزنِ اسرار خواجہ کاجی داره و یوسف دار، ستوده صفات خواجہ موسیٰ و خواجہ علی نانت، فرخنده سیر خواجہ حیدر، مقربِ بارگاهِ ودود خواجہ قاسم سود، زبدۂ اربابِ کرام خواجہ غلام، رہبر راهِ مستقیم عبدالکریم و عبدالحکیم، صاف باطن و نیک خو عبدالرحیم شالہ گلو،

عارفِ مست و مخمور خواجہ عبدالصبور، ہادیٔ راہِ تحقیق نور محمد رفیق، زبدۂ اربابِ حال خواجہ حسن و خواجہ کمال، مرشدِ ارشد خواجہ محمد محرمان سراپردۂ یکتائی خواجہ نور محمد و خواجہ کمال اشاعی، عارفِ معارف سرمدی خواجہ حسن و خواجہ عبدالرحیم بانڈی، عالمِ عامل و نیک خو خواجہ عبدالکریم و خواجہ غریب شاہو، واقفِ اسرار مرزا بیگ منصبدار، مقبولِ حیّ لایموت میان حمید راجپوت نیک سیرت و فرخندہ خو قاضی ابراہیم و قاضی موسیٰ نادچو، زبدۂ اربابِ حال خواجہ علی کاوسو و خواجہ فرید نوشہری و محمد قاسم مجنون و خواجہ محمد ہاشم ٹوپیگرو، و محمد محسن گنائی، و خواجہ عطار گنائی، و حاجی گنائی و خواجہ شریف گنائی و عبدالرحیم نادچو و محمد افضل چھٹو و محمد امین کلو وغیرہم، ہر ہمہ از اہلِ صفا و مرشدِ راہ خدا است رحمۃ اللہ علیہم رحمۃً واسعۃً۔

خواجہ شہاب الدین۔

از مریدانِ حضرت مخدوم بود۔ عمر خود در خلوت و انزوا بسر برد۔ شانے عجیب داشت۔

عبدالرزاق پال۔

از تربیت یافتگان حضرت شیخ حمزہ مخدوم صاحبِ ریاضت و خوارق بود۔

نور محمد گافی

از خلفای حضرت سلطان حافظ قرآن و سیف خوان بود۔ در مجاہدہ و ریاضت از اقرانِ دوران سبقت ربود۔ چون رحلت نمود در ملہ کوہ آسود۔

پنجم نانته

از مریدانِ حضرتِ محبوبُ العالم صاحبِ ریاضت و مکرم بود۔ در صحن آستانہ آسودہ۔

حافظ عبداللہ۔

از مریدانِ حضرتِ محبوبُ العالم است۔ در ورع و تقویٰ و ریاضت و عبادت شانے عالی داشت روزے نابینائے در پیش او آمدہ استدعای بینائی نمود۔ ایشان فرمودند کہ برو از دریا برائے ما آب بیار۔ اعمیٰ در رفتن تعلل نمود و ایشان گفتند کہ تو آب نیاوردی۔ شاید کہ زود بینا می شدی۔ حالا بخلوت نشین۔ اعمیٰ بامر ایشان چند روز خلوت نشست و بفضل او تعالیٰ بینا شد۔

شیخ معمر

از خلفای حضرتِ مخدوم است۔ صاحبِ ذوق و شوق بود۔ در کتمان حال بسیار می کوشید و از مردم وحشت می کرد و با ہیچ کسے ملتفت نمی شد۔ فقط۔

شیخ یعقوب

از تربیت یافتگان حضرتِ سلطان بود۔ وجد و حال غالب داشت۔ و بر وقتِ سماع بر ہر کہ نظر می کرد آشفتہ و شیدا می گشت۔ عمر خود در سیاحتِ اطراف گذرانید۔ عشق مجازی غالب داشت۔ ہر جا کہ پسرے یا زنے خوبرو می دید آشفتہ و دیوانہ می شد۔ فقط۔ ؞

میره بی بی۔

عارفۂ کاملہ از مریدان حضرت محبوب العالم بود۔ عمر خود در خلوت وانزوا بسر برد۔ از ریسیدن تار سوت قوت می کرد۔ اکثر اوقات در استغراق می بود۔ غیر محرم را روی خود نشان نہ می داد۔ شبان گاہ وحوش ودرندہ انیس او می بودند۔ در موضع گامرو پرگنۂ کوہامہ آسود۔

شیخ بابا والی۔

مصدر حالات عالی ومظہر کمالات متلالی مرید حضرت مخدوم اعلم شیخ حسین خوارزمی بود۔ وتکمیل ارشاد از شیخ محمد شریف حسین حاصل نمود۔ بارہا باتفاق شیخ خلیل اللہ بدخشانی بہ جہاد می رفت وبا کافران غزا می کرد۔

بعد سیاحت بعضے اطراف در ۹۹۹ھ[1] بہ سیر کشمیر آمدہ، در ینجا بظہور کمالات عجیبہ وحالات غریبہ مرجع مردم شد۔ اکثر اوقات در استغراق می بود۔ حتیٰ کہ در اوقات صلوٰۃ خمسہ بلکہ در ارکان نماز ہم بتحریک دیگرے خبردار می شد۔ باوجود احتجاب استغراق جمعے کثیر از فیوض باطنی او فائز گشت واولیای کبار را تربیت نمود وارشاد طریقۂ کبرویہ ہر کس را عطا فرمود۔ چنانچہ حضرت خواجہ محمد باقی سرہندی، بتقریب رفاقت امیر الامرا شیخ فرید بخاری ہمدران ایام وارد ایں دیار شدہ بود۔ تا مدت دو سال از خدمت حضرت شیخ اکتساب فیوض معنوی نمودہ ارشاد حاصل فرمود۔ ہنگام ہنگامۂ میرزا یادگار کہ میان اعیان کشمیر وکسان اکبر شاہ نفاق افتادہ شعلۂ فساد وعناد آن سر بفلک کشید۔ جناب شیخ خود متوجہ شدہ رفع نزاع کردند۔

---

[1] ۔ برابر ۱۵۹۰-۹۱ء

و بہ باعثِ ہماں فتنہ بعضے اہلِ فساد شربتِ مسموم بہ شیخ رسانیدہ، ۱۵، ماہ صفر ۱۰۰۱ھ[1] شہید ساختند۔ و در صحن خانقاہِ معلّٰی دفن کردند[2]۔ شیخ اکمل تاریخ است۔ می آرند کہ یکے از پادشاہانِ وقت بقصدِ امتحانِ ایشان زندہ را در میانِ تابوت مردہ قرار دادہ، حضرتِ شیخ را تکلیفِ جنازہ او نمودند، حضرتِ شیخ اجازتِ جنازۂ او تنکرار بسیار خواستہ، او را چہار تکبیر خواندند۔ چون در تابوت دیدند آن زندہ در میان نعش مردہ بود۔ مصرعہ:۔ ہست قہرِ اولیا قہرِ خدا۔ رحمۃ اللہ علیہ

حضرتِ شیخ یعقوبِ صرفی قدس سرہٗ

از قبیلۂ عاصمی فرزند شیخ حسن گنائی است کہ از نجبای دہر و اکابرِ شہر بود۔ ولادت آنجناب در سنہ ۹۲۸ھ[3] مشہور است۔ در خوردی آثارِ فطانت و بزرگی از ناصیۂ او لایح بود و در سنِ ہفت سالگی حفظ قرآن نمود و در خدمتِ مولانا محمد آنی کہ شاگردِ حضرتِ جامی بود، استفادۂ علوم فرمود و از ایشان ملقب بجامی ثانی شد۔ پس در خدمتِ ملا بصیر کمالاتِ علوم غریبہ و فنونِ عجیبہ حاصل کرد۔

روزے بغیر امرِ پدر با جمعے از یاران ببیر دہ رفت و در انجا عملے نامشروع از ایشان سرزد چون والد او از فعلِ نامشروعِ فرزند خود اطلاع یافت فی الفور بہ زجر و توبیخ از دہ طلبانید۔

روزِ دیگر در عینِ جماعتِ نمازِ فجر حضرتِ ایشان نعرہ برکشید و بیہوش افتاد

---

[1] ۱ھ۔ برابر ۱۱۔ نومبر ۱۵۹۲ء م

[2] ۲ھ۔ در نسخہ د ی / ' مدفون شد' مرقوم است۔

[3] ۳ھ۔ برابر ۲۲-۱۵۲۱ء مبلا د ی۔

مردمان دیدند که پای ایشان مجروح است و جامه با خون آلود. چون بعد عصر بهوش آمد۔ حاضران احوال او پرسیدند و گفت چون برکعت دوّم برخاستم جناب امیر کبیر قدس سرّہ جلوه گر شده سید خلیل محتسب را امر کردند که این گریزپای را پی[1] بریده بکن تاکه بار دیگر نه گریزد۔ در زمان سید خلیل شمشیری بپای من زده عرض نمود که بعد ازین[2] اصلا از راهِ حق نتواند گریخت .،.

روز دیگر باز بی‌هوش افتاد۔ بعد افاقت فرمود که من مرد پیرے سرخ رو بلند قامت دیدم۔ فرمودند که منم شیخ حسین خوارزمی امر کرد مرا حضرتِ امیر کبیر برای تربیت تو باید که خود را فی الفور نزد من در ماوراالنهر برسانی تاکه ابوابِ فیض بر تو مفتوح دارم۔ فقط۔ .،.

بعدِ آں حضرتِ ایشان بقصدِ استخاره در خانقاهِ معلی خلوت نشست و در انجا روح مبارکِ حضرت علی ثانی مکرر جلوه گر شد۔ او را فرمودند که ای فرزند ترا بمخدوم اعلم سپردم۔ زود خود را پیش او برسان تاکه فیض بار اوارث باشی۔ فی الحال عزمِ سفر خراسان مصمم کرد و ممانعتِ استاد و والدین او را مؤثر نشد و در همانروز از راه بانهال بمرافقت چهار کس نهضت فرموده در اثنایِ راه عجایب و غرایب بسیار از آنجناب ظاهر شد۔ چون به سمرقند رسید۔ بیرونِ دروازه شیخ حسین خوارزمی بنشست و در مجالستِ حضور اصلا جرأت نکرد۔ آنجناب او را از دور دیده بحضور طلبیدند و نوازش های موفور مبذول فرمودند و خلفای هفتگانه که به هفت در مقرر بودند و همیشه طالبانِ حق را بامر مرشد

---

[1] پای، پایہ یعنی بعد در نسخه (ی) «برزده»
[2] فی الحال

بزرگوار تربیت می کردند حاضر آمدند۔ حضرت مخدوم اعلم فرمودند که کار آں جوان بنوع دیگر است۔ ایں را بطورِ ما گذارید۔ آنگاه بعدِ حصولِ انابت داخذِ بیعت وتعلیم وتلقینِ علمِ معرفت مدّتے بابتِ مطبخ از جنگل ہیزم می آورد و چند گاه در موسم سرما بپاک کردن متوضائی چله کشاں مامور شده، آخر ہا در خدمتِ حضور شرفیاب صحبت گشت۔ و در طیِّ منازل ومقاماتِ سلوک دادِ ریاضت ومجاہدت داده منظورِ نظرِ عالی شد۔ رفته رفته بوفورِ الطاف و ورودِ خلعتِ ارشاد حاصل نمود و بنا بر رعایت فرقتِ والدین بجانبِ وطن رجعت فرمود، و در انجا ابوابِ ارشاد [را] مفتوح داشته جمعے کثیر از سالکین وطالبین باستفاده فیوض صحبت وخدمتِ ایشان فائز گشت۔ بعدِ مدّتے بخواہشِ حصولِ شرف قدمبوسی مرشد آفاق بجانب خراسان نہضت فرمود۔ از انجا خبر شنید که حضرت مخدومِ اعلم بطواف حرمین الشریفین متوجه شده اند۔ حضرتِ ایشان ایں حرکت غنیمت دانسته از راهِ بغداد بجانبِ حرمین نہضت کردند۔ و در اثنایِ راهِ یکدو منزل آب نایاب بود۔ حضرتِ ایشان در میانِ صحرا استاده بدرگاهِ کبریا التجا کردند۔ فی الحال چشمهٔ آبے بجوشید وقافله سیراب گردید ونیز روزے رفقاء بابت خرچ محتاج شده بودند۔ حضرتِ ایشان سنگے از راه برداشته پارهٔ طلا شد۔ فی الحال فروخته صرف نمودند۔

مدعا که حضرتِ ایشاں را دریں سفر فتوحاتِ بسیار بصحبتِ ابرارِ حاصل گشت۔ از انجمله مصافحهٔ شیخ ابوسعید معمر حبشی بدو واسطه وزیارتِ مشہدِ مقدس رضویه وتحصیلِ سندِ احادیث بروایاتِ مختلفه از خدمتِ زبدة المحدثین

شیخ ابن حجر مکی وغیره در حرمین ویافتن جبّهٔ مبارک حضرتِ امام الائمۃ ابوحنیفه کوفی از بغداد وکلاه مبارک حضرتِ بایزید بسطامی قدس سره وعصائے مبارک حضرتِ امام موسیٰ علی رضا رضی اللہ عنه وصحبت شیخ سلیم چشتی[۱] واجازتِ طریقهٔ ایشان وعطیاتِ دیگر که تفصیل آں در کتبِ خلفای ایشان مشرح است.

بعونِ مکرمتِ الٰہی حاصل کرده بجانبِ کشمیر معاودت فرمود. در آنزمان بسبب استیلای چکان وفساد مذهبِ رافضیان مردم کشمیر نهایت پریشان شده بودند. حضرت در فکرِ تدارکِ آن افتاده بظاهر و باطن سعی بلیغ فرمودند و برای استیصال ایں فرقهٔ شیعه بمرافقت شیخ بابا داؤد خاکی مع چند کس از اعیانِ ایں دیار بطرفِ هندوستان نهضت فرمودند وتصرفِ ملکِ کشمیر باکبرشاه بخشیدند. وافواجِ شاهی [را] همراه خود آوردند و دریں جا مردم کشمیر را از جنگِ چکاں رهایش[۳] دادند. آنگاه حضرتِ ایشان بعد رفع ودفع مخالفان واصلاح واطمینان مردمانِ ایں مکان باز بزیارتِ حرمین الشریفین نهضت فرمودند و بمقام دهلی با حضرتِ شیخ احمد سرهندی قدس سره ملاقات نمودند واو را اجازتِ احادیث وارشادِ طریقهٔ علیهٔ کبرویه بخشیدند و خود در اندک زمانه از حرمین بازگشت تشریف آوردند. و کتبِ تفسیر وفقه وحدیث که دریں شهر نبود همراه آوردند۔

و در حالاتِ ایشان می آرند که آنجناب وقتے در سفرِ هند باشاهد پسرے، نظرے داشت. کسے او را استهزاء نمود که از حضرتِ ایشان استکساب حرفهٔ کیمیاگری باید کرد. آں پسر در خدمتِ حضرتِ ایشان اظهار ایں معنی نمود. ایشان فرمودند که من

۱۔ مقصود "چشتی" ۔ ۳۔ مقصود "رهائی"

۳: هم عصر مورخین ابوالفضل در اکبر نامه، طاهر مؤلف بهارستان شاهی، صید ر ملک چادوره [illegible]

کیمیاگری نمی دانم اما خاک را بنظر نیک طلا خواہم ساخت و در زمان لختۂ خاکی بدست گرفتند و طلا فرمودند۔ فقط ۔

ہمچنیں در بلادِ ہند گفتنت کسے کہ در زمانِ پیشین بنظرِ اولیاء سنگ طلامی شد۔ حضرتِ الیشان بالحاج یکے از دوستان بر سنگپارۂ نگاہ فرمودہ طلا شد ۔فقط۔

و نیز بعضے از رفقائی الیشان می آرند کہ وقتے در آگرہ بودیم دیدیم کہ آنحضرت را در خواب قیلولہ جنبشے عظیم واقع شد و بعد ساعتے جامۂ سفیدے بر بدنِ مبارک الیشان ظاہر گشت ۔ چون از آنحال باز آمدند فرمودند کہ حضرتِ رسالتمآب و مخدوم اعلم بر من جلوہ گر شدند و حضرتِ مخدوم بعرضِ عالی رسانید کہ ایں مریدِ صادق منست آنحضرت جامۂ مبارک خود بالیشان داد کہ باین فرزند بدہ ۔ فی الحال جامۂ مبارک پوشیدم و بشارت ہا یافتم ۔

گویند کہ آں جامہ تاحینِ حیاتِ الیشان را موجود بود ۔ بعدہ بخواجہ حبیب نوشہری بخشیدند و سے بخلیفہ خود زین الدین علی دار عطا فرمود شیخ عبدالوہاب نوری می فرماید کہ من آں جامۂ مبارک را زیارت کردہ ام ۔فقط ۔

و آں جامۂ مقدس تاحال نزدِ احفادِ زین علی دار موجود است کہ بروز عرسِ الیشان مخلوق را نشان می دہند ۔ فقط ۔

روزے با جمعے از یارانِ خود قریبِ صدکس بزیارتِ درویشے رفتند و درویش یک آثار طعام پیش آورد و حضرتِ الیشان بدستِ خود قسمت نمودہ ہمہ ہا سیر خوردند ۔ فقط ۔

مدعا کہ حضرتِ الیشان تاحینِ حیاتِ مستعارہ در اشاعتِ امورِ شریعت و

نشر فیوض معرفت بسیار کوشید و بتاریخ دوازدہم ماہ ذیقعدہ سنہ ۱۰۰۳ھ[1] یکہزار و سہ رحلت فرمود و در محلہ نینہ کدل آسود "شیخ اہل مجد و فخر الانام" تاریخ است

تاریخ:- گفت صبحی بسال تاریخش

پنج و ہفتاد سالۂ آں شہ

ایضاً از مؤلف — تاریخ سہ

شیخ یعقوب صرفی از دنیا	ارجعی خواند و رفت در مینو
سنہ وصل و عمر و مولودش [2]	کرد موزون حسن ز طبع نکو
شیخ حق زاد و کرد عمر عجب ۷۵	رحلتش "افضل انام" بگو ۱۰۰۳ھ[3]

طبعے موزون داشت۔ صرفی تخلص می کرد۔ تصانیف او بسیار است۔ از انجملہ۔ تفسیر قرآن در غایت بسط و دقت بود با خیر نرسید و مسلک الاخیار و وامق عذرا و لیلی مجنون و مغازی النبی و مقامات مرشد کہ ہر پنج نسخہ مقابل خمسۂ ملا عبدالرحمن جامی است۔ و دیگر مناسک حج و شرح صحیح بخاری و حاشیہ توضیح و تلویح و تفسیر دو پارہ اخیر قرآن و روائح و شرح رباعیات و رسالۂ اذکار و کنز الجواہر وغیرہ چہار رسالہ و دیوانی و قصاید و غزلیات دریں جزو زمان از ایشان یادگار است۔ رحمۃ اللہ علیہ ق۔

سلہ۔ برابر ۹ جولائی ۱۵۹۵ء (روز چہار شنبہ)۔

سلہ۔ ۹۲۸ھ، ۱۵۲۱ء۔

سلہ۔ ۱۰۰۳ھ، ۹۵-۱۵۹۴ء۔

شیخ محمّد۔

برادر عینی حضرت ایشان است و در عنفوان جوانی بتعلیم و تربیت حضرت ایشان کمالات معنوی و صوری و خط ارشاد حاصل فرمود۔

و بعد انتقال حضرت ایشان جانشین او شده، خلق خدا را راه سعادت بنمود۔ چون رحلت فرمود در حظیرۂ مرشد بزرگوار آسود۔

میر محمّد خلیفہ۔

از خلفای برجستہ شیخ یعقوب صرفی است۔ پدر وے یوسف میر وزیر یعقوب خان چک شیعۂ شنیعہ بود۔

می آرند کہ چون مردم شیعۂ غلبہ کردند و علماء و امرائے اہل سنّت بانواع عقوبت رنجانیدند۔ چنانچہ اکثرے از اعیان کرام و علماء فخام ازیں مقام ہجرت کردند۔

روزے یعقوب خان بہ یوسف میر گفت کہ تدارک رؤسای اہل سنّت چگونہ می توانیم کرد۔ وے گفت کہ پسرم محمّد میر نہایت دلاور و جبار است۔ از دست او کار شیخ یعقوب صرفی باتصرام خواہد رسید۔ پس از دیگر اعیان ہیچ اندیشہ نیست۔ موجب آں یعقوب خان محمّد میر را وعدۂ تزاید منصب نمودہ بر قتل حضرت ایشان مأمور ساخت۔ چون میر محمد بر موقع رسید حضرت ایشان از مراقبہ سر بر داشتہ بروے نظر کردند۔ فی الحال دست و پای او بلرزید و بیہوش افتاد و بعد ساعتے چون بہوش باز آمد، دست و پای ایشان را بوسید و بیعت کرد و تمامی مال و دولت خود وقف محتاجان ساخت و ملقب بخلیفہ شد۔ پس مردم شیعہ در ایذای او بسیار۔

کوشیدند۔ بنابران ہجرت کردہ درخانۂ میر حمزۂ کریری کہ از مریدان حضرت ایشان بود۔
چندگاہ مخفی نشست و در اوایلِ سلوک بخوف غلبۂ خواب بر سر ستونے تمام شب
در ورزش[1] بسر می برد۔ و در زمستان و تابستان غیر از یک کرتۂ کرپاس در بر نمی داشت
وقتیکہ حضرت ایشان بزیارتِ مرشدِ بزرگوار در خراسان نہضت فرمودند
میر محمد را خلعت ارشاد در بر کردہ بر مسندِ خلافت جلوس دادند۔ پس خلیفہ در خانقاہ
پل درگجن بر مسندِ ارشاد نشستہ خلقِ خدای را راہِ ہدایت می نمود۔ و بعد چندے بشہر
آمدہ، در محلۂ ملارٹہ سکونت ورزید۔ اتفاقاً سلطان ابدال برادر سلطان حسین
والی پکھلی مریدِ ایشان شدہ بابت آمدن [بہ] پکھلی التماس نمود۔ و خلیفہ مولنٰا
شریف خادم و میر باقر و میر حمزہ کریری را بخلافتِ خود ہمراہ سلطان ابدال در پکھلی
فرستادند۔ و بعد آں سلطان بابتِ قدومِ میمنت لزومِ خود ایشان را از حد ابرام نمود۔
موجب آں خلیفہ بطرفِ پکھلی نہضت فرمود۔ سلطان مراتبِ خدماتِ ایشان بجا
آوردہ، خانقاہے برای خدامِ آنجناب بنا فرمود۔ پس حضرت خلیفہ مدۃ العمر
خود درانجا بسر برد و جمعے کثیر بحسنِ تربیت آنجناب بمقام تکمیل رسیدند و خلاع
خلافت پوشیدند و بتاریخ ۲ ماہ محرم الحرام ۱۰۱۵ھ[2] یک ہزار پانزدہ شربتِ
کل نفس ذائقۃ الموت نوشیدہ در دیار پکھلی آسود۔

حضرت خواجہ طاہر رفیق۔

از قبیلۂ اشائیہا[ست] اوّل اویسی بود۔ عرصۂ دوازدہ سال بر دکانِ

---

[1] — در ورزش نکرہ۔ (نسخہ ی)
[2] — برابر روز جمعہ، ۲۔ مئی ۱۶۰۶ء م   ـ = پکھلی

بزازی می نشست ومالِ بزازی کمتر می فروخت۔ چوں پدرش دیگبا[1] سہا از زرپُر کرده بود۔ و با حضرتِ خضر علیہ السلام اکثر صحبت می داشت۔ آخر ہا والدِ ماجدِ ایشان خواجہ ابراہیم اشائی برای تجارت در لاہور رفت۔

وہم دراں ایام شیخ عبدُالشکور کہ از احفادِ مخدوم بہاءالدین زکریای ملتانی بود، دبلدہ لاہور تشریف فرمودہ ولولہ ولایتِ او در شہر افتاد۔ خواجہ ابراہیم بملازمتِ آنجناب کامیاب شده با جمیع اصحابِ ایشان را در خانہ خود دعوت فرمود۔ چوں حضرتِ شیخ در خانہ او رفتند دراںجا بر موقع تناولِ ضیافت۔ چیزے عجیب وغریب بطورِ تحفہ ایشان پیش آوردند کہ باعثِ تفریح وتشریح خاطرِ مبارکِ ایشان شد۔

فرمودند ای خواجہ از ما چیزے بخواه۔ گفت دخترے دارم در کشمیر وے بیمار است درحقِ وے دعای خیرے فرمایند۔ ایشان درحقِ وے دعا کردند۔ وفرمودند کہ اینچہ کارِ دشوار بود؟ بہتر ازیں چیزے از ما بخواه۔ گفت ہرچہ کہ عنایت شود۔ فرمودند چند پسر داری؟ گفت دو پسر۔ ایشان فرمودند آنکہ خواجہ طاہر است من اورا خلیفہ خود گردانم۔ گفت وے در کشمیر است۔ شیخ تبسم کرده صورتِ خواجہ طاہر بوے بنمود۔ پس خطِ ارشاد معہ اسناد وتعلیم آدابِ نشستن و احکاماتِ طریقت وآدابِ خلوت واجازتِ اخذِ بیعت املا کرده بخواجہ ابراہیم تفویض نمود وفاتحہ خواند وسبحہ وخرقہ خود باو عطا فرمود وگفت من در مہماتِ او ہر وقت حاضر باشم انگاه خواجہ طاہر بوصولِ اینچنین عطیہ غیبی بمرتبہ اعلی ارتقا۔

---

[1] لفظ ہندی۔ بمعنی ظروفِ سفالین۔

یافت واز پایۂ مجاہدہ بدرجۂ مشاہدہ بشتافت ـ

فرد:- این دولت عشق سرسری نیست . داند ہر کہ داوری نیست

بعدازان حضرت خواجہ بدستورِ سابق بر دوکانِ بزازی می نشست ـ روزے حضرت خضر علیہ السلام بوے اشارہ کرد کہ شر البقاع اسواقھا[1] ـ موجبِ آن حضرت خواجہ ترکِ دوکانِ بزازی فرمود ـ

بعدازین از زراعت خود کہ در موضع وانی گام مقرر داشت قوت می کرد و با حضرت مخدوم و شیخ یعقوب صرفی و میر بابا وانی و بابا ہردی ریشی صحبت می داشت در سلسلۂ سہروردی و نقشبندی و کبروی و قادری ممتاز بود ـ

حضرت سلطان العارفین فرمود کہ خواجہ طاہر بقال[2] بود سرمایہ خزینہ نگہداشت و من زمیندار[3] بودم و خرج کردم ـ حضرت خواجہ فرمود کہ مرا بخشش از درگاہ عطا کردند نگاہ کردم[4] ـ حضرت مخدوم آنرا تجارت نمود و افزود ـ حضرت مخدوم فرمود کہ من و او خدمت برابر کردیم ـ مرا ہمگی مزد خدمت دادند و او را مزد خدمت و انعام بخشیدند ـ فقط ـ

و بقول بعضے حضرت خواجہ چند گاہ الوالوقت بود ـ فقط ـ

روزے یعقوب خان چک در خدمت ایشان آمدہ در اثناء راہ غلام را گفت

---

[1] ـ "یعنی بدترین جاہا بازاراست" ـ
[2] ـ ' تاجر ' (نسخہ ی) ـ
[3] ـ مقصود " زارع " ـ
[4] ـ یعنی محفوظ داشتم ـ
[5] ـ باید "بہ او" ـ

که وقتیکه من اشاره می کنم تو حضرت خواجه را قتل بکن۔ چوں یعقوب خان در خدمت ایشان در آمد آنجناب چند بیضۂ ماکیاں [را] درمیانِ جام پیش او نهادند۔ وے بیضۂ ها معه قشر بخورد۔ و از مجلس رخصت خواست۔ چوں بیروں آمد غلام را گفت که شیرے نزد ایشان کشاده دہان دیدم ترسیدم۔ فقط۔

روزے امام مسجد ملک مسعود ایشاں را از تنگدستی خود عرض کرد۔ ایشان گفتند که خواب های مردم را تعبیر بگو۔ وے فتوح بسیار یافت فقط۔

روزے امام مسجد اشائی بقصدِ امتحان ایشاں[1] را عرض کرد که مرا چیزے عطا فرمایند که ازاں مرده زنده شود حضرت خواجه یک خسِ بوریا وے بخشیدند۔ وے تسخر دانسته، درمیان دستار نهاده در بسر راه عصفورے مرده دید و خس بوریا بروے نهاد۔ وے زنده شده خسِ بوریا [را] به منقار برداشته پرید[2] و رفت۔ فقط۔

می آرند که مخلصے از عسرت احوالش گله کرد و ایشاں فرمودند که بوقتِ شام درمیانِ سجده یک اشرفی هر روز ترا زیر پیشانی پیدا شود۔ آنرا مصرفِ عیال خود بکن و ذخیره فردا مگذار و آں شخص تا مدتِ مدید هر روز بلا ناغه آں اشرفی [را] زیرِ پیشانی می یافت۔ [بعد] روزے چند چمن زمین زعفران آن[3] پانپور خرید کرد۔ و آں اشرفی موقوف شد فقط۔

وقتیکه حکام شیعه در کشمیر لوای تعصب افراشتند و اکثر از علماء و فضلای ایں دیار باطراف هجرت کردند، حضرت خواجه هم مدت نه سال در اطراف کوهستان مراج

---

[1] باید بود "بایشان"۔
[2] باید بود "پرید"۔ [3] باید بود "در"۔

بانزواگذرانیدند و مردم بسیارے از آں ناحیہ مرید و منقاد آنجناب شدند۔
ازانجملہ مدتے در موضع لورہ گام و موضع کولے و موضع میر در پرگنۂ اولر گذرانیدند
انگاہ در موضع ساموران[1] پرگنۂ کوٹہار مدتے بسر بردند۔ آخر الامر باتفاق شیخ
یعقوب صرفی و شیخ بابا داؤد خاکی در پرگنۂ شاہ آباد رسیدند و در خانۂ آدر
سہہ کہ رئیس آنسواد بود چندے آسودند و آدر سہہ را بتوجہات فراوان مسلمان
کردند۔ ازانجا شیخ یعقوب صرفی و شیخ داؤد خاکی وغیرہ چند کس از روساي ایں دیار
رخت سفر بربستہ، بہ ہندوستان رفتند و افواج اکبر شاہ [را] ہمراہ آوردہ ملک
کشمیر از تصرف شیعہ ہا بدر کشیدند۔[ع] فقط۔

می آرند کہ ہنگام ہجرت چوں در پرگنۂ اولر رسیدند تنہا بودند وزیر غار[2] بنی
چہل شبانروز معتکف شدند۔ پیر مردے روشنضمیر از دور لمعات نور برلشتۂ درخشان
دیدہ و دویدہ در انجا رسیدہ آنجناب را بخانۂ خود آوردہ شش ماہ در خانۂ اش
گذرانیدند۔

روزے برلب جو طہارت می فرمودند۔ چوبے نیم سوختہ از آب برداشتند
و بالتماس آں مرد درویش بر زمین نہال کردند۔ چنارے بلند روئید کہ تا حال در
آنجا سرسبز و بالیدہ است۔

می آرند کہ بعد رفع و دفع غلبۂ شیعہ ہا آنجناب بجانب شہر رجعت
فرمودہ، در محلۂ فتحکدل متوطن شدند۔ و بافادہ و افاضۂ خلق مشغول گشتند و

[1] اکنوں سابزن در پرگنۂ کوٹہار +
[2] خار بنی – ؟؟

[ع] ملاحظہ کنید نوٹ نمبر ۳ در ذکر شیخ یعقوب صرفیؒ۔ (جی آنہ)

در ۹۹۹ھ خانقاہے بنا فرمودند و لنگر جاری داشتند[1]۔ غرّہ ماہ ذوالحجہ ۱۰۰۱ھ[2]
رحلت فرمودند۔ شیخ الاولیا بود و شیخ کامل تاریخ است۔ مقبرۂ آنجناب در محلۂ فتح
کدل مشہور۔

شیخ اسماعیل قادری۔

مرید سید عبدالخالق قادری بود کہ از ولایت بطریق مکان آمدہ شیخ اسماعیل
را تربیت نمودہ خرقہ و عصا و کلاہ داد و شغل اشتغال باطن فرمودہ از نزد خود آوردہ باز
گشت بوطن رفت و شیخ اسماعیل بریاضات شاقہ مشغول گشتہ بدرجۂ اعلیٰ ارتقا نمود۔
آخر عمر بسبب قحط چند گاہ در قصبہ سوپور گذرانید۔ و از آنجا در قصبہ بارہ مولہ رفتہ چند
گاہ در آنجا بعزلت و انزوا بسر بردہ و در آنجا خواجہ قاسم زرگر را تصرفے نمود۔ بواسطۂ
او در شہر آمدہ مدت شش سال در خانۂ او گذرانید و بعد آن مدت سہ سال در
خانۂ صدرالدین ریخ بسر بردہ با حضرت محبوب العالم و شیخ داود خاکی صحبت
داشت۔ چنانچہ حضرت محبوب العالم از علو حالات او اخبار ہا کردند۔ در ۱۰۲۷ھ[3]
رحلت نمودہ در مزار خواجہ صدرالدین متصل مقبرۂ حضرت بابا حاجی ادہم مدفون
است۔

شیخ شہاب الدین سندی

در عہد سلطان حسن شاہ از سند آمدہ در کشمیر توقف نمودہ از ارباب صفا
بود۔ در نو آکدل آسودہ این رباعی در تعریف کشمیر گفتہ است۔

۱ھ۔ باید بجائے "کردند"۔ ۲ھ۔ برابر ۱۹۔ اگست ۱۵۹۳ء
۳ھ۔ برابر ۱۸۔ ۱۶۱۷ء

رُباعی :-

کانت لاکشمیر ... جنات عدن فی ہی للمؤمنین ^[۱]
قد کتب الله علی بابہا من دخلہ کان من الآمنین

ملا محسن غزنوی :-

از مریدانِ بابا حاجی ادہم بود۔ حالات وکمالاتِ عالیات داشت۔ در مقبرہ مرشد مدفون است۔

شیخ بایزید :-

از اربابِ صفا مرید بابا فتح اللہ ثانی بود۔ در خلاص پورہ آسود۔

مولانا احمد کاتب :-

بطلب مرشد بینا سیر دنیا کردہ بخدمت مولنا کمال الدین محمود رومی ارادت آوردہ صاحب ریاضات وکمالات بود۔ تصانیف او در نظم ونثر بسیار است۔ قریب مقبرہ بادی شاہ مدفون۔

حاجی احمد قاری :-

خلف وخلیفۂ مخدوم عباس ملتانی، حافظِ کلام ربانی در حقیقت ومعرفت فانی ودر علوم صوری ومعنوی فردِ ثانی وبواسطۂ آبائی خود مرید مخدوم بہاء الدین زکریای ملتانی بودہ، در خدا دانی وصفائی روحانی شانے عظیم داشت۔

---

^[۱] لہ۔ گویا کہ کشمیر برائے باشندگانِ کشمیر گلزار۔ وبرائے مومنین جنت است۔ وبر دروازہ آنہا نگاشتہ شدہ است کہ ہر کہ درآں آمد از امن رسیدگان است۔

گویند در ریعانِ جوانی بطلبِ مولیٰ بکمالِ احتراق و اشتیاق سفر ہا نمود و در هر دیار با اولیای کبار صحبت ہا فرمود ـ چون صنجل دل را بصیقل ریاضت و صحبتِ اہلِ معرفت روشنی بخشید ـ دامنِ خاطر از ماسوی برچیده تارکِ دنیا گردید و ہمیشه گلیم سیاہی در بر میکشید که اطراف آن از خارہا بر دوشِ خود مضبوط می داشت ـ عاقبة الامر متاہل شده چندے در صوبه لاہور اقامت فرمود و در آنجا از خدمتِ شیخ محمد ماه ـ روشن بکمالِ فصاحت و بلاغت علمِ قرأت بروایاتِ مختلفه آموخت و شمعِ خاطرِ احباب ازین ضیای کمیاب در ہر جا افروخت ـ

وقتیکه شیخ داؤد خاکی بعد زیارت مقابر پیران طریقت در لاہور رسید و در آنجا به مصاحبتِ وافر النور مخدوم احمد قاری مسرور شده با ہمدیگر عقدِ مؤانست و مباسطت بستند، بنابران مخدوم احمد بالحاح و ابرام آن زبدهٔ کرام با این دیار بہشت آسام،[۱] روی عزیمت آورد و درینجا به ملاقاتِ فیض آیات حضرت محبوب العالم مستفیض شده، در اقامتِ این دیار استقامت فرمودند و در آن زمان مردمانِ کشمیر [میان] قاف و کاف و حاو ہا را فرق نمی توانستند کرد ـ آنگاه بتوجہاتِ آنجناب ہر کسے در اکتسابِ علمِ قرأت پرداخته صدہا مردم از فیوضِ ظاہری و باطنی ایشان مستفیض شده، در قرأت قرآن کمالات حاصل نمودند و آنجناب ہمیشه از صحبتِ اربابِ زمانه اجتناب می فرمودند ـ ہمگی بوقتِ تعلیم قرآن مردمان روئے ایشان می دیدند ـ غازی خان چک والی کشمیر باوجودِ شیعه گی معتقدِ ایشان بود ـ چنانچه در غلبهٔ لشکر میرزا ابو المعالی بدعای ایشان نصرت یافته

---

[۱] باید بود "بہشت آسا" (جی، آر)

ویک ہزار اشرفی نذرِ ایشان گذرانید۔ اصلاقبول نکردند۔ فقط۔

روزے نبّاشے یعنی کفن دزد (را) در زندان دیدند۔ اَو (او را)[1] کیفیت موتے پرسیدند۔ گفت روزے در قبرے در آمدم از آنطرف حجرۂ نورانی دیدم کہ صاحبِ قبر بر اریکۂ عالی نشستہ بود واز طاقِ کفن خود برداشتہ بمن عطا فرمود۔ روز دیگر زنے دیدم کہ اورا ایں طور عذاب ہامی کردند۔ حضرتِ مخدومی تابِ شنیدن آں نیاوردہ پرسیدند کہ آں مرد۔ درکدام جامی بود۔ گفت در فلان خانہ۔ پس ایشان در خانۂ آں شخص رفتہ از اہلیۂ او حقیقتِ حالِ او پرسیدند۔ گفت اوقاتِ او ہمگی در تلاوتِ قرآن ونماز شب صرف می شد و در عباداتِ او عجبے، و در خیراتِ او فخرے و در زکوٰۃ او منتے اصلانمی بود۔ فقط۔

ونیز جنابِ مخدومی می فرمودند کہ من ملّاحے را دیدم و باعثِ ترکِ دنیا ازو پرسیدم گفت شبے مردہ درمیانِ دریا دیدم کہ جماعۂ از موکّلان آمدہ اورا بنامِ خود و مادرِ خود[2] آواز دادند زندہ شد۔ پس بستہ کردہ بعذاب ہائے سخت معذّب کردند و صبح بجائے خود آمدہ باز مردہ افتادہ من ترکِ دنیا کردم۔ ۳ھ

مدّعا کہ حضرتِ مخدوم احمد فریدِ عصر و یگانۂ دہر بود۔ بتاریخ ۸ رمضان سنہ ۹۶۹ھ[3] از دنیا رحلت فرمودہ در محلۂ قطب الدین پورہ متصل نو مسجد آسودہ۔ "توفّی اعلم الفقرا" تاریخ است۔

---

[1] باید بود " از وکیفیتے "

[2] بنام خودش و مادرش (نسخہ ی)۔

[3] برابر ۱۲ مئی ۱۵۶۲ء

بابا مسعود نروری :-

از نجبای شهر و اغنیای دهر بود. چون ذوق خداپرستی بهرسانید از خانه باراده
دیدن شمس عراقی که دران ایام مرجع انام بود و خود را از مریدان بابا اسماعیل می ستود و،
مذهب شیعه شایع می کرد. بر آمد و در اثنای راه شخصی با و اتفاق شد و از رفتن جدی
باز آورد و در خدمت میر سید احمد کرمانی که در محله تبل لنگر اقامت کرده بود او را
رهنمونی فرمود. چون بملازمت آنجناب رسید بفرموده الشان شب بصلوٰة استخاره
حاصل شده، در خواب دید که حضرت سرور کائنات علیه افضل الصلوات در میان
سفینه نشسته بودند و جمیع حضرات سهروردیه رسنها بگردن انداخته کشتی را می
کشیدند. بابا مسعود هم ریسمان در گردن انداخته بکشیدن کشتی دستوری یافت
فردا واقعه شب بعرض حضرت سید رسانیده، الشان بوسه مبارک کردند و بسبیل
طریقتش تعلیم و تلقین فرمودند. همان روز از مال و مکنت و جاه ثروت درگذشته بیاد
خالق حقیقی مشغول شد و بزور ریاضات مجاهدات در اندک زمان از اقران خود گوی
سبقت ربوده حقوق خدمات مرشد بزرگوار خود بدل و جان بجا می آورد.

بعد انتقال مرشد نامدار خط ارشاد از خدمت میر سید مسافر مخدوم زاده خود
حاصل نمود و از صحبت سید جلال الدین که از خلفای حضرت میر بود فائز گشت و
در خدمت حضرت سلطان العارفین و حاجی احمد قاری بسیار می رفت و حضرت
محبوب العالم از علو استعداد او بارها ذکر خیر می کردند و بعضی تبرکات جلیل القدر
که حضرت میر قدس سره از بزرگان خود یافته در کشمیر آورده بودند میر سید مسافر هنگام
بخشیدن خط ارشاد خواجه مسعود را عطا فرمودند که الحال در نروره موجودند. اول

اوّل طبلهٔ سربستهٔ مقفّل که هیچکس بر افتتاح آن اجازت نمی کند.

گویند در میان آن صحن حضرت فاطمهٔ زهرا است رضی الله عنها و جامهای خون آلود شهدای کربلا. دوّم نعلین مبارک سرور کائنات علیه افضل الصلوات. سوّم پنجهٔ درفش که در غزوات همراه [illegible] خواجه رحلت فرمود در محلهٔ نروره آسود.

آخوند ملا جمال :-

از احفاد قاضی جمال بدرشاهی مرید و داماد بابا فتح الله ثانی بود. در علوم صوری و معنوی [illegible] عالی داشت. عمر عزیز خود در تدریس و تعلیم علوم ظاهری و باطنی صرف نمود.

گویند آخوند از شیخ العالم شیخ نور الدین چندان اخلاصے نه داشت. شبے رسول اکرم صلی الله علیه وسلم [illegible] در خواب دید و عزیزے همزانوی آنجناب نشسته بود. متعجب شد. حضرت رسالت فرمودند که ای ملا جمال این شخص شیخ نور الدین است. کار [illegible] هیچکس نتواند کرد. بالجمله مولانا در علوم ربانی فرد لاثانی بود و از فیوض او عالمے فائز گشت. همیشه در وضع فقر بے تکلف می بود. بلذات نفسانی و جسمانی اصلا میل نے فرمود. گوشت کمتر می خورد. چون رحلت نمود، در ملہ کواه آسود.

آخوند ملا کمال :-

برادر آخوند ملا جمال حلال دقایق و کشاف حقایق بود. مرید خاص و داماد اختصاص بابا فتح الله ثانی است. از کرده مولانا جمال نسبت علمی غالب داشت. و در خدمت بابرکت خواجه عبدالشهید نقشبندی که احفاد خواجه عبیدالله احرار بود.

رسیده بکمالاتِ صوری و معنوی فائز گشت۔ پس مدۃ العمر خود در لاہور و سیالکوٹ بتدریس علومِ ظاہری و باطنی اشتغال نمود و عالمے [را] از فیوضِ خود فائز فرمود۔ فرقۂ اجنہ ہم در خدمتِ ایشان برای اخذِ تعلیم می آمدند۔ و حضرتِ مجددِ الفِ ثانی شیخ احمد سرہندی و ملا عبدالحکیم سیالکوٹی از شاگردانِ اوست۔ چوں رحلت فرمود در لاہور آسود۔

تاریخ :- ملحقِ حق قطب و تاجِ اولیا ملا کمال (۱۰۱۷ھ ۱۶۰۸ء)

بابا عبدالکریم :-

بتوفیقِ ازلی مریدِ شیخ فتح اللہ ثانی شدہ از اربابِ جذبہ و اہلِ مکاشفہ بود۔ و برای سترِ حال و قوتِ عیال ہریسہ پزی می کرد۔ یک دیگ می فروخت و یک دیگ بمساکین و فقرا می داد و در عہدِ او قحطے شدید بوقوع آمدہ کہ بدعای ہیچ کسے از اہلِ ولا رفعِ بلا نشد۔

پس یکے از اکابرِ اولیا جنابِ رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم [را] در خواب دید و فرمودند کہ بغیرِ دعای شیخ عبدالکریم ایں بلا رفع نتواند شد۔ موجبِ آں مردمان در خدمتِ ایشان عجز و نیاز و الحاح و ابرام از حد نمودند و ایشان باز دحامِ عوام در عیدگاہ رفتہ بدعا پرداختند۔ فی الحال قحط غلہ بفراخی مبدل گشت و ایں معنی موجبِ اشتہارِ او شد و در محلۂ علاء الدین پورہ متصلِ فتحکدل[1] در خطیرۂ سید محمد خاوری مقبرۂ اوست۔

شیخ اسماعیل چشتی :-

از نجبای شہر شاگردِ ملا جمال زبدۂ افرادِ رجال صاحبِ کمال بود۔ بعد اکتسابِ

---

[1] - اکنون " محلہ بابا الکریم فتحکدل "۔

علوم صوری و معنوی بجانب ہند نہضت کردہ در انجا بصحبت شیخ نوراللہ چشتی بعلوم معنوی فائز شد و بعد قطع منازل سلوک از جناب میر عبداللہ بلخی اجازت حاصل کردہ بجانب کشمیر رجعت فرمودہ در کنج عزلت بخلوت نشستہ ہمیشہ در ورطۂ استغراق متغرق می بود۔ اصلاً بطرف بالا نمی دید و التفات بہ کسے نہ کرد۔ دوازدہ سال در یک مدرسہ ملازمت نمود۔ گویند تاک انگوری بر سر مدرسہ او بود کہ بر ساکنان مدرسہ سایہ می انداخت۔

روزے قطرۂ آبے ازان تاک بر کتابے افتادہ متحیر شد و گفت آب از کجا آمد حاضران از تاک و سایۂ آں مطلع فرمودند مقبرۂ او در محلہ خواجہ بالا تر از مقبرۂ قاضی شہید متصل مقبرۂ مولانا جمال سر راہ واقعست۔

خواجہ بہاءالدین محمد

وطن اصلی ایشان خوارزم[ا] بود۔ بعد اکتساب علوم ظاہری براہ حرمین شتافت و بعد ادای مناسک حج بہند آمدہ، در سلک ملازمان اکبر شاہ منتظم گشت و ازآنجا بجاذبۂ عشق آلٰہی ترک منصب کردہ، در محلۂ بلدمیر بریاضت بنشست و بعد طی مقامات سلوک خطِ ارشاد حاصل نمودہ بافادۂ خلق مشغول شد۔ آخر عمر عیال و اطفال [را] در شہر گذاشتہ، بطرف دہ رفت و بقیۂ حیات در انجا بعزلت گذرانید۔

حضرت میر نازک قادری

از اجلۂ شہر، فرید دہر و یگانۂ عصر بود۔ نسبت مبارک او بہ قاضی میر علی کہ

ا۔ اکنون خیوہ (KHIVA)

خود طبقۂ قافیہ شنیده است می رسد و در علوم صوری و معنوی فرد یکتا بود و از
محبوب دریا عشرا بود اول عشق منقطرا از فیض نظر جناب محبوب العالم قدس سرہ
کریم مخترم شده بود۔ او دولت فیوض شرفیاب از جناب شیخ داؤد خاکی حاصل
نموده [illegible] خاکی با
حضرت خاکی منعقد ساخت میر نازک از حضرت شیخ کرامت بقرزندی معنوی
پذیرفت و طریقۂ قادریه [1] او تعلیم داد [illegible] پس حضرت میر
لوازم این سلسلۂ عالیه [را] کما ینبغی بظهور آورده عمر عزیز خود در فقر و انزوا
گذرانید و در ماکولات و ملبوسات احتیاط واقعی مرعی می داشت و بغیر جمعه و جماعت
از حجرۂ خود بیرون نمی رفت و فتوحات بفقرا می بخشید۔ فقط۔

گویند مریدے ایشان را بخانۂ خود دعوت نمود۔ آنجناب بسبب شرکت برادران
که غائب بودند ضیافت او قبول نه فرمود۔ فقط۔

شخصے چند میوه از باغ خود بگمان حلال آورده [illegible] دند و گفتند نمی دانم
که [illegible] او اکره دو باشی۔ فقط۔ یکے از حکام آن دیار در خدمت او آمده
خواست که در خانقاه در آید میر اذن نداد تا که بوریای خانقاه بر نداشت آنچه که
وے فتوح آورده بود بفقرا بخشید۔ فقط۔

مشهور است که بزرگے از اہل سماع بود۔ بملاقات او آمده میر ملاقات
او منظور نه فرمود۔ آن بزرگ شقه نوشت که ما از اشتیاق سوختیم و حضرت میر بر
پشت شقه نوشت که ما سوختیم و خاکستر شدیم و بباد رفتیم۔

---

[1] - باید بود "و کرد"

مدعا که حالات و کمالات آنجناب از حیز تحریر بیرون است. ذکر اوقات و برکاتش افزون

سلسلهٔ عالیهٔ قادریه از خاندانِ او رواج یافت که تا حال جاریست. فقط.

می آرند که در خطهٔ کشمیر جانورے عجیب الصورت غریب الهیئت بازکه رنگ

پرهای او سفید و سبز و زرد و فیروزی ملوّن و منقّش بود سه مرتبه در مسجد جامع

کشمیر ظاهر گشت. اولاً در سنه ۱۰۲۲ھ[1] سمتِ دروازهٔ شرقی ظاهر شده چهار ستونِ

عالیه را طواف کرده پس غائب شده در همان ایام حضرت میر نازک قادری

ارتحال فرمود.

بعد آن در سنه ۱۰۲۴ھ[2] ثانیاً ظاهر شده در گنبد محراب که آنرا "سلطان خانه" می

گویند ظاهر شده چهار ستون را طواف نموده در آن سال وبای عام بوقوع

آمد.

مرتبهٔ سیوم جانب گنبد دروازهٔ شمالی پیدا شده چهار ستونِ

بلند را تا بیست روز گرد می گشت. مردمان سنگها می دادند[3] خوف نمی کرد

دران ایام قحط عظیم واقع شد. مدعا که حضرت میر بتاریخ نهم ذی الحجه سنه ۱۰۲۲ھ[4]

از دنیا نقل کرده در محلهٔ قاضی کدل آسوده. تقیاً نقیاً تاریخ است.

ابوالفقرا حضرت بابا نصیب الدین غازی.

از مشائخ کبارِ ابدیار خلیفهٔ برجستهٔ شیخ داؤد خاکی است. در خوردی.

۱ھ - سنه ۱۴-۱۶۱۳ء -

۲ھ - سنه ۱۷-۱۶۱۶ء -

۳ھ - مقصود "می زدند" - ۴ھ - ۱۰ جنوری سنه ۱۶۱۴ء -

آثارِ بزرگی از ناصیۂ او لائح بود کہ ہمیشہ در اصنافِ ریاضت و صحبت اہلِ معرفت اشتغال می داشت ۔ و ایامِ زندگانی خود بہ ترکِ لذّاتِ جسمانی و شہواتِ نفسانی و لحمِ حیوانی در تجرید و تفرید گذرانید فواکہ و آبِ سرد ہم نمی خورد تا کہ[۱] کمالاتِ انسانی و تصفیہ و تزکیۂ روحانی حاصل نمود و در عہد خود عالمِ باعمل و فاضلِ اکمل بود ۔ و در اجرای احکاماتِ شریعت و لوازماتِ طریقت بسیار کوشید و مساکین و فقرا را ہمیشہ پرورش می ساخت ۔

لاجرم او را ابوالفقرا می گفتند و در یکجا سکونت نمی فرمود ۔ و در طیّ مکان و تصرّف اکوان و اعانتِ غایبان ممتاز بود ۔ اکثر اوقات در قریات و پرگنات بتقریب ارشاد و ہدایتِ خلق می گذارید[۲] ۔ قریب سہ چہار صد مردم ہمراہ او می رفت و در ہر قریہ تجدیدِ مسجد و غسلخانہ و خلاجات[۵] می کرد ۔ فقط ۔

شخصے از مریدانِ آنجناب در حالتِ مسافرت بتہمتِ ناحق گرفتار شدہ در حبس افتاد ۔ چون بحضرتِ بابا التجا نمود ایشان در حبس خانہ آمدہ دستِ او [را] بگرفتند و بوطن رسانیدند ۔ فقط

یکے از مخلصانِ ایشان بطورِ رسالت در تبت رفتہ بود والی آنجا بنابر رنجش سخنے او را حبس کرد ۔ آن مسجون[۳] شب بخدمتِ بابا التجا نمود ۔ ہمانہ وز والی در خواب دید کہ جماعتے پدید آمدہ بابتِ آن محبوس قہر کردند ۔ چون از خواب بیدار شد آں محبوس[۴] را عذر خواہی کردہ رہا نمود ۔ فقط ۔

---

۱ ۔ باید بود "تا آنکہ" ۔ ۲ ۔ باید بود "می رفتند" ۔

۳ ۔ قیدی ۔ ۴ ۔ باید بود "ازاں محبوس" بجائے آں محبوس را ۔

۵ ۔ بیت الخلا نسخہ ی

می آرند که زوجۀ استادِ حضرت بابا فوت شد. ایشان به قبرِ او رفته فاتحه خواندند و روزِ دوم به فاتحۀ او رفتند. بنا بر سوالی آن[illegible] گردند و حضرت بابا فرمود که در جوارِ قبرِ او زنی دیگر مدفون است و او [illegible] آهنی که از حقِ غیرے بدستِ او مانده بود، عذاب می سازند[1] مرا طاقتِ دیدنِ آن نبود. [illegible] آن حق را بصاحبِ حق برسانند. پس وارثانِ زنِ مدفونه پتیله به [illegible] سپردند و بحل کنانیدند۔

شیخ داؤد مشکواتی می آرد که حضرتِ شیخ بر مقابرِ مسلمانان و شمشانِ هنودان هر جا فاتحه می خواندند۔

روزے پرسیدم که ایشان چرا بر شمشان فاتحه می خوانند گفت چیزے که من بینیم شما نمی بینید۔ من بعضی ارواحِ هندوان [را] اہل ایمان می بینیم و بعضے ارواحِ هنودان می گویند که مارا به برکتِ فاتحۀ شما تخفیفِ عذاب می شود۔ بنا بران احسان [را] از بنوائی ایشان دریغ نمی دارم پس در گریه آمدند و گفتند تو چه می دانی که مرگ چه حال مفسدِ آدمی است و بعد از مرگ چه حالِ تباهی است و گور چه منزلِ جانکاهی است۔

بیت :۔ گر بود از تلخیٔ مرگت خبر　　جانِ شیرینت شود زیر و زبر

وگفت اگر اغنیا از مرگِ خود خبر یابند همه اسبابِ غنا فراموش کنند۔ و اگر فقرا از موتِ خود مطلع شوند خود را فراموش کنند۔ وگفت هر که خدای تعالے را بشناسد با زن و فرزند نه پردازد وگفت تا مرد با خود باشد باشیان است چون بیخود شود با رحمان است وگفت

---

[1] :۔ مقصود۔ ’دیگچه‘۔ [2] :۔ باید بود ”می کنند“۔

آگاهی یک ساعت بهتر از هزار ساله عبادت باشد که هست یک مرد حق آگاه بهتر از صد هزار مرد زاهد آگاه که آگاهی [illegible] [illegible] خرید ندے
و آگاهی بجود دل ساک [illegible] [illegible] شدندے
و آگاهی بشوکت و حشمت نمی دهند که هم پادشاه آگاهی بودند. هر مرد اگر به سبزه جنگلی شکم پر کند در جمع گاوان و خران در آید و اگر لطیف و لذیذ خورد در رمهٔ شیران و گرگان در آید که سیری بطعام خسیس تقیه روح است و گرسنگی به کمی طعام غیر چرب و شیرین تصفیه دل - فقط -

و نیز شیخ داود مشکاتی می آرد که چون حضرت بابا سفر ثبت فرمودند من همراه بودم و آنجا بسیار قدم واقع نمود چند روز گذشته و اطراف آن سیر کردیم و در یک [illegible] [illegible] شیخ در چشمه دست انداختند بر عوذی باز گشت بنده گو باکه آتش بود. تبسم کرده فرمودند که از این چشمه بخشمهٔ جود واجب الوجود ایست حتا [illegible] هر گاه بخواند و یک آب گرم آب سرد ... مهیا می بودے چه چشمه آب سرد و گرم [illegible] روزگار در یکجا ظاهر شدے. فی الحال [illegible] [illegible] فرمودند که اینجا بکاوید[1] - چون کاوفتند آبے سرد و گوارا جوشیدن گرفت - پس از آن چشمه همه ما آب نوشیدیم و در تمامی ملک شورش[2] این واقعه افتاد مردمان جوق [در] جوق بدیدن آن می آمدند - فقط -

[1] - مقصود "کندید" -
[2] - مقصود "شهرت" -

وے گفت روزے در سفر کرناد ہنگام شدّتِ بارش برف و باران براہ می رفتم جامہ[۱]
ہا تر شدہ بودند۔ چون منزل رسیدیم من عبائے دیگر کہ خشک بود پوشیدم۔ حضرت
فرمودند کہ ایں عبا چگونہ خشک ماندہ است۔ گفتم در جامۂ دیگر پیچیدہ بودم۔ گفت ایں
قدر جامہ ہا دارید کہ جامہ بر بالائے جامہ می پیچید۔ گفتم آرے؟ و فرمود برای من
ہمیں یک ژندہ است کہ می پوشم۔ گفتم ورای ایں یک ژندۂ سیاہ است و دو جامۂ پلاس
و یک گلیم۔ فرمود از حضرتِ خود مرا بر اندند و از زان قربتے کہ داشتم دور کردند۔ تا ایں قدر
تجمّل دنیا جائز می دارم۔ افسوس در زمانِ تحصیل میانِ زمستانِ شدید یک کرتۂ
کہ پاس مرا در بر داشت[۲] در شب و روز غسل می کردم و آں کُرتہ پارہ شدہ بود
کہ بسبب آں در وقتِ نماز ازار می پوشیدم۔ ایں حال دیدہ شخصے قبایِ پٹوبن[۳]
بخشید۔ من موجبِ الحاج استادِ خود ملا یوسف اعمٰی پذیرفتم و در آنشب یکے از عالمِ غیب
مرا تہدید نمود و گفت اکنون میل تنعم داری بعد ازاں نہ پوشیدم[۴]۔

می آرند کہ شخصے چند فلوس برای نذر ایشان در دست داشت۔ وہنگام مصافحہ
یک فلوس در آستینِ ایشان افتاد۔ شیخ آستین خود ہمچنان افشاندند گویا کہ آں فلوس اخگر بود۔
پس خادم را فرمود کہ آب بیارو فی الحال دست و بازوی خود بشست و آستین ہم پاک
کنانید۔ بابا داؤد عرض کرد کہ فلوس حکم سنگ دارد نجس نیست۔ گفت ایں درویش
را بجنسِ عین بنظر می آید۔ ہر گاہ شما ہم بآں نظر می بینید شستن واجب دانید۔

۱۔ مقصود "باریدن"۔ ۲۔ باید بود "من در بر داشتم"۔
۳۔ لفظ کشمیری بمعنی "گلیم کہنہ مالیدہ"۔
۴۔ در نسخہ (ی) لفظ "فقط" ہم مرقوم است۔

مدعا که در تحریر حالات و کرامات ایشان دفترے باید بود۔ آیتے بود از آیاتِ بیناتِ الٰہی۔ آخر عمر بہ شہر آمدہ با جمیع مشائخ دفقرا ملاقات نمودند و با خواجہ خاوند محمود و ملا شاہ صحبت فرمودند۔ چوں در بیجبارہ رسیدند ۱۲۔ ماہ محرم ۱۰۴۷ھ بحساب کشمیری ۱۲ ار ہار جیٹھ سدی پور نماشی رحلت نمودند" وَهُوَ خَيْرُ الصَّالِحِينَ" و" شیخ مومن" تاریخ است۔ مرقدِ منورِ ایشان در قصبۂ بیجبارہ مطاف و ملجأ عالمیانست۔[1]

حاجی داود بلخی

از ملکِ اندجان بود۔ بجذبہ الٰہی ترکِ سلطنت کردہ بہ زیارتِ حرمین فائز گشت و در خدمتِ بسیارے از مشائخ کبار استفاضہ نمود۔ بعد مراجعت آں سواد رو بکشمیر آورد۔ شیخ بابا داود خاکی بفرمانِ سلطان العارفین او را تا بار ہمولہ استقبال کردہ از نیوضِ باطنی خود ممتاز نمود و از خلعتِ خاص ارشاد سرفراز فرمود۔ پس حاجی زندگانی خود در کشمیر بسر رسانید۔ شانے عجیب داشت۔ مدتے در غارِ آنجا کہ نہایت خفیف است منزوی شدہ بعبادت و ریاضت پرداخت و در انجام مرجع مردم بود۔ عاقبت متاہل شدہ از مزاحمت خلق نجات یافت کہ مردمان از و وحشت گرفتند۔ چوں ایشان را ازاں حال پرسیدند گفت من از شرع ایں قوم واقف شدم کہ رغب عن رغب عن سنتہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و ذھب الی من رغب الیھا یعنی از حق اجتناب کنندہ و باطل شتاب ورزند اولٰئک کالانعام بل ھم اضل۔ چوں شیخ نازک میر ایں حرف بشنید و گفت ازیں کلام بوئ اضطرار از تنگی معیشت او می آید۔ پس خرچے مناسب از یارانِ خود جمع کردہ بخانۂ

[1] عالمیان علیہ الرحمۃ والرضوان دستخری ۲۸ مئی ۱۶۳۷ء م

او فرستاد و مخلصان قدیمی خودش هیچ رفاقتے نہ کردند فقط۔

باباداود مشکوتی[1] می آرد کہ روزے حضرت خواجہ خاوند محمود قدس سرہٗ فرمودند کہ من دریں دیار می بینم کہ مردمان بدرختان پرستش می دارند مثلِ بُدماج[2] وغیرہ خالک وآں ہارا زیارت می کنند و حاجت روائی خودہا می خواہند من بطیبت گفتم کہ بسفاہت عقل و دناءت ہمت وکسافتِ بخل باشیوخ آدمی صحبت نمی دارند و در وقت حاجتِ خدمت آنہا نمی کنند۔ چون از بودن شیخ مقتدا و پیر رہنما گزیر ندارند بنا براں شیخان چوبین اختیار کردہ اند کہ چیزے نمی خورند و چیزے نمی خواہند و نوعے امر معروف و نہی منکر نمی کنند۔ خواجہ قدس سرہٗ خندید و گفت حاتم اصم فرمودہ است کہ من از خلق پنج شش چیز خواستم۔ یکے نیافتم۔ طاعت از ایشان طلب کردم نکردند پس گفتم باری دہید مرا کہ می کنم ندادند۔ پس گفتم راضی شوید مرا اگر می کنم آنرا نہ شدند۔ پس گفتم منع مکنید مرا اذان کردند پس گفتم تکلیف مکنید بہ چیزے کہ دران رضای خدا نباشد کردند و گفتم اگر در کارے تابع شما نباشم عداوت مکنید کردند۔ فقط۔

مدعا کہ شیخ داود صاحب نسبتِ عالی بود۔ اکثر اوقات در خدمتِ پیر خود بابا داود خاکی می آمد و از ہر بن موی او آواز اسم اللہ بسمع سامعان می رسید چنانچہ شیخ خاکی فرمودہ است۔

بیت: حاجی بلخی کہ از یاران ما پر ذوق بود — چوں کبوتر ذاکر است و بد دہانش پر و بال

---

[1]۔ بایدبود "می کنند"۔

[2]۔ لفظ کشمیری "بمعنی مادر بزرگ"۔

مقبرۂ او در زونیر مشہور است۔

حاجی دتہ بابا

از مریدانِ شیخ داؤد خاکیست۔ ہمیشہ صائم الدہر و قائم اللیل می بود۔ در مجاہدہ ومشاہدہ جانباز و در زہد و تقویٰ ممتاز۔ بزیارتِ حرمین الشریفین بپائے پیادہ رفتہ، باوجود ضعفِ بدن در صعوبتِ سفر صائم می بود۔ در قریہ اٹھورہ پرگنہ کروہن مدفون۔

شیخ محمد پارسا۔

از ساکنان موضع ہردن بود۔ مہندبٹ نام داشت۔ روزے حضرتِ مخدوم قدس سرہ در موضع تجر نشستہ بودند۔ زینی شاہ مستانہ را گفتند کہ بروازین جنگل برای ما شکارے بیار۔ وے بجانبِ جنگل رفت۔ چوں زیرِ دامنہ کوہ رسید، جوانی پشتارہ ہیزم گرفتہ براہ می رفت وزینی شاہ ضرب چوبے کہ در دستش ہمیشہ می بود۔ بروے زدہ، پشتارہ ہیمہ منتشر ساخت و دستش گرفتہ پیش حضرتِ مخدوم رسانید۔ و گفت عصفورے آوردم۔ انشاء اللہ بدستِ شاہ شاہبازے گردد۔ آنجوان بنظرِ ایشان فی الحال ترکِ دنیا کردہ، باشغالِ باطنی مشغول شد و شیخ محمد نام یافت مدتے در خدماتِ حضور مامور بود۔ پس تربیتِ او بہ شیخ داؤد خاکی تفویض شد و بفرمانِ او با شیخ غازی عقدِ مواخات بستہ متصلِ خانۂ او برکنارۂ چشمہ پاپہ چھن پرگنہ کہیپاہامہ صومعہ افراختہ، بہ ریاضت وعبادت پرداخت۔ و شیخ غازی کفالت و خدمتِ او بجا می آورد و با اہلِ دنیا اصلا سخن نمی کرد و یک فلوس از کسے فتوح نمی گرفت۔

روزے شخصے ہنگام مصافحہ یک دو روپیہ در دست او نہاد۔ شیخ ہمچنان دست
نمود افشاند گویا کہ آتش بود۔ فی الحال دست خود چیدہ باز یاب بشکست۔ چوں حضرت
شیخ خاکی ایں سخن شنیدند او را پارسا خطاب کردند۔ صاحب تذکرۃ العرفا می آرد کہ
ایشاں بعمر چہل سالگی نائب شدند و نود سال در ریاضت و تقوی گذرانیدند و یکصد و
سی سال عمر کردند۔ آخر عمر باشارۂ غیبی متاہل شدند۔ پسانہ ایشاں را بسبب ضعف
پیری جوارح سفلی بیکار شدند و شیخ یعقوب فرزند شیخ غازی او را خدمت
می کرد و در وقت تکبیر تحریمہ استادہ می داشت۔ پس خود بخود قیام در رکوع و ہبوط
و صعود بجا می آورد و بعد سلام باز او را استادہ می کرد تا کہ از نماز فارغ می شد۔
بتاریخ ۲۲ ماہ محرم سنہ ۱۰۶۶ھ[1] انتقال فرمود و بہ چشمہ موضع پاپہ چھن آسود۔

تاریخ:- بہر تاریخ رحلت ایشان — ہاتفی شیخ دین محمد گفت "
شیخ غازی الدین۔

ایام جاہلیت گنیش کول نام داشت۔ از قبیلۂ دتاتری ریشی صاحب
منصب و شوکت بود۔ اجداد او از عہد سلطان زین العابدین بہ عہدۂ قانون گوئی کل
کشمیر ہمیشہ مستقل می بودند و از پرگنہ کوہامہ موضع ماڈر و چند قریۂ دیگر در عوضہ
جاگیر مقرر داشتند۔

روزے آں سعید ازلی با دیدہ کوکبہ مقبلی براہ می رفت۔ حضرت محبوب
العالم در موضع آلوسہ با جمعے از یاران خود سر راہ نشستہ بودند و آں سعادت
مند جلسہ عالیۂ ایشان دیدہ باز یاب حضور گشت و استدعای دعای خیر نمود۔

---

[1] برابر ۱۱ نومبر ۱۶۵۵ء

وحضرتِ شیخ دست برگشته او را دعای ہدایت کردند و لحظۂ بجانبِ او متوجہ ماندہ زنگِ
شقاوت از مرأۃ خاطرِ او شستند و خلعتِ اسلام پوشیدہ بہ شیخ غازی الدین ملقّب فرمودند
ہمانروز شیخ غازی ترک شوکت و حکومت کردہ عیال و اطفالِ خود باسلام آورد و در
موضع ماڈر و میانِ باغ موروثی خود متوطن گشت و بہ ریاضت و عبادت مشغول شد۔
بعد انتقالِ حضرتِ محبوب العالم در ذیل تربیتِ حضرت شیخ داود خاکی در آمدہ خطِ ارشاد
حاصل نمود و ہمیشہ با شیخ محمد پارسا رابطۂ خلّت و اخوّت محکم می داشت۔ تا کہ ہر دو
بزرگوار بمصاحبتِ یکدیگر عمر عزیز بسر نمودند و مقبرۂ شیخ غازی[1] در موضع ماڈر و بالا تر از
مقبرۂ شیخ محمد پارسا بمسافتِ قلیلی واقع است۔ "شیخ مکمّل" تاریخ وفاتِ اوست
رحمۃ اللہ علیہ۔

یعقوب میر۔

از مریدانِ حضرتِ خاکیست۔ در ریاضت و عبادت یکتا بود و ہنگامِ غلبۂ
حکامِ شیعہ اہلِ رفضہ او را از روی تعصّبِ مذہب دستِ چپ و پای راست قطع کردند
بعد آں بقیہ عمر بکتابت و عبادت گذرانید۔ فقط۔

خواجہ محمد پارسا۔

برادرِ خواجہ مسعود پانپوری مرید حضرتِ داود خاکی است۔ صاحب فقر و فاقہ
و تارکِ سوال و مستغنی بود۔ مدّت العمر در انزوا بسر برد۔ حضرتِ شیخ او را پارسا خطاب
کردند و در حظیرۂ برادرِ خود خواجہ مسعود در قصبۂ پانپور آسود۔

---

[1] سلہ ۔ ۱۶۳۰، ۱۶۳۱ء

خواجه زین الدین

فرزندِ خواجه بهاء الدین عالمِ عاملِ باخبر بود در زہد و تقوی بے ہمتا۔

خواجه بایزید۔

مرید حضرتِ خاکی است و بسبب مرضِ آکلہ حضرتِ بابا پای او قطع کنانیدند۔ وہمچنان بر یک پای بزیارتِ حرمین مشرف شده درانجا مدفون است۔

مدعا که خلفای حضرتِ خاکی از تحریر افزون است۔ درین مختصر گنجایشِ آں ندارد و از انجمله است خواجه داؤد گنائی و خواجه عطا پنڈت و خواجه مسعود که ہر سه در ورع و تقوی فرد یکتا بودند۔ فقط۔

و مولوی شیخ دولت۔

مؤذن و عالم و فاضل۔ فقط۔

و میاں بابا۔

ذاکر و حافظِ اوقات و کامل۔ فقط۔

و خواجه حبیب اللہ قادری۔

حافظ قرآن و صاحب عرفان و جواد۔ فقط۔

و باباحاجی بہرام۔

مدرس و خوشنویس که به ہزار تنگه قرآن می فروخت و وجه قیمت خیرات می داد۔ فقط۔

و خواجه زاہد لاری

تارکِ دنیا و طالبِ مولی۔ فقط۔

پیر بابا یوسف

در علم و تقوی فرد یکتا۔ فقط۔

مولنا محمد کامراجی

صاحب صفا و ورع و تجرید۔

بابا حسن زاہد۔

ہمیشہ اربعینات می کشید۔ فقط۔

خواجہ اسمعیل نادلی۔

قاضی بود لیکن بحق واصل۔

شیخ محمد چٹیولہ۔

از ہمہ فاضل و کامل۔ فقط۔

بابا یوسف ریٹہ ونی۔

عارف و مزارع و محتاط۔ فقط۔

شیخ وتر عمادی۔

از اہل کشف و ارتباط۔ فقط۔

شیخ خداوردی۔

ولایتی دانا و ذو فنون۔

خواجہ ارزن۔

از اہل مکاشفہ۔ در موضع منڈجی زینہ گیر مدفون۔ فقط۔

زینۂ بابای سیاہ پوش

صاحب ہوش و نامی۔ فقط

شیخ حسین کوہہامی۔

در علم و عمل گرامی۔ فقط۔

شیخ محمد صادق۔

خادم فقرا شیخ محمد پہلی صاحب تجرید و صفا۔ فقط۔

خواجہ الہداد۔

کاسب و صابر و ساجد۔

حاجی ابراہیم۔

قانع و زاہد۔ فقط۔

خواجہ احمد

متقی و خوش اسلوب۔

شیخ حسن

مجذوب در پردۂ تقوی محجوب۔

ملا جوہر نائت

در صغر سن بنظر کیمیا اثر حضرت محبوب العالم فائز گشت۔ و بفرمان آنجناب در خدمت شیخ داؤد خاکی تلمذ نمود۔ و بعد اکتساب علوم ظاہری طالب علم باطنی گشتہ، دست ارادت بہ دامن عاطفت آنجناب آویختہ طی مقامات سلوک نمود و بدرجۂ اعلیٰ ارتقا فرمود۔ و پس از انتقال مرشد باکمال از مخدوم حاجی موسیٰ

بدرجۂ تکمیل وارشاد رسید و بزیارتِ حرمین الشریفین موفق گشت و در حالتِ سفر مشایخ بسیار دیده عمرِ عزیز خود در تدریس و تعلیم گذرانید۔ از علمای متبحرین صاحب مجاہدہ و تمکین بود و ہمیشہ بخوفِ خدا گریہ می فرمود[1] کہ حاضرانِ مجلس را کدورت می افزود۔ چوں رحلت نمود در محلۂ خول آسود۔

خواجہ احمد ٹوپیگرو

از مریدانِ ملا جوہر ناتنت بود و با اولیای بزرگوار صحبت نمود۔ متصل مرشدِ بزرگوار آسود۔

خواجہ حکیم کاؤسو

از خلفای ملا جوہر ناتنت صاحبِ حالاتِ عجیبہ و کمالاتِ نجیبہ بود۔

شیخ موسیٰ

مرید باباحیدر تولہ مولی۔ صاحبِ ذوق و شوق بود۔ عمر خود در موضع بنہامہ پرگنۂ لعل بہ ریاضت و تقویٰ بسر نمودہ، ہر روز یک پشتارہ ہیزم از جنگل آوردہ در تولہ مولہ می فروخت و از قیمتِ آں یک حصہ مرشد خود را بابت آذوقہ می داد و یک حصہ را برای خود توت می کرد۔ عجب ذوق داشت۔ عمر خود در کتمان گذرانید۔ بتاریخ ۹۔ ماہ صفر ۱۰۲۷ھ[2] رحلت فرمود و در موضع بنہامہ آسود۔

تاریخ:۔ ہاتفِ غیب سالِ رحلتِ او   گفت گو "شیخ اکمل و ہادی"

شیخ موسیٰ اکبروی

در ریعانِ جوانی ذوق خداداتی بہم رسانیدہ بزیارتِ حرمین شریفین توفیق۔

---

[1] بایدبود "گریہ می کرد"
[2] ھ - برابر ۲۶۔ جنوری ۱۶۱۸ء م

یافت پس بہ کشمیر آمدہ، بجانبِ شیخ باباوالی متوسل شدہ، فواید طریقہ از ایشان
اخذ کرد۔ بعدِ واقعۂ باباوالی باشارۂ باطنی ایشان ارادہ ملازمت شیخ خلیل اللہ کہ از اکابر
خلفای شیخ حسین خوارزمی بود نمود۔ چوں در حدود بلخ رسید از واقعۂ رحلت
آنجناب خبر شنید۔ پس بالہامِ ملک علّام در خدمتِ شیخ پاینده ساگتری عرصۂ سہ
سال بسر برد۔ وفواید طریقہ کبرویہ گرفتہ بخلعتِ ارشاد افتخار یافت۔ چوں بجانب کشمیر
رجعت نمود در محلۂ بلدیمر خانقاہے بنا کردہ در اجرائے طریقۂ علیّہ بسیار کوشید۔ عمرے
طویل یافت باجتماع اربابِ ارادت واصحابِ خبرت در خانقاہ نماز تہجّد بہ جماعت ادا
می کرد۔ وصدہا مردم بروقتِ تہجّد جمع می شدند واین امر از عمل مخصوصۂ مجدّدہ ایشان
دریں ملک معروف بود۔ در شہور ہزار وبیست وشش[1] رحلت فرمود ودر صحن خانقاہِ معلّٰی
متصّل روضۂ شیخ باباوالی بالای صفۂ عالی مدفون است۔ قدس سرّہٗ۔

شیخ محمّد سعید

فرزندِ ارجمندِ شیخ داؤد خاکی است اوّلاً بتربیتِ والدِ ماجد خود کمالاتِ راہ۔
معنوی حاصل کردہ ثانیاً بنظرِ کیمیا اثرِ حضرتِ ہردی ریشی باباؤ نرگشت ودرجۂ ارشاد
حاصل نمود ودر افادۂ خلق بسیار کوشید۔ بعدِ وفاتِ حضرتِ ریشی جانشینِ ایشان
بود۔ چوں رحلت فرمود بسعی مردمِ اسلام آباد در خطیرۂ حضرتِ ریشی آسود۔
علیہ رحمۃ اللہ الودود۔

ملا حسین خباز

اوایل بخدمتِ خواجہ اسحٰق قاری روئے ارادت آوردہ بکمالاتِ صوری ومعنوی

---

[1] سنہ۔ مطابق ۱۶۱۶-۱۷ء

فائق شد۔ بعد واقعۂ حضرتِ خواجہ سفر اختیار نمود و در اکبرآباد بشرف ملازمتِ خواجہ
عبدالشہید نقشبندی کہ از احفاد حضرتِ خواجہ عبید اللہ احرار بود مشرف شد و از بحرِ
فیوضِ ایشان حظِّ کامل و فیضِ شامل یافت و نسبت عزیزاں بدست آورد۔
بعد آن بملازمتِ حضرتِ خواجہ عبدالباقی بانواعِ مرحمت فائز گشت۔ چوں در
کشمیر رسید کمر ہمّت در ترویج قانونِ شریعت و رفع بدعت استوار نمود و با حضرت
خواجہ حبیب نوشہری کہ دراں ایام بغلبۂ حال مشغولِ سماع و صحبت قوّال می بود بارہا
مجادلہ و مناظرہ فرمود۔ چنانچہ مرافعہ جانبین پیشِ حاکم وقت منجر شدہ حضرتِ مولانا
بدلائل شرعیہ غالب آمد و رسالۂ ہدایت الاعمیٰ از تصنیفاتِ اوست۔ عالمے عامل
و فاضل و کامل بود۔ فقط۔ خواجہ محمد امین صوفی نقل می کند کہ روزے بعد نماز جمعہ
حضرتِ بابا نصیب الدین غازی و ملا حیدر علّامہ و فرزندِ او محمد افضل برای ملاقاتِ
حضرتِ آخوند در خانقاہ ملک جلال ٹھاکور آمدند و من خورد سال بودم کفش برداری
حضرتِ ابوالفقرا می کردم و نزدیکِ دروازہ استادہ ماندم۔ آخوند ملا حسین بجانب[1] ملّا حیدر
علّامہ بیان نمود کہ ایں حدیث شریف را کدام صحابہ روایت کردہ است۔ محمد افضل
گفت کہ حضرتِ عثمان رضی اللہ عنہ۔ آخوند باد التفات نہ فرمود و بجانبِ ملا حیدر متوجّہ
ماند۔ ایشان ہم گفتند کہ خلیفۂ ثالث راویِ این حدیث است۔ آخوند گفت ہر گاہ اوّلا
ایشان می فرمودند قبول می کردم۔ چوں ایشان تصدیقِ قولِ فرزندِ خود نمودند در شک
افتادم۔ حالا از خدمتِ خلیفۂ ثالث تصدیق ایں سخن کردہ شود۔ فقط۔
دراں اثنا شخصے نقاب پوش از در آمدہ بمقامِ صدر جلوس نمود و اہل مجلس بہ تعظیم

[1] مقصود "مخاطب بہ"۔

برخاستند و دست ہا بقدمِ ایشان مالیدند و آہستہ و آہستہ باہمدیگر گفتگو فرمودند و آنجناب
برخاستہ رفتند و از زیرِ دروازہ من ہم دست بقدمِ مبارکِ ایشان رسانیدم و معلوم
کردم کہ ایشان حضرتِ عثمان رضی اللہ عنہ بودند فقط۔ ۱۳۔ ماہ ذوالحجہ ۱۰۵۲ھ[۱] رحلت
فرمودند و در گوجوارہ آسودہ اند۔

خواجہ محمّد صادقِ سُود

از اعیانِ شہر بود۔ بعدِ تحصیلِ علومِ ظاہری بہ ہند رفت و بخدمتِ حضرتِ
مجدّدِ الفِ ثانی مرید شدہ و در ریاضت و تقویٰ نامی بود۔ طبعِ موزون داشت۔
شعرہای برجستہ می گفت۔ از جنابِ مجدّد دو مکتوب بنامِ او مسطور است۔ مقبرۂ او[۲]....

شیخ مہدی علی سوپوری

از افرادِ وقت بود۔ بعلومِ عقلی و نقلی بہرہ وافر داشت و در ہنگامِ سفر چون بشہر
دہلی رسید، بصحبتِ شیخ احمد سرہندی فائز گشت۔ و بعنایات بیغایاتِ آنجناب طیِّ
منازلِ سلوک نمودہ بجانبِ خطۂ دلپذیر رجعت کرد و در قصبۂ سوپور سجادۂ ارشاد گستردہ،
ابوابِ فیوضِ باطنی مفتوح داشت و در جلد دوّم مکتوباتِ شریفہ از طرفِ حضرتِ مجدد یک
مکتوب بتقریبِ تعزیت نامہ بنامِ او مرقوم است۔
می آرند کہ اجدادِ ایشان در زمانِ سلطان زین العابدین از خطا آمدہ درینجا
متوطّن شدند۔ لاجرم ایشان را خطائی می گویند و مقبرۂ آنجناب در سوپور مشہور۔
رحمۃ اللہ علیہ۔

۱۔ برابر ۲۲۔ فروری ۱۶۴۳ء
۲۔ در نسخہ (ی) لفظ "مقبرہ ا ...... نتہ نشد۔

شاہ قاسم حقانی

از احفادِ میر شمس الدین شامی است کہ ایشان ہم رکابِ جنابِ علی ثانی بکشمیر آمدہ دریں جا توطن فرمودہ اند۔ شاہ ممدوح را بعضے ملا قاسم بعضے حاجی قاسم می گفتند۔ در علومِ غریبہ و فنونِ عجیبہ دستے تمام داشت و در امر و نہی بسیار می کوشید۔ ہمدراں زمان میر محمد خلیفہ سرمستِ رقص و وجد و سماع بود۔ ملا قاسم قصدِ احتسابِ او می داشت و می گفت از مریدانِ او ہر کس را صد صد تازیانہ خواہم داد۔ مقارن الحال حضرتِ ایشان در اکبر آباد بودند و بنامِ خلیفہ قلمی داشتند۔ کہ ملا قاسم را قصدِ احتسابِ شما مرکوز خاطر است۔ انشاء اللہ تعالیٰ چنان بقید خواہد آمد کہ دیگراں را تادیب نماید۔ روزے میر محمد خلیفہ در قصبہ پانپور سماع می کردند و ملا قاسم غضبناک در آمدہ چون روی خلیفہ دید لرزہ بر اندام افتاد۔ خلیفہ بشیخ یوسف شوقی اشارہ نمودند کہ وقتِ شکار است یوسف بدیں بیت ترنم ساخت۔ بیت

خنجر کشیدہ بر سرِ قتلم شتاب چیست خود کشتنہ می شویم ز اضطراب چیست۔

ملا قاسم بوجد آمدہ بیہوش افتاد تا کہ وقتِ نمازِ ظہر رسید۔ شیخ یوسف ایں بیت سرود نمود۔ بیت۔

ای گرفتار وصالش تا بکے گردی بیرون اندر آ تا گویمت اسرار از رازِ درون

ملا قاسم چشم وا کردہ بر پای خلیفہ افتاد۔ چون اذانِ ظہر خواندند ملا آبِ وضو برائے خلیفہ آورد۔ خلیفہ بعد نماز فرمودند ای ملا قاسم ملا باشی یا شاہ؟ گفت ہر چہ فرمایند۔ خلیفہ گفت حضرتِ ایشان مرا فرمودند کہ امروز ہر کہ پیش تو می قاسم او را شاہ باید گفت اکنون ترا خطابِ شاہی دادیم۔ بعدِ چند روز حضرتِ خلیفہ در موضع کربری تشریف

بردند و جناب شاہ [را] بمرافقت میر حمزہ کبریری معتکف داشتند تا کہ شاہ در عرصۂ چندگاہ منازل اطوار سبعہ طے کردہ، بدرجۂ تکمیل رسید و مافوق ہمہ شد۔ چون حضرت ایشان بکشمیر آمدند حضرت شاہ را در خدمت خاص مناص دادند واختصاص بخشیدند و وقت اخیر خرقۂ خودش پوشیدند و رتبۂ خلافت عطا کردند۔ تا کہ بعنایات آنجناب از اہل حال و ذوق و کمال شد فقط۔

روزے از حرارت ذکر جامہ ملبوس او بسوخت۔ فقط۔ شبے بعد غسل کہ معتاد ہر وقت نماز داشت، بشدت سرما خون از تمام بدن مبارکش ظاہر گشت چون حضرت ایشان جامۂ خود بوے پوشیدند، بہ شد فقط۔

می آرند کہ روزے شاہ با حضرت ایشان براہے می رفتند۔ شخصے سوار آمدہ تعظیم ایشان نہ کرد و شاہ بنظر قہر در وے دیدہ فی الحال بیہوش افتاد۔ حضرت ایشان فرمودند تا وے را بر داشتند و شاہ را ازیں کارہا منع کردند۔ فقط۔

روزے شخصے در راہ می گفت کہ حضرت ایشان از خاصان خدا است۔ دیگرے گفت ملائی بیش نیست۔ باستماع ایں سخن شاہ غضبناک شدہ بنظر جلال در وے دید و از جان گذرانید۔ فقط۔

روزے حضرت ایشان وقت نماز جمعہ بہ ہیبت فرمودند کہ ہمراہ من ایں وقت کہ می آید بکسے جواب نہ داد۔ حضرت شاہ گفت من حاضرم۔ فی الحال ہر دو از مجلس غائب شدہ در مکۂ معظمہ نماز خواندند و در مدینۂ مطہرہ سرور کائنات را سلام کردند۔ و حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم بعد جواب سلام بحضرت ایشان فرمودند کہ ایں پسر تو در عجم بے مثل است۔ پہلوان آخر تست و نام تو زندہ خواہد داشت

پس اصحابِ عظام در حقِ شاہ دعا کردند چون حضرتِ ایشان باز آمدند مجلسیان را فرمودند کہ امروز نثار ہا رفت و این جوان نصیب شد۔ فقط۔

بالجملہ بعد انتقالِ حضرتِ ایشان شاہ قاسم بہ زیارتِ حرمین نہضت کردہ در اثنای راہ با اکابرِ اولیاء صحبت داشت۔ از انجملہ در صوبۂ اجین بہ زیارتِ شیخ فیض اللہ قادری فایز شدند و ایشان در جنگل معتکف بودند و حضرتِ شاہ ہم بصوم متوالی یک اربعین در انجا معتکف شدند و بعدِ اتمامِ اربعین بشیر مادۂ آہو افطار کردند۔ چون شیخ فیض اللہ مجاہدہ ایشان مشاہدہ نمود۔ اجازتِ سلسلۂ قادریہ بوے عطا فرمود و کرتۂ مبارک حضرتِ غوث الاعظم رض و خرقہ و تسبیح حضرتِ شاہ ہمدان رح وغیرہ تبرکا بوے بخشیدند کہ تا حال در محلۂ زیر پرشان نزد احفادِ ایشان موجود اند۔ فقط۔

وقتیکہ بخراسان رسیدند یساولان[1] حضرتِ شاہ را تکلیف کردند کہ پیشِ پادشاہ بیایند کہ ہر مسافر را چنین حکم است۔ حضرتِ شاہ منظور نکردند۔ پس قریبِ دو صد کس از سپاہان جمع شدہ شمشیر ہا برکشیدند۔ در انحال حضرتِ شاہ با آن سپاہ نگاہ فرمودہ، دست و پای آنہا بیکار شدند۔ چون این خبر بپادشاہ رسید وے بذاتِ خود آمدہ ایشان را بخانۂ خود دعوت نمود وقتیکہ خوان حاضر شد در یک کاسہ مرغے بریان بود کہ بنظرِ آنجناب زندہ شد بزبانِ فصیح گفت کہ مرا از مالکِ خود جبرا آوردند۔ پادشاہ بمشاہدہ این حال محال از خیال خود پشیمان شدہ، بایشان بیعت نمود۔ فقط۔

وقتیکہ حضرتِ شاہ در "صورت بندر" رسیدند و باخواجہ جمال الدین معروف بخواجہ دیوانہ ملاقات نمودند و در صومعۂ آنجناب باجازتِ ایشان تا یک اربعین معتکف شدند۔ و اجازتِ سلسلہ نقشبندیہ از ایشان حاصل نمودند و کمر بند حضرتِ خواجۂ بزرگ و رومال

[1] ۔ سپاہی (معنی دارد)

ایشان تبرک یافتند۔

گویند در ایام خلوت والی انجا لولی بختاور نام بقصدِ امتحان در صومعهٔ ایشان باحشمت و جاه تمیل سوار فرستاد و آن لولی در خدمتِ شاه التماس نمود که من حرم والی اینجا هستم و اولاد ندارم مدتے در خواندن وردے[1] مواظبت نمودم۔ امروز سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم را در خواب دیدم و فرمودند که نزد شاه قاسم برو شکم برہنہ تو دعا خواند و فرزندے صالح بتو نصیب گردد۔ حضرتِ شاه گفت بعد اختتام ایام خلوت علاج تو خواہم کرد و سے الحاح از حد زد۔ حضرتِ شاه پرسید نام تو چیست؟ گفت بختاور۔ فرمود بختاور باش پس لکدے بروے زد و بیہوش افتاد۔ چوں بہ ہوش آمد حضرت شاه موی سرش از دستِ حجام تراشیده پیش والی فرستاد و لولی مال و ملکیت خود بفقرا بخشید و گلیمے سیاه پوشید و از واصلان درگاه شد۔

می آرند که چوں حضرتِ شاه در فتحپور رسیدند و با شیخ سلیم چشتی ملاقات نمودند۔ حضرتِ شیخ استعداد ایشان دیده ارشادِ سلسلهٔ چشتیه بایشان بخشیدند و لونگی حضرت خواجه معین الدین چشتی با تبرکات و عنایاتِ دیگر باو عطا فرمودند۔ فقط۔ آنگاه حضرتِ شاه بجانب کشمیر رجعت نمودند۔ ایں طالبِ ارشاد نواخته خلق بسیارے بتعلیم و تلقین از عوائق وجود رہانیده بدرجهٔ شہود رسانید۔ فقط۔

می آرند که روزے حضرتِ شاه با حضرتِ خواجه مسعود پانپوری بر مشرف خاصِ خود درمیانِ کشتی ملاقات فرمودند۔ در آں اثنا شوکه بابا حرفے بگستاخی گفت۔ حضرتِ شاه بنظرِ جلال در وے دیده در انحال خواجه مسعود دستِ خود را درمیان حائل

---

[1] : در دو نسخه ی ا

ساخت فی الحال آستینِ ایشان سوختن گرفت و خدمتِ خواجه ایشان را عذر
خواہی نمود و شکوه که بابا را عتاب کرده که ہرگاه دست خود حایل نمی کردیم فی الحال می سوختی

فقط —

روزے حضرتِ شاه به سیرِ پل آوازے خوش شنیدند و تبدیلِ حال شده،
بدریا غلطیدند بعدِ ساعتے از قعرِ آب بر آمده در کشتی نشستند و جامہائے ایشان
ہمچنان خشک بود۔ فقط۔

روزے قصابے گاوے را ذبح کرده بود۔ حضرت شاه بر سرش را لگد
چسپاینده باز زنده گردانید۔ فقط۔

مدعا که حضرتِ شاه فرید دہر و یگانۂ عصر بود۔ بتاریخ ۲۹۔ ماهِ ربیع الثانی
۱۰۳۲ھ[1] بحسابِ کشمیری ۲۹۔ پھاگن مطابق پھاگن سودی اوّل انتقال فرمود۔
در محلۂ علاءالدین پوره آسود "مقرب خاص" تاریخ است۔

می آرند که بعد انتقالِ آنجناب از مقبرۂ ایشان شاخہای نے بکثرت روئید
چنانچه کیفیتِ آن شاه یعقوب حقانی که از احفادِ ایشان بود در کتاب معرفة الحقانی
ہمچنین می نگارد که در ایامِ مرضِ موتِ آنجناب یکے از مریدانِ ایشان در خانقاهِ معلّی
بود شخصے از و پرسید که احوالِ پیرِ تو چگونه است؟ مرید گفت ہمچناں بیمار
است۔ آں شخص گفت انجام او بخیر باد۔ مرید گفت چرا ہیچیں مردم را انجام
بخیر نباشد؟ که بدعاہی چو نتو خسیسے محتاج گردد؟ آں مرد گفت وَے برخلافِ
امرِ شریعت ہمیشه سازوئے می شنید۔ از آں نمی دانم که احوالِ او چگونه باشد؟
وقتیکه در خدمتِ حضرت شاه رسید، آنجناب فرمودند که در خانقاه معلّی

[1] برابر ۹۔ فروری ۱۶۲۳ء۔

بافلان شخص چگونہ گفتگو کردی؟ راست بگو وے چہ گفت؟ تو چہ گفتی؟ مرید حقیقتِ واقعی حرف بحرف بیان نمود۔ حضرتِ شاہ بجوش[1] آمدہ فرمود کہ من مدۃ العمر خود صدائے ساز وے نے شنیدہ ام۔ ہرگاہ انجامِ من بخیر گردد بعد وفاتِ من نیز از خاکِ من درختانِ نے تاقیامت خواہند روئید و اگر انجامِ من بخیر نگردد وے نے از مرقدِ من فوراً نہ جوشد پس بر من نفرین کنند و لاشہ من از گور کشیدہ در شمشانِ[2] مابہ سوہمہ بسوزانند کہ من بعد ہیچکسے دعویٰ درویشی نکند۔ ہمیں کہ قبرِ ایشان پوشیدند و فاتحہ خواندند برابر سرِ ایشان شاخ نے روئید و تا یکشبان روز تمامی مقبرہ از شاخ نے سبز شد۔ فقط۔

می آرند کہ متصل قبرِ ایشان خانۂ آہنگرے بود و محبان بابت وسعتِ مقبرہ قدرے زمین از و درخواستند وے نداد۔ فی الحال از کورۂ آہنگر شاخ نے جوشید کہ بوقتِ افروختن آتش رنگ طلائی گرفت۔ روز دوم از سندانِ او شاخ نے روئید و بمشاہدۂ آنحال آہنگر زمینِ خانۂ خود وقفِ آستانہ نمود۔ فقط۔

و نیز متصل قبرِ ایشان خانۂ قصابے بود۔ زنش از روی بے ادبی خاشاک در مقبرہ پاشید ہماں وقت از دیگدانِ او نے ظاہر شدہ خانۂ خود فی الحال شاملِ مقبرہ گردانید۔ فقط۔

بابا محمد شریف اشائی کہ متبنای حضرتِ شاہ بود، خانہ اش متصل مقبرہ داشت۔ بعدِ فوتِ او اولادانش شاید حفظِ ادب نہ کردند و از دیگدانِ آنہا نے ظاہر گشت کہ بوقتِ سوختن آتش رنگش متغیر نمی شد۔ شاہ یعقوب می گوید کہ من ایں واقعہ بچشمِ خود دیدہ ام۔ فقط

می گویند کہ پیشتر در موسمِ زمستان چوں درختانِ نے خشک می شدند مردمان

---

[1] ۔ مقصود "بغضب آمدہ"

[2] ۔ شمشان لفظ سنسکرتی بمعنی جائیکہ در آنجا ہنود مردگانِ خود را می سوزانند۔

آنرا پرورده کرده کسے بالبسته بدریای انداختند و غرق می شد۔ فقط۔

می آرند که شخصے از احفاد ایشان شاجهای کمہ از ... بر ده در دیگدان خود بسوزانید و شب لحچه پوشاک او که پیچ ... روز جمعه پوشیده امامت نماز جمعه می کرد بلغیر سبب سوخته شد و لحچه وار را آتش ... کرد ... پیش مرشد خود این واقعه بیان نموده سے توجه بحضرت شاه فرمود۔ حضرت شاه او ... گفتند که فلانی استخوان ما یعنی نیستان ما بسوزانید اگر کالای او نیز بسوخت عجب نیست که بعد ازین تا به شود وکسے مزاحم نیستان ما نگردد۔ فقط۔

می آرند که بعد انتقال حضرت شاه ... سال گذشته قبل ابراهیم خان صوبدار دیوانه شد و نام او "الهداکهوتهه" می گفتند که بلغیر ... کوچه بکوچه می گردید و شب ها بخانه های مردم رفته گوش می داشت اگر سخن او به نیکی یاد می کردند صاحب خانه را چیزے ضرر نمی رسانید اگر چیزے بدمی گفتند فی الحال او را ایذای سخت می داد و انتقام می گرفت۔

روزے از مقبرۀ حضرت شاه یک دسته نے از خرطوم بمیده در دهان خود انداخت فی الحال سر راه درنگ شده پیشتر نتوانست رفت۔ بعد ساعتے به همان طریق نے در خرطوم گرفته بهمان روزن در مقبره انداخت و فریادے عظیم نموده سر بسجده نهاد۔ آنگاه راهی شده فقط۔ صاحب فتحات کبرویه عبدالوهاب نوری کیفیت واقعۀ رویدن نے بنوع دیگر می نگارد و نقل آن در ذکر بابا طاهر مذکور است۔

شیخ ابراهیم۔

برادر صغیر حضرت ایشانست۔ بعلو استعداد وهمت خداداد مشهور بود۔ در پرگنه دیوه سر آسود۔

شیخ لال

از مریدانِ برجستہ احوالِ حضرتِ ایشان بود۔ حالات و کمالاتِ عجیبہ داشت۔
روزے برسر بامِ استاد بود شخصے بلحنِ خوش اشعار می خواند۔ حضرتِ شیخ در رقص
آمدہ از بام بزیر افتاد و مردمان خیال کردند کہ استخوان ہای او ریزہ ریزہ شدہ باشد۔
وے بر زمین می رقصید و وجد می کرد۔ فقط۔

می آرند کہ حضرتِ ایشان در ایامِ سیاحتِ ہندوستان وقتیکہ در احمد آباد
گجرات رسیدند۔ صوبہ دارِ آنجا آنجناب را در خانہ خود دعوت کردہ مطربانِ خوشخوانان
در مجلس حاضر آورد و دو زنِ رقاصۂ طناز رقص می کردند و شیخ لال نعرۂ زدہ واز
جائے خود برخاستہ در رقص آمد و لولیا نرا در کنار گرفتہ تا پاسِ اخیر وجد می کرد۔
عاقبت بر زمین بے ہوش افتاد۔ پس بامرِ حضرتِ ایشان او را از میان برداشتہ
در حجرۂ دیگر نہادند و تا دمِ صبح ذکر یا ہو می کرد و از ہر بن مویش خون جاری دیدند۔
ہنگامِ صبح جانِ عزیز بجانان سپردہ در احمد آباد او را دفن کردند۔ فقط۔

شیخ محمد یوسف مانتجی :۔

از قبیلۂ سوداگران بود۔ بہ ہدایتِ ازلی روی ارادت بحضرتِ ایشان آوردہ،
در اندک فرصتے مقاماتِ سلوک طے کردہ بہ زیارتِ حرمین رفت و در خدمتِ اولیای
کبار صحبت می داشت و از ہر کسے استفاضہ نمود۔ چوں بطرفِ کشمیر رجوت فرمود
در قصبۂ بارہ مولہ قیام ساخت و در سال ۱۰۱۱ھ از دنیا درگذشت و در بارہ مولہ
مدفون است :۔

مولانا حسن آفاقی؛

از ساکنان پرگنۂ پھاک عالم و فاضل و صاحب کمال بود. شبے سرور کائنات صلعم در خواب دید. فرمودند که تا چند گاہ الفاظ کتاب [illegible] می بینی؟ و بمعنی آن خوض نمی کنی؟ فردا پیش شاگرد خود خواجہ حبیب [illegible] شب بیان ساخت. وے گفت مارا [illegible] لازم است. در [illegible] مثل میر محمد خلیفہ دیگرے [illegible] نیست. اگر مصلحت باشد پیش او می رویم. مولانا گفت وے مرد بدعتی است [illegible] مایل است. بہتر آنست کہ نزد میان انکشاہ رینہ واری کہ مرد مجذوب [illegible] صاحب صفا است می رویم. پس تا عرصہ شش ماہ پیش او می رفتند. وے التفاتے بآنہا نمود. یک روز مولانا مصمم کرد کہ ہرگاہ امروز نیز سرفرود نمی رویم. آں روز حضرت میاں سہ فلوس بآنہا داد و گفت ایں کوزہ بردارید و از محلۂ ملارٹہ از خانۂ خمر فروش برائے من شراب بیارید. آنہا بکراہت تمام رفتہ و خمر خریدہ بر دوش خواجہ حبیب آوردہ بخدمت گذرانیدند. میاں مانک شراب در ظہرہ انداختہ ہر دو را گفت کہ بنوشید آنہا ابا کردند. میاں مانک آنرا یکدم بکشید و چوبے برداشتہ ہر دو را بزد و فرمود کہ کشایش کار شما نزد ہماں بدعتیاں است. پس لاچار نزد میر محمد خلیفہ رفتند و ایشان آندم در سماع بودند و بجانب آنہا فرمودند کہ شش ماہ ضائع کردہ بغیر دستکاری میاں مانک در اینجا بیامدید. پس قوال را اشارہ کردند وے ایں بیت ترانہ ساخت۔

بیت:- بکجا روم ز دردت چہ دوا کنم چہ چارہ
کہ ہزار بارہ خون شد جگرم ہزار پارہ

پس آں ہر دو عزیز در وجد آمدند. چوں مجلس ختم شد، خلیفہ دستار خود بمولانا و جامۂ خود

بخواجہ حبیب اللہ بخشیدند۔ بعدہ ہر دو کس تایب شدہ در اندک مدتے بدرجۂ ارشاد و تکمیل رسیدند۔

وقتیکہ حضرتِ ایشان بکشمیر مراجعت فرمودند آں ہر دو نامدار بفیض صحبتِ آنحضرت فایز شدند و بدرجۂ اعلیٰ ارتقا نمودند۔ پس حضرتِ ایشان جامۂ خود بہ مولانا و کتاب اسرار النقط بخواجہ حبیب اللہ عطا فرمودند۔ مولانا در سنہ ۱۰۱۰ھ[1] ازیں عالم نقل کردہ و در محلہ نوشہرہ جوار ملا کبیر مدفون است۔

خواجہ حبیب نوشہری

ولادتِ ایشان در سنہ ۹۶۳ھ[2] بود۔ چوں ختمِ قرآن کرد پدرش شمس گنائی بدوکان نمک فروشی نشانید۔ وے تمام روز بخواندنِ قرآن مشغول می بود۔ مردمان پول ہا در غلطان[3] انداختہ بدستِ خود نمک وزن کردہ می بردند۔ ازیں رو دوکان او رار واجے بہم رسید۔ خواجہ شمس دریں معاملہ ملاحظۂ مال تجارت کردہ در رنج آن ترقی یافت۔

بعد چندگاہ خواجہ حبیب در پیش ملا حسن آفاقی تلمذ کردہ در علمِ عربی و فارسی مہارتے حاصل نمود و بعد آں بتقریبکیہ در ذکرِ ملا حسن گفتہ شد در خدمتِ میر محمد خلیفہ شرف انابت حاصل کردہ در اندک زمانے بدرجۂ ارشاد ارتقا فرمود و حاجت روائی مردم شد۔ حالات وکراماتِ او از حد افزون است۔

می آرند کہ روزے فوج قزاق بقصدِ تسخیرِ کشمیر یورش آوردہ از زوجہ بال عبور نمودند و مردم کشمیر را بخوف آنہا قالب تہی گشت۔ خواجہ بیگی از یارانِ خود فرمود کہ شمشیر

---

[1] ھ - ۱۶۰۱-۲ء م [2] ھ - ۱۵۵۵-۵۶ء م

[3] ھ - مقصود "کیسہ پول"

... بگیر و در فلان صحرا رفته بر سر خود بگردان. آں عزیز ہمچنان کرده روز دیگر دیدند که از فوج قزاق جمعے کثیر خود بخود کشته شده بودند. و بقیه السیف منهزم و پریشان شدند. فقط.

می آرند که در سنه ۱۰ ه جهانگیر را ... همراه داشت و درانجا تنگی غله بوقوع آمد و پادشاه ... در زمستان ... از خوف قحط اشی لرزیدند گویند از مریدان خواجه حبیب ... بود که بر سر راه نشسته کهنه دوزی می کرد. حضرت خواجه او را فرمود که بادشاه ... ملک ... آں ... کهنه و چرمهای پوسیده و خرقه خود بر خرے بار کرده ... بس ... پادشاه نشسته سفر بسته بهند رجعت نمود.

روزے جهانگیر شاه بقصد شکار ... کوه ... حضرت خواجه گرد چنار می گردیدند. چوں شاهباز ... پرواز ... شهبازان کشیدند. چوں این سخن بسمع پادشاه رسید متحیر شد. کسے گفت که این کبکان از مال خواجه اند. پس پادشاه بزیارت ایشان آمده، مجلس سماع گرم بود. پادشاه نهایت محظوظ شده التماس دعا نمود. نکردند. نذر گذرانید و نه گرفتند و جاگیر بخشید و منظور نه فرمودند. ازیں رو پادشاه را تشویش خاطر افزود. پس بنا بر الحاح و ابرام خواجه یعقوب که برادر عینیه حضرت خواجه بود یکصد هزار دام جاگیر قبول کردند که تا عهد سلاطین ... جاری بود. فقط.

می آرند که ملا حسین خباز بواسطه سماع منکر ایشان بود. چنانچه بارها با حضرت خواجه مناظره و مباحثه نمود و منع فرمود. ایشان ترک سماع نه کردند. عاقبة الامر مولانا در پیش صفدر خان حاکم صوبه ازیں معامله ... نمود ... بنا بر ... غافل گذرانید. پس مولانا به محکمه

له - البیاض فی الاصل - ... ۱۸۱۸ ... ۳/۸۸۶ -

عدالت بحضورِ مفتیانِ شهر دریں باب استغاثه نمود. بنابران نائبِ عدالت معه چندکس از اعیان در خانهٔ خواجه حضرت کرد و در آنجا محل سماع گرم بود. پیش از ورودِ آنها حضرت خواجه قوّالان را فرمود که آلاتِ سرود در حجره مخفی دارند. چون اہلِ عدالت در آمدند حضرتِ خواجه را گفتند که والئ ملک بایشان امر کرده است که در ارتکابِ منهیّاتِ شرع یعنی سماع احتراز و اجتناب بهتر است. خواجه فرمود آمنّا و صدّقنا.

پس وقتیکه اہالیانِ عدالت به خوردنِ ضیافت مشغول شدند از حجره صدائے تار برخاست و هرکس را تحیّر افزود چون در حجره بکشادند دیدند که آلاتِ سرود بغیرِ سازنده و نوازنده سرود می کردند اہلِ عدالت از معتقدانِ ایشان شده حقیقت در پیش والی بیان کردند. والی خود بخدمتِ ایشان آمده اعتذار نمود. چون بعدِ تغیرِ صفدر خان، احمد بیگ خان والئ کشمیر آمد ملا حسین در پیشگاه او باز استغاثه نمود. حاکم صوبه حضرتِ خواجه بحضور طلبانید و در آنجا باجتماعِ علمای دہر و فضلای شهر درین معامله بحث ها نمودند. عاقبت الامر حضرتِ خواجه گفت که علمای مذهب مداوای حرام بابتِ دفعِ مرض جائز داشته اند. ماهم بیمار هستیم. مرضِ خود را بغیرِ سماع علاجے دیگر نه می دانیم و درین باب مارا مأخوذ نسازند. باستماعِ این سخن دل هاے اعیان مؤثر شده بایشان معذور داشتند. پس اوایلِ سال ۱۰۲۷ھ وبای عام در ملک ظاهر شده از نوعِ انسان هزاران جان طعمهٔ نهنگِ اجل شدند و مردم شهر برای دفعِ این قهر در خدمتِ خواجه بهجوم آوردند و ایشان فرمودند که امشب صبر بکنید. من در بدلِ شما می روم. شبانه مرض هیضه در ایشان اثر کرده بتاریخ ۱۹، ماه ذوالحجه سنه ۱۰۲۷ھ نقل فرمودند. و در محله نوشهر آسودند. همان روز وبا رفع شد.

سنه ۲۷ نومبر سنه ۱۶۱۸ م

می آرند که ایشان را وقتِ اخیر گفتند که ایشان در عمر سماع شنیده اند. حالا استغفار نمایند. گفت من ازان توبه کنم که نوعیکه سماع شنیدن لازم بود آن شنیدم. فقط۔

طبع موزون داشت. حبیؔ تخلص می کرد. کتابِ تنبیہ القلوب و مقاماتِ حضرتِ ایشان و دیوانی معه قصاید و رباعیات و قطعات از تصانیفِ ایشان مشهور است و از عرفان و ذوق و حال مالامال. تاریخ از مصنف :-

فرد :- گفت از بہر سالِ رحلتِ او ہاتفی "شیخ کامل ہادی"
دیگرے سالش از برِ اخلاص گفت "خواجه حبیبِ والاشان"

خواجه یوسف ثانی

از یارانِ میر محمد خلیفه بود۔ و از حضرتِ ایشان نظرے داشت. و نیز بسیارے از مشائخ وقت دیده باستفاده و افاده ایشان فایز گشت۔ چون بدرجه ارشاد رسید در موضع نہجواره توقف کرد و در آنجا مدفون است۔ و نیز شیخ محمد قاری که بسیار متقی بود در انجا است۔

مولانا شریفِ خادم

از قبیلۂ ماہی گیرانِ سوپور بود۔ بجذبۂ غیبی نزدِ میر محمد خلیفه رسیده بسعادتِ ابدی فایز گشت. علی الدوام در خدمتِ خلیفه مستعد می بود۔ حالاتِ عجیبه از وظاہر گشت ہمتے عالی داشت۔ بعد یک ہفته افطاری می کرد۔

بابا نازک کشمیری۔

از مریدانِ میر محمد خلیفه صاحبِ ریاضات و مجاہدات بود و در حفظِ سنت و رعایتِ طریقت مرتبۂ عالی داشت و از میر حمزه کبری رتبۂ ارشاد و تکمیل حاصل نمود +

سنه = ۱۰۲۷ھ مطابق سنه ۱۶۱۷ء

و در سنہ ۱۰۴۸ھ وفات یافت و در مزار ملہ کوتاہ متصل قبر ملازین الدین مانٹیجی مدفون است قدس سرہٗ۔

مہدی علی بلخی و مولٰنا حسن ترکی و شیخ بہادر کشمیری و مولٰنا نصیب و یوسف شوقی و میاں ناصر۔

از خلفای حضرتِ میر محمد خلیفہ صاحبِ مکاشفہ و مرتاض و محتاط و متورّع بودہ اند۔ و مقابر آنہا معدوم و حالتِ ایشان غیر معلوم قدست اسرارہم ملزوم۔

شیخ محمد لبیب

خلفُ الصّدقِ مولٰنا تنگرف گنائی است کہ ذکرِ او گذشت۔ در علومِ صوری و معنوی ممتاز بود و از خدمتِ شیخ یعقوب صرفی استرشاد نمود و در جوار مقبرۂ والدِ خود آسود۔

خواجہ حسین ختلانی

از مریدانِ خواجہ اسحٰق ختلانی مرحوم۔ فاضل و کامل بود و در علومِ صوری و معنوی ممتاز و در عبادت و ریاضات جانباز۔ بعد سیر اطرافِ عالم در کشمیر رسید و در صحن خانقاہِ معلّیٰ مدفون است۔

خواجہ بہادر مشہور بہ شیخ شہود اللہ

از مریدانِ حضرتِ ایشان است۔ مدّۃ العمر در خدمتگزاری آنجناب بسر برد و در سفر خوارزم دو مرتبہ ہمرکابِ آنجناب بود۔ حالاتِ عجیبہ داشت۔

مخدوم حاجی موسیٰ :۔

فرزندِ ارجمند حاجی احمد قاری است۔ صاحبِ ریاضاتِ شاقّہ بود و حالات عجیبہ ازوی ظہور نمود۔ گاہے تنہا در جنگل ہا پنہاں می شد۔ گاہے بسکونتِ خانقاہ تن می داد۔ وقتیکہ در اسواق می گشت از دکان خبازان نانہا بر داشتہ براہ حق ایثار می کرد

ا۔ سنہ ۱۶۳۸-۳۹م :۔

خادم او بہ خبازان قیمت می داد۔ مانند پدر بزرگوار ہمیشہ گلیم سیاہ می پوشید۔ اکثر شہرت
می بود۔ یک بار در شہر لاہور فیلے بدست بوا جہہ او آمدہ، آں مقبولِ الست بضرب دست
او را پست کردہ موجبِ شہرتِ او شد۔ چوں بہ کشمیر رجعت فرمود۔ علائے از سحاب مکرمت
او نضارت یافت۔ چون از دنیا نقل فرمود جوار والدِ بزرگوار خود آسود۔

مخدوم شیخ عبداللہ

خلف و خلیفۂ حاجی احمد قاری است۔ در مکاشفہ و استغراق و خرقِ عادات
بے نظیر و در تجویدِ قرآن دلپذیر و بہ ریاضت و تقویٰ روشن ضمیر بود۔ در خطیرہ والدِ خود آسود۔

مخدوم شیخ عبّاس

فرزندِ سیوم حاجی احمد قاری از اربابِ حال در قراأتِ قرآن بے مثال و در علومِ
معنوی و صوری صاحبِ کمال و زبدۂ افرادِ رجال بود۔ در جنبِ والدِ نامدار مدفون۔

مخدوم شیخ عبدالواحد

فرزندِ چہارم حضرت مخدوم احمد قاری در علم و عمل بے بدل و در حالات و کمالات
افضل و در ریاضت و مجاہدت اکمل بود۔ در مزارِ آبا آسود۔

مولانا شاہ گدا

از ساکنانِ موضع کرانکہ شیون پرگنہ کروہن بود۔ روزے بنظرِ فیض اثرِ حاجی احمد
قاری متأثر شدہ ترکِ دنیا نمود و در خدمتِ آنجناب اقدام فرمود و از حاجی موسیٰ تعلیم
علومِ ظاہری و تلقینِ اشغالِ باطنی یافتہ در اندک فرصتی بدرجۂ اعلیٰ ارتقا نمود و بر اقران فایق
شد مصدرِ کرامات و مرجعِ مخلوقات بود۔ چون ہجومِ خلایق افزود۔
روزے خواجہ داود مجذوب پیش او آمدہ ملامت کرد کہ چرا مثلِ من کسوتِ جنون

پنوشید وانیقدر از دحام قبول کردے. مولنا فرمود کہ ہنوز چہ دیدے فردا بازار گرم تر خواہد شد
فردا بروز جمعہ معتقدے را فرمود کہ در کنج خانقاہ حجرۂ تیار سازد کہ بروز جمعہ دیگر بکار آید۔
شب جمعۂ دیگر با جمعے از دوستان و معتقدانِ خود معارف و لطایف بسیار وعظ کرد۔ آخر
شب بکنارِ دریا آمدہ تجدید وضو فرمود۔ چون در حجرۂ خانقاہ درآمدہ دروازہ بند کرد و تا وقت
چاشت مردمان از بیرون نگران و حیران بودند۔ وے بوقتِ دوپہر در حجرۂ انتقال فرمود
و در خطیرۂ سید میر میرک در محلۂ ملارشہ آسودہ۔ تاریخ ؎۔

گدائے شاہِ اقلیمِ ولایت (سنہ ۹۶۹ھ[1])

بابا اسحٰق

از خلفای شیخ مسعودِ نرورلیست۔ صاحبِ حالات و کرامات و مستجاب الدعوات
بود و از خلفای شیخ امتیاز تمام داشت۔ در استقامت و شدّتِ ریاضت و ادای سنت
مشہور است۔

شیخ عبداللہ [illegible]

خلف و خلیفہ بابا [illegible] علم [illegible] چشمۂ فیض بود و در کشفِ قلوب و قبور
شانے عظیم داشت۔
گویند کہ در وست زوجۂ تندخوی و ستیزہ روی گرفتار بود بسیار متاذّی می شد
مردمان تحریک در [illegible] او کردند و فرمودند کہ این سگِ گزندہ در بند بہتر است ورنہ دیگران
را مضرت می رساند۔ در حظیرۂ والدِ ماجد خود مدفون است۔

---

[1] سنہ ۶۲-۱۵۶۱م۔

شیخ باباحاجی

فرزندِارجمندِ بابامسعود۔ درکشف وکرامات وعبادت وریاضت یکتا بود۔ بمرتبۂ ارشاد رسیده انتقال نمود وجوارِ پدرِ نامدار آسودہ۔

شیخ ابراہیم

فرزندِ سیوم بابامسعود درامرِ معروف ونہیِ منکر ودرعلوِحال وحسنِ مقال گرامی ونامی بود۔ درموضع آکھرن پرگنۂ دیوہ سر آسود۔

باباحسین

خلف خلیفۂ شیخ عبدالکریم فتحکدلیست۔ درعلومِ صوری ومعنوی بین الاقران ممتاز ودرریاضت وتقویٰ جانباز ودرامر ونہی سرافراز بود۔

گویند درمسکن خود قبرے حفر کنانید۔ مردمان درشکوہ افتادند۔ فرمود کہ روزِ وفاتِ من مردم را امکانِ حرکت نباشد۔ پس روزِ جمعۂ دوم کہ بارشِ برف[1] وباران بشدت بود انتقال فرمود ودرانجا آسود۔

می گفت کہ اگر یک روز از زاویۂ خود برآمدم چہل روز بے آرام بودم۔ فقط۔

میریوسف قادری

خلف وخلیفۂ حضرت میرنازک قادریست کہ بکمالات ظاہر وباطن آراستہ بود۔ بعد واقعۂ والدِنامدار ہمگی پنج سال بر مسندِ خلافت وارشاد جلوس نمود۔ درسنہ ۱۰۳۷ھ[2] بحادثۂ وبا رحلت فرمود ودر خطیرۂ پدرِ بزرگوار آسود۔

---

[1] مقصود بارندگی۔

[2] ۲۸ / ۱۶۲۷م

میر احمد قادری

فرزندِ دوم میر نازک قادریست. عالمِ فاضل و عاملِ کامل تارکِ دنیا بود و از والدِ ماجدِ خود علمِ معنوی حاصل نمود و سجاده نشینیٔ پدر منظور نفرمود. ماه رجب ۱۰۴۱ھ[1] در مزار آبا آسود.

میر محمد علی قادری

فرزندِ ارجمند و خلیفهٔ دلپسندِ میر نازک قادریست. برادرِ اولش میر محمد یوسف در ریعان جوانی بحادثهٔ وبا از جہانِ فانی درگذشت و برادرِ دومش میر احمد از روی کثرتِ اشتغالِ علمی سجاده نشینی اختیار نفرمود. پس حضرتِ میر علی بر مسندِ خلافتِ پدر جلوس یافت. در علم و عمل فردِ یگانه و در زهد و تقوی فخرِ زمانه بود. طریقهٔ عالیهٔ قادریه را رواجِ کلی بخشید و در حسنِ صورت و سیرت و اخلاق و اطوار آیتے بود از رحمتِ الٰہی. چوں ضوابطِ خلافت را رواج داد در اثنایِ ذکرِ جہر عجب جوش و خروشے ظاہر می کرد. لیسا اوقات بر قومِ جنیان نیز احکامات جاری می فرمود. صبیهٔ صلبیهٔ میر داؤد دوارکی در عقد داشت. تمنای فرزندِ نرینه از دل نکشید عالمے از سحابِ فیوضِ باطنش خضارت و نضارت پذیرفت و در آخرِ عمر بتقریبِ فسادِ مہادیو پیشکاره که قصهٔ آں در حصهٔ دوم[2] مرقوم است، حضرتِ میر با جمعے از اعیانِ شہر بدهلی بردند و در اثنایِ راه با شیخ محمد معصوم فاروقی ملاقات کرده، باہمدیگر رابطهٔ محبت و صحبت بر بستند و بتوجه ہمتِ ایشان ہمگی یازده روز در راه در وامانده مراجعت فرمود و در سال ۱۰۷۳ھ[3] ماه

ھ۱ - برابر ۱۶ - جنوری ۱۶۳۲م

ھ۲ - رجوع کنید به صفحه ۵۰۷

ھ۳ - برابر ۲ - جولائی ۱۶۶۲م

ذوالحجه رحلت نموده در جوارِ مرقدِ والدِ نامدار آسوده بروزِ چهارم ایشان بعضے اصحاب بنامِ آنجناب طعامی ترتیب دادند۔ اہلِ شہر را درمیانِ مسجدِ جامع ضیافت نہادند[1]۔ این قدر ازدحامِ مردم بود که چهار کس مردند۔

خواجه حیدر رحمة الله معروف به چرخی

پدرِ بزرگوارِ او را[2] خواجه فیروز نام داشت که از معتقدانِ خواجه عبدالشهید احراری بود۔ روزے بتقریبے در خدمتِ آنجناب اظہار نمود که در خانه چہار تا دختر دارم چون فرزندے نیست تنگدل و بیقرارم۔ حضرتِ خواجه در حقِ او دعا کرده بشارتِ ولادتِ پسرِ عالی گوہر داد چون بوطن مراجعت نمود۔ بعد انقضای نه ماه خواجه حیدر رحمة الله تولد شد و در ہفت سالگی بعبادت و ریاضت و موعظت سنت اشتغال نمود که تا حینِ حیات ہیچ فضیلتے و سنتے از دست نداد۔ اوّلاً در خدمتِ حضرتِ بابا [illegible] نازکی بعلوم صوری و معنوی تعلیم یافت۔ ثانیاً در صحبتِ بابرکتِ ملا جوہر ناتھ بشتافت۔

پس از آن بنظرِ فیض اثرِ شیخ عبدالحق دہلوی بمراتبِ عالیهٔ [illegible] فایز شده بر اقرانِ دوران گوی سبقت برده در تجویدِ قرأتِ قرآن و التزامِ سنتِ سیدِ انس و جان و سیرِ علم و تکمیلِ عرفان بے مثل بود۔ باوجود سماجتِ حکام اجابتِ خدمتِ قضایا اصلاً نکرد بلکه بخوفِ تکلیفِ آن فرار اختیار نمود و برای فرزندانِ خود ہم این امر قبول نه فرمود۔ ۲۲۔ ماه صفر سنه ۱۰۵۷ھ[3] نقل فرموده در مزارِ اسلاف[4] آسوده۔ "خیر الوریٰ" تاریخ است۔

---

[1] ۔ باید بود "کردند"   [2] ۔ "را" درینجا زیاد است۔

[3] ۔ برابر ۱۸۔ مارچ سنه ۱۶۴۷ء

[4] ۔ در نسخهٔ (دی) "اسلافِ خود" آمده است۔

خواجہ مومن چہیل متخلص بغازی

فرزندِ خواجہ ابوالقاسم چہیل است۔ از مصاحبانِ یوسف خان چک بود۔ در علمِ موسیقی مہارتے تمام داشت۔ استفادۂ علومِ ظاہری اوّل در پیشِ ملّا جوہرنانت بعد ازاں از مولوی حیدر چرخی نمود۔ چوں ترکِ دنیا کرد بطلبِ مرشد در حرمین رفت واز روضۂ جنابِ رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم بشارت یافت کہ مرشد تو در کشمیر است۔

پس بسارعتِ تمام رجعت کردہ در صحبتِ سہہ ریشی بابا مشرف شدہ بعدِ دو ہفتہ از و جواب یافت کہ بآنکہ مبشر شدی من نیستم بلکہ ابوالفقراست۔ بنابراں در خدمتِ ابوالفقرا رفتہ بہ تعلیم و تربیتِ ایشان سعادتِ جاودانی حاصل کردہ بدرجۂ ارجمند و پایۂ بلند رسید و ایّامِ زندگانی در خدمتِ ایشان بجانفشانی گذرانید۔

چوں حضرتِ بابا رحلت فرمودند خواجہ مومن رختِ سفر بستہ در بغداد رفت و در انجا مرشد و رہنمای طالبانِ خدا شد۔ درآں اثنا برادرش خواجہ عبدالخالق، بعدِ ادای مناسکِ حج در بغداد رسید و با او ملاقات کردہ، چند روز یکجا گذرانیدند چوں عبدالخالق برای رفتنِ وطن رخصت خواست خواجہ مومن فرمود کہ ای عبدالخالق تاریخ رخصتِ من یاد بگذار کہ در حفظ نماند/ ۱۰۵۳ھ[1] بعد رخصتِ برادر در انجا وفات یافت طبعے موزون داشت ایں دو رباعی از طبع اوست۔ رباعی:-

ای بادِ وتر[2] گر گذری در دیوہ سر

از من خبرے نیز بآن دلبر بر

---

[1] - ۱۰۵۳/۱۶۴۳م

[2] - لفظ کشمیری بمعنی شمال۔

کشمیری وفارسی اگر گوش نکرد
هندیش بگوکه آوتر[۱] میراونز

عمریست دریں پشته پریشان گشتیم
گفتیم گران شویم وارزان گشتیم

درطالع ماکساد بازارے بوُد
آیینه فروش شهرکوران گشتیم

ونیز تاریخ وفات ابوالفقرا شیخ مومن[۲] وے گفته است۔
شمس الدین نیایک۔

از خلفاي بابانصیب الدین غازی است۔ درصغرسن منظورنظرِ ایشان بود۔ موجبِ استعدادذاتی دراندک فرصتے بدرجۂ تکمیل رسیده بغیرساگ وکاسنی ہیچ نمی خورد۔ حالات عجیبه داشت۔

می آرندکه روزے درخدمتِ خواجه حبیب نوشهری سلام کرد۔ ایشان بجرات ذکر اصم شده بودند وسلامِ او نشنیدند۔ وے بآواز بلند باز سلام کرد۔ یاران خواجه بدبرند ودرشت گفتند۔ حضرتِ خواجه بآنها تهدید نمود وگفت ای جوان مرید کیستے؟ گفت مرشدِ من ابوالفقرا است۔ گفت درکدام جائے باشی؟ گفت درفلان ده۔ فرمود دران قریه انگور می باشد؟ گفت نے۔ فرمود شراب می باشد گفت نے۔ گفت مستان باشند؟ گفت نے بلکه همه ہشیاراند۔ گفت دریں جاآمده باش۔ گفت من ہشیارم۔ بامستان چه کاردارم پس خواجه برخاست ودرچرخ آمد۔ حالے عجیب رویداد فقط۔

---

[۱] دریں لفظ تجنیس تام است بارعایتِ لفظی۔ آوتر لفظِ ہندی بمعنی فرود آوردم اتر نام بزرگ است چنانچه دراوّلش از لفظ "میر" مفهوم می شود۔

[۲] = ۱۰۴۶ھ مطابق ۱۶۳۶ء تاریخ وفات است۔

می آرند که در کدام دہے برائے امر معروف رفتہ بود۔ ساکنانِ آنجا اجابتِ نصیحت اونہ نمودند۔ ایشان بجلال آمدہ آبِ چشمہ کہ دراں دِہ جاری بود خشک شد۔ چوں بہ عجز و انفعال پیش آمدند دعا کرد و آبِ آں چشمہ باز آمد۔

شیخ شمس الدّین

برادرِ مادری حضرتِ ابوالفقراست و در ہنگام جوانی بذوقِ خدادانی از دنیای فانی بیزار گشتہ اشغالِ ریاضت و مجاہدت بہ نہایت رسانید و بخلافتِ حضرتِ بابا در تربت فت و در انجام جمعے بہم رسانید و توحیدِ شہود[1] را مایل و قایل بود۔

شیخ داؤد کہنی

از مریدانِ بابا نصیب صاحبِ نصیب بود۔ عمر خود در تفرید و تجرید گذرانید و در اجرای امرِ معروف جہدِ بلیغ نمود و بتخانہ کہ در موضع کوہن موجود بود مسمار کنانیدہ شعارِ بت پرستی از آں قریہ برانداخت و ہمہ را مسلمان ساخت۔ آخر ہا در ہماں قریہ مدفون یافت۔

شیخ حاجی حسن

از خلفای حضرتِ ابوالفقراست۔ در تجوید قرأت و قرآن مہارتے عجیب داشت حضرتِ بابا[2] را امامت می کرد۔ عمر خود در تفرید و تجرید بسر برد۔

مولوی یوسف

از خلفای حضرتِ بابا نصیب عالمِ فاضل صاحبِ تصانیف بود۔ در مکاشفہ مشہور

لہ۔ باید بود " بتوحید شہود۔

ٹہ۔ مقصود بحضرتِ بابا۔

باباصالح

ساکنِ گواہ گوہ پرگنۂ اچھہ از خلفای برجستہ حضرت ابوالفقراست۔ مدت مدید در موضع مذکور میانِ غارے منزوی شدہ بود۔ کتابت کلام اللہ می کرد۔ گوشت حیوانے نمے خورد اما گاہ و بیگاہ بیضہ ہا تناول می نمود۔

روزے حضرت بابا فرمودند کہ بعضے یارانِ ما مرغان بمعہ بال و پر می خورند پس از اکل بیضہ ہا احتراز نمود فقط۔

روزے دارا شکوہ بشکار رفتہ بود۔ ازانجا برای ملاقاتِ ایشان درونِ غار در آمدہ بابا باو التفات نکرد۔ شاہزادہ رفقای خود را بزبانِ ترکی گفت کہ این مرد کیف کردہ است بابا بفراست دانست و گفت حیف بر کسے است کہ کیف کردہ باشد۔ صد حیف بر آنکہ بے کیف باشد۔ شاہزادہ محظوظ شدہ یک خوانچہ زرِ سرخ و سفید ہدیہ نہاد و بابا بعد ابرام بسیار سی روپیہ بر داشت و یک جلد حمایل شریف کہ بخطِ خود نوشتہ بود درمیانِ خوان گذاشت و گفت ہدیہ قرآن خود گرفتم۔

شیخ صالح و شیخ درویش

از مریدانِ ابوالفقرا در ورع و تقوی ہر دو بے نظیر و صاحبِ تاثیر۔

شیخ حسن لالو

وطنش موضع وسن پرگنۂ لار بود و در مسجد لالو ہا کہ قبیلہ ایست معروف امامت می کرد و بتقریبے در ہند رفت۔ چون باز آمد در خانقاہ راجو ماجی اقامت می کرد و در خدمت بابا عیب غازی رضی ارادت آوردہ بتربیتِ ایشان بمقامات اعلی اعتلا نمود۔ مدتے در خدمتِ ایشان بتفرید و تجرید گذرانید۔ آخر ہا متاہل شد حضرت بابا

ازو رنجیده گشت پس شیخ ہم از روی حجاب ترک ملازمت نمود و در محلۂ لالو ہا بر زمین وقف حجرہ ساخت و بامامت مسجد پرداخت ایام عمر بریاضت و توکل گذرانید و در حالت شیخوخت بمدرسۂ ملا ابوالفتح کلو آمدہ درک مسایل می کرد۔ صاحب خوارق بود۔ بہنگامہ آرائی رغبت نمی کرد چوں انتقال فرمود در صحن حضرت مخدوم آسود۔

خواجہ حسن تمل

از یاران بابا نصیب الدین غازی است در علوم صوری و معنوی ممتاز و جانباز متوکل و متاہل و صاحب دل بصلاح و تقوای معروف بود۔ عمرے طویل یافت۔ در جوار بوتہ کدل مدفون است۔

حاجی بہرام

از قبیلۂ نجاران مرید بابا نصیب غازی است۔ ہمیشہ تارک اللحم و صایم الدہری بود۔ در تفرید و تجرید و توکل و تورع شانے عجیب داشت۔ تعلیم علوم فقہ و حدیث از اخوند ملا حسین گرفتہ در اخفای احوال و استتار کشف و کرامات بسیار می کوشید و فتوحات را اصلا مایل نمی شد۔ از کسب برادر خود کہ کار نجاری می کرد لقمہ می خورد و در ماکول و مشروب احتیاط کلی می فرمود۔ حفیظ اللہ خان صوبدار روزے پنجاہ روپیہ نذرش آورد بہزار سماجت یکروپیہ برداشت۔ بکثرت مشقت و ریاضت ہمگی پوست و استخوانے ماندہ بود۔ ہمیشہ نعلین چوبین در پای می داشت[۱] و مدام باب سرد غسل و وضوی کرد و بزیارت حرمین بپای پیادہ فایز شد۔

مدعا کہ در ترک کل ممتاز بود۔ بعمر نود سالگی بدار البقا ارتقا نمود در موضع پہروپٹ

---

[۱]:- باید بود . " در پائے می کرد"

پرگنۂ پچھی پورہ مدفون شد۔ بعد چند روز مردم غرضمند از روی اخلاص از انجا کشیدہ بردند
حالا در موضع لومہ پورہ[عمہ] مدفون است۔

شیخ یعقوب سادی۔

از یاران بابا نصیب غازی است۔ در عنفوان جوانی قصّہ خوانی و طبل نوازی
می کرد۔ چوں در خدمت بابا مشرف شد در مجاہدہ بجدّ وکدّ بسیار کوشید و جام معرفت لبالب
نوشید و سرمست بادۂ الست گردید۔ شیخ داؤد مشکوٰتی می گوید کہ شیخ یعقوب در میان
[را] لورکندی نشستہ دیدم گفتند کہ از مدّت دہ روز ہیچ نخوردہ است۔ فقط۔
شبے در حالت مسافرت بر کوہ پیر پنچال در بارش[۱] بنشست و تا صبح بذکر حبس نفس
پرداخت کہ بسبب حرارت ذکر قلبی او را برودت اثر نکرد و برف بر گرداد و ذبان یافت و زمین
نمناک نشد۔ حسن صورت زنان بسیار می دید و گلولہ ہا بر گلوی خود می بست و پرّ مرغی بر سر می
نہاد و رقص می کرد۔ حضرت بابا ازیں فعل او را زجر می کردند فایدہ نمی نمود۔ مقبرۂ او در موضع رڈون
پرگنۂ اسلام آباد مشہور۔

شیخ مومن و شیخ شریف۔

دو برادر مرتاض از مریدان ابو الفقرا در تجرید و تفرید و توکل و ترک حیوانات
آراستہ بودند و احتیاط امور شرعی بسیار می داشتند[۲]۔ بایں درجہ کہ روزے
شیخ مومن از مفتی وقت مسئلہ پرسید کہ ہرگاہ زیر تختۂ برگ توز ناپاک سوختہ شود
براں تختہ نماز جائز است یا نہ؟ و روز جمعہ ہر دو برادر برای نماز در شہر می آمدند و صائم
الدّہر و قائم اللیل می بودند۔ عاقبۃ الامر شیخ مومن متاہّل شدہ، در شہر سکونت یافت

[۱] مقصود "باران"   [۲] بایدبود "می کردند"۔

[عمہ] = در چھاپ شدہ ترجمۂ تاریخ حسن نام موضع بجائے لومہ پورہ لوجہ پورہ نوشتہ است۔

و اولاد صالح بہم رسانید۔ در شہر مدفون است و شیخ شریف در موضع برتہن متصل شہر آسود ر

ابہ بابا لو

اولاً در ریعانِ جوانی از ابوالفقرا بتربیت راہِ معنوی فائز گشت۔ بعد انتقال ایشان از وتر بابا کہ خلیفہ بابا داؤد خاکی بود درجۂ تکمیل یافت۔ عمر خود در تفرید و تجرید و ریاضت و مجاہدت و پاکیزگی گذرانیدہ در محلہ رینہ واری مدفون است۔ سنہ ۱۱۰۷ھ[1]

حاجہ بابا

نام اصلیش عبدالرحمان بود۔ خلیفۂ خاص و انیس با اخلاصِ حضرتِ ابوالفقرا است ہمیشہ در بجا آوری خدماتِ حضور ماُمور بود و در فقر و فنا شانے عجیب داشت۔ حضرت بابا تربیت اکثر مریدانِ خود بوی تفویض می کرد و بعد انتقال مرشد نامدار بر سنت پیرزدہ بدہ می رفت و امر معروف می نمود و مساجد آبادی کرد۔ مدتے در خانقاہ راجور ماجی متصل مسجد جامع منزوی شدہ صایم الدہر و قایم اللیل می بود۔ و در موضع کنجہ نو لوگ پرگنہ پہاک مدت چہل سال در تجرید و تفرید بسر برد۔ آخر عمر متاہل گشت۔ چوں رحلت نمود، ہمدوش مرشد بزرگوار در بچبارہ آسود۔

شیخ ناصر بنگالی

از یاران حضرت بابا نصیب غازیت، اگرچہ مقید بشرع بود لیکن گاہ گاہے حرکات مجذوبانہ می کرد و بر کسیکہ قہری می ساخت اثر آں بر ظہور زود ظاہر می شد و با چند کس از درویشان و چندے از نسوان اسپ سوار دہ بدہ سیر می کرد و امر معروف می نمود و در میان شہر محلہ بمحلہ می نشست معلّی ہمراہ گرفتہ چند اطفال را تعلیم می کنانید و کتاب مشکوٰۃ المصابیح ہمیشہ ہمراہ می داشت، زبانش کج مج و گردنش بسیار پست بود، و دستاری کلاں بر سری بست و با مردم رفضہ جنگہا می کرد، ہرگاہ باکسے از اہل شہر او راید سلوکی می شد پس در مقبرۂ حضرت محبوب العالم

---

[1] ۱۱۰۷ھ - برابر ۹۶/۱۶۹۵ م -

رفته بر تربتِ آنجناب ضرب ہا می دادو می گفت چرا خوابیدہ ماندید؟ مارا فلانی چنین چنان کرد او را تادیب بفرمائید۔ فی الحال او را از غیب تدارک می شد۔ خوارقِ او در شہر و دہ مشہور است۔ رحلت او ۳۰ ماہ صفر ۱۰۸۹ھ[1] مسطور و در موضع نند پورہ مستور فقط۔ و فرزندِ ارجمندِ او عالم بابا بسیار صالح بود و با مردم رفقہ لغلظت و عنف پیش آمد و امر معروف مثلِ پدر می کرد فقط۔ و نیز ریتے شمس دیدی نام از مریدانِ او صاحبِ صفا بود کہ مدۃ العمر روی خود بکسے ننمود۔ فقط۔

ملک جہانگیر از روسای پرگنہ آدون بود و برہنمونی شیخ حسن لالو بخدمت بابا نصیب الدین غازی داخلِ طریقہ شدہ بدتے برملکہ آن بسر برد بعد آن بخدمت خواجہ عبدالرزاق نقشبندی کہ از امرای شاہجہان صاحب عرفان بود۔ رتبہ ارشاد حاصل نمود۔ بس عمر خود در تجرید و تفرید و توکل و ذرہ ہیزگاری بسر برد و از کسے چیزی نمی گرفت حدت طبع بسیار داشت چون رحلت نمود در مزار گنج بخش آسود فقط۔

بابا مظفر

از مریدانِ خاص حضرتِ بابا نصیب غازی صاحبِ مجاہدات و ریاضات بود عمر خود در غار نشینی و عزلت گزینی بسر برد۔ فقط۔

می آرند کہ چندگاہ در پرگنہ اولر درمیان قریہ خلوت نشین شدہ بود۔ مردمانِ آن قریہ از روی بد خصلتی ایشان را ایذا رسانیدند و حضرتِ بابا ازاں قریہ دور رفتہ درمیانِ جنگل زیر درختے متمکن شدند۔ بعدِ چند روز شخصے از ساکنانِ آن قریہ اتفاقاً در انجا رسیدہ و حضرتِ بابا دید۔ ساعتی در خدمتِ ایشان گذرانیدہ رخصتِ خانہ گرفت۔ حضرتِ بابا فرمود ہر کس کہ از ساکنانِ این دہ بمن ایذا رسانیدند امشب سزای اعمالِ خود خواہند یافت۔ آن شخص در دہ آمدہ ہر کس را ازین واقعہ خبر کرد۔ ہمانشب دہ نفر از ایذا دہندگانِ ایشان در خواب مردہ بودند۔ فردا تمامی ساکنان در خدمتِ ایشان رفتہ عذر خواہی نمودند بہرہ آوردند۔ فقط۔

---

[1] سلہ - برابر مارچ ۱۶۷۸ء

شیخ حسین

از خلفای برجستہ حضرتِ بابانصیب الدین غازی بود۔ عمر خود در ریاضت
و مجاہدت بسر نمود روزے چند کس مسافران بیمارے ہمراہ گرفتہ در خانۂ ایشان فروکش
نمودند و حضرتِ شیخ فرمود کہ ہرگاہ کسے از شما بمیرد باید کہ در خانۂ ما بمیرد۔ پس آں مسافران
دو شب درانجا ماندند منجملۂ آنہا شخصیکہ صحیح بود وفات یافت و حضرتِ شیخ آخر عمر خود
سفر اختیار کردہ بہندوستان رفت و در بیجاپور رسیدہ از جان درگذشت درانجا مدفون
است۔

تاریخ:۔ چوں ز دنیا شد حسین وگفت ہاتف آشکار
سالِ تاریخ وصالش بلبل باغ طلب ۱۱۰۸ھ [1]

شیخ حیدر

از مریدانِ حضرتِ بابانصیب مردے کامل و فاضل و نجیب بود۔ در مجاہدات و
ریاضات ہمتا نداشت۔

می آرند کہ وقتے از اوقات بطرفِ پرگنۂ دیوہ سر تشریف فرمودند۔ درا ثنای راہ
جمعے پیدا شدہ کاغذے بایشان نمودند و فاتحہ گرفتند و با گفت کہ درانجا یکے از مریدان
ماست او را محافظت باید کرد۔ آن جماعہ جواب دادند کہ او را امر شود کہ برای ماطعام
و جغرات بالای طبقہ خانۂ خود فلانہ روز بگذارد۔ حضرتِ بابا آن مرید طلبانیدہ ماجرا گفتند
وے مطابقِ فرمان مرشد عمل نمود و ہمانروز دران محلہ آتش گرفتہ ہمہ ہا سوختند و خانۂ او
سالم ماند و از طعام و جغرات در طبق چیزے نیافتند۔ چوں رحلت نمود در موضع

[1] برابر ۱۶۹۶/۹۷ م۔

کنڈ
ابراہیم پرگنۂ شاورہ آسود۔

تاریخ۔ بہر سالِ وصلِ حیدر ہاتفی
"مرشدِ اہلِ عبادت بودہ" گفت سنہ ۱۰۷۴ھ [1]

شیخ اسماعیل

از مریدانِ حضرت بابا صاحبِ ورع وتقویٰ بود۔ در گنڈِ ابراہیم آسود۔

بابا داؤد مشکوتی

در علومِ عربیہ وفقہ وحدیث وحکمت تلمیذ رشید خواجہ حیدر چرخی است۔ چون جملہ احادیث وکتابِ مشکوٰۃ شریف معہ اسناد از بر داشت۔ لاجرم اورا از زبان استاد مشکوتی لقب افتاد۔ بعد از اکتساب کمالاتِ صوری ومعنوی ذوق خدا پرستی بہم رسانید ودر خدمت بابا نصیب غازی بشرفِ تلقین وتعلیم راہِ باطنی مشرف شد ودر اندک فرصتے طیِّ مراحلِ راہِ سلوک نمودہ بدرجۂ والا اعتلا فرمود۔ ہمیشہ با مرشد خود رفیق سفر وحضر می بود کمالاتِ او از حیطۂ تحریر بیرون واز تقریر افزون۔ کتاب اسرار الابرار در بیان احوالِ اولیای کشمیر وکتاب اسرار الاشجار در تتبع کتاب منطق الطیر از تصنیفاتِ او مشہور۔ با حضرت خواجہ خاوند محمود وملا شاہ صحبت داشت۔ فرد زمانہ ومرد یگانہ بود نود وہفت سال عمر یافت۔ ۲۷۔ ربیع الاول سنہ ۱۰۹۷ھ [2] رحلت فرمود۔ در محلۂ گندر پورہ حوالی عیدگاہ مدفون است "وشیخ مومنان" تاریخ وفاتِ اوست۔

تاریخ:۔ از پے سالِ وصالِ آن مرادِ مقتدا [3]
"بودہ بابا شیخ الاسلام" آمد از غیبم ندا ۱۰۹۷

۱: برابر ۶۴/۱۶۶۳ء ۔ ۲: ۔ برابر ۱۱۔ فروری سنہ ۱۶۸۶ء۔ ۳: ۔ در نسخۂ دی "آن بزرگ مقتدا"۔

بابا عبداللہ گزریالی

از خلفای برجستۂ بابا نصیب الدین غازی است و بعد انتقال ایشان از حاجرِ بابا درجۂ تکمیل وارشاد حاصل نمود و سرمستِ بادۂ وحدت و مستغرق بحرِ شہود کثرت و معیت می بود۔

بنابران او را مستانہ می گفتند۔ ہر گاہ از زبانِ کسے نام خدا می شنید۔ بکمال شور حق اللہ می گفت و تا وقتِ نماز بیہوش می افتاد۔ باوجود مستی ہیچ سنت و مستحب از دستِ او نمی رفت۔ امرِ معروف و نہی منکر بسیار می کرد۔ جمعے کثیر از کفرہ باسلام آورد۔ اکثر اوقات در سیر دہات می بود۔ سہ چہار صد مردم ہمراہ می داشت۔ مردم خانہ بخانہ او را بدعوت می بردند وقبول نصائح می کردند و درمیانِ اکثر دہات مسجد و حمام و غسلخانہ و خلاٴ ہا و باغات بہ نیتِ باقیات الصالحات احداث می کرد۔ فقط۔

گویند از مریدانِ او شخصے را اولاد نبود۔ روزے حضرتِ بابا را پنجاہ روپیہ نذر داد و بابت اولاد التماس نمود حضرتِ بابا بخدا التجا فرمود۔ سائل را تا عرصۂ دوازدہ سال دوازدہ پسرِ روشن اختر متولد گشت۔ درین مدت حضرتِ بابا در پرگنۂ لار بود و در ہر قریہ حمام و مساجد و جسرہا آباد نمود و بر کنل زوجہ بال مسافر خانہ ہا احداث فرمود۔ چون بخانۂ خادم باز رسید، دوازدہ پسرِ شایستہ دید۔ فرمود۔ ع در فزون باد امتان رسول۔ خادم عرض کرد کہ جناب درینجا وسعتِ زمین نیست و ہمین قدر کافیست پس بابا دعا کرد و نسل باز عقیمہ شد و نیز در پرگنۂ لولاب باغ درختانِ زرد آلوی شیرین مغز احداث کردہ بود۔

چونکہ حضرتِ بابا دوازدہ سال در پرگنۂ لار توقف فرمود ظالمان از باغیچہ مذکور مغز زرد آلو بزور می بردند۔ چون بابا درانجا رسید حقیقت تغلبِ ظالمان بشنید۔ دعا

ع ۶ بمعنی بیت الخلاء

فرمود کہ بعد ازیں زرد آلوہاے بے مغز باشند۔ پس باغیچہ مذکور را زرد آلوہای بے مغز پیدا می شدند۔ راقم الحروف می گوید کہ روزے بسبیل سیاحت در کھہربال رسیدم۔ از باغ مذکور ہمگی دو درخت موجود دیدم و زرد آلوی بے مغز کہ نہایت شیرین بودند خوردم فقط۔ چون بابا در ۱۱۱ سنہ انتقال فرمود در موضع گزریال پرگنہ ترآسود۔

خواجہ علی الماس

از مریدانِ بابانصیب صاحبِ ورع وتقوی از خاصانِ خدا بود۔ در موضع وسن پرگنہ بانگل آسود۔

خواجہ بابائے لاری

مریدِ حضرتِ ابوالفقرا صاحبِ کشف و واقعات بود۔ بعضے تصانیف بابا داؤی تصحیح می کرد و در راہِ سلوک حظّے وافر داشت۔ آخر عمر در موضع وندہ ہامہ پرگنہ لار متاہل شدہ عمر خود در انجا با نزوا گذرانید و در انجا مدفون است۔ و فرزندِ او باباصالح کہ بسیار پرہیزگار و صالح ومتقی بود از مقبرہ والدِ ماجدِ خود بالاتر زیرِ دامنۂ کوہ آسود۔

بابا یوسف

از مریدانِ ابوالفقرا صاحبِ ریاضت وتقوی از اہلِ صفا بود۔ در موضع تیلون پرگنہ کوٹہار آسود۔

شیخ حیدر

از خلفای بابانصیب، در علم و عمل خوش نصیب بود۔ در موضع گیرد پرگنہ اولر آسود۔

سلہ :- برابر ۱۷۰۵/۶ ء عہ = در چھاپ شدن تاریخ حسن "کھہربال" نوشتہ است

شیخ دولت

نیز از مریدانِ ابوالفقرا صاحبِ ذوق بود۔ عمر خود در تجرید و تفرید گذرانید۔ قریب سی سال در صحبت مرشد بسر برد۔ بعد انتقالِ ایشان به حج رفت۔ در عرضِ راه وفات یافت۔

شیخ یوسف ثانی:

عالمِ عامل و فاضلِ کامل بود۔ از ابوالفقرا فیض باطنی حاصل کرده، زندگانی خود در ریاضت و ورع و تقوی گذرانید و در موضع ڈنگ وچهو پرگنۂ حمل مدفون است۔

شیخ موسیٰ

از مریدانِ حضرتِ بابا از اہل صفا بود در موضع ایشہ یاری آسود۔

شیخ طاہر: از حضرت بابا بہرۂ علم باطنی حاصل کرده در پرگنۂ لار منزوی شد و در آنجا مدفون است

شیخ باباحاجی:

از مریدانِ بابا، صاحبِ صفا بود۔ عمر خود در عشقِ خدا بسر برده در موضع گوری پوره پرگنۂ لار آسود۔

باباصادق۔

از خلفای ابوالفقرا صاحبِ فقر و ریاضت و تقویٰ بود۔ در موضع ہیره پوره مدفون است۔

باباعثمان

از تربیت یافتگان ابوالفقرا است۔ بسیار مرتاض و محتاط بود۔ در محلۂ نوہٹہ آسود۔

شیخ یعقوب

از معتقدانِ حضرتِ بابا در ریاضت و عبادت بے ہمتا بود۔ در حدود کامراج آسود

بابا بدرالدین

از مریدان حضرت بابا مرتاض و محتاط و صائم الدہر و قائم اللیل بود۔ عمر عزیز خود در کوہستان قصبۂ لار بانزوا و تجرید گذرانید و درانجا مدفون است غیر ازین خلفای حضرت بابا نصیب غازی بسیار است مثل علی خان و کریم خان کہ ہر دو برادر در تقوی بے نظیر و شیخ ناصر و شیخ اسمٰعیل روشن ضمیر و حافظ رشید و حافظ شمس در علم تجوید و تفرید و تجرید صاحب کمال و حاجی محمد و ملا حسن زبدۂ ارباب حال بودہ اند عمر عزیز در کسب اعمال صالحہ بسر بردہ در خاک آسودہ اند۔

ملک جہانگیر رینہ و ملک کنز رینہ و جوگی رینہ از قبیلۂ حضرت محبوب العالم سہ برادر اعلم و افہم در تجرید و تفرید یکتا و در ریاضت و تقوی بے ہمتا از مریدان حضرت ابوالفقرا است۔ مدۃ العمر خود در حدود کوہستان کوہامہ بسر بردہ در ہمان پرگنہ آسودہ اند از انجملہ ملک جہانگیر رینہ در سودر کوٹ و کنز رینہ در بنڈہ پورہ و جوگی رینہ در موضع ارن۔ اسلاف ایشان از رؤسای ملک بودہ اند۔ لاجرم آنہارا ملک خطاب کردہ بودند قدس اسرارہم۔

بابا شمس الدین

برادر عینی ابوالفقرا مرید بابا اسحق تروریست در ریاضت و تقوی بیعدیل بود آخرہا از برادر نامدار ارشاد حاصل کردہ بعد وفات جانشین او شد و در خطیرۂ ایشان مدفون است۔

محمد امین صوفی

قبل از بلوغ در خدمت حضرت ابوالفقرا شرفیاب صحبت گشتہ مدتے کفش برداری میکرد عاقبت آداب سلوک آموختہ مشعل خاطرش بانوار خلوص افروختہ شد چون بحد بلوغ رسید حضرت بابا از دنیا نقل کرد محمد امین کنج خلوت گرفتہ بوظائف و طاعات عامل شد و صفائی قلب حاصل کردہ بصحبت بسیاری از مشایخ کبار فائز گشت تا کہ قبولیتے بہم رسانید و بافادۂ خلق مشغول شد

پس مدتے در خانۂ کلو ہا وچندے در محلۂ کانکہن می گذرانید ۔ چون قبولیت خلائق پیشتر شد ۔ بجوار مسجد جامع آمدہ متاہل گشت انگاہ بمتابعت مرشد نامدار در اطراف دہات برای توبہ وبیعت می رفت جابجا مساجد احداث می کرد ۔ عالمے گرویدۂ او بود عاقبت زن دوم خواست صاحب دختر و پسر شد ۔ خمس الاوقات در خانقاہ ملک شمسی چک کہ معبد حضرت محبوب العالم بود ادا می کرد ۔ ودر دعوت اسماء دستے عجیب داشت وجواب استخارہ می گفت واعمالش ہر نوع اثر می داد ۔

وقتیکہ حضرت شیخ عبدالاحد سرہندی وارد این دیار شدند ۔ محمد امین ہم در خدمت الیشان دست بیعت دادہ خط ارشاد حاصل نمود ودر افادۂ خلق بسیار کوشید ۔ یاران صالح وذاکر مثل بودی بابا وحافظ داؤد خوام حافظ وغیرہ بہم رسانید ۔ چون شربت اجل گوارا ساخت ۔ در مزار کلو ہا میان ملہ کرہ بجواب استراحت آسود ۔

میان حسین چشتی :۔

از فرقہ کونوالان بود دیک چند در خدمت بابا نصیب الدین غازی طلب خدا نمود ورا ہ کشود نکشود ۔ پس بفرمان الیشان بطرف ہندوستان سفر نمود ودر خدمت شاہ تمکین چشتی کمالات معنوی حاصل کردہ رتبۂ خلافت یافت ۔ چون بوطن آمد حرم محترمۂ او را بعد نہ ماہ میان یحییٰ متولد شد وی از والد ماجد خود طریقۂ چشتی آموختہ ، درین ملک چراغ ہدایت افروخت وسرمایۂ سعادت ابدی اندوخت ۔

فیروز شاہ ۔

از مریدان حضرت ابوالفقراء صاحب ورع وتقوی بود سکر ومستی غالب داشت ۔ حالات وکرامات او از حد تقریر بیرون است در قصبۂ بیجہارہ مدفون ۔

[1] در چھاپ شدن تاریخ حسن صفحہ ۲۸۹ " اسمائے الہٰی " نوشتہ شدہ است ۔

مولوی نمک

از تربیت یافتگان حضرت ابوالفقرا بود عمر عزیز خود در ریاضت و عبادت بسر نمود و در علوم صوری و معنوی ممتاز و در مجاہدت جانباز بود و در بیجباره آسوده۔

ملہ بابا۔

از خلفای برجستہ حضرت ابوالفقرا است عجب شوری داشت۔

اگر شاہ۔

از مریدان بابا نصیب بود سکر و مستی غالب داشت حالات و مقامات او از حد تحریر افزونست و در حدود کامراج مدفون۔

مخدوم شیخ محمد مکی و مخدوم عبدالصمد۔

فرزندان حاجی موسی باصناف علوم آراستہ و باوصاف حمیدہ پیراستہ بودند شیخ محمد مکی از مکہ معظمہ تولد یافت لاجرم او را شیخ مکی نام کردند و بتربیت والد ماجد خود ہر دو بزرگوار آداب سلوک آموختہ بافادہ خلق مشغول بودند و در مزار آبا آسودند۔

مخدوم شیخ حامد و مخدوم عبدالرشید۔

ابنای شیخ عباس ہر دو فضایل مآب و کمالات اکتساب بودند و مخدوم شیخ عبدالرشید مدتے خطیب مسجد جامع کشمیری بود۔

روزے برائے نماز استسقا برآمدہ قصیدۂ بردہ میخواند چنانچہ بخواندن او چند کس بیہوش شدند چون ردا از سر برداشتہ بطرف آسمان نظر کرد و آب از دیدہ بگردانید، ہمان لحظہ باران باریدن گرفت کہ مردمان بہزار مشقت در خانہ رسیدند۔ مدعا کہ ہر دو بزرگوار فرید دہر و یگانہ عصر بودند در مزار اسلاف آسودند۔

مخدوم شیخ محمد معصوم و مخدوم حسین

فرزندان شیخ عبدالواحد در علوم ظاهری و باطنی ممتاز و در ریاضات و عبادات
جانباز بودند مخدوم حسین اطراف عالم را سیر نمود و با مشایخ و اولیائے نامدار صحبت
فرمود حالاتِ عجیبه داشت در کشف و کرامات بی نظیر و صاف ضمیر بود۔۔

شیخ احمد زاہد۔

عرف کول داماد خوش نہاد و مرید بارشاد حضرت خواجہ رفیق اشائی است در
کمالات صوری و معنوی بیہمتا بود۔

روزے شخصے را دیدند کہ کدوئے در دست گرفتہ از در آمد شیخ احمد او را :
کہ این وقت خربوزہ از کجا پیدا کردہ آن شخص گفت حضرت کہ دست ایشان فرمودند
بوی خربوزہ ازان می آید پیش من بیار فی الحال ایشان کارد بران زدہ قاش قاش نمودند
و یاران خود را یک یک پارہ بخشیدند خربوزہ بود۔ فقط۔

مدعا کہ آنجناب در مجاہدات و ریاضات فرد یکتا بود دہم شوال ۹۹۷ھ[سال]
رحلت نمود "ذوالکرم" تاریخ است و این شیخ احمد زاہد جد تمامی طبقۂ حضرات رفیقیہ
است باید دانست کہ مورخان باستان مثل سید علی و بابا داؤد مشکواتی و ہادی و خواجہ
اعظم دیدہ مری و شایق و نافعی حضرت خواجہ طاہر رفیق را از قوم اشائی ہا کہ در کشمیر
خاندان عالی است می نویسند و خواجہ احمد زاہد را از قبیلۂ کول ہا می شمارند تا حال
ہیچ کسے ازین خاندان رفیقہ دعوی سیادت نمود اما اوائل سنہ ۱۳۰۰ ہجری شخصے خواجہ بدرالدین
نام کہ از احفاد خواجہ احمد زاہد بعلوم غریبہ و فنون عجیبہ یگانہ و دکانگرہ بین الاقران

سال ۹۹۷ ؛ برابر ۱۲ - اگست ۱۵۸۹ء - سنہ ۱۳۰۰ : ۸۳/۱۸۸۲ء

ع = سوائے مؤلف تاریخ حسن دیگر مورخین ہیچ سخن نہ نوشتہ اند۔

تاز بود در ثبوت نسب سیادت آباد اجداد خود دو رساله یکے عربی و دوم فارسی املا
فرمود نسب نامهٔ خود را تا حضرت شاه نقشبند مشکل کشا پیوند نمود. فرد

بندگی باید پیمبر زادگی در کار نیست
آئینه چون تیره گردد لایق دیدار نیست

شیخ محمد شریف بن شیخ احمد زاہد نوائیه خاص و خلیفهٔ با اختصاص حضرت
خواجه رفیق اشاشی است. صبیه صلبیه سید میرک خان بن سید میر خان که در واسوره
مدفون است در عقد داشت عالم عامل و فاضل کامل بود در عبادات و ریاضات
عاجل. بعد انتقال حضرت خواجه پنجاه و یک سال بر مسند ارشاد متمکن بود۔
می آرند که آنجناب روزے در قصبهٔ بیجباره زیر درخت سفیدار نشسته
بودند. شخصے سیبے بدست ایشان داد و مردم بسیار در آنجا جمع بودند حضرت
شیخ سیب مذکور بدرخت سفیدار بزد آن درخت از سیب ها پر بار شده فی الحال
سیبهاے بسیار مردمان [illegible] درخت خوردند. فقط و نیز در قصبهٔ مذکور درختے
بود که مردمان آنرا پرستش می کردند. حضرت شیخ برای رفع بدعت حکم داد که
آن درخت را قطع کنند کسے جرأت بر بریدن آن نکرد. عاقبت مقدم زاده
آمده آن درخت برید نمود و خود در زیر درخت آمده مرد چون لاشهٔ او از زیر
درخت بیرون کشیدند. حضرت شیخ قدرے آب بر دپاشیده فی الحال زنده برخاست
[illegible] ربیع الاول سنه ۱۰۵۲ھ رحلت نمود پیشرو دیه [illegible] خواجه آسوده شیخ کاملان تاریخ
است. فقط۔

سلهٔ [illegible] برابر ۵ جون [illegible]

شیخ موسی زہگیر بن زین الدّین زہگیر۔

خلیفۂ خاص حضرت خواجہ رفیق است اولاً بتوفیق ازلی دست ارادت بدامن عاطفت شیخ یعقوب صرفی زدہ طیّ مراحل سلوک نمود وبعد ازان در خدمت حضرت خواجہ مشرف شدہ وارشاد حاصل کردہ مرشد وقت شد وعمر گرانمایہ در افادہ وافاضۂ مردم بسر بردو در ذکر اولیا رسالۂ تصنیف کردہ است۔

می آرند کہ روزے بمقام کہنہ بل خادم ایشان با اہل قریہ جنگ وجدل کردند واہلِ قریہ خواستند کہ حضرت شیخ را بزنند وحضرتِ شیخ متوہم شدہ بردو پارۂ کاغذ چیزے نوشتہ بدو طرف انداخت فی الحال فوجے از غیب پیدا شدہ حضرت شیخ با یاران درمیان گرفتند وتا قصبۂ اسلام آباد ہمراہ رفتند۔ فقط۔

روزے حضرت شیخ بملاقات حضرت بابا نصیب الدین در بیجبارہ رفتند ودر حجرۂ حضرت بابا زنے دیوانہ دیدند واو را دست گرفتہ از در بدر کشیدند وزن[1] ایشان بتوجہ ہمان لحظہ فرزانہ شد فقط۔ ششم ذوالحجہ[2] سنہ ۱۰۲۷ھ انتقال نمود ودر محلۂ قطب الدین پورہ آسودہ۔ شیخ موسیٰ تاریخ است۔

خواجہ میر علی اسلام آبادی۔

در علوم صوری ومعنوی صاحب کمال بود واستفادہ علم باطنی از خواجہ رفیق نمود وبدرجۂ اعلیٰ اعتلا فرمود می آرند کہ روزے دہقان پسرے را بآفت جن روی بطرف پشت منحرف گشت چون بخدمت ایشان آوردند وآنجناب طپانچہ

---

[1]: ۔ وزن دیوانہ بتوجہ ایشان فرزانہ شد۔ (ی)

[2]: ۔ برابر ۵ ردسمبر ۱۶۱۸م۔

بر روی او نواخته سرش راست کرد. اکثر در استغراق می بود۔

چنانچه روزے اسپ سوارہ بدہ می رفت واستغراقش غالب شدہ تا دو فرسنگ براہ رفت از آنجا سمند سواری او عطف عنان کردہ بازگشت در خانہ رسانید واورا از آمد و رفت خبرے نبود۔

روزے مریدے در خدمت ایشان اسپے ہدیہ آورد والتماس نمود کہ من اسپے ہدیہ آوردہ ام کجا گذارم[1] ایشان فرمودند کہ بر طاقچہ بگذار گفت کہ اسپ را چگونہ بر طاقچہ گذارم فرمود کہ مرا ناحق تکلیف مدہ ہر کجا کہ مناسب است بگذار مدعا کہ صاحب حالات عجیبہ بود ۶ ربیع الاول[2] سنہ ۱۰۲۱ھ در اسلام آباد آسود۔

"خواجہ میر علی ولی" تاریخ است

مولانا شمس الدین گنائی

از بنی اعمام شیخ یعقوب صرفی مرید با اخلاص حضرت خواجہ رفیق در کشف وکرامات وافاضہ وافاضات وعلم وعمل وتصفیۂ ظاہر وباطن بے عدیل بود۔

می آرند کہ شخصے از مردم رفضہ بر چشمان خود بطور امتحان لتہ بستہ کردہ پیش ایشان آمد والتماس دعا نمود۔ ایشان فرمودند کہ اَلْمُمْتَحِنُ مَلْعُوْنٌ برو پیش طبیبے کہ ترا معالجہ کند وے بسیار ابرام نمود ایشان فرمودند کہ کفش شما بسر شما پس ایں بیت خواندہ بر چشمان او دم کردند۔ بیت ؎

---

[1]:۔ مقصود "کجا نہم"

[2]:۔ برابر ۱۷ اپریل ۱۶۱۲ء م۔

ازاما مقلتی رمدت فکحلی
تراب مس نعل ابی تراب

ہمانوقت در چشمان او آفتے رسیدہ نابینا شد و مولٰنا بتاریخ ۲۰ ماہ محرم سنہ ۱۰۵۰ھ[۱]
انتقال نمود و در ملہ کواہ آسود۔

مولٰنا حسن لنکر

از خلفای برجستہ خواجہ رفیق است در علوم ظاہری و باطنی مہارتے
عجیب داشت در ریاضت و تقوی بے نظیر بود۔

خواجہ نورالدین اشائی از نبی اخوان خواجہ رفیق تاجر مالدار بود۔ بجاذبۂ
الٰہی دست ارادت بدامن خواجہ رفیق اشائی زدہ قطع منازل سلوک نمود و در
خانقاہ ایشان خدمات خدام خانقاہ بدل و جان ادامی فرمود۔ پارہ عم را
تفسیرے عجیب کردہ است ۱۱ شوال سنہ ۱۰۱۱ھ[۲] رحلت نمود و در رینہ واری آسودہ صاحب
فضائل ... رخ است۔

بابا یوسف کانتہ : ملقب بہ جن از خلفای حضرت خواجہ رفیق است در
علم و عمل و فاضل اکمل بود مدۃ العمر خود ترک حیوانات فرمود۔

روزے در قصبہ ترال با مرشد بزرگوار خود ہمخوان شدہ ماہیان بریان
کہ بر سر خوان بود ند بنظر او زندہ شد ند حضرت خواجہ فرمود ای جن مرا اسرار می
نمائی الحال نام تو جن کردیم و جنیان مرید تو باشند پس یک ہزار و دوصد جن مرید
او شد ند در موضع مڈر پرگنہ اولر مدفون است۔

---

[۱] ـ برابر ۲ مئی ۱۶۴۰م ۔ [۲] ـ برابر فروری ۱۲ ارسنہ ۱۶۰۳م ۔

خواجہ موسیٰ مانجو اولاً روی ارادت بخواجہ یوسف جن آورده، صبیہ ایشان در حبالۂ نکاح خود در آورده پیش از وصال مطلقہ ساخت آنگاه در خدمت خواجہ رفیق ملازم شده طیّ مراحل سلوک نمود عمر عزیز خود در ریاضات و عبادات بسر برده در نوگام کوٹہار آسود۔

خواجہ زین الدّین۔

معروف بزینہ ولی مرید خاص و خادم بااخلاص حضرت خواجہ رفیق بود مدۃ العمر خدمت لنگر می کرد در ورع و تقویٰ و صفائی قلب شانے داشت۔

می آرند کہ بر دز بیست و نہم ماه صیام ابر بر آسمان حادی بود۔ مردمان نزد حضرت خواجہ آمدند کہ فردا عید میکنیم یانہ ایشان فرمودند کہ زین ولی را[1] در دیدن ماه نومہارتے عجیب دارد از وے پرسند چون نزد وے رفتند۔ وے عصائے بدست گرفتہ بطرف آسمان چند گردش داد۔ فوراً ابر پریشان شده ہلال ظاہر شد۔ در محلۂ زینہ داری مدفون است۔

خواجہ عطار :۔

برادر و مرید خواجہ رفیق اشائی صاحب کشف شہود بود۔ عمر خود در اعمال و اشغال بایستہ بسر نمود۔

می آرند روزے سایلے پیدا شده بنام خدا چیزے از ایشان طلب نمود آنجناب فرمود کہ اینوقت چیزے حاضر ندارم سایل بتکرار نام خدا بر زبان آورده از ایشان سوال نمود۔ خواجہ عطار بشنیدن نام خدا بجوش آمده، سایل

[1] : "را" درین جا زیاد است :۔

پیش خود طلبید و گفت که کاسہ پیش روی من بگیر۔ چون سایل کاسہ پیشروی ایشان آورد خواجہ انگشت شہادت بر حلق کشیدہ سر خود از تن جدا کردہ در کاسہ انداخت و حاضران از مفارقت او افسوس کردند و سایل ہم پشیمان شد۔ پس لاشۂ او یاران ۱۹ ذیقعدہ سنہ ۹۶۷ھ در رینہ واری دفن کردند "فاضل دانا" تاریخ است۔

خواجہ محمد

فرزند ارجمند خواجہ رفیق اشائی بود۔ و از والد ماجد خود علم باطنی حاصل نمود۔ روزے ہمراہ شیر مادر خود براہ میرفت ناگاہ تابوتے دید کہ آن بسوی گورستان میبردند۔ حضرت خواجہ پرسید کہ در تابوت چیست؟ گفتند کہ مردہ است حضرت خواجہ گفت مردن چیست؟ چرا این شخص مرد؟ بحکم خدا مردہ زندہ شدہ از تابوت برخاست و بخانہ رفت۔ حضرت خواجہ رفیق بسمع این احوال منغص شدہ آہے برکشید ہمان وقت خواجہ محمد بیمار شدہ در زندگانی پدر از جان درگذشت پیشروی پدر بزرگوار مدفون است۔

شیخ محمد طاہر

از مریدان خواجہ رفیق صاحب توفیق و تحقیق بود عمر خود در مجاہدات بسر نمود۔

شیخ محمد طالب

از خلفای خواجہ رفیق مرتاض و محتاط و جانباز و از اقران خود ممتاز بود

سلو: بیرامہ ۱۱ اگست ۱۵۹۰ م۔

شیخ صالح

از نظر یافتگان حضرت خواجه رفیق صاحب تحقیق و تدقیق بود۔

خواجه ابراهیم

فرزند ارجمند خواجه رفیق بکمالات صوری و معنوی موصوف بود در زندگانی پدر رحلت فرمود۔

بابا طاهر

از نبایر خواجه مسعود پانپوریست صاحب ریاضت و سخاوت بود۔ در خطیرهٔ جد خود آسود۔

بابا علی

از یاران برگزیدهٔ بابا مسعود پانپوریست در ورع و تقوی شانی عجیب عمر خود در بجا آوری خدمت مرشد بزرگوار خود بسر برد چون رحلت نمود در روضهٔ حضرت بابا آسود۔

بابا عبدالله

از خلفای بابا مسعود پانپوریست مخزن اسرار و معدن انوار و ستوده اطوار بود در مقبرهٔ مرشد آسود۔

حضرت خواجه بابای قادری

[illegible] تاجر نامدار بود۔ چون آتش طلب مولی خرمن خاطر او را آتش داد۔ در خدمت شاه نعمت الله قادری روی ارادت آورده رتبه ارشاد و خلافت حاصل نمود و در ورع و تقوی و ریاضت داد ای سنت جهد بلیغ فرمود

روزے کہ والدہ اش رحلت کرد لعبد تدفین او بہان راہ عزم زیارت حرمین نمود آنروز بعمر شصت سالگی بود چند سال جاروب کشی در روضۂ مطہرہ گذرانید شبی در واقعہ از جناب مقدس نبوی برائے معاودت کشمیر و ادای سنت امر خطیر یعنی تزویج و زادن فرزند ارجمند عثمان نام بشارت یافت و برطبق فرمان عالیشان بکشمیر آمدہ امر مسنون بعمل آورد و بابا عثمان تولد یافت پس زندگانی خود در متابعت سنت و ترویج شریعت و انصرام امور ریاضت بسر بردہ، در سنہ ۱۰۶۶ھ[1] ۱۴ شعبان رحلت کرد "ستون دین افتاد" تاریخ است در محلہ بلبل لنکر جوار سید بلبل شاہ مدفون است۔

مولانا یوسف ترکی

از مریدان خواجہ خاوند محمود نقشبندیست مرتاض و محتاط بود در نفس کشی جانبازیہا نمود از ضروریات لابدیہ خود کفایت حاجت فقر امیکرد شبہا غائب می شد و در اطراف کوہ ماران با سینۂ سوزان و دیدۂ گریان اوقات میگذرانید در محلہ دیدہ مر برکنار نالہ مار مدفون است۔

خواجہ محمد بزاز

از قوم تجار اینڈیار است حرفۂ بزازی میکرد چون آتش عشق الہی در کانون سینۂ او مشتعل گشت دوکانداری و نامداری برہم زدہ در خدمت شیخ موسیٰ کبروی نسبت باطنی دریافت و کمالات طریقہ حاصل نمود۔

بعد انتقال مرشد در خانقاہ او جانشین شدہ عام و خاص را فیض

---

[1] سنہ:۔ مئی ۲۸، ۱۶۵۶ م۔

بخشی نمود و در ریاضات و ضبط اوقات و تقدیم اربعینات استقامت کرده
از ہمگناں گوی سبقت بردہ در صحن خانقاه معلی جوار مرشد بزرگوار مدفون است۔

شیخ داؤد المشہور بہ بتہ مالو

در موضع وڈیارن متصل پل سکونت میداشت مردی توانا بود نمک
از تہنہ سربار آوردہ میفروخت چون آتش شوق الہی در منقل خاطراو مشتعل گشت
بخدمت خواجہ یوسف کاٹجوروی ارادت آوردہ بوساطت ایشان در خدمت
الہداد ریشی کہ خلیفۂ ہردی ریشی بابا بود شرف انابت حاصل کرد و بتلقین و تربیت
او مرشد زمانہ و فرد یگانہ شد و بظہور خوارق کونیہ شہرت یافت اگرچہ اُمی مطلق بود
چون علم لدنی حاصل کرد مافوق اجلہ زمانہ مرجع انام و مطاف خاص و عام گشت
ہمیشہ قائم اللیل و صایم الدہر می بود و برای کسب معیشت از دست خود کار کشاورزی
می کرد و در ماکولات نہایت احتیاط می داشت۔

نورہ بابای پروانہ

کہ خلیفہ ایشانست می گفت کہ مرشد ما در کشف و کرامت از کردہ
حضرت مخدوم کمتر نبود اما احوال ایشان کسی تحریر نکرد۔ فقط۔
می آرند کہ یکی از مریدان ایشان شب در مسجد بود محتلم شد و زود خانۂ
چھچہ کل را یخ بندی بود درویش آخر شب بر لب جو آمدہ یخ بندی بشکست
و غسل کرد و در انجا بصعوبت سرما بیہوش افتاد چون حضرت شیخ بوقت نماز بر سر مشرب
رفت درویش بہوش آمدہ خود را در مسجد دید و عرق از بدن او میریخت۔ فقط۔
روزی شخصی بعجز و زاری التماس نمود کہ فلانی مرا از خدمت معمولی خود معزولی

ساخت فرمودند خیر باشد چون سایل رفت یاران صورت معامله پرسیدند گفت که درینوقت فلانه شخص ابدال است وی سایل را بر محافظت مزروعات اینطرف مقرره فرموده بود بالفعل او را در خدمت مفوضهٔ خود قصوری واقع شده از خدمت معزول ساخت اکنون از من وسالت میخواهد که بر سر کار خود بدستور مستقل باشد۔ فقط۔

مردی صالح نقل کرده است که بعمر چهارده سالگی در خدمت بته مالو حاضر بودم ناگاه مردی صوفی نما از در درآمده حضرت بته مالو فرمودند که ایبه کاک یعنے ابلیس آمد استاده شده تعظیم او بجا آوردند عجز و نیازمندی از حد نمودند گفتند که من هنوز از چنگ تو خلاص نشده ام هرچه کنی گزیر ندارم که گنهگارم ابلیس بگوشهٔ چشم بمن اشاره ساخت که ببین چه می فرمایند حضرت بته مالو فرمود این بیچاره چه میداند مردم اعاظم واکابر از مکر تو عاجز اند پس بته مالو را بخواندن نماز اشاره کرد و خود بیرون برآمد ناقل گفت که شکل او بهچنان دیدم که گویا آتش از چهرهٔ او می بارید۔ فقط۔

روزی شخصی مریض برای دفع تصرف جن از ایشان استمداد نمود ایشان جن را بحضور طلب فرمودند و نصیحت و فضیحتش کردند و بآن شخص مریض اشاره نمودند که این شخص ترا تصرف کرده بود اکنون خلاصی داد آن شخص مریض تا دروازه دنبال او دوید چون سر دروازه رسید او را ندید فقط۔

مدعا که حالات و کمالات و خرق عادات ایشان از حیطهٔ تحریر و تقریر افزون است و در سنه ۱۰۷۰ھ[1] ۱۲ ماه رجب رحلت فرمود و ملا محسن خوشنویس در فکر تاریخ ایشان بخواب رفت و ایشان در واقعه فرمودند که تاریخ وفات من "ع غ" است۔

---

[1] :- برابر ۲۳ - مارچ ۱۶۶۰ م -

تاریخ: شیخ مومن از سر اخلاص گفت

" بته مالو کرد ا وادر جنان

در مسکن خود مدفن پذیرفت - فقط

اخوند ملا شاه

وطن اصلی ایشان بدخشان است و شاه محمد نام ایشان در عنفوان شباب از
تحصیل علوم غریبه و فنون عجیبه کامیاب گشته بر اقران دوران فایق شد چون براه فقر و فنا
بشتافت سیر عالم کرد و در خدمت میان میر لاهوری که از محبوبان مجذوب نما بود مشرف شد
و بتربیت ایشان مراحل سلوک طے کرده بدرجهٔ اعلے ارتقا نمود پس مدتها در بلاد و امصار
قلندر وار سیر میکرد و در سطوات توحید عجب سوز و گدازی داشت در آن حال بکشمیر رسید
وزیر دامان کوه ماران قیام ساخته ملاذ انام و مرجع خاص و عام شد و شاهزاده دارا شکوه از
روے حسن عقیدت خدمات مالی و جانی بجا می آورد چنانچه بفرموده ایشان دولتخانه متین
و خانقاه سنگین و باغات دلنشین معمور ساخت دران اثنا برادران و متعلقانش آمده درانجا
سکونت پذیر شدند حضرت آخوند عمر خود در تفرید و تجرید گذرانید گاهی متاهل نشد و امراء
دهر و فضلای عصر و مشایخ کرام و ارباب انام در خدمت او بفیوض صوری و معنوی
مستفیض میشدند طبع موزون داشت دیوان او قریب لک بیت در میان حقایق
و معارف مشهور است فقط -

روزی شاهجهان موسیخان صدر را برای امتحان پیش آخوند فرستاد آخوند او
را هیچ تعظیمی نکرد خان مذبور گفت من موسی خانم آخوند جواب داد که ما محمدیانیم موسوی
و عیسوی را نمیدانیم فقط مدعا که حضرت آخوند همیشه غرق لجهٔ توحید میبود و کثرت موهومه

مزاحمت حال باطنش نمی شد فقط :-

روزی بابا نصیب غازی با ازدحام انام بملاقات او آمد آخوند فرمود که این کثرت ضدّ وحدتست حضرت بابا گفت وحدت در کثرتست - فقط :-

وقتیکه عالمگیر دارا شکوه را قتل کرد و تاج سلطنت بر سر داد حضرت آخوند را هم بحضور طلبانید چون در لاهور رسید درانجا چند سال بمحلّ خوف و رجا گذرانید می فرمود که الحمد للّٰه اوّل و آخر من در غربت گذشت -

چون ایام رحلتش نزدیک رسید روزی بپالکے سوار برآمد و در جوار مزار مرشد بزرگوار خود زمینی خرید کرده وصیت نمود که مدفن من درانجا باشد پس روز بروز ضعیف شد و در شب رحلت میان ملا محرم و میاں اسماعیل لاهوری را از وفات خود خبر داد تاکید تکفین و تجهیز خود نمود همانوقت ایشان بربالین آخوند حاضر آمده از دنیا نقل فرمود تاریخ وفات خود در وقت نزع بیان نمود ؎

داد در توحید ملا شاه جان ۱۰۷۲ھ وایں رباعی از طبع زاد اوست

رباعی :- از علم نظر اگر کسی باخبر است

قطع ره یارش به پری شاه پر است

از ذکر و فکر اگر چه انرا اثر است

قربان نظر شوم که کارش دگر است

واین بیت در مقام فنا گفته است - بیت :- شاهجهان آفرین جای مرا بر گرفت

گفت تو برخیز شاه جای تو شد جای ما و نیز بتقریب حال خود نسخه موزون کرده است

ساله :- برابر ۶۲/۱۶۶۱ م :-

بابا مجنون

نرودری فرزند بابا حاجی بن بابا مسعود نرورِیست تلمیذ ملا جمال سیالکوٹی
بود بعد ارتحال او در ذیل تربیت فرزند او قاضی ابوالقاسم در آمده بکمالات علمی از ہمہ
فایق شد و از ملا عبداللہ غازی علم طب اکتساب نمود و دہ نہلک طب یونانی مروج ساخت
چنانچہ حکیم محمد شریف گانی و حکیم عبدالرحیم اشائی کہ دہ علم طب لقمانِ وقت شدہ بودند
از شاگردان اوست مدعا کہ بابا بعد اکتساب علوم ظاہری شوق علم معنوی بخاطر آوردہ
در خدمت عموی خود بابا عبداللہ روی ارادت آورد و بکسب ریاضات شاقہ حالات نادر
بوے[1] صادر گشت و بخلعت خلافت وارشاد افتخار یافت گویند بی تکلف میرفت در خدمت
بسیارے از اولیاے کبار مثل بابا نصیب وغیرہ مشرف شدہ خدمات آنہا بجا می آورد و
در ادای مہماتِ محتاجان بسیار کوشش می کرد و خود را ہمیشہ برای حوایج مسلمین وقف
کردہ بود از سوز و گداز و عجز و نیاز حظ وافر داشت ۱۱ ذیقعدہ سنہ ۱۰۶۶ھ[2] رحلت نمود و
در مزار آبائی خود در محلۂ نرودہ آسود تاریخ :- ہاتف "ستون دین افتاد"۔

حاجی مصطفی نقشبندی[1]

مرید شیخ تاج الدین مکی است از شہر مکہ تنہا بطور سیاحت آمدہ چندگاہ
در محلۂ مراف کدل بریاضت وعبادت اشتغال فرمود پسانہ متصل تکیۂ دین شاہ مجذوب
بر سر کریوہ ہانجک باغے و خانہ و خانقاہے آباد ساختہ تا حین وفات درانجا اقامت
نمود و تعلیم طریقہ بکسے نمیکرد و در نگہداشت و یاد داشت خود فتور نمی آورد نہایت مرتاض بود
و در باغ خود آسود۔

---

[1] :- بابہ بود "ازدی" ۔ سنہ ۲ :- برابر ۲۱ اگست ۱۶۵۶م۔

خواجه عبدالحکیم

پسر خواجه عبدالکریم بانڈی بعد اکتساب علوم عقلیه و نقلیه بخدمت خواجه معین الدین نقشبندی روی ارادت آورده واز واصلان ذات وحدت شد۔

خواجه یعقوب دار

از احفاد ملک ریگی دار است که در عهد سلاطین نامدار رئیس بااقتدار بود و خانقاه او برلب دریای بهت مشهور و در ریحان جوانی و ایام کامرانی بنظر حضرت شاه قاسم حقانی ذوق خدادانی بهم رسانیده تقرب رحمانی و نجات جاودانی حاصل کرده در فضل و کمال و وجد و حال در آن زمان افضل رجال بود و خوارق بے شمار از و ظهور نمود۔ فقط۔

می آرند که پسری بعمر پنج سالگی داشتند روزی برلب دریا نشسته بملاعبت او خوش شدند فی الحال الهام رسید که در حالت فنا ماسوی الله را این قدر خوش میداری فی الحال پسر [را] بدریاے بهت انداخت باز ندا آمد که چرا آفریدهٔ ما را ناحق می کشی فی الفور خواجه خود را بدریا انداخت واز مشرب دیگر فرزند [را] گرفته بالا آمد و جامه هاے هر دو خشک بودند۔ فقط

می آرند که قوالے مرید ایشان بود حضرت خواجه قران از زبان او سمع می کردند روزی حضرت خواجه او را یاد فرمود قوال بشنیدن خبر رو بخدمت نهاد و در اثنای راه متاعیکه نو خرید داشت فراموش کرد چون بخدمت ایشان رسید بخواندن سورهٔ الرحمن مامور شد و در اثنای خواندن متاعش یاد آمده مضطرب گشت خواجه فرمود سورهٔ تمام بخوان متاع تو در حجره است چون در حجره دید متاع خود بستر کشید۔ فقط۔

روزی جماعۂ از یاران ایشان از چهل وجود ساختن شاه همدان که باعث تصنیف چهل اسرار است تعجب می کردند خواجه فرمود امروز روز جمعه است هر کسی در مسجدی علیحده رفته نماز بخوانید یاران قریب صد کس در صد مسجد رفتند و در هر مسجدی خدمت خواجه معاینه کردند ۔ فقط ۔

وقتیکه حضرت شاه قاسم بزیارت حرمین نهضت کرد خواجه یعقوب در انجا قائم مقام بود حسب تقدیر روزی یکی از مریدان ایشان محتضر شد و در حالت احتضار دیدار حضرت خواجه آرزو کرد و ایشان آنوقت در مراقبه بودند و مریض جان داد و در نعش کشیده بجنازه آوردند آندم خواجه بر جنازۂ او رسیده گفت ای فلانی برخیز چرا تمنای دیدار من بگور میبری فی الحال میت زنده شد و غذا طلبید پس تا عرصۂ سی و شش سال زنده ماند آنوقت حضرت شاه در صورت بندر بود و از زبان شاه نعمت الله اینواقعه بشنید و احوال او متغیر شد فی الحال شیخ ناصر حجام را گفت که امروز موئی از بروت من سخت شده است وی گفت کشیدن بهتر است و در حال یک موی از بروت ایشان برکشید و همانروز خواجه حبیب الله عطار بعلتنا خصبه بیمار شده خواجه یعقوب مرض او بتوجه باطنی بر خود گرفته تمامی بدن ایشان رنگ کبود گرفت و فرمود امروز وقت من باخر رسید رفاقت من که می کند خادم گفت مرا قبول کنید پس هر دو بزرگوار ۱۱ ماه صفر سنه ۱۰۳۰ نقل کرده در یک گور میان دو لحد متصل روضۂ سید حسن بلادوری در محلۂ سازه گران دفن کردند ۔ تاریخ ۔

بلبل دل زباغ سر زده گفت + "هادی دهر خواجۂ یعقوب" ۔

سنه ۔ برابر ۲۶ ۔ دسمبر ۲۰ ۱۶ء

خواجه یعقوب ؁ :- از خلفای شاه قاسم حقانی از خود فانی بود حالات عجیبه داشت روزی بر طبقهٔ دوم خانقاه حضرت شیخ العالم نشسته بود ناگاه قوالان پیدا شده در صحن آستانه سرود آغاز کردند ایشانرا حرارتی روداده بوجد برخاستند و مثل کبوتر از بالای خانقاه پرواز نموده خود را درمیان قوالان انداختند مردمان قیاس کردند که ایشان راهمه استخوانها شکسته باشند و ایشانرا آسیبی نرسیده بود وفقط۔

روزی عورتیؔ آمده درخدمت ایشان عرض نمود که عمرم بچهل رسید و فرزندی ندارم حضرت خواجه رایک فجل درکف بود اورا خوردن داد درهمان شب حامله شده بعد نه ماه پسرش زایید۔

روزی آنجناب سیر عیدگاه می فرمودند ناگاه فیل ابراهیم خان که دیوانه شده بود فیلبان را بدهان گرفته درعیدگاه درآمد حضرت خواجه بجدیهٔ تمام نگاه کرده فیل بند شده فیلبانرا از دهان فرو گذاشته بر پای ایشان افتاد و حضرت خواجه بر فیلبان که نیم جان بود دست خود مالیده بافاقت آوردند که بر فیل سوار شده راه خود گرفت۔

میر حبیب الله :- فرزند ارجمند خواجه حسن آفاقی مرید حضرت شاه قاسم حقانی از اهل حال برجسته احوال و ستوده خصال بود۔

روزی برای نماز در مسجد جامع رفته بود شخصی مجذوم بخدمت ایشان عرض نمود که آنچه که مال و دولت داشتم در علاج این مرض صرف کردم اکنون از کاسه گدائی قوت میکنم در حق من دعا فرمایند ایشان فرمودند که یک سبوی آب بیار . . . .

ؔ مقصود "زنی"

پس لعاب دہان خود دران آب انداختند و مریض ازان آب غسل کنانیدند ہمان لحظہ بہ شد در مزار والد مدفون است ۔

خواجہ حبیب گانی عرف عطار پسر خواجہ ابراہیم گانی است از رؤسای انیدیار بود و پدرش در صغر سن از سر گذشت ۔

روزی خواجہ یعقوب دار اور اسیر راہ دید لفرزندی معنوی پذیرفت واز روی استعداد باطنی وحسن صورت ظاہری آشفتہ ء او شد خواجہ حبیب میفرمودند کہ روزی عورتی مریض پیش خواجہ یعقوب بقصد استشفا آمد خواجہ کاسہ ء طعامی کہ از دو سہ روز در حجرہ موجود بود بوی داد وگفت بخور آن زن گفت کہ مرا لقمہ پر بان است سوائے آن طبیعتم نمی خواہد پس بامر مرشد من خوردم ہمالوقت اسرار اولین وآخرین بر من مکشوف شد ۔

ونیز می فرمودند کہ مرا از یعقوب دار شغلی وتعلیمی نبود لیکن چون حضرت شاہ از سفر حج مراجعت بکشمیر فرمودند ومرا بحضور طلبیدند وفرمودند کہ اینجوان حضرت رسالتماب صلی اللہ علیہ وسلم در مدینہ شریفہ بمن سپردہ است پس مرا تلقین سلوک وتعلیم مراقبات فرمودند فی الفور ابواب فیوض باطنی بر من مفتوح گشت ۔

روزی حضرت شاہ فرمودند کہ من سرمایہ ء خود را سہ حصہ کردم دو حصہ بخواجہ حبیب دادم ویک حصہ برائے شاہ قطب الدین نہادم پس مرا خرقہ ء ارشاد بخشیدند وبالطاف اکرم فرمودند ونیز ہمی فرمودند کہ من بعد وفات حضرت شاہ در باہسال معتکف شدم ۔

روزی سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم بر من جلوہ گر شدہ فرمودند ع

هرکه افتاد قبول تو قبولم افتاد - ونیز هم فرمودند که در خواندن اوراد فتحیه چون فقرهٔ الصّلوٰة والسّلام علیک یا شفیع المذنبین خواندم سیّد عالم[۱] پرتو همایون بر من افگنده فرمودند که این کلمه از زبان تو مرا بسیار خوش می آید همیشه سه بار تکرار آن باید کرد فقط۔

مدعا که حضرت خواجه مخزن اسرار پنهانی و مصدر فیوض سبحانی بود در علم طب مهارتی کامل داشت اکثر اوقات علاج بضد میکردند و مردم شفایاب می شدند۔

می آرند که روزی مریضی نزد ایشان آمد که نبض مرا ملاحظ کنند گفت من حکیم نیستم برو چون از انجا بر آمد در عرض راه افتاد و جان داد - فقط۔

روزی شخصی از ایشان پرسید که ملا شاه بزرگ بود یا ملا طبیب خواجه نهایت منقبض شده فرمودند که من نمی دانم برو از آنها پرس آن شخص چون بخانه رسید فوت شد

روزی شخصی را دختر گمشده بود و حضرت خواجه را التجا نمود فرمودند برو و در یا تفحص کنید چون رفتند از دریا بے هوش بر داشتند چون بهوش آمد گفت شیر مادر کهنه مرا در دریا انداخت فقط۔

روزی ابلیس بصورت اصلی خود در مجلس ایشان در آمد و گفتگو ها نمود حضرت خواجه گفت اگر یک سجده میدادی[۲] مردود ابد نشدی گفت آن وقت خواسته بودم که سجده کنم در ان حال قوتی در من پیدا شد که مرا سجده کردن نداد - فقط۔

می آرند که یکی از مریدان ایشان در لاهور بود مادرش در پیش خواجه آمده جزع فزع نمود خدمت خواجه او را شبانه از لاهور بر اسپ سوار کرده در مسجد محله رسانید فقط چون عمر

---

۱ باید شد " و بحضرت خواجه التجا نمود " ۔

۲ مقصود " میکردی "

شریف الیشان بدرجهٔ هفتاد رسید ۲ ماه رجب سنه ۱۰۸۰ هه انتقال فرمود در محله قطب الدین

پوره مدفون است ۔

بابا زاهد ناگامی :۔ فرزند بابا شریف ناگامی است بذوق و جلبی در خدمت شاه

قاسم حقانی روی ارادت آورده تعلیم و تلقین فائز گشت و در مجاهدات و عبادات

جانبازیها نمود تا که بدرجهٔ اعلیٰ عروج نمود ۔

وقتیکه حضرت شاه بجانب حجاز نهضت کرد تربیت او بدستور دیگران

حوالهٔ خواجه قاسم شد چون استحقاق استرشاد حاصل نمود شبی بقصد تهجد در خدمت خواجه

قاسم برفاقت یاران می آمد و چراغی روشن در دست داشت و در عرض راه بهبوب

ریاح چراغ را گل شد و حضرت بابا انگشت سبابه خود بآب دهن تر کرده مثل شمع افروخت

و بر دروازهٔ خواجه قاسم رسیده از روشنی باز داشت خدمت خواجه آشفته فرمودند که

با اینهمه طاقت چرا باد را منع نکردی که چراغ ترا گل نمی کرد و حال تو آشکارا نمی شد خیال دارم

که بپاداش این شوخی عنقریب درمیان آتش بسوزی بعد انقضای چند گاه آتشی در محله

افروخت و خانهٔ زاهد بابا هم بسوخت در آن اثنا بابا بامر والدهٔ خود بخیال برآوردن

صندوقی در خانهٔ خود در آمده ناگاه چند لختهٔ آتش از بام خانه بر سر بابا افتاده خرمن هستی

او افروخته شد بیرون قلعه بالاتر از شاعرواری مدفون است ۔

خواجه محمد صالح :۔ عرف اشائی از خلفای حضرت شاه قاسم حقانی صاحب مکاشفه

و شهود بود در مجاهدات و ریاضات مشقت ها نمود ۔

روزی در مسجد نشسته بود نابینائی آمده التماس خدمت کرد که از عرصه سی

سال نابینا هستم در حق من دعا فرمایند حضرت خواجه لعاب دهان مبارک خود بر دیده او مالیده فی الحال بینا شد فقط ۔

آخر عمر قصد طواف بیت اللہ نموده با جمعی از یاران خود نهضت فرموده در اثنای راه بدویان قافله را غارت کرده بعضی مردم را اسیر بردند از انجمله حضرت خواجه هم با متابعان خود در دست آنها گرفتار شدند ۔

روزی بسبب گرمی آفتاب تنگ آمده بخدا التجا کردند پارهٔ ابری بر سر ایشان پیدا شده سایه نمود دزدان بمشاهدهٔ این حال در پای ایشان افتاده تایب شدند و مال غارت واپس داده رخصت کردند پس حضرت خواجه بقیهٔ عمر خود در مدینهٔ شریفه گذرانیدند و در انجا بخواب استراحت آرمیدند تاریخ "مرشد اهل جنت" ۱۰۴۶[1] هجری ۔

خواجه حبیبا :- از خلفای حضرت شاه صاحب صفا آگاه بود اکثر اوقات بعد هفته بچند دانه برنج افطاری نمود و برای هر نماز غسل تازه میکرد گاه اوقات بتمامی شب حبس نفس می کرده بیهوش می افتاد و می غلطید مردمان برداشتن او حمل میکردند که گویی وقتی رفتار بود از زبان مبارک هر چه می گفت فی القور اثر آن ظاهر می شد و الفاظ لغو گاهی بر زبان نمی آورد فقط ۔

خواجه احسن اللہ :- از تربیت یافتگان شاه قاسم حقانی مرتاض و محتاط و پرهیزگار بود می آرند که تاجری مخلص ایشان بود و بسودای تبت رفت در اثنای راه یک نفر مزدور با مال تجارت او میان رودخانه رسید بیقتاد مخلص رجوع بمرشد کرده

---

[1] برابر ۳۷/۱۶۳۶ م

برائے ایشان نذری معین ساخت دران حال شخصی بصورت ایشان پیدا شده آن مزدور
با مال تجارت از دریا دست گرفته بکنار آورد و از نظر آنها غایب گشت چون مخلص از آن
طرف برگشت نذر موعود گذرانید۔

شیخ حسین کلو:- خادم و مرید با اخلاص حضرت شاه بود حالات و کمالات
عجیبه داشت آورده اند که روزی حضرت شیخ موسیٰ کبروی در خدمت حضرت شاه آمده سرگرم
صحبت شدند و خادمان بعد نماز شام خواستند که چراغ روشن کنند چراغدان را نیافتند
شیخ حسین انگشت سبابه را لعاب دهان خود مالیده مانند شمع روشن ساخت تا وقتیکه عزیزان
سرگرم صحبت بودند خادمان بهمان روشنائی کار کردند چون مجلس مرخص شد وی دست خود
فرود آورده روشنی بظلمت انجامید۔ فقط۔

شیخ عبدالله چک:- از مریدان حضرت شاه روشندل و آگاه بود روزے هفت
کس از مخلصان نزد ایشان آمدند و گوشت قاز از ایشان خواستند آنجناب نظر بقازان
پرنده کرده هفت قاز پیش ایشان آمدند و هر کس را یک یک قاز بخشیدند۔ فقط۔

خواجه قاسم تاشوانی سوداگرزاده بود۔ در حالت طفولیت از جور معلم گریخته در خانهٔ
شاه قاسم قرار یافت و شب و روز در خدمت ایشان مستعد می بود تا که تعلیم و تلقین ایشان
درجه خلافت و ارشاد حاصل کرد۔ فقط۔

وقتی در ایام قحط خادمان شاه را سه روز فاقه شد روز چهارم خواجه قاسم بحکم شاه
یک آثار برنج پخته کرده که پنجاه کس ازان طعام سیر شدند۔

وقتی در موضع صفاپور معتکف شده بود مردمان بیان کردند که درینجا شیر لیست مردم خوار که
تا حال دو صد کس طعمهٔ نهنگ اجل ساخت خواجه گفت هیچ خوفی نیست هنگام شام آن ضرغام بخدمت

خواجه آمده گفت که من خلاص دلیوم و مرا از درگاه برای عقوبت آنجا موکل فرستاده اند خواجه دعا کرد و آن بلا رفع شد مقبرهٔ خواجه در تاشوان مشهور۔

شاه قطب الدین فرزند شاه قاسم حقانی است که در حسن و جمال یوسف ثانی بود چون بسن رشد و تمیز رسید در حفظ قرآن و تحصیل علوم عقلیه و نقلیه بهره ور گشت و باذ کار و افکار عامل می شد تا که از غلبهٔ حال و استغراق هیچکسے سخن کردن با او نمی توانست بنابران او را چند ماه نان باز از خوردن دادند چون بعمر ده ساگی رسید حضرت شاه از دنیا نقل فرمود و خط ارشاد و تربیت او حوالهٔ خواجه قاسم نمود پس خواجه قاسم در دولت خانه ایشان نشسته ارشاد خلق میکرد شاه قطب الدین تا پنج سال ملازم او بود و تربیت از و می گرفت چون بسن هفتده[۱] رسید خط ارشاد حاصل کرده تربیت خلق مشغول شد فقط۔

گویند همسایهٔ ایشان مردی فاسق بود پارهٔ خاک از دیوار شاه قطب الدین بطرف خانهٔ وی افتاد آن کس زبان بفحش و دشنام کاری برکشود شاه سجاده مان خود فرمود که او را زندگانی او مایوس گردید عاقبت در پیش شاه آوردند و التجا نمودند فی الحال به شد چون شاه رحلت نمود در جوار والد بزرگوار آسود ۱۰۷۴[۱] هـ

مولانا یعقوب نانهته - پسر ملا جوهر نانهته در علوم ظاهری مهارتی تمام داشت بتائید ازلی بخدمت شاه قاسم حقانی شرف انابت حاصل کرده بدرجهٔ تکمیل رسید باوجود مرجعیت ظاهری باقدام آداب سلوک استقامت نمود تا که از خلفای اکمل ایشان شد در مقبرهٔ پدر خود مدفون است۔

---

[۱] برابر ۱۶۶۳/۶۴م

شیخ ناصر حجام - از مریدان شاه قاسم حقانی است از حسن قبولیت آنجناب توفیق سلوک یافته خرقۀ خلافت حاصل نمود و از افراد روزگار بود۔

بابا عبد الرحمن - فرزند بابا حاجی بلخی از مریدان شاه قاسم حقانی است و با اولیائے کبار این دیار صحبت داشت مدتی در غار آنجا بجای پدر منزوی شده بود و فراز آن غار بر بلندی مدفون است

خواجه زین علی دار - والد الیشان خواجه عبد اللہ خلیفه خواجه رفیق اشائی بود روزی بنظر خواجه حبیب اللہ نوشهری در گذشت و ایشان حسن صورت و استعداد سیرت او دیده گرویده شدند و توجهات کامل شامل کردند و بریاضات آجل مایل فرمودند۔

می آرند که روزے مجلس سماع گرم بود - یاران در وجد و حال و قیل وقال در هم افتادند زین علی از جای خود متحرک نشد چون مجلس باختتام رسید حضرت خواجه فرمود که اصل وجد نیز چنان باید آموخت یاران دیدند که او را از هرین مو قطرات خون می چکیدند۔ فقط۔

می آرند که زین علی هر شب بابت تهجد مرشد آب وضو از دریای بهت بر داشته[1] در نوشهره میرسانید۔

روزی در میان عیدگاه حضرت خضر علیه السلام باوی ملاقی شده اشاره بصحبت نمودوی عذر تاخیر ملازمت پیر پیش آورد و نزد پیر رفت خواجه فرمود از صحبت حضرت خضر ترا مبارک است اکنون برو دی برو صحبت ایشان بکش از انجا آمده با حضرت خضر صحبت نمود و در اثنای سلوک جذبه و استغراق و وجد و حال قوی داشت شوق نغمه و ترانه و چنگ و چغانه برو غالب بود۔

---

[1] مقصود "آورده"

درایام برشگال[1] برکنار آب ماهی می‌نشست و از نیشتر پیشه‌ها ماهی اذیتی نمیشد و در باب سماع او را
با آخوند ملا حسین [illegible] معارضات افتاده بود و ما از حالات خود باز نیامد بتاریخ ۲۴ شوال[2]
سنه ۱۰۴۲ رحلت نمود و در [illegible] مدفون [illegible] «عارف خاص» تاریخ است .

اخوند مهدی [illegible] [illegible] میر شمس الدین هر دو بزرگوار از خلفای حضرت
خواجه حبیب نوشهری است ذکر میر شمس الدین در رحیمیه سادات مذکور است و حضرت
آخوند مهدی علی از اولیای کبیر [illegible] کشمیر و صاحب تاثیر بود در وجد و حال و جذبه
و مستی شانی عالی داشت .

می آرند که مرد بزازی مرید میر شمس الدین بود وی یکخروار برنج بدست مزدور
درخانه میر شمس الدین [illegible] مزدور مقدار برنج درخانه آخوند رسانید و حضرت آخوند
[illegible] حسب ضرورت قبول نمود و گفت ما یان را فیما بین چیزی
تفاوت نیست در [illegible] اطلاع داده حاجت روائی خود هم ساخت چون
مرد مزدور نزد بزاز [illegible] اظهار نمود وی بدلتنگی گفت که مقدار برنج از آخوند باز
گرفته [illegible] باید رسانید پس ترا مزدوری موعود خواهم داد مزدور
واپس آمده آخوند را [illegible] تمام باز خواست برنج نمود حضرت آخوند آشفته
مزدور را گفت برو [illegible] برگشت فی الحال بزاز از دوکان برزمین افتاد .

---

[1] برشگال ـ لفظ هندی است بمعنی برسات بفتح اول و سکون ثانی بفتحین نیز آمده است صاحب
غیاث می آرد که نزد من مفرس برشکال است در هندی برس باران را و کال وقت را گویند از غیاث اللغات صفحه ۶۴
[2] برابر ۲۲ اپریل ۱۶۳۳ء

وجان داد میر شمس الدین این حال بمکاشفه دانسته بر دوکان بزاز اسپ
سوار بگذشت حضرت اخوند هم اسپ سواری خود را هم براده دویده بر دوکان
بزاز رسید و در اثنای راه سگی زیر پای اسپ آمده فوت شد میر شمس
الدین گفت ای مجنون ناحق و بی جهت دو خون تلف کردی آخوند فی الحال بجانب
سگ نگاه کرده زنده برداشت[۱] آنگاه بعذر خواهی حضرت میر از تقصیر مرد بزاز
درگذشته زندگانی او از خدا التجا نموده باز زنده فرمود۔ بیت هر که جان بخشد
اگر بکشد رواست۔

نایب است و دست او دست خداست۔ مدعا که حضرت آخوند
فرید زمانه و مرد یگانه بود چون رحلت نمود در محله بطکت پوره ضلعهٔ
نوشهره آسود۔

خواجه حبیب:۔ از مریدان عظیم الشان خواجه حبیب نوشهری صاحب
مکاشفه و مشاهده مرتاض و محتاط و متورع بود در وجد و سماع و سکر و مستی
شانی عالی داشت۔

میاں محمد امین ڈار:۔ از اکابر تجار این دیار بود بعد تحصیل علوم ظاهری
در لاهور رفت و در پیش شاهزاده بداغ دو اسپه ملازم شده و متروکات
پدر را فروخته صرف فقرا نمود۔ چون میل حق پرستی بخاطر آورد ترک ملازمت
کرده در پیش میان عبد الوهاب لاهوری که از خلفای شیخ عثمان جلندری
بود شرفیاب صحبت گشت و باکتساب معارف و معانی سعادت جاودانی حاصلکرده در سوز و گداز
جانباز بود بعد حصول خرقهٔ ارشاد بکشمیر آمده در محله اندرواری در خانه هانجیان[۲] سکونت کرد۔

[۱] مقصود "زنده کرده" [۲] لفظ کشمیری، واحد هانجی بمعنی کشتی بان

عاقبت خواجه طاہر اشائی فتحکدلی ایشانرا بخانهٔ خود برده مسکنی در جوار خانهٔ خود بایشان تواضع نمود و چند سال خود در ملازمت ایشان ہمیشه حاضری بود و کسب فیوض باطنی و ظاہری از انفاس ایشان می فرمود گویند در انجام ہم بدقتی احوال خواجه بسکوت و خلوت در حفظ نسبت میگذشت ـ

عاقبت حالات و کمالات ایشان در ملک شایع شده جم غفیری از علماء و فضلا و اغنیا از خدمت ایشان فیوض ظاہری و باطنی میبردند ـ فقط ـ

می آرند که ایشان اکثر اوقات علیل المزاج می بودند و دران ایام با مردم الفت کمتر میکردند و بعضی اوقات با مردم صادر و وارد می نشستند اما فی الحقیقت ایشان را خلوت در انجمن می بود و ہیچ کسی را جرأت از سبقت کلام و اظہار مرام بیوقت نمی شد ـ

روزی جمعی از فضلا در تحقیق مسئلهٔ غلغله بر داشتند ایشان متغیر شده در خلوت در آمدند و فرمودند که در اینجا مدرسه نیست فقط و نیز می آرند که ایشانرا شوق اشاعت علم بسیار داشت بنا بران با علماء و فضلا ہمیشه صحبت می داشتند و بآنہا مہربانی ہا می فرمودند و نکات حقایق و دقایق بیان می نمودند و با مردم خاص و عام ہم التفات و انبساط میداشتند و در آخر عمر با عالمگیر ہم ملاقات کردند و پادشاه را[3] بمصاحبت ایشان نہایت دلخوش شد ـ

---

[1] مقصود بود"

[2] پابند شده می کردند"

[3] "را" درین جا زیاد است

(۱۱۱)

و در سال ۱۰۹۹ھ هفتاد سال زندگانی کرده انتقال فرمودند۔ تاریخ یافم ختم

ماهِ صوم رفت میان از جهان ایضاً از لاله ملک شهید۔ مصرع۔ عرشش بود مسکنِ روح الامین

دیگر گفته است۔ بیت۔ دل به یک مصرع سنه تاریخ سال پیر گفت شیخ واقف ذو معارف

صاحب خلق و کرم۔

مرقد منورهٔ الیشان در محلهٔ فتح کدل مشهور و کتاب قطرات و رساله ضروریه از تصنیفات اوست۔

نور بابای پهکلی:۔ از خلفای بابا علی پانپوری است مدتی مرید در خانقاه پانپور بریاضت

مجاهده بسر برده گاهی متاهل نشد همیشه صائم الدهر و تارک اللحم می‌بود۔ عالیه حال بمرتبهٔ داشت

که بدیدن گل و گلزار و سبزه و حسن صورت گریه میکرد و اشک می ریخت و هی نعره‌ها... دنالک

از دل می کشید آخرها بملازمت شیخ عبد الاحد سرهندی مشرف شد و خادمان الیشان را هنگام توقف

کشمیر بارها ضیافت داده شبها در خدمت گذرانیدند۔ چون اجل موعودش رسید بر لب ناله

مار متصل مسجد در محلهٔ زینه بازار جوار نایدکدل مدفون است۔

اخوند ملا نازک کاشوانی در علوم ظاهری ماهر و در شعر و سخن قادر بود۔ مدتی

بوضع ملایانه نوکری می کرد تا وقتیکه حاجی فتح محمد سیالکوٹی در کشمیر رسید و بتوفیق ازلی

از خدمت آنجناب تربیت یافته و روی از ماسوی برتافته براه طریقت و معرفت بشتافت تا که

فرید دهر و یگانهٔ عصر شد پس بارها بملازمت مرشد بزرگوار خود در سیالکوٹ رفت و حضرت

حاجی هم چند مرتبه برای تکمیلِ او بکشمیر آمد چون خلعتِ ارشاد حاصل کرد یارانِ مستعد بهرسانید

و تاثیر قلوب آنها بوجه اتم فرمود اما در عین گرمی حالات بپسر رشیدش که محمد باقر نام داشت و

ھ برابر ۸۸/۱۶۸۷ م۔

صاحب حالات عجیبه بود رحلت کرد از ین مصیبت جانکاه احوال او متغیر شده مرض ممتد بهم رسانید
و از توجه و تصرف یاران باز ماند بسیار حلیم و متواضع و بردبار بود طبع موزون داشت
این ابیات از طبع اوست



انت مطلوب و معبود لنا — انت منظور و مقصود لنا

ان وعدتم بالتلاقی الآخرة — و هو فی الکونین مشهود لنا

نری فی الکون الا وجهک — انت مشهود و موجود لنا

مذهب الزهاد منوت لهم — مشرب العشاق محمود لنا

لایزول عارض للعارفین — تا زکی الظل ممدود لنا

چوں برحمت حق پیوست درجوار خانۂ خود محلۂ تاشوان متصل روضۂ سید محمد منطقی

اندفان پذیرفت مخلصان گنبدے برقبر او افراختند -

صوفی عبدالرزاق زیخ: - از خلفای حاجی مصطفی رومی است اوائل بمطالعہ کتاب

روزمرہ یک ہزار نفی واثبات می کرد واصلا کشودے ندید -

عاقبۃ الامر درخدمت حاجی مصطفی مشرف شدہ تعلیم پاس انفاس روز اول

کشف عالم ناسوت حاصل کرد پس درموسم زمستان برسرسنگے چہل روز بخلوت گذرانید روزے

ازسنگ پائش غلطیدہ بآتش کانگری بسوخت[1] وشمع دلش افروختہ گشت فی الحال نسبت

عزیزان حاصل کردہ بدرجۂ اعلا اعتلا نمود و بافادہ وارشاد خلق شاغل [illegible] محلۂ

گوجوارہ مرقد اوست -

شیخ محمد فاضل: - از قبیلۂ شاہموہاست دولتمند ارجمند بود در عین نشاء جوانی

ذوق خدادانی بہم رسانیدہ درخدمت خواجہ محمد بزاز کہ خلیفۂ شیخ موسٰی کبردی بود روی ارادت

آوردہ بہ تربیت ایشان درعلوم صوری ومعنوی کامل وفاضل شد بعد چندے بزیارت

حرمین نہضت کردہ، دراطراف ہند باعلما وفضلا وفقرا صحبت داشت چون بوطن باز آمد

درموضع جبک[2] برکنارۂ تالاب ڈل مدتے بعبادت پرداخت -

عاقبت متاہل شدہ درمحلۂ خندہ بون سکونت پذیرفت وتعلیم اطفال می کرد

عمر خود درتوکل وعزلت گذرانید ہنگامہ آرا نبود چوں برحمت حق پیوست درحظیرۂ ملا بابا آخوند

---

[1] - سوختہ شد (ای)

[2] - موضع جبک = درعلاقہ پھاک - گاندربل واقع است

خواجہ محمد حسین:۔ از مریدان خواجہ محمد بزاز بود در ورع و تقویٰ و صدق و صفا و دیانت و امانت مشہور۔

خواجہ عبدالرزاق:۔ فرزند دلپسند خواجہ محمد بزاز است در ورع و تقویٰ و ریاضت عمرے طویل یافت و خانقاہ پدرش کہ در محلۂ ملچمر بود آباد ساخت در ۱۱۱۴ھ[۱] انتقال فرمود در مسکن خود آسود "مرشد کشمیر" تاریخیست۔

خواجہ عبدالرحیم مانتجو از طبقۂ تجار ایند یار است در ریعان جوانی طالب راہ رحمانی شدہ بصحبت شیخ بہگر ریشی پانپوری فایز گشت پس در خدمت میر علی قادری راہ سلوک طے کردہ بصحبت شاہ ابوالحسن قادری تکمیل یافت مرتاض و محتاط و متشرع و متورع عالی ہمت و صاف باطن بود ہر چہ بوے عواید میشد بمحتاجان میداد امر معروف خیراندیشی مردم بسیار میکرد و صاحب خوارق بود چون اجل موروثی یافت در محلۂ جمالہ طامتصل خانۂ خود آسود "شیخ واصلین"[۲] تاریخ است۔

خواجہ حبیب لٹو:۔ از تجار شہر بود در خدمت مولانا ابوالفتح کلو تلمذ فرمود و تربیت باطنی از میر علی قادری اخذ نمودہ اولیای بزرگوار بسیار دید فاضل و تقویٰ شعار و صاحب ارشاد بود در ۱۱۰۵ھ[۳] نقل فرمودہ در محلۂ زینہ کدل برلب دریا مدفون شد پس بمرور دہور رخنہ در قبر او ظاہر گشت و مردمان بعد سی سال کالبد او از انجا کشیدند و در صحن خانۂ خود

۱؎ برابر ۳/۱۷۰۲ء

۲؎ ۱۰۹۷ھ برابر ۱۶۸۵/۸۶م

۳؎ برابر ۱۶۹۳/۹۴م

سرراہ دفن کردند۔ تاریخ۔ نہان ازجہان شد حبیب خدا۔

میر ابوالفتح قادری نواسۂ میر علی قادریست از قبیلۂ رشادی پوری ہا ملک النجار انید یار بود خدمت میر علی قادری او را متبنی کردہ تبعلیم ظاہری و باطنی آراستہ و بکمالات صوری و معنوی پیراستہ فرمود۔

وقتیکہ میر علی قادری بطرف شاہجہان آباد نہضت کرد میر مذکور بعمر پانزدہ سالگی از روی لیاقت جبلی ولیعہد و قایم مقام خود فرمود و بعد از مراجعت دہلی اصلاح تربیت او کما ینبغی فرمودہ بروقت ارتحال خود باوجود مخالفت و ممانعت اقران بر مسند خلافت نبشانید و پیشوای طریقہ گردانید پس میر مذکور بکمال توقیر و تمکین فرائض خلافت بجا آوردہ عمر خود در ریاضت و تقوی و افادہ خلق گذرانید اولاد خود را بتحصیل علم و صلاحت رغبت افزود آخر ماہ شعبان سنہ ۱۱۲۵ھ[1] انتقال فرمود در جوار مسکن خود آسود خلیفۂ شاہجیلان تاریخ است۔

حافظ حسن اعمے :۔ از دہ آمدہ متصل روضۂ میر محمد امین ویسی سکونت میداشت اولاً در خدمت میر علی قادری بہ تربیت باطنی فائز شدہ ثانیاً از ملا تازک ناشوانی نسبت نقشبندی یافت و باستقامت در ریاضت عمر خود بسر برد باوجود عذر چشم و ضعف قوی خمس الاوقات در میان مسجد نماز ادا میکرد و نجانۂ اہل روزگار اصلا نمی رفت بعمر نود سالگی در سنہ ۱۱۲۵ھ[2] انتقال نمود۔

شیخ دولت از مریدان میر علی قادریست کہ بزور مجاہدہ ہمیشہ در مشاہدہ

---

[1] برابر اگست دسمبر ۱۷۱۳ م۔

[2] برابر ۱۷۱۳ م۔

می بود در محله کواه آسود ۔

میر حسن قادری بن میر احمد بن میر نازک قادری بجذبه و حالات عجیبه معروف و باوصاف حمیده موصوف بود در خطیرهٔ آبائی خود آسود ۔

شیخ رتن کشمیری از مریدان میر علی قادری مردے مرتاض و جانباز بود در محلهٔ سدره مر آسود ۔

شیخ اسماعیل مردی امّی بود ۔ بخدمت میر علی قادری توفیق انابت یافته بزور ریاضت و استقامت کارش بجائے رسید که در زمرهٔ ارباب حال واصل شد و کشف کونیه حاصل نمود هر جا که در ماکولات و ملبوسات شبهه می بود زود متنبه می شد اکثر اوقات در صحبت مولنا ابوالفتح کلو میگذرانید

بابا حسین خانیاری و خواجه یوسف زرگر و شیخ حافظ صالح لکهریاری از حلقای میر علی قادری است

شیخ قاسم از مریدان میر علی قادریست صاحب حالات و کمالات بود امر و نهی بسیار میکرد در موضع دلوپر[1] پرگنه اچهه مدفون است ۔

خواجه قاسم ترمذی بعد تحصیل علوم ظاهری براه معنوی شتافته با اولیای کبار رتبهٔ صحبت یافت و بتوفیق ازلی در لباس فقری بزیارت حرمین مشرف گشت چون باز آمد در محلهٔ قطب الدین پوره شیخ محسن فانی شاگردان را درس تفسیر می گفت خواجه داخل حلقهٔ درس شده نکات و لطائف معانی از خود بیان می کرد ۔ شیخ از جودت او دلخوش شده

---

[1] از مضافات نواکدل سرینگر کشمیر ۔

بدامادی قبول نمود و بعد انتقال شیخ فانی بجانب کاشغر سفر کرده در انجا ولیجی[1] یافت
چون بجانب کشمیر رجعت کرد در پیش شاهجهان قرب ملازمت حاصل نمود و هنگام ایالت
صوبه ٹھٹھه از جان درگذشت اعوان لاشهٔ او در کشمیر آورده جوار قبر ملا فانی در گوره
کارٹی محله دفن کردند۔ فقط۔

نور محمد پروانه:- خلیفهٔ خاص حضرت سیته ناو بود و از میان محمد امین دار نیز
شرف ارشاد حاصل نمود عمر عزیز خود در مجاهدات و ریاضات قائم اللیل و صائم الدهر
در تجرد و تفرید فرید دهر و یگانهٔ عصر شد تا مدت چهل سال پهلو بزمین ننهاده در بجا آوری
خدمات مرشد همیشه مستعد می بود و حضرت شیخ تربیت مریدان خود بوی تفویض می
ساخت و بعد انتقال آنجناب جانشین او شده بافادهٔ خلق مشغول بود و مریدان
بر جسته بهم رسانید۔ حالات و کرامات او از حد افزون است۔
می آرند که شخصی از ایشان طلب اولاد نمود سیبی باو دادند چون
خورد بعد نه ماه فرزندی ازو متولد شد فقط۔
شخصی را درد شکم بود چون ایشان بوی متوجه شدند آن شخص
دانست که غلیلهٔ پنبه بدهان او در آمده در شکم او رفت فی الحال شفا یافت فقط۔
روزی در میدان مایسومه گریه میکرد شخصی ناگاه در انجا رسید شیخ
گفت که بلائی بشهر آمده است قصد کرده بودم که رفع شود نشد بعد چند روز آتش واقع
شده در نفس شهر چند محله بسوخت در ۱۰۸۵ھ رحلت نمود و در محله اهلمر[2] بیرون خانه

---

[1] لیاقی به لغت ترکی است۔ بمعنی مهم و تیاری جنگ۔ غیاث ص ۵۱۵ ۱۹۵۷ء
[2] اهله مر بسنت باغ سرینگر
جالا بسنت باغ سرینگر

خود آسود۔

ملا زین الدین پال :۔ از خلفاء ملا شمس الدین پال زبدۂ ارباب حال مرید شیخ بته مالو بود طبعی موزون داشت دیوان اشعار او از معارف مشحون است و این رباعی از طبع او موزون ــــ رباعی ؎

دمیدم دست در روچه می شوی
آب جوئی و آب می جوی
نقش الله از رخت پیداست
آوچه در بند و کر یا هوئی

وقتیکه دنیا فانی را پدرود نمود۔ در محلۂ باغبان پوره میت صحن مسجد آسوده ۔ عمر بٹ زمیندار پانپور بود دست ارادت بدامن عاطفت شیخ بته مالو زده کشف ملکوت حاصل نمود و عمر خود در ریاضت و عبادت بسر فرمود و در محوطۂ مرشد آسوده۔

نر سنگ شیخ :۔ بنظر غیبی حضرت شیخ العالم نزد شیخ بته مالو مسلمان شده عمر خود در مجاهدات و ریاضات بسر نمود و در محلۂ وانته پوره آسود۔

بلمت ریشی :۔ از خلفای حضرت بته مالو صایم الدهر و قایم اللیل و تارک اللحم می بود عمر خود در موضع همهامه میان غاری بریاضت و عبادت بسر نمود آخرها از غار برآمده بر بلندی موضع مذکور مسجدی ساخت و باغچه قرار داد و در انجا مدفون است۔

شیخ عنایت الله قادری :۔ از مریدان شاه ابو الحسن قادری است و از شاه محمد فاضل هم نظری داشت وجد و سماع و مزامیر شور انگیز و اصوات غریبه و صور جمیله دوست میداشت تعبیر رؤیا خوب میگفت و بادشاه علی رضای سرهندی هم صحبت داشت

دسو ولد مولانا محمد یوسف کاو سودا باد شیخ محسن فانی بود چون ترک دنیا نمود دست انابت بدامن شیخ نجم الدین رشی زده عمر خود در ریاضت و عبادت بتجرید و تفرید بگذرانید

صایم الدهر قایم اللیل می بود۔

چندے در محلۂ نوہٹہ گذرانید بعد آن در موضع کاسی پورہ پرگنہ اولر

... بعد ... در عاقبت در خدمت شیخ نعمت اللہ دہلوی باریاب صحبت گشتہ متمنای خاطر دریافت و فنای کل حاصل شد۔ آخر عمر بغرض ملاقات مرشد بطرف پشاور سفر کردہ

در بارہ مولہ وفات یافت از انجا لاشۂ او آوردہ در خانیار دفن کردند۔ فقط۔

شیخ موصوف در علوم عقلی و نقلی ممتاز و در مجاہدات و ریاضات بے انباز بود اولاً دست ارادت بدامن شیخ ابو المظفر دہلوی زدہ طی مقامات سلوک نمود ثانیاً بخدمت

ملا شاہ بتکمیل ارشاد فایز گشتہ بافادۂ خلق بسیار کوشید۔

گویند مخلصے داشتند کہ از بے روزگاری مفلس شدہ بود روزے

بخیال اینکہ مرا خطابت ... دعاے ایشان امکان شود نزد ایشان آمد بمجرد

شنفتن حضرت خواجہ او را فرمود کہ عزیزان خدمت امامت می جویند البتہ خواہند یافت

بعد چند ... خطیب مسجد جامع نقل کردہ آن مخلص بجای او استقلال یافت۔ فقط۔

روزے فرمودند کہ بعد از وفات من ہوای اینجا یا رمبدل گردد یعنی

... کمتر خواہد شد و گرمی افزون خواہد گشت ہمچنان بوقوع آمد۔

حافظ ابراہیم زرگر او اگر مرید خواجہ ... سقہ ... بود بعد آن درویش خواجہ

... ارادت آوردہ طی مراحل سلوک نمود و در مقام ہا نشستہ مجاہدات عبادات

ا۔ یعنی بچھ در عرف عام

مشغول شد حالات عجیبه داشت ۔

ملا محمد بیرده مردے صلاحت آثار و تقوی شعار و بزرگوار عالم تحریر و عامل دل پذیر و کامل روشن ضمیر از تربیت یافتگان نوره بابا ی زورن ہجنے در قصبہ سوپور متمکن شده چلہ ہا کشید و مرجع خاص و عام شد ۔

عاقبت در شہر آمده میان محلہ دیده مر بر لب دریای بہت خانہ بنا نہاده متاہل شد و عمر عزیز در عزلت و انزوا الصلاح و تمیز بسر برده اولاد صالح داشت کہ تا چند پشت سجاده تقوی گسترده بافاده خلق اللہ مشغول بودند مقبره مولانا در محلہ دیده مر مشہور و احفاد او تا حال در قصبہ سوپور موجود است ۔

دتی ریشی بابا ۔ از مریدان شیخ اسماعیل قادری است و از بابا عبد اللہ نوری ہم فیض یاب شده بود در ریاضات و عبادات مقامات عالیات داشت کہ از ملک خود گاہے بیرون نرفتہ بود ہمدم حجاج او را بارہا بطواف حرمین الشریفین می یافتند در موضع آدوره پرگنہ کامراج مدفون است ۔

ملا محمد ہیراہ ۔ بن محمود الشریف بن مولانا شمس الدین گنائی است عالم عامل و فاضل روشندل بود و در علم تصوف دستگاه کامل داشت ملا محسن کہمشو از شاگردان اوست با حضرت بابا نصیب و ملا طیب و خان بابا صحبت داشت صاحب جذبہ و حالات عجیبہ بود غره ماه صفر ۱۰۸۹ھ[1] انتقال نمود ۔ تاریخ ۔

سال وصلش ہاتفی گفتا ز غیب

"باد در جنت اعلی جایش" ۱۱

---

[1] برابر بارنج ۔ اپریل ۱۶۷۸ء

خورم پنڈت: صاحب ورع وتقوی بود عمر خود در مجاہدات بسر نمود در محلۂ گو گاڈی لب دریا آسود روزے شخصے را لغزشش شدہ پایش بشکست — چون پیش آنجناب رسید فی الحال صحت یافت روزے فیلیاقی از درخت مغروس الشان شاخے برید فی الحال فوت شد فقط —

بابا زین الدین: — از مریدان بابا خورم صاحب حال وستودہ افعال وخوش خصال بود نزد مرشد آسود —

ملا امشری: — اولا بذوق خدا طلبی سیر اطراف عالم کردہ در پیش خواجہ محمد اسحق کاشانی مرید شدہ اجازت سلسلۂ نقشبندیہ حاصل نمود و در خدمت خواجہ خاوند محمود ہم استفادہ نمود متقی وپرہیزگار بود در محلۂ دیدہ مر آسود —

مخدوم محمد شریف: — خلف وخلیفۂ مخدوم حاجی حسین قاری است اولاً در موضع صفاپور بمقام ریشی ونی بالای کوہ تا عرصۂ دوازدہ سال خلوت نشین بود بعدہ آن در دہ آمدہ بساحل مانسر تاگ باقاعدہ مشغول شدہ حالات وکرامات او از حد افزون است گویند در موضع اندرکوٹ جوگئے[1] مرتاض بود — کمالات حضرت شیخ دیدہ سنگ فارس [illegible] شان ساخت ہمیں کہ شیخ بزرگوار خواہر مذکور در دست گرفتہ قدر وقیمت آن [illegible] ساخت فی الحال در تالاب مانسر انداخت جوگی علو حال آنجناب دیدہ [illegible] اسیمہ [illegible] وبتوفیق ازلی رو با سلام آورد وبہ تبعیت او از اہل ہنود ۹۰۰ صد کس مسلمان شدند [illegible] حضرت شیخ قبول کردند — مدعا کہ شیخ بزرگوار صاحب خوارق عادات بود

[1] جوگی لفظ ہندی یعنی زاہد وتارک الدنیا —

در سنه ۱۰۹۴ ۲۱ محرم انتقال فرمود و در موضع صفاپور بر ساحل شمالی مانس ناگ آسود۔

مخدوم محمد لطیف :۔ از احفاد مخدوم محمد مکی بود بتوفیق باطنی از آبای خود حاصل کرده در موضع منیگام پرگنه لعل بر چشمه وتر گنگ منزوی شده عمر خود در انجا بریاضت و عبادت بسر رسانید ۱۱ ماه ذوالحجه سنه ۱۱۱۴ رحلت نمود بر سر همان چشمه آسود ۔

بابا قمر الدین :۔ در سلسلۂ کبرویه مرشدی کامل و فاضل و روشن دل بود عمر خود را بریاضات و عبادات و مجاهدات صرف نمود و در موضع بازی پوره کامراج آسود ۔

شیخ محمد مومن :۔ فرزند ارجمند شیخ محمد شریف کول مرید پدر خود بود حالات عجیبه داشت بعضی اوقات مغلوب توحید می شد۔ موجب آن لب به نامی (شنیاکرمی) آلود و خود را از مبتلائیان می نمود ۔ فقط ۔

می آرند که روزی آنجناب در قریۂ رسیدند و بزیارت سیدی رفتند و در انجا مدتی نشستند و بابت خریدن تنبا کو فلوس . . . . . در کیسه نداشتند و رفیق خود را گفتند که برو که از حضرت سید برای ما تنبا کو بخواه چون آنمرد بر سر تربت سید رفته درخواست تنبا کو نمود شخصی نورانی پیدا شده سه فلوس به دست ا . داده صرف تنا کو نمودند مقتا که صاحب حال بود چون رحلت نمود در خطرۂ خواجه رفیق آسود ۔

شیخ نور محمد فرزند دوم شیخ محمد شریف صاحب کمال و برجسته احوال بود در خطیرۂ اجداد آسود ۔

شیخ محمد فرزند سوم شیخ محمد شریف مرید پدر خود بود۔ عمر خود در مجاهدات بسر نمود۔ روزی اهل خانه خود را گفت که تمامی اثاث البیت از خانه بدر کشیده بجای دور تر بگذارند همان

۱؎ برابر ۱۰ رجنوری سنه ۱۶۸۳ م ۔

۲؎ برابر ۲۰ راپریل ۱۷۰۳ م ۔

شب در محلهٔ آتش واقع شده خانهٔ ایشان هم بسوخت ۔
۷ محرم ۱۰۸۲ھ[۱] رحلت نمود در خطیرهٔ اجداد آسوده ۔

شیخ محمد طاهر فرزند چهارم شیخ محمد شریف صاحب تورع و تقوی بود حالات عجیبه داشت ۔
روزی در اثنای راه دید که پسرے از مادر خود بلبل می خواست و گریه می کرد
ایشان شکل بلبل بر دیوار کشیدند و زنده کرده بدست پسر دادند و بعد ساعتے از دست
او گرفته بهوا رها کردند ۔ فقط ۔ و در مقبرهٔ اسلاف آسوده است ۔

بابا نته ریشی :۔ مردے مرتاض و محتاط بود در سلسلهٔ کبرویه عمل می کرد و همیشه
صایم الدهر و قایم اللیل بود زندگانی خود در تجرید و تفرید بسر نمود کسر نفس بسیار داشت
در موضع ترهگام او تر مدفون است ۔

شیخ یعقوب چهچه بلی :۔ فرزند ارجمند شیخ غازی الدین است ۔ چون از اعیان کشمیر
بود بنا بران ظفر خان احسن او را با جمعے از روسائے کشمیر برای انتظام بعضے امور ملکی و
مالی در پیش شاهجهان فرستاد و در انجام پادشاه به نسبت آنها مرحمت مبذول داشته
هر کس را حسب حیثیت اقطاع بخشید و شیخ یعقوب را یالصدی ذاتی مشاهره مقرر شده
برا انتظام گوالیار همراه مان سنگه دستوری یافت و در انجا مدتے بسر برد ۔
روزے قلندری او را[۲] بر سر راه ملاقی شده گفت ترا حکومت دنیا نصیب
نیست برو در کشمیر و در انجا کار خدا کن مرشد تو در انجا منتظر است شیخ را کلام قلندر

---

۱ برابر ۲۵ اپریل ۱۶۷۲ م
۲ باید شد "بوے"

موثر شده ترک ملازمت نمود و بطرف وطن رجعت فرمود درینجا عرصهٔ دوازده سال در خدمت شیخ محمد پارسا در کوهپامه بسر برده و تربیت و تعلیم او منازل و مقامات سلوک طی کرده ارشاد طریقه حاصل نمود بعد ارتحال مرشد بزرگوار از کوهپامه بشهر آمده نه سال در محلهٔ زونی مر در خانه خادمی بعزلت و ریاضت گذرانید و در شب و روز همیشه آواز تار می شنید از انجا بوجهی برخاسته بقیهٔ عمر در محلهٔ چهچه پل به تجرید و تفرید بسر برد. آخر عمر بسبب سستی جوارح سفلی او بیکار ماند فقط -

گویند رسنی راهفت دختر زاده بود پس حضرت شیخ را بابت فرزند نرینه التجا نمود ایشان فرمودند که امسال ترا از درگاه پسر عطا کردند چون وقت وضع او رسید باز دخترش زائید خادم شکایت آن زن بسمع شیخ رسانید شیخ گفت او را پسر زائیده است برو بچشم خود ببین چون خادم رفت درانجا دختر دید شرمنده شد پس حضرت شیخ را عتاب نمو که مردان خدا چرا دروغ می گویند شیخ بقهر آمده نامی از بریق جدا کرده بدست او داد و گفت برو او را بجای ذکر بگذار خادم نامی مذکوره بجای معهود گذاشته عضو ذکور ثابت گشت پس فرزند مذکور تا عرصهٔ دوازده سال گنگ و لال بود روزی در پیش آوردند که این فرزند ایشان است شیخ فرمود ای پسر چه نام داری گفت عنایت الله خان فی الحال گویا شد - فقط -

روزی شبانه در زونی مر رفتند و از دریائے بهت میان کشتی عبور کردند ماهی گیر کشتی بی غسل بود وی کفش ایشان بر دیدهٔ خود مالیده فی الحال نابینا گشت چون حضرت شیخ باز گشت آمدند ماهی گیر غسل کرده کفش ایشان باز بر چشمان خود مالید و بینا شد - فقط -

حالات و کمالات الیشان در رسالهٔ مجموعه که از تصنیفات والد نامه نگار است به تشریح مبسوط بتاریخ ۷ ربماه ربیع الاول سنه ۱۱۰۲[1] از دنیا رحلت نمود. بر جهت تجهیز و تکفین بجوار آسود شیخ صاحب کمال تاریخست -

شیخ موسی بن شیخ غازی الدین بود و کمالات معنوی از والد خود حاصل نمود و از برادر خود شیخ یعقوب هم تکمیل یافت عمر خود در ورع و تقوی گذرانید - از اولیای مکتومین بود غرهٔ ماه محرم[2] سنه ۱۰۸۴ رحلت فرمود و در محلهٔ زونی مر طرف گلی کدل بحق آسود شیخ باصفا تاریخ است -

خواجه هاشم بلو :- از طبقهٔ سوداگران عالیشان مرید آخوند مهدی علی کبروی است در عبادت و ریاضت مرتبهٔ همتا و در وجد و رقص و سماع فرد یکتا بود از جملهٔ شیخ باشی است که در وجد و حال مشهور بودند آخر متاهل شده در جوار عالیکدل بزمین وقفی میان حجره می بود نشاء ثانی داشتند -

می آرند که روزے حرم محترمهٔ او بر دریچهٔ خود موی سر را شانه می کرد شخصی از همسایگان او را بے ادبی می دید چون حضرت خواجه سنجید بنظر قهر در روی دید یکبار آن مرد از دریچه افتاد و جان داد مدة العمر خود خانقاه بنا کرده در شب قدر سال ۱۱۰۵[3] سنه وفات یافت در محلهٔ گوجواره متصل مسجد جامع مدفون است -

بابا عبید النبی کبروی فرزند بابا نازک کشمیری[4] مرد نیک کردار و تقوی شعار بود طریق

---

[1] برابر ۲۹ نومبر ۱۶۹۰م

[2] برابر ۸ اپریل ۱۶۷۳م

[3] ۱۱۰۵ ه م ۱۶۹۳ء

[4] لفظ کشمیری ندارد (ی)

طریقت از آخوند مهدی علی نوشهری اخذ کرده صبغهٔ اودر عقد آورد و عمر عزیز در ریاضت و مجاهدت بسر برد. بسیار خوش وضع و خوش طبع و شیرین کلام بود. سیر بساتین و فلات خوش می داشت در سمع و سماع و رقص و وجد و حال فرد بے مثال بود. سلسلهٔ کبرویه را در عهد خود رونقے تازه بخشید چون رحلت نمود در حظیرهٔ حضرات کبرویه جوار خانقاه معلی آسود.

شیخ عبدالله: معروف به ابل بابو از خلفائے ملا مهدی علی کبروی است از زمرهٔ پنج بائی صاحب ذوق و شوق و وجد و سماع بود. بصور جمیله و اصوات حزینه میل تمام می نمود عمر خود در خانهٔ مخاشمان گذرانید در حظیرهٔ حضرت میر مبرک. اندرابی در محلهٔ ملارٹه مدفون است.

شیخ عبدالغفور غازی منصبدار و نوکر پیشه بود بعد مدتے ترک ملازمت کرده در پیش شیخ معصوم سرهندی قدس سره تعلیم ذکر و طریق سیر لاه کافی حاصل نمود چون بوطن رجعت کرد در باغ قتیلته[1] بریاضت پرداخت. آخرها در محلهٔ جهجه بل بخانهٔ خود منزوی شده زندگانی بسر برد صاحب طبع عالی بود. حسب حال خود تمام نظم آورد و در ذکر مشائخ کشمیر هم نسخهٔ منظوم مرتب کرده است و در شعر و سخن غازی تخلص می کرد. در مرض موت کبوتری یاهو گو پیش رو داشته بذکر و فکر مشغول می بود. یاران خود را از وفات خود پیشتر خبر داد چون رحلت نمود در باغ سلطان میر قاضی طرف غربی عیدگاه آسود.

شیخ حاجی کنده کاری مردے صاحب شوق و ذوق بود. علم تصوف دوست می داشت عمر خود در فقر و فاقه و [illegible] گذرانید فقر را بر غنا فوقیت می داد چون انتقال نمود

---

[1] باغی [illegible] بالائی چشمهٔ شاهی وحالا از و بجز آثار خراب شده هیچ باقی نیست.

در موضع نند پوره آسود۔

عبدالصبور: که مردم عوام او را صبور قطب می گفتند از زمرهٔ پنج بائی صاحب وجد و سماع بود چندے در محلهٔ ریته واری بر لب مار گذرانید و چندے در بقعات دیگر می بود در رقص و وجد و حال بے مثال۔

شیخ فیض الله زرگر صاف باطن و روشن دل بود هنگام نزول رایات عالمگیری در کشمیر برای کسکویان فاضل خان ناظم صوبه کار زرگری می کرد در آن اثنا شخصے واقف سوز و گداز او شده بخدمت خواجه عبدالله قادری که بعهدهٔ منصب داری همراه اردوی معلی می بود او را رهبری نمود پس شیخ فیض الله تا ایام اقامت پادشاه درین شهر در خدمت آن عزیز مداومت می فرمود و بقدر استعداد خود فوائد اشغال طریقت از صحبت او حاصل می نمود۔ عاقبت وقت مراجعت پادشاه همراه مرشد خود بهند رفت و در عرض راه رخصت بوطن یافت آنگاه عمر عزیز خود در عزلت و ریاضت گذرانید مردم بسیارے از فیوض باطنی خود مستفیض گردانید چون ارتحال فرمود زیر دامان کوه ماران آسود۔

شیخ یوسف گنو: معروف به گنائی از ساکنان موضع نادیگام بود روزے حضرت خواجه بابا خلیل ابوالفقرا در خانهٔ پدرش که متمول بود به ضیافت در آمد۔ یوسف گنائی مذکور که متاهل بود از خدمت ایشان طلب راه مولی نمود و واقعات خویش که پیشتر دیده بود اظهار فرمود حضرت بابا او را تعلیم و تربیت نموده زیر دامنهٔ کوه ماران بعزلت نشسته در ریاضات و مجاهدات جان بازی ها نمود و بعد چندگاه بر کمر کوه ماران غارے حفر کرده عمر خود در انجا بسر برد و همان جا مدفون است۔

شیخ آفتاب: بنظر میر شمس الدین نوشهری مسلمان شده مدارج طریقت

حاصل نمود و در ورع و تقوی و ریاضت مشهور بود در محله رینه واری آسود۔

بابا شمس الدین:۔ مرید حاجی بابا صاحب ورع و تقوی بود در موضع تاری گام آسود۔

شاه طاہر:۔ نیز از خلفای برجستہ حاجی بابا مردی متشرع و متورع بود در موضع درین آسود۔

شیخ حسن:۔ از یاران حضرت حاجی بابا بود در محله تیلوان پوره جوار مسجد جامع در سنه ۱۱۲۱ ھ[1] آسود

شیخ عبد الشکور و شیخ عبد الرحیم ۔ دریابی و شیخ صادق و بخش بابا ظاہر چہار از خلفای نور محمد پروانہ زبدۂ اہل صفا. بے رعونت و ریا صاحب ورع و تقوی بودند

عاشور بیگ:۔ منصبدار جلیل القدر از مریدان شیخ بتہ مالو صاحب حالات عجیبه بود و از نور محمد ارشاد حاصل نمود ۔

بابا عبد اللطیف:۔ ساکن عدالت مسجد مرتاض و محتاط بود عمر خود در مجاہدات گذرانید ۔

صوفی محمود نقشبندی از خلفای حضرت سرہند بود و به نظر حضرت عروة الوثقی فائز گشتہ تربیت او بشیخ عبد اللہ سپرد ند از اہل کمال بود۔ بیرون قلعه آسود ۔

شیخ علی:۔ از اولیای مستوره صاحب جذبات غیبی بود۔ در موضع کہنہ آسود ۔

میر عبد المومن:۔ فرزند میر ابو الحسن قادری صاحب حالات عجیبه بود۔ از کسب کفش دوزی و بچگانہ سازی قوت می کرد او لا بتربیت والد ماجد خود مستفیض شده آخرہا در خدمت میان محمد امین دار بہره اندوز صحبت گشت صاحب خوارق و کرامات بود ۱۱ رجب سنه ۱۱۱۲ ھ[2]

---

[1] برابر ۱۷۰۹ و ۱۷۱۰ م ۔ [2] برابر ۱۱ دسمبر ۱۷۰۰ م ۔

رحلت نمود - تاریخ -

سال تاریخ وفات شیخ دین گفت بالف اه شیخ مومنین

میر محمد مراد : - برادر میر مومن فرید عصر و یگانهٔ دهر بود و از والد ماجد خود کمالات معنوی حاصل کرده بافادهٔ خلق مشغول بود در ورع و تقوی و احتیاط ماکولات شانی عجیب داشت دوازدهم صفر سنه ۱۱۲۱[1] رحلت نمود در مزار قاضی موسی شهید به طرف شرق مدفون است[2] -

بابا قایم : - از مریدان شاه محمد رضای الهامی در ورع و تقوی یکتا بود عمر خود برکنار براز نقل بعزلت و انزوا گذرانید و در مزار شیخ گنج بخش مدفون است -

خواجه یعقوب : - بهکلی والی از مریدان شاه گدا صاحب جذبه و حال بود و از جملهٔ بیخ بابی است - در علوم ظاهری و باطنی کمال داشت هر دم غیب او را خدمت می کردند - روزی در حالت وجد سنگری را در بغل داشته بجنبانید از جان گذرانید حاضران هر دم مستبد شدند - چون صبح خواجه بربالین او رفت باز از زمین برداشته در بغل کشیده بجنبانید فی الحال زنده شد بیت -

آنکه جان بخشد اگر بکشد رواست
نایب است و دست او دست خداست

امام اعاظم[3] تاریخ وفات اوست و در آستانهٔ سید بلبل شاه مدفون است -

---

[1] سنه ۱۱۲۱ھ م ۱۷۰۹ء
[2] وهم دوشس برادر آسود - (ی)
[3] امام اعاظم بحساب ابجد سنه ۱۰۱۴ھ کی ر سنه ۱۶۸۲ء م

شیخ عبد الصبور ... زرگر از اولیای مکتومین مرید شاہ محمد فاضل قادرلیت و اجازت طریقۂ نقشبندیہ از میان محترم لاہوری اخذ نمودہ در مقبرۂ باباحاجی ادہم آسود -

حافظ عبد اللہ شیخ کدلی از مریدان ملا طیب صاحب جذبہ و کرامات عالیہ بود بعد انتقال ایشان بتربیت صالح خان فائق شدہ قوت نفس از کتابت کلام اللہ می کرد قصۂ معارضۂ او با شاہ محمد صادق قلندر مشہور است طبعے موزون داشت این رباعی نتیجہ طبع اوست - رباعی ؎

یک چند بیاقوت تر آلودہ شدیم یک چند پئے زمردے سودہ شدیم
آزردہ گی بود بہر رنگ کہ بود شستیم بآب توبہ و آسودہ شدیم

در سال یک ہزار و یکصد و پنج ۱۱۰۵ الحجہ دنیا را پدرود نمود و متصل روضۂ بابا عبد الکریم در فتحکدل آسود و الیہ ... تاریخ وفات اوست -

مہدی بابا - برادر حافظ عبد اللہ از اہل صفا بود در خطیرۂ برادر خود آسود -

حافظ عبد اللہ ثانی از مریدان حضرت آخوند ملا طیب مظہر حالات و کمالات بود در شیخ پورہ دچھن پارہ آسود -

تاریخ ؎ سال وصلش یکے ز کار آگاہ گفت آگاہ شیخ عبد اللہ

۱۱۰۵ھ مـ ۱۶۹۳ء ؛ ۲ - بحساب ابجد "آگاہ شیخ عبد اللہ" سنہ ۱۰۸۰ می رسد یعنی سنہ ۱۶۹۳ء

خواجہ ہاشم:۔ از تربیت یافتگان ملا طیب عالم عامل و فاضل کامل بود در خطیرۂ سید حسن بلا دوری مدفون۔

شیخ شفیع ککو:۔ از مریدان ملا طیب شخصے مرتاض و محتاط متورع و متشرع با صفات حمیدہ و اخلاق پسندیدہ معروف بود متصل خواجہ اسماعیل چشتی آسود۔

خوشحال میر:۔ از خلفای آخوند طیب مصدر حالات عجیبہ بود کشف کونیہ داشت یاران برجستہ بہم رسانید در سنہ ۱۱۲۳ھ[۱] رحلت نمود در کادہ ڈارہ مدفون است۔

شیخ موسیٰ نقشبندی از مریدان ملا نازک صاحب کشف و حالات بود در نائشوان آسود۔

فیضہ بابا: صراف کدلی و بابا طاہر گاتی بجذبۂ شاہ محمد صادق قلندر ترک دنیا کردہ عمر عزیز در عزلت و ریاضت و ورع و تقوی گذرانیدند و از اہل صفا بودند۔

۱؎ سنہ ۱۱۲۳ھ م سنہ ۱۷۱۱ء

بابا نور الله فرزند بابا محیون تروری از اکمل اولیا بود و در مزار آبا آسوده.
خواجه اسحق ناوچه مرید شیخ علی باپنور لیست طبعے موزون داشت سالک
تخلص می کرد و از جملهٔ پنج بائی صاحب وجد و حال و رقص و سماع بود کتاب
درجات السادات از تصنیفات اوست و بر رباعی حضرت خواجه بزرگ قدس
سره شرح نوشته است و آن رباعی این است :-

رباعی

رو بر سر سوز نی نهانی بنشان — تا شاخ کشد چتر زند گرد جهان
بر هر شاخے دو فیل رهوار بران — گر نتوانی زکوی ما گیر کران

پس پشت روضهٔ حضرت سید امین ویسی آسوده۔

احمد بابا و حاجه بابای فلاکش

هر دو از اہل صفا بوده اند و جوار مرقد خواجه اسحق ناوچه مدفون اند

شیخ عبد الرحیم قادری

از خلفای حضرت میاں میر لاہوری ست قدس سره از اولیای
مستورین بود در تعلیم کلام الله اوقات بسر می برد خدمت میان محمد امین دار
می فرمودند که شیخ عبد الرحیم خود را در لباس قرآن مستور داشت و ما از
پرده برآمده بدنام جهان شدیم بالجمله شیخ مذکور از ارباب صفا بود و از
خدمت اخوند ملا شاه و خواجه حسن بچه بدرجهٔ ارشاد رسید و در سلسلهٔ
قادری و نقشبندی و سهروردے مجاز شده یاران برجسته پیدا کرد آخرها بمرض

فالج ۲ ماه صفر ۱۱۱۵ھ جان عزیز بجانان بسپرد درجوار آستانہ سید صدرالدین متصل زینہ کدل مدفون است۔

شیخ علی محمد چشتی

در اصل ... از ... مقامات سلوک و وصول

ارشاد بکشمیر آمده در ... متوطن شد مردے با معنی بود واز علوم ظاهری

هم حظ وافر داشت عمر بتوکل و ریاضت گذرانید وجد و سماع را بسیار دوست

می داشت ولعره و فریاد میزد نسخه خوبی بعبارت رنگین توحید آمیز نوشته

است آخر عمر متاهل شده در ۱۰۸۴ھ رحلت نمود

تاریخ سال تاریخ وفات آن ولی عقل اول گفت شیخ دین علی

چون رحلت نمود در . . . .

خواجه احمد یسوی

از اولاد سلطان خواجه احمد یسوی ترکستانی بود چون میل خدا پرستی

بخاطرش افتاد رخت سفر بربسته در اطراف عراق و عرب و شام و بغداد و

هندوستان سیر نمود و با اولیای کبار صحبت داشت پس از به کشمیر رسیده در

ذیل کوه ماران در مزار میرزا الغ بیگ ملا شاهی قرار یافت بعد ... سال خواجه

... الدین نقشبندی ... او ... چون خواجه نظام

... بحق پیوست خلف الصدق او خواجه ... محمد آفتاب مرید الشان

... در لوازمات خدمات بجا ... شت ... عالمے ... فیوض باطنی حضرت

در ۱۱۱۵ھ ۱۷۰۳ء

۱۰۸۴ھ ۱۶۷۳ء

خواجه مستفید شد و احوال او در خلوت و جلوت یکسان می بود و در تعلیم
مردم چندان [illegible] الهامات بزرگی از ناصیهٔ او هویدا و از کلام شریفش
آثار جذبه و فیض پیدا [illegible] ۲ ماه ذوالحجه سنه ۱۱۱۴ ھ روز جمعه وفات
یافت بیرون مقبرهٔ حضرت خواجه معین الدین نقشبندی آسود حاجی عبدالله بلخی
از رفقای او بود.

بابا عثمان قادری فرزند [illegible] حاجه بابای قادر لیست می آرند که حضرت حاجه
بابا بعد حصول خلعت خلافت و ارشاد از خدمت شاه نعمت الله قادری مدتی
در خدمت والدهٔ خود ایام می گذرانید چون والده اش برحمت حق پیوست او را دفن
کرده بهمان راه از کمال شوق بزیارت حرمین نهضت کرد. دران وقت عمر ایشان از
شصت متجاوز بود بعد ادای مناسک حج چند سال در جاروب کشی روضهٔ مطهره گذرانید
عاقبت از درگاه امت پناه ماموره شد که ترا الوطن باید رفت عرض کرد که
مرا آرزوی خاطر همین است که بقیهٔ عمر در حضور گذرانم از پیشگاه حضور بوساطت
حضرت عثمان رضی الله عنه خطاب یافت که ترا الوطن رفته متاهل باید شد فرزندی
که از تو متولد شود [illegible] مطلع انوار است نامش عثمان باید کرد پس حاجه بابا
باذعان فرمان بوطن آمده متاهل شده و بابا عثمان بوجود آمد چون بحد بلوغ رسید پدر بزرگوارش
علم و کسب ورع و تقوی متوجه شده در خدمت خواجه محمد طیب چرخی و خواجه ابوالفتح
کلو استفادهٔ علوم فرمود که از سایر اقران رتبهٔ او افزود گاهی بتنعمات و تلذذات
نفسانی و شهوانی میل ننمود.

وقتیکه شاه ابوالحسن قادری برادر شاه محمد فاضل درین محال تعزل

(۳) سنه ۱۱۱۴ھ م سنه ۱۷۰۲ء

اجلال فرمود حضرت بابا در سایۂ تربیت او در آمده باندک فرصتی از عالم ملکوت ولاهوت اعتلا نمود حکایات احتیاط عوایق و انقطاع علایق و استنباط خوارق او مشہوراست در عہد خود وحید زمانہ و فرید یگانہ بود در ۱۱۱۷ھ ؁ در ماہ جمید الآخر رحلت فرمود یاران خود را وصیت کرد کہ مراد ربلبل لنگر بزیر پای پدر بزرگوار دفن سازند امامردم چھچہ بل وزوجہ و فرزند او برخلاف وصیت لاشۂ مبارک او در چھچہ بل دفن کردند بعد چندگاہ واقعۂ آتشی بوقوع آمدہ خانہ ہای مردم محلہ و زوجہ و فرزند بابا سوختہ شد و مال وجان ہرکس تباہ گشت۔ فقط۔

بابا اسماعیل قادری

از مریدان خواجہ حبیب اللہ نوبسیار متقی و مرتاض و محتاط و پرہیزگار بود بعد استحصال رتبۂ ولایت بصحبت مولانا ابوالفتح کلو پیوست و در خدمت او باستقامت ظاہری و باطنی بمسائل شرعی و احکامات دینی تحقیق نمودہ، مرجع خلائق شد در مکاشفہ دستی عجیب داشت۔ ہر جا کہ در خوردن و نوشیدن و پوشیدن خلل شرعی می بود فی الحال بالقاء الہام آگاہ می شد و ازان احتراز می کرد آخرش در فقر و استغنا درگذشت او اخر عہد عالمگیری ارتحال نمود و در محلۂ آنجار آسود۔

شیخ محمد مراد رفیقی

فرزند شیخ محمد شریف بن شیخ احمد زاہد صاحب تورع و تمکین عالم فاضل و متین بود در علم فقہ و حدیث مہارتی عجیب داشت کتب مرغوبہ از ہر علم بہوش و تکلف بر نگاشت۔ از درد سوز عملو بود در حین شباب رحلت کرد کتاب

---

(۱) ۱۱۱۷ھ ہم ۱۷۰۵ء

انتباه فی ذکر اولیاء الله از تصنیفات او ست طبعے موزون داشت این ابیات نتیجهٔ طبع وقاد اوست ـ

رباعی

از غم هجرت گرفتارم دریغ
نالهٔ وزاری ازان دارم دریغ
در فراق یار سوز انم چو شمع
زان همیشه اشک می بارم دریغ

لاله بابو همدانی

از ساکنان مردم پینده یار پرگنهٔ وهیو مرید زاهد باباے ناگامی بود ایمان شاقه بعمل آورد واز آثار فنا در گذشته بدرجهٔ بقا ارتقا نمود نهایت بی تکلف بود جمعے کثیر از فیض او بهره مند شدند در سنه ۱۱۲۲ھ[1] رحلت نمود در مسکن خود آسود ـ

شیخ عبد الرشید چکنی

بذوق طلب مرشد در هند رفت و در انجا بصحبت شاه بدر الدین قادری که از اکابر اولیا بود بهره اندوز صحبت گشت بعد مراجعت آن طرف در مغارهای کوهستان خلوت هایه فقر وفاقه کشید و در ریاضات شاقه عمرے بتوکل گذراینده ـ

عاقبت درون قلعه غارے حفر کرده درمیان آن متوطن شد اوقات بذکر و فکر و هدایت خلق بسر برد آخر ها به تقریب تنازعیکه با حسین ملک چادوره سرزد به حضور پادشاه عالمگیر در دهلی رفت قصهٔ آن در حصهٔ دوم[1] در ذکر

---

[1] (۱) سنه ۱۱۲۲ھ ۱۷۱۰ء

سیف خان مرقوم است چون بجانب خطہ رجعت کرد ۲۹ ماہ ذوالحجہ سنہ ۱۱۱۹ھ[۱] سفر آخرت فرمود متصل غار آسود۔

میاں ہاشم چستی

از قبیلۂ تاجران بود۔ ہنگام ریعان جوانی بہ پٹنہ رفتہ، در انجا از حضرت میاں یحیٰی چستی ولد میاں حسین ... تربیت طریق طریقت حاصل نمود و در طاعات و عبادات استقامت کردہ ... شد بعد حصول شرف اجازت طریقہ بہ کشمیر رجعت کردہ، در خانیار توطن ... و متاہل شد۔ عنایت اللہ خان صاحب صوبہ برائے خادمان ایشان خانقاہے عجیب ترصیص نمود[۲] و بر سر خانقاہ نشستہ عالمیان را فیض بخشی میکرد۔ در سنہ ۱۱۱۶ھ[۳] انتقال فرمود۔ در محلۂ خانیار جوار خانہ خود آسود۔

شیخ عبد الرحیم

از قبیلۂ چوہدری ہیش بہ لباس ہنود بود در خدمت ... بابا ... اسلام مشرف شدہ، ترک اوضاع ملک داری نمود و بریاضت و ... کردہ آخر ہا بہ نظر ملا شمس الدین کبروی مستفیض گشت عرصۂ چہل سال در فراغت و انزوا بسر برد۔ چون متاہل شد در رینہ واری سکونت پذیرفت و در حیات خود مقبرۂ برلب جوے مار متصل مقبرۂ میاں مانک شاہ بنا نہاد و مابین عصر و مغرب ہمیشہ درمیان آن نشستہ مراقبہ می داشت

۱؎ سنہ ۱۱۱۹ھ ۱۷۰۷ء

۲؎ بنا کردن ۳؎ سنہ ۱۱۱۶ھ م ۱۷۰۴ء

از واقعات وکرامات او نقلیات مشهور است و در ماه شوال سنه ۱۱۲۰ه [1]
در آنجا آسود۔

مرزا حیات بیگ در خدمت حضرت شیخ محمد علی که از خلفای برجستهٔ شیخ آدم بنوری در دہلی بود بتعلیم علم باطنی فایز شده بزور احتراق عشق الٰہی سوز وگداز و راز و نیاز حاصل کرد بعد تکمیل طریقه بکشمیر آمده بر منصب قلیلی اوقات گذرانید مقولات توحید حسب استعداد خود بیان می فرمود و در ورع و تقوی ہمیشہ استقامت می نمود جمعی کثیر بدرجهٔ صفا و سعادت رسانید چون ندای ارجعی بشنید ۲ ماه ذوالحجہ سنہ ۱۱۲۰ھ بدار الملک آخرت خرامید و در باغ حسن آباد که خرید کرده بود عزلت گزید۔

ملا عنایت اللہ شال - اولاً در خدمت ملا ابوالفتح کلو و ملا عبدالرشید تلمذ فرمود ثانیاً از تعلیم فرزندان ملا حیدر چرخی فائز گشت و در اکتساب علوم عقلیه و نقلیه و تحصیل علم حدیث و حفظ اسناد و درس صحیح بخاری بدقت تمام فرمود پس ازان در خدمت میان صبغة اللہ فاروقی روی ارادت آورده در صحبت اول صفائی باطن حاصل کرد و بدرجهٔ اعلی ارتقا نمود پس ایام زندگانی در ورع و تقوی و اشغال روحانی بسر برده درمیان نومسجد که جامعی است روبروی خانقاه معلی بروز جمعه وعظ می خواند طبع موزون داشت اشعار صوفیانه و دردمندانه می گفت بعمر شصت و ہشت سنہ ۱۱۲۵ھ [2] در ماه شعبان رحلت نمود۔

---

[1] ۱۱۲۰ھ سنه ۱۷۰۸ء

[2] ۱۱۲۵ھم سنہ ۱۷۱۳ء

سلطان میر - برادر [illegible] مرید شیخ نور محمد [illegible] بتحصیل علوم فقه و حدیث در عبادت و ریاضت و ورع و تقوی [illegible] کوشید و بعد ارتحال مرشد بزرگوار خود جانشین او شد و عمر عزیز [illegible] خود در عزت و قناعت و آزادگی بسر برد و در انجا [illegible] طالب خلق بقدم و قلم بسیار کوشید حضرت [illegible] ان [illegible] دار در ملفوظات خود می نگارد که از سلطان میر جیو [illegible] آب در سنه ۱۱۲۵ رحلت نمود در [illegible] المر جوار [illegible] آسوده -

قاضی [illegible] بخارا مولدش طرف روس بود و در بخارا نشو و نما یافت و از مولانا میر محمد شریف بخاری [illegible] تربیت صوری و معنوی یافته بکمالات علمی و عملی از همه فایق گشت و رتبهٔ خلافت و ارشاد حاصل [illegible] مدتی در حدود ترکستان و ماوراءالنهر بافاده و افاضهٔ طالبان مشغول بود و در نشر فیوض باطنی عامل شد آخر عمر بقصد زیارت حرمین الشریفین در سنه ۱۱۲۳ھ از راه یارکند در کشمیر رسید و مدت سه سال درین جا اقامت کرده جمعی کثیر از علما و صلحاے این دیار تربیت او فایز گشت انگاه بجانب بیت الله نهضت کرده چندی در دهلی گذرانید و در سنه ۱۱۲۹ھ ۱۶ شوال در انجا انتقال فرمود اقا طریق علیهٔ [illegible] بطفیل ایشان درین ملک شیوع یافت -

شیخ محمد چشتی - عرف راد [illegible] از قبیلهٔ [illegible] رفیق اشانی بود بعمر چهار ساله گی بتقریب فاتحه مکتب نشینی به نظر حضرت مولانا [illegible] شده به تحصیل

---

۱ سنه ۱۱۲۳ھ م سنه ۱۷۱۱ء

۲ سنه ۱۱۲۹ھ م سنه ۱۷۱۶ء

علوم شرعی و آداب ورعی او فیق یافت بعد از استحصال کمالات علمی چندی
به تقریب تدریس نوکری می کرد چون آتش طلب مولی در کانون سینهٔ
او مشتعل گشت از خدمت شیخ محمد علی چشتی استفاضهٔ طریقهٔ علیهٔ
چشتیه فرمود و بریاضات شاقه عامل گشت و عمر خود در استقامت مناصب
شرع و استدامت شرایط ورع بسر برد آخرها زیر بار عیال آمده باز هم اوقات
بر منهج اول می گذرانید از شهرت و خودنمای متنفر بود همیشه ذکر جهر به طریق
چشتیه می کرد یاران خود را نیز تعلیم می داد الحق مظهر حقائق و مصدر دقائق بود تصانیف
او در علم تصوف زیاده از یک لک ابیات نظم و نثر مشهور است   در عهد
او موی مبارک سید کائنات علیه افضل الصلوات درین دیار نزول فرمود
حضرت شیخ تا حین حیات خود در ایام موعود مردم زایر را موی شریف
نشان می داد ۔

گویند آن وقت به حواس خود نمی بود در آنحالت بعضی اهل صفا را زیارت
سید کونین حاصل   می شد چون عمر مبارکش از هشتاد تجاوز نمود پانزدهم
شوال ۱۱۲۶ھ[۱] انتقال فرمود در محلهٔ باغ یوسف شاه جوار خانهٔ خود آسود
شیخ را دهشو تاریخ است ۔

شیخ بهرام قادری بتوفیق باری خیال رستگاری بخاطر آورده بطلب
مرشد هادی در هند رفت و به مقام تهانی سیر با شیخ نظام الدین چشتی صحبت
داشت سالها بسیار در خدمت او بسر برد پس خلعت ارشاد در بر کرده رو بکشمیر

---

۱) سنه ۱۱۲۶ھ محرم سنه ۱۲۱۴ھ ۶

آورد و در محلهٔ حبالله سجادهٔ افاده گسترده عالمیان را فیض بخشید مدفنش متصل مزار میرزا سلیم کاشغری آسود۔

عبدالرحمن چستی فرزند شیخ بهرام قاری بود بتوفیق و دود از والد ماجد خود صفائی باطن حاصل نمود پس در خدمت خواجه نظام الدین در هندوستان سیر رفته خط ارشاد بدست آورد و طریقهٔ چشتیه را درین ملک رواج داده جوار والد ماجد خود مدفون است۔

شیخ محمد مراد نقشبندی عرف تنگ فرزند ملا محمد طاهر مفتی است بعد تحصیل علوم معقول و منقول در عنفوان جوانی ذوق معرفت سبحانی بهم رسانیده پیش از تربیت مرشد بریاضات شاقه اشتغال نمود دران اثنا خواجه عبدالاحد سرهندی خطهٔ کشمیر را رونق بخشید۔ محمد مراد دست انابت بذیل عاطفت ایشان زده بتحصیل مراتب طریقت و لوازمات معرفت فائز گشت باوجود کثرت غناو اشغال دنیا همرکاب آنجناب بهند رفت چندی در خدمات آن قبلهٔ حاجات گذرانیده مراتب اجازت طریقه حاصل کرد پس بامر و رخصت مرشد بزرگوار رو بکشمیر آورده با فادهٔ خلق عامل شد بعد چند سال باز بجانب هند نهضت کرده بخدمت مرشد ارشد باریاب صحبت گشت از انجا بوساطت ایشان در خدمت حجة الله خواجه محمد نقشبندی شرف تکمیل حاصل کرده بود بعد یک سال باز بوطن رجعت فرمود و در مسجد شیخه بابای رادهو برلب جوئبار نشسته ترک دنیا نمود بعد انقضای مدتهٔ چهارده سال باز به ملاقات مرشد بزرگوار در شاهجهان آباد رفته مدتے بخدمت گذاری ایشان گذرانید

آنگاه با ہزاران عنایات و عطیات کمالات خاصہ خاندان مجددیہ فائز شدہ بہ جانب کشمیر توجہ فرمود و بطریق قادریہ و نقشبندیہ ارشاد حاصل نمود ہمدران زمان شیخ محمد علی رضا بہ سیر کشمیر تشریف ارزانی داشت شیخ محمد مراد ہم بخدمت آنجناب بہرہ اندوز صحبت گشتہ در سلسلۂ کبرویہ و چشتیہ و سہروردیہ اجازت حاصل نمود۔ بعد آن بر سجادہ شریعت نشستہ در ترویج سنت و رہبری اہل ہدایت و سرایت و ملازمت اہل ولایت اوقات شریف بسر بردند در سوز و گداز جانبازیہا می فرمودند بعضے عورات ہم بجذبۂ ایشان از اہل صفا شدند و در نماز تہجد زیادہ از ہزار آیت قرأت می خواندند و بعد تہجد علی الدوام حلقہ سکوت می فرمودند و از حاضران حلقہ چہل پنجاہ کس می بودند در سنہ ۱۱۶۰ ہجری[1] رجب بہ عمر ہفتاد و پنج سالگی رحلت فرمودند۔ تاریخ ـ گفت تاریخ وصل او اعظم ـ وارث کامل رسول اللہ در بودۂ گیر آسودہ اند۔

خواجہ عبید اللہ بلخی ـ بعد اکتساب علوم صوری و معنوی تجرید و تفرید اختیار کردہ از وطن مالوف خود ہجرت گزید و اطراف عالم دید و بارہا بزیارت حرمین الشریفین مشرف گردید و ہفدہ بار حج گذاردہ سہ بار خطۂ کشمیر را نضارت بخشید اول در آخر عہد عالمگیر دوم در اول پادشاہی معظم شاہ عالم بہادر در سنہ ۱۱۲۰[2] ـ و درین وقت اجتناب از دیدن مردم بسیاری کرد اکثر اوقات دروازہ بند کردہ می نشست قریب ہفت ہشت سال درین حال گذرانیدہ برای حصول ملاقات شیخ ملکوت پرواز خواجہ شاہ نیاز کہ در حدود پشاور برای طلب بہادر شاہ رسیدہ بودند رفتند و

[1] سنہ ۱۱۶۰ ہجری سنہ ۱۷۴۷ء [2] سنہ ۱۱۲۰ ہجری سنہ ۱۷۰۸ء

ملاقات او میسر نشده از آن راه بحرمین رفته بآن طرف گذرانیدند و بعد چند سال
بولایت بلخ آمده در انجا بسبب ظهور فساد سلطنت قرار نگرفتند ۔
و در آخر سنه ۱۱۳۲ھ[۱] مرتبه سوم به کشمیر آمدند و قریب پنج سال بافادهٔ
خلق درین جا گذرانیدند و خیال سکونت این محال بخاطر داشتند اما بسببی
ملول شده در سنه ۱۱۳۷ھ[۲] باز بحرمین رفتند ۔
و در سنه ۱۱۳۹ھ[۳] نهم ماه محرم الحرام غسل کرده و نماز خوانده رحلت نمودند و در
مدینه منوّره آسوده اند ۔

خواجه عبید الله بخاری فرزند شیخ الیاس بخاری بود که نسب ایشان
بوساطت طامة الکبری شیخ نجم الدین احمد کبری بحضرت امام المسلمین حضرت عمر رض
فاروق میرسد ۔ و در ریعان جوانی از وطن مالوف خود تحصیل کمالات صوری و معنوی
نموده بطرف سمرقند نهضت کرده زواید فواید از علوم ظاهری و باطنی حاصل نموده
از راه روس در روم رفت ۔ و از انجا براه مصر آمده بزیارت حرمین الشریفین فایز
گشت و در خدمت شیخ احمد مکی که از خلفای شیخ محمد معصوم سرهندی بود کمالات
طریقهٔ عالیهٔ احمدیه حاصل نمود ۔ و بعد واقعهٔ ناگزیر آنجناب بر مسند خلافت
ایشان تمکن فرموده ۔ قریب هفت هشت سال در حرم محترم فیض بخش محتاجان اُمم

---

۱ سنه ۱۱۳۲ھ م سنه ۱۷۱۹ء
۲ سنه ۱۱۳۷ھ م سنه ۱۷۲۴ء
۳ سنه ۱۱۳۹ھ م سنه ۱۷۲۶ء

از نوال و تحم صوری و معنوی بود ندلیس، بقصد ملاقات والدہ ماجدہ خود
از راہ سرہند بہ بخارا الشریف بردند و والدہ را با خود برداشتہ باز بحرمین رفتند و نہ
وہ سال دیگر دران دیار فیض آثار بعبادت و افاضت بسر بردند۔ و بیست و یک حج
بس و پیش گذاردہ سمت ہندوستان رجعت فرمودند۔
و اوایل ماہ ذی قعدہ سنہ ۱۱۳۸ھ خطہ کشمیر بقدوم میمنت لزوم مشرف فرمودند
و امتیاز از علما تفقد کافہ برایا و نفی وجود و بذل موجود و اخفای حالات وستر کرامات
و عدم قہر و جلال و رجوع بکتب شرعیہ در ہر حال و دوام طہارت و فضول کمالات
و قیام بعبادت و کثرت گریہ و زاری و علامت ماتم و سوگواری و دوام توجہ
بحضرت باری ہمیشہ شیوہ ایشان بود و در نشر علوم صوری و معنوی فریدیکتا و
در تجرید و تفرید و ترک کل بے ہمتا۔ آخرہا علانیہ نسبت اذکار و اوراد طریقہ
قادریہ و نقشبندیہ و کبرویہ جاری میفرمود۔ و بعد نماز فجر تقدیم باوراد فتحیہ می نمود۔
چندگاہ درمیان شہر بافادہ خلق گذرانیدہ۔ آخرہا در موضع زونہ پرگنہ ویہو متوطن گردید
و در انجاپاک آرمید قدوۃ المتقین تاریخ است سنہ ۱۱۴۱ھ۔

باباحیات۔ فرزند ارجمند بابا عثمان قادری است مصدر فیوض و برکات و
مظہر خوارق و کرامات مرید والد ماجد خود بود۔ بعد انتقال پدر جانشین

۱۔ سنہ ۱۱۳۸ھ م سنہ ۱۷۲۵ء

۲۔ وفات م سنہ ۱۱۴۱ء م سنہ ۱۷۲۸

او شد ۱۱ ذوالحجہ سنہ ۱۱۴۲ھ[۱] رحلت نمود۔ و زیر پای پدر آسود۔

حاجی گدا۔ از مریدان ملا شاہ مسند حالات عجیبہ بود۔ اطراف بسیار نمود۔ و در یارہ مولہ آسود۔

حاجی محمد صالح۔ از حضرت میان میرلاہوری اخذ فیوض معنوی نمودہ۔ سیر اطراف عالم نمود و در ملہ کھوان آسود۔

خواجہ حسن بچہ۔ سوداگر زادہ بود۔ بجذبۂ غیبی ترک دنیا [illegible] در دہلی رفت و از شیخ منلفر [illegible] شرف انابت حاصل کردہ [illegible] از ملا شاہ حاصل نمود۔ و عمر خود در نہایات و ریاضات بسر نمود۔ و در ملہ آسود۔

میرزا اکمل الدین۔ المشہور میرزا کامل بیگخان بدخشی [illegible] سلطان خواجہ احمد یسوی[۲] جد ایشان ملک محمد نام از تاشکند آمدہ [illegible] در بدخشان خیام قیام افراخت۔ لاجرم ایشان را بدخشی میگویند۔ و در عہد اکبر شاہ بہند آمدہ ملازمت حضور منظور کرد۔ دلبقربان او چندے دیوان صوبہ کشمیر شدہ بود۔ آنگاہ پسر او میرزا اعادلخان در کشمیر متوطن گشت[۳]۔ و فرزند ارجمند او میرزا کامل خان در ایام طفولیت منظور نظر خواجہ حبیب اللہ گانی شد۔ و در سن دوازدہ سالگی در خدمت آنجناب سعادت انابت حاصل کردہ، منطقۂ ہمت

---

[۱] سنہ ۱۱۴۲ھ م ۱۷۲۹ء

[۲] نیری۔ علوی و ترکستانی ۱۲ تحائف ص ۲۳۲

[۳] مشہور بہ عطارہ ذو النسبتین ۱۲ فتحات ص ۳۷۱

بر مجاہدات و عبادات بر نسبت و از ملازمت شاہی مستعفی گشته. در زاویهٔ فقر و فنا بنشست و خدمت مرشد بزرگوار بمال و جان بجا آورده. در ریاضتها بسیار کوشید. و در سن بیست و پنج سالگی خلعت خلافت طریقت پوشید. آنگاه بر مسند ارشاد نشسته، یاران برجسته بهم رسانید و سرچشمهای معارف و معانی از خاطر عاطرش جوشید. چنانچه بتبعیت حضرت شیخ فریدالدین عطار کتاب بحرالعرفان قریب شصت هزار ابیات در چهار جلد منتظم فرمود. سوای آن رسایل و نسخهای بسیار در اشاعت علم تصوف مرتب فرمود. و این چند ابیات از رسالهٔ مجمع الاسرار درین جا یاد کرده شد. ـ

چون بدیدم دو جهان از کسواد الوجهند چشم پوشیدم و بر هر دو نظر نگشادم
خویش و بیگانه ز لا منکر و من زین دلشاد هیچ در گوش نمی آید از آن فریادم
فکرے از دل متولد شد و بر اصل رسید رستم از باطل و حق راه بحق بگشادم
هر پس زانوی خود مانده ام از فکرت خود دل معلم شد و تعلیم تصوف دادم
تلخ شیرین شد و غم و شادی همه واکس برفت مرکبم رالیض و من چابک وره آبادم
انس حق جستم از غیر بجان و دل داد گرد از ظلمت و کثرت ز جهان آزادم
فتح کارم شد و امرش بصحت پیوست ذائقه نیز بحال آمد و لذت دادم
شد تمیزم که چه تلخست و چه شیرین ز غذا چیست نافع بدلم و آنچه مضر افتادم

—○—

و این قصیده بسیار طویل است تبرکاً همین قدر ایراد کرده شد۔

غزل

هستی من زمن بدر کرد کہ کرد یار کرد — محو خودم بیک نظر کرد کہ کرد یار کرد

شارحِ ذات بخت او ہست ہمہ صفات او — مظہر خیر و شر دگر کرد کہ کرد یار کرد

بودہ ام اصل جانِ جان شیخ فرخ کن فکان — باز مرا در بدر کرد کہ کرد یار کرد

خود پدر است و خود پسر خود حجر است و خود مدر — جلوہ زروئے دگر کرد کہ کرد یار کرد

آملا الدین غزل کہ گفت کرد عیان ہمہ صفت — بہرہ از این جہان خبر کرد کہ کرد یار کرد

روزے جمعے از مریدان خواجہ حبیب بوقت استر خاص چلۂ رمضان از حضرت خواجہ التماس نمودند کہ امسال خلوت نشستن حضور موقوف شود. پس محمد کامل امسال رفیق ما باشد خواجہ بغضب تمام بآنہا فرمود کہ سرتے است کہ وے در کعبۂ حقیقی نشستہ است۔

فرد

خلوت و چلہ برین لازم نماند — ہیچ غیمے ہم برد غایم نماند

می آرند کہ حضرت خواجہ در قریۂ در دہ پورہ باغے بود و در میان آن غارے کندہ۔ مدتے درانجا خلوت نشین شدہ بودند۔ آخرہا مریدی درانجا منزوی داشتند۔ روزی آن مرید آمدہ التماس نمود کہ درویشی دیگر در باغ

---

(۱)۔ در نسخہ یونیورسٹی قبل ازین شعر این شعر ہم موجود است۔

ہست بصاحب نظر از ہمہ دوست جلوہ گر
یک ز دگر خوب تر کرد کہ کرد یار کرد

(۲) غیم = ابر

ایشان سکونت گرفت و مرجع مردم شد - و مرا طاقت اخراج کردن او نماند
ازین رو جمعیت من بتفرقه مبدل گشت - حضرت خواجه بکامل خان فرمودند
که وے از باغ ما اخراج سازند - ایشان عرض کردند که بزور ظاهری اخراج کنم
یا بزور باطنی - حضرت خواجه فرمود که کار ما بظاهر نیست - پس ایشان در باغ
رفتند و متصل آن غار بر درخت سفیدار[1] زنبور خانه کلانے دیدند و بیک نظر
آنجناب زنبور خانه بجوش آمده تمامی زنبوران بر خلوتی هجوم کردند و از غار
در چمن گل و ریحان آب پاشی میکردم - چون حضرت خواجه مرا دیدند مسرور شدند -
و حرفے برزبان رانده فرمودند که شنیدی گفتم نے بعده بر روئے من طپانچه نواخته
فرمودند که اکنون بشنو پس سامعه من مسدود گشت - و از درون من نغمه پدید آمد -
که اثر آن تا قیامت از من زائل نشود - چنانچه در قصیده بحر الاسرار فرموده اند -
رگ رگم نغمه سرا گشته چو موسیقار است — تا ز قانون مرا زخمه زن است استادم
گوشم آنسوست نه بر مدح و نه بر قدح کسے - هر که هر چیز بمن گوید ازان آزادم
و این نغمه را معراج صوفی گویند — چنانچه شیخ فرید الدین عطار میگوید

بیت

دلے دارم که در وے غم نگنجد — چه جائے غم که شادی هم نگنجد
چنان پر گشت گوش از نغمه دوست — که در وے بانگ زیر و بم نگنجد

و هم آنجناب فرموده اند که روزے شروع بنمازے کردم که ناگاه قلندرے

---

۱ - قسمے از درختان بے میوه در کشمیر می باشد ۱۲ (حجی" آر)

از مریدان شاہ صادق قلندر بر سبیل طیبت گفت کہ نگر خدارا بطرف ہمین قبلہ است و حالتی برمن واقعشد می بینم کہ قبلہ بمن متوجہ است - ہمچنانکہ من متوجہ ام پس در رکعت دوم بطرف مشرق برگشتم و قبلہ از انطرف بخود متوجہ دیدم - پس روبمین و بسیار آوردم ہمچنان میدیدم تاکہ چہار رکعت بچہار طرف ادا کردم و قبلہ پیش روی خود دیدم و ساجد خود می یافتم ع - قبلہ را قبلہ منم چون بسجود افتادم چون بقعدۂ اخیر نشستم شخصے برمن متجلے شد و انگشت در دندان گرفت - پس اینواقعہ بخدمت مرشد اظہار کردم - فرمودند کہ - آنشخص سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم بود و انگشت در دہان گرفتن کنایہ ازین است کہ ہرچند این قسم حالات رودہد - پا از جادۂ شرع بیرون نباید نہاد پس فرمودند کہ نماز بچہار جہت ادا کردی و طرف فوق و تحت ندیدی - و در زبان ایشان بمن متوجہ شدند - آنہم دست داد - فقط -

وہم ایشان فرمودہ اند کہ روزے حضرت خواجہ مرا رخصت ارشاد بخشید - دران حال تجلی صمدیت سرفراز شدم و مرا حالتے روی داد کہ از اکل و شرب مستغنی گشتم و از احوال عالم بیخبر ماندم علی الصباح بے اختیار از خانۂ خود بدولتخانۂ مرشد نامدارمی آمدم و شب بخانہ میرفتم - و از ہردو جا ہیچ نمے خوردم تا آنکہ چہل وچہار روز فاقہ گذشت روزے حضرت خواجہ فرمودند کہ ہیچ خبرداری امروز چہل وچہار روز است کہ ہیچ نخوردۂ - برو امروز بازن خود بے آنکہ چیزے بخوری صحبت کن و با زن خود درین جا برسان پس ہمچنان کردم و در زبان سکر من[1] بصحو مبدل گشت و خود را در عالم

[1] حالت حواس

دیگر یافتم و در خود ضعفی بنهایت دیدم آنگاه خود را افتان وخیزان بخدمت آنجناب رسانیدم۔ و ایشان آنروز قدری برنج آب بخورد من دادند و روز بروز ترقی کردند که بعد سیزده روز بغذای معتاد رسیدم۔ فقط۔

وهم ایشان فرموده اندکه روزے در ایام صیام مرا معشوقهٔ خود جمّی ضیافت نمود و بوقت عصر حرفے درمیان آمده از وے لنگ شدم و بیرون برآمدم وے بیطاقت دُنبال من برآمده دست بدامن آویخت و من دامن خود از دست او خلاص کردم و وے برخاک افتاده من در مسجد درآمدم و درمیان نماز شام دیدم که طرف قبله دیوار مسجد شق شده دو کس حاضر آمده گفتند که این کدام نماز است که وے را درانجا نیم بسمل گذاشتی پس آنها غائب شدند۔ و من بعد فراغت نماز پیش وے رفتم و دیدم که هنوز بهمان رنگ بر زمین افتاده بود۔ پس او را برداشتم و باو افطار نمودم وهم آنجناب فرموده اندکه شبی با معشوقهٔ خود تنها نشسته بودم هنگام نصف شب چراغ را روغن تمام شد و در فکر آن افتادم الهام رسید که غم مخور کارها منحصر در اسباب نیست ناگاه فتیلهٔ بی روغن روشن شد تا که صبح دمید۔ فقط۔

وهم ایشان فرموده اندکه روزے برائے کارے بطرف ده رفته بودم شوق محبوبهٔ خود بر من غلبه کرده بے اختیار از خانه برآمدم۔ تا آنکه شب شده و رفتن در تاریکی متعذر بود ناگاه بقدرت الله انگشت سبّابه و ابهام من مانند مشعل روشن شد۔ و از روشنائی آن بمقام مقصود رسیدم۔ فقط۔

می آرند که جمّی نام زنے میوه فروش صاحب حسن و جمال در بازار سنگین

دروازهٔ متصل قلعۂ شاہی دوکاندار بود۔ حضرت میرزا گرویدۂ او بودند کہ بغیر دیدار او قرار نمیگرفتند چنانچہ روزے زیر دوکان او رفتہ مشاہدۂ جمال او میکردند و این رباعی فرمودند ؎

رُباعی

ہر جا کہ جمال دوست لامع گردد عاشق زنیاز عجز طامع گردو

زاعجازِ جمال و حسن ماہ میدانم دکان جمی مسجد جامع گردو

پس بعد اندک فرصتے اہل محلہ جمع گشتہ دکان جمی معہ دیگر دوکانات خریدکردہ داخل مسجد کردند۔ فقط

وہم ایشان فرمودہ اندکہ در اثنای تحریر کتاب بحر العرفان چون این ابیات املا میکردم ؎

با ہزاران ہزار دستانم محفل آرای دوستدارانم

بہر صوفیست این ہمہ سازم صوفئے کو کہ خوب بنوازم

و در زمان دو بزرگ ریش سفید حاضر شدند یکی ازینہا پیش قدم بود و فرمود کہ من فرید الدین عطارم و این برادرم مولنا جلال الدین رومی است قدست اسرارہم فرمودند ہر قدر کہ خواہی بنواز کہ ما ہر دو صوفی برای استماع حاضریم از مشاہدۂ آن حالت عظمی مرا پیدا شدہ تا مدت در وجد مستغرق بودم۔ چون بخود باز آمدم زبان از تقریر آن حال محال عاجز بود پس باین بیت ختم کردم ۔

بیت ۔ از مریدان شیخ عطارم ۔۔ استعانت زمولوی دارم

وہم آنحضرت فرمودہ اندکہ روزے در محفلے نشستہ بودم کسے از من پرسید

کہ نسبت معنوی ایشان بچند واسطہ تا حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم می رسد و قوال این غزل می خواند ؎

غزل

فاش میگویم واز گفته خود دلشادم — بندہ عشقم واز ہر دو جہان آزادم

خواستم کہ رسایل راسلسلۂ حضرات بیان کنم ناگاہ روح پر فتوح حضرت خواجہ برمن جلوہ گر شدہ، فرمودند کہ چرا جوابش بنظم نمیگوئی فی الحال وقت من خوش شدہ این بیت گفتم۔

بیت

شکر للہ چہ خوش است دولت مادرزادم — در چنین منزل ویرانہ چنین آبادم

در آنحال قریب دوصد و ہفتاد ونہ بیت تصنیف کردم الحق قصیدہ ایست در حقایق و معارف بے نظیر واز فصاحت و بلاغت دلپذیر قطب زمان میر سید محترم لاہوری قریب بیست ہزار بیت آنرا شرح کردہ است۔ فقط۔

خواجہ حیات مرید ایشان می گفت کہ من مدتی خانسامان آنحضرت بودم۔ اوایل وقت اوکتابت مثنوی مولوی میداشتند و بعد مدتے مرا فرمودند کہ بدراز فلانہ صندوق چیزے نقد برای خرج امروز بیار مرا منع فرمودند کہ بطرف درون آن نظر نخواہی کرد رفتم و بقدر خرج آنروز دینار ہا برآوردم۔ و صرف مایحتاج نمودم آنگاہ تا مدت مدیدے بقدر کفایت خرج یومیہ ہر روز دینار ہا ازان صندوق میکشیدم و بمصرف می رسانیدم تا آنکہ یکے از مردم قبیلۂ ایشان قریۂ جاگیر یافت و تصرف آن بطور امانت ذمۂ ایشان گذاشت وتیکہ محصول آن در دیوانخانۂ ایشان رسید بعدہٗ از صندوق چیزے نمے یافتم می آرند کہ خواجہ ابوالفتح

را با مفتی شہر شرکت تجارت بود و درمیان آنہا مناقشہ افتاد وے درخدمت
ایشان از ظلم مفتی شکایت نمود۔ آنحضرت مفتی مذکور را بابت ظلم سائل منع فرمودند
وے قبول ناکرده گفت کہ من بغیر ضامن معتبر او را نمیگذارم کہ بیم گریختن او دارم
فرمودند کہ وے نمیگریزد انشاء اللہ تو خواہی گریخت و زندہ نمی آئی و مال تو نصیب
او خواہد شد مفتی از مجلس برخاستہ رفت وحضرت میرزا فرمودند۔

بیت

گر منم جانشین درویشان ـــ مولوی شد حوالۂ ایشان

بعده امانت خان حاکم صوبہ کہ حامی مفتی بود۔ ابو الفتح را تنگ گرفتہ
در صدد عقوبت او افتاد آنحضرت این خبر شنیده فرمودند کہ خانۂ مفتی خراب
شد و ہر کہ حمایت او کند خانۂ وے نیز خراب گردد۔ ہمدران ایام امانت خان معزول
شده مفتی ہم گریختہ، بہند رفت و درانجا فیصلۂ شرکت او کرده فوت شد۔ ودرینجا
خانۂ او بسوخت۔ فقط۔

بالجملہ حضرت میرزا از اولیای کبار بود ۲۹ ماه ذی الحجہ ۱۱۳۱ھ رحلت فرمود
ودر محلۂ حول آسود۔ تاریخ

شہباز اوج وحدت وجانباز موج عشق ـــ آن رافع لوای عمل قاطع امل
درماه حج بہ بیست ونہم ساعت دوم ـــ یوم الاحد چشید حی ازجام لم یزل
نور جمال او شده دمساز بیکسان ـــ تاریخ وصل یافتہ ام خاتم کمل
ایضاً۔ بہر تاریخ وصالش بے الف گفتا خرد ـــ پیر کامل بحر عرفان اکمل اہل کمل رحمۃ اللہ علیہ

لہ کہ بحساب ابجد یکہزار و یکصد و سی و یک میرسد ۱۲ ام ۱۲۱۳

خواجه محمد گگرو — از یاران خواجه حبیب الله عطار بود صاحب "فتحات"
رقمطراز است که حضرت میرزا اکمل الدین میفرمودند که خواجه محمد قطب زمان
خود بود - در ایام شباب ناگاه بر پیشانی وے داغ سفیدی پیدا گشت وے
بگمان اینکه داغ برص باشد بخدمت خواجه حبیب الله عطار مشرف شد و بابت
رفع علت برص التجا نمود - حضرت خواجه کرته مبارک از برکشیده خال سیاهی
بر شانه خود باو نشان دادند و فرمودند که مبارک باشد پس خواجه محمد مرض ظاهری
گذاشته بقصد استشفائی علت باطنی در خدمت ایشان آمد و رفتنی می داشت
تا که خود حکیم کامل شد - بعضی اوقات وجد و حال همچنان بروے غلبه کردے
که چند روز برقص گذرانیدے - وقتیکه مرا میدیدے و معانقه میکردے
و باز بمقام صحو می آمدے مرا بسیار گرامی میداشتے و میگفتے که این معشوق
مرشد من است انتهی کلام خواجه محمد گفته است که روزے حضرت خواجه
مرا تعلیم اسم "یا واحد" کردند و فرمودند که امروز بخلوت بنشین گفتم کجا؟ گفت
بالای پل زینه کدل پس رفتم تمام روز بر پل نشستم و انواع حیوانات مثل شغال
و میمون و خوک و پلنگ و سگ و گربه و موش وغیره دیدم که براه می رسند و گاهے
فرد انسانے هم بنظر می آمد چون شب شد بخدمت خواجه عرض کردم و فرمودند
که در حشر نیز همچنین باشد - یعنی مخلوق بر صور اعمال و اخلاق خود خواهند بود و انسان
را هر صفتیکه از صفات نفسانیه یا شهوانیه یا سبعیه یا ملکیه می باشد بدان محشور
خواهد شد - فقط -

الحاصل خواجه مذکور از افراد روزگار بود جمعے کثیر بافاده باطنی مستفید

گردانید - چون رحلت نمود در صحن آستانۂ شیخ گنج بخش آسود علیہ رحمۃ الله الودود -

خواجہ حسین :- از یاران خواجہ حبیب الله عطار بود حالات عجیبہ و معاملۂ ستیّہ داشت روزے بر سر راہ بارہ مسجد نشستہ بود ہر کہ بنظر او میرسید بے ہوش می شد - خدمت خواجہ در انجا رفتہ ویرا نجیر فرمود و در حجرۂ مسجد خود قید ساخت و تا عرصہ چہلروز قوالان در پیش او سماع می کردند - وے در رقص بود - پس حضرت خواجہ چشمان اورا بانگشتان خود لبستند اندک بہوش آمد انگاہ اورا در موضع دردہ پورہ برای محافظت باغ فرستادند در انجا بر زنے عاشق شد شوہر زن واقف حال گشتہ اورا زجر نمود خواجہ بنظر قہر در روئے دیدہ فی الحال از جان درگذشت - چون حقیقت حال بسمع خواجہ رسید - اورا حکم سیاحت فرمود - وقتیکہ آن عزیز در صورت بندر رسید و بادشاد خلق مشغول شد - قاضی انجا دختر خودش بنکاح بخشید - روزے آن زن امر اورا اخلاف نمود - چون خواجہ بنظر قہر در روئے نگاہ کرد ناگاہ فوت شد - قاضی تہمت خون بر وئے بستہ بشہادت رسانید و در انجا مدفون است -

خواجہ عبدالرحیم گانی :- از یاران خواجہ حبیب الله عطار صاحب مجاہدہ و مشاہدہ و نامدار بود عمر عزیز خود در خدمت مرشد بزرگوار گذرانیدہ جوار مرقد او آسود -

خواجہ یوسف :- از مریدان برجستۂ خواجہ حبیب الله مصدر

کمالات عجیبه و حالات غریبه بود - در وجد و حال قیل و قالے داشت چون
رحلت نمود در حظیرۂ مرشد نامدار آسود -

شیخ بابا

فرزند بابا طاہر شیخ بود فیوض باطنی از والد ماجد خود کسب فرمود
و عمر عزیز خود در ورع و تقوی و ارشاد خلق خدا بسر نمود - جوار والد بزرگوار
خود آسود -

بابا قایم

فرزند دوم بابا طاہر است از پدر نامدار خود کسب سلوک آموختہ
مشعل خاطرش افروختہ شد - و کسوت موہومۂ ہستی او سوختہ
گشت و در مزار آبا اندوختہ شد -

شاہ مظفر الدین

خلف و خلیفۂ شاہ قطب الدین حقانیت در جذبہ و
حالات و کشف و کرامات فردیکتا بود جمعے کثیر از تنگنای عالم
ناسوت بوسعت آباد لاہوت رسانید در سنہ ۱۱۱۹ھ [1] انتقال فرمود -
و در مزار سلاطین آسود -

۱۸۱ شیخ محمد یوسف زونیمری

فرزند شیخ غازی الدین صاحب حالات عجیبہ بود -

---

(۱) - سنہ ۱۱۱۹ھ م سنہ ۱۷۰۷ء

مراحل سلوک بتربیت شیخ حسن الوطی کرد و سکر و مستی بروے غالب گشت۔
روزے وقت صبح محاذی دوکانے حس پوش بایستاد و آہے دردناک کشید
فی الحال دوکان آتش گرفت و بسوخت۔ پس برادر خودش حضرت شیخ یعقوب
او را زجر فرمود و دستش گرفتہ در خدمت آخوند ملا طیب رسانید و بایشان
التماس نمود کہ این کرہ توسن را رام فرمایند آخوند ہر دو دست مبارک خود بر فرق
او نہاد تا کہ رویش بر زمین بنشست۔ و از شنوائی در گذشت پس تا حین حیات
اصم بود گویائی ہم کمتر داشت سکر و مستی از وے رفع شد در مجاہدہ و نفس کشی
بے ہمتا بود۔ عمر عزیز خود در محلۂ زونیمر بخلوت و انزوا و تجرید و تفرید بسر برد
سلخ ماہ ذوالحجہ ۱۰۸۸ھ[1] انتقال فرمود و در محلۂ زونیمر آسود۔ تعمیر مقبرۂ او
عالمگیر درست نمود کہ آثار آن تا حال موجود است۔
شیخ مہدی:۔ برادر و خلیفۂ شیخ یعقوب چھچہ بلی است عمر خود در موضع شیخ زوہ
پرگنۂ سایر المواضع پائین بریاضات و مجاہدات در تفرید و تجرید بسر بردہ۔
از ارباب حال بود چون رحلت نمود در انجا آسود۔
شیخ حسین:۔ کامراجی فرزند پنجم شیخ غازی بود از برادر خود شیخ یعقوب
تربیت راہ معنوی یافتہ در جنگل قریۂ شبنو پرگنہ چھی پورہ میان درختی
کاواک چہل چلہ کشید۔ و بغیر بقولات کوہی ہیچ نمی خورد۔ دام و دد گرداگرد حلقہ
میکردند عاقبۃ الامر اہل دہ واقف احوال او گشتہ بالحاح و ابرام تمام در دہ
آوردند۔ انگاہ بر جادۂ ارشاد نشستہ بافادۂ و افاضۂ خلق بسیار کوشید

[1] سنہ ۱۰۸۸ھ م سنہ ۱۶۷۷ء

آخر ہا مناہل شدہ قدرے زمین کہ راجہا سے بمہ باو نذر دادہ بود ند از دست خود آباد میفرمود و ہنگام پختگی فصل خرمی محافظت زرع ذرہ او میکرد و بغیر شادمان شیخ ہیچکس راید انسوراہ نمیداد۔ چون حضرت شیخ رحلت فرمود در آن قریہ آسود۔

بدی شیخ: خلیفہ برجستہ شیخ یعقوب است صاحب جذبہ و حالات عجیبہ بود۔ عمر عزیز خود در مجاہدہ و تقوی بسر نمود و در سنہ ۱۱۲۳ ھ[1] رحلت فرمود۔ در محلہ زنگہ ٹینگ میان صحن خانہ خود آسود۔

شیخ محمد فاضل: از ونمبری فرزند شیخ موسی بن شیخ غازی الدین است در صغر سن از پدر والد نامدار و از جہ آموز گار بطرف دیار لار فرار اختیار نمود۔ ناگاہ در اثنائی راہ جناب امت پناہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم با چہار یار با صفا رض بروے جلوہ گر شدند و حضرت شاہ ولایت او را بہ بیعت معنوی سر بلندی بخشیدند وچشم پوشیدہ بخانہ خود رسانیدند فرمایم نمونی والد نامدار در خدمت ہم بزرگوار خود شیخ یعقوب چہ بلی روی ارادت آوردہ شرف انابت حاصل نمود۔ و یاد اوراد و اذکار اشتغال فرمود۔ انگاہ متصل خانہ خود غارے حفر کردہ میان آن عرصہ دوازدہ سال در مجاہدہ بسر برد۔ بعد ہفتہ از چند دانہ برنج افطار میکرد۔ آخر ہا پوست بدن او پوسیدہ شدہ بود و قطعہ می آمد کہ بار بار روح مبارک حضرت شیخ حمزہ مخدوم قدس سرہ بروے جلوہ گر شدہ تبلقین و تعلیم خود ممتاز و بخلعت فاخرہ ارشاد سرفراز نمودند۔ و روح پاک محبوب سبحانی حضرت شیخ سید عبدالقادر جیلانی قدس سرہ نیز او را اجازت سلسلہ قادریہ عطا فرمودند۔ و خدمت حضرت خضر علیہ السلام ہموارہ ابواب فیض و فتوح بروے مفتوح میداشتند۔ بعد طی منازل سلوک و سیر مقامات

[1] سنہ ۱۱۲۳ ھ م سنہ ۱۷۱۱

ملکوت ولاهوت مدارج معیت حاصلکرده از غار برآمد و درافاده وارشاد خلق شاغل شد و بانجاح مطالب ومقاصد محتاجان عامل گشت - و در دمند آن زمان بر محل درد آب دهن میمالید - و هر کس راصحت کامل حاصل میشد گویند فرزند ارجمند قاضی حیدر در ینیاب اور اتعرض نمود - و همدران ایام اورا مرض جذام عارض گشت - لاچار نزد ایشان آمده التجا از حد نمود - چون آب دهان خود بروی آن منکر مالید ندبه شد - فقط -

می آرند که دختر ابراهیم خان شیعه که والی کشمیر بود بتصرف جن مبتلا گشت کاز دست خود موی سر میکشید - چون بنظر ایشان آوردند فی الحال شفا یافت - مدعا که حالات و کرامات او از حد بیرون است - و مردم اخاصی وادانی از فیوض او ممنون و مرهون انتقال آنجناب ۱۰ ماه محرم سنه ۱۱۵۰ھ[۱] مقرون و در محله زونیمر مدفون - تاریخ از مصنف - تاریخ -

جد من شیخ فاضل از دنیا | رفت چون در ارم بصد اجلال
زآسمان سر کشیده ہاتف غیب | فاضل الدهر گفت سال وصال

شیخ الدهر نیز تاریخ وفات ایشان است -

عبد الرشید - از خلفای برجسته مولنا زین الدین پال صاحب وجد و حال بود زندگانی خود در سوز و گداز بسر نمود -

شیخ داؤد - اسلام آبادی - از ارباب صفا زیدهٔ اهل تقادر علوم صوری و معنوی یکتا محمد باقی - بسیار متورع و متشرع بود - عمر عزیز خود در مجاهده بسر نمود -

---

۱ - سنه ۱۱۵۰ء م سنه ۱۷۳۷ھ

شیخ حبیب اللّٰہ کاتری تارک دنیا پرہیزگار و صالح و رہنما۔

شاہ افضل چننے :۔ تارک لذات و محوذات و منبع صفات و مصدر حسنات بود۔ از کتابت کلام اللّٰہ قوت میکرد۔ و در محلہ قلاش پورہ مدفون۔

ملا عبد الرشید قادری صاحب صفا بود۔ درون قلعہ آسود۔

اسماعیل پالی :۔ از مجاہدان وقت متقی و نیک بخت بود مرقد او در احمد اکدل موجود۔

میر ضیاء الدین نعیم :۔ عالم فاضل و مرتاض و محتاط و متشرع و متورع بود

حافظ شاہ محمد قادری صاحب کشف بود۔ حالات عجیبہ داشت از کتابت کلام اللّٰہ قوت میکرد عمر خود در توکل و تجرید گذرانید۔

خواجہ محمد سعید نقشبندی از خلفای شاہ مسافر صاحب کمالات و حالات عجیبہ بود۔

خواجہ صادق مانتو برادر خواجہ عبد الرحیم مانتو در طریق قادریہ و چشتیہ فرد لاثانی۔

شیخ حمزہ رفیقی ابن شیخ محمد بن شیخ محمد شریف رفیقی عالم فاضل و عامل کامل مرید پدر بزرگوار خود بود۔ در کمالات صوری و معنوی ہمتا نداشت کتاب اربعین امام غزالی و صحیح بخاری و تفسیر حسینی و نفحات و رشحات و مثنوی معنوی مولوی را ہمیشہ مطالعہ میکرد۔ پنجاہ و سہ سال در تجرید گذرانید۔ غرۂ ماہ صفر ۱۱۳۷ھ رحلت گزید۔ و در مزار آبا آرمید شیخ المومنین تاریخ است۔

لہ ۱۱۳۷ھ م ۱۷۲۴ء

شیخ داود چشتی: خلیفه و برادرزادهٔ جان محمد هاشم صاحب فضل و کمال زبدهٔ افراد رجال بود۔

شیخ جلال چشتی خلف و خلیفه شیخ عبدالرحمن چشتی است سکر و مستی بحدے غالب داشت که اکثر اوقات در استغراق میبود۔ روزے در قصبهٔ بارہ مولہ در خانهٔ خادمے بغلبهٔ سکر بیهوش افتاد خادم حمل بر مردن او کرده فی الحال غسل داده دفن نمود۔ فردا والدهٔ اش بر سر تربت رسید خواست که اورا از قبر بیرون کشد چون قبر او بشگافت والدهٔ ماجده را گفت که من زنده ام افشای راز مکن۔ برو هر روز برای ملاقات تو حاضر میباشم۔ پس والدهٔ خود را هر روز بالمشافهه ملاقات میکرد۔

شیخ محمد مراد متو:۔ از نجبای شهر مرید میر محمد رضائے دهلی بود۔ و از خدمت خواجه خورد هم فواید زواید باو عاید گشت مدتے در خدمت ایشان گذرانیده کمالات معنوی حاصل کرد و بعد واقعهٔ مرشد نامدار بدیار کشمیر رجعت ساخت و بقطع انقطاع علایق در تقویت نسبت گرم مشقت می بود۔ و طالبان حق را رهبری میفرمود و از علوم رسمی هم بهرهٔ وافر داشت اشعار تصوف آمیز و درد خیز میگفت۔ در سن هفتاد و پنج هفتم شوال ۱۱۳۴ھ[1] انتقال فرمود۔ تاریخ۔ شده تاریخ وصالش مسموع۔ محرم راز خدا او بوده۔ "شیخ اکابر" نیز تاریخ ایشان است[2]

شیخ عبداللطیف قادری معروف به کهوسه سوداگر عالیمقدار رئیس این بلد بود۔ بعد اکتساب علوم ظاهری بطلب علم معنوی در خدمت شیخ اسماعیل ابن بولی

۱۔ سنه ۱۱۳۴ھ م ۱۷۲۱ء ۲۔ این عبارت خط کشیده در نسخهٔ یونیورسٹی یافته نشد

فایز شده۔ و بریاضات شاقہ استقامت کردہ بدرجۂ اعلیٰ ارتقا نمود ہمیشہ در سوز و گداز و آہ و نالہ می بود کشف کونیہ داشت ہمیشہ در ستر حال میکوشید ۱۵ ماہ شعبان ۱۱۳۴ھ[۳] انتقال فرمود۔ و در موضع آنچار زیر پای مرشد نامدار آسود۔ شیخ اکابر تارہ تاریخ است۔

میر شرف الدین: قادری فرزند ارجمند میر ابوالفتح قادر لیست کہ از ہمہ اولاد خورد تر بود ہنگام ریعان جوانی با کمال کامرانی سلوک راہ سبحانی پیش گرفتہ یا دراد و اذکار اشتغال میداشت۔ بعد ارتحال پدر ستودہ خصال مسند خلافت را باستقامت و کرامت رونق بخشیدہ۔ در حسن خلق و خدمت خلق و ضبط اوقات و تقید عبادات ممتاز و بے انباز بود گاہ اوقات ذکر جہر میکرد عجب ذوقے و حلاوتے واقع میشد پانزدہم شوال ۱۱۳۵ھ[۴] انتقال فرمود۔ و در خطیرۂ آبای خود آسود "خلیفۂ شاہ جیلانی" تاریخ است۔

میر عبد الشہید: فرزند میر مومن صاحب مکاشفہ بود۔ از والد خود کسب سلوک نمود۔ ۹ ماہ ربیع الاول ۱۱۳۹ھ[۵] نقل فرمود

بابا محمد یوسف قبنو: از مریدان خواجہ حسین خیاز مردے صاحب معارف و جانباز بود۔ بیرون قلعہ قریب مزار چتے ہا سود۔

شیخ یعقوب: خلیفۂ مہدی ریشہ بابا از ارباب صفا معمر و مرشد خلق خدا بود۔

۳۔ ۱۱۳۴ھ م ۱۷۲۱ء
۴۔ ۱۱۳۵ھ م ۲۲
۵۔ ۱۱۳۹ھ م ۱۷۲۶ء

خواجه عبدالله کبروی درویش خصلت بود در موضع هنی واری آسود۔

بابا حاتم کوجواری در سلسلهٔ کبرویه ممتاز و در مجاهده جانباز بود۔

شاه ابوالفتح گانکتی عرف کول از اعیان اینندیار صاحب وقار و مالدار بود بجاذبه عشق الهی بخدمت شیخ صالح لاهوری روی ارادت آورده کمالات راه معنوی حاصل نمود و سوز و گداز عجیبی داشت۔ اکثر در سکر و مستی میبود وضع قلندری خویش میکرد تماکو میکشید۔ خادمان او را از جانب عالمگیر لنگر مقرر بود۔ می آرند کہ روزی عالمگیر تمامی جاگیرداران کشمیر را جاگیرات ضبط نمود بنابران حضرت شاه خادم خود را فرمود که یک آثار برنج و یک دیگچه سفالین همراه بردار و پای خود برجای قدم من بگذار۔ تا که پیش پادشاه در جهان آباد میرویم. چون بحکم ایشان آمدند خادم قدم بر قدم شاه می نهاد تا که بوقت دیگر در جهان آباد رسیدند و متصل طویله اشتران ساحت اقامت کردند۔ چون خادم بپختن طعام مشغول شد یک دست خود بدل کچه در دیگ میکرد و دیگر دست بجای هیمه برد دیگچه می نهاد. و در آن ساعت تمامی اشتران طویله بنظر شاه مست شدند و ریسمانها بریده دیوانه وار در صحرا میگردیدند۔ داروغهٔ اصطبل بسمع پادشاه رسانید که امروز جادوگر مردی در طویله رسید که اشتران طویله را دیوانه گردانید پادشاه وزیر خود برای تفحص فرستاد وی حضرت شاه را حقیقت پرسیده بحضور پادشاه رسانید پادشاه نهایت متعجب شده سبب آمدن پرسید شاه گفت الیشان بکدام سبب وجه کفاف مساکین و فقرا ضبط کردند۔ پادشاه گفت آنانکه کس بودند از اقطاع من ناکس شدند یعنی در لهو و لعب افتادند و آنانکه ناکس بودند خود را در جمع کسان در آورده بدتر شدند بنابران من اقطاع آنها ضبط کردم که کسان باز کس شوند و ناکسان هم از تقلید به تحقیق

پے برند۔ پس حضرت شاہ فرمود کہ این خادم من گرسنہ است اورا در مطبخ
خاص ببرند و شکم سیر سازند۔ چون خادم در مطبخ بردند بے تمامی ماکولات کہ در مطبخ
بود بخورد پس بار دیگر مطبخ تیار کردند آنہم ہضم نمود۔ بار سیوم نیز ہمچنان کرد چون
خبر بپادشاہ بردند متعجب شد حضرت شاہ راگفت کہ اورا الحال نیز طعام تو دسیر سازند
شاہ در جواب گفت کہ یک فقیر از لنگر تو سیر نشد پس چرا خیال فاسد بخاطر می
آرید کہ من مساکین و فقراء را وجہ کفاف عطا میکنم۔ فی الحال پادشاہ قلم برداشتہ
جمیع جاگیرداران را واگذار نوشتہ داد و حضرت شاہ فردا باز بمقام خود رسید
مدعا کہ حالات و کرامات ایشان از حد افزونست۔ و از حیطۂ تحریر بیرون
درسنہ ۱۱۳۰[1] ھ رحلت فرمود و در شہاب الدین پورہ آسود۔

یاون شیخ:۔ مردے خوش صورت و خوش سیرت و خوش آواز بود و کلام
قدیم بلحن داؤدی میخواند و بسیار گریہ میکرد۔ اوایل در خدمت میر حسن خان
فرزند میر علی خان چیوڈاری تربیت یافتہ بود۔ آخرہا در ہند رفتہ با حضرت
خواجہ ضیاء الدین فرزند خواجۂ خورد دست بیعت دادہ در طریقۂ نقشبندیہ ممتاز
و بے انباز شد۔ بعد مراجعت آن سواد در کوہ اُستوون خلوتہا کشید۔ چون رحلت
نمود بیرون مقبرۂ خواجہ معین الدین نقشبندی آسود۔

بابا محمد صفی:۔ خلف و خلیفۂ بابا عبد النبی کبرویست در علم و عمل فرد کامل و در
مجاہدہ و تقوی عامل بود در صحن خانقاہ معلی متصل مقبرۂ حضرت شیخ بابا ولی آسود۔

شیخ عبد اللطیف:۔ تنباکو فروش[2] از منسوبان بابا عبد النبی کبروی مستور الحال
و صاحب کمال بود۔

[1] سنہ ۱۱۳۰ ھ م ۱۷۱۸ء [2] تمباکو

خواجہ احمد ککرو:۔ از احفاد حسین خان کہکرو ست کہ در عہد سلطان زین العابدین والی پنجاب بود۔ وسلطان مذکور را در محاربۂ علی شاہ معاودت نمود می آرند کہ خواجہ احمد در عنفوان جوانی ترک حکمرانی کردہ در خدمت سید ماہ روشن کہ از خلفای میر محمد خلیفہ بود شرف انابت ورتبۂ خیر وسعادت حاصلکرد آنگاہ ہمرکاب آنجناب از پنجاب بکشمیر آمدہ در قصبۂ بارہ مولہ قیام فرمود ودر خدمت مرشد بزرگوار خود اقدام نمود چون حضرت سید راندای ارجعی بگوش رسید۔ خواجہ احمد دختر رئیس بارہ مولہ بعقد نکاح درآورد وحرفۂ تجارت راعامل شدہ ثروت ومکنت حاصل کردہ گویند از پنجاب شخصے بنام خواجہ خطے فرستادہ وبرلفافہ نام مکتوب الیہ احمد خان کہکرو نوشتہ بود ناگاہ خط مذکور در دست مردم اجنبی افتادہ لقب کہکرو راککرو خواندند وآنرا شہرت دادند۔ پس مردم عموم اورا بہمین لقب یاد میکردند رفتہ رفتہ احفاد اورا تاحال ککرو میگویند مقبرۂ خواجہ در حظیرۂ سید ماہ روشن مشہور۔

شیخ عبداللطیف کول از خلفای فیضہ بابای زرگر برگزیدۂ ارباب کمال وزبدۂ افراد رجال وبرجستہ احوال وستودہ خصال بود۔ ودر مقبرۂ مرشد خود زیر دامنۂ کوہ ماران آسود۔

خواجہ محمد محسن:۔ از خلفای اخوند ملا نازک صاحب تمکین وعزلت نشین بود۔ بعمر ہشتاد سالہ انتقال نمود۔ ودر محلۂ خندہ بون میان صحن خانہ خود آسود۔

خورم حافظ:۔ از یاران خواجہ محمد امین صوفی صاحب مکاشفہ ومغلوب الاحوال بود۔ عمر او از صد سالہ متجاوز شدہ در محلۂ تیلوان پورہ میان صحن خانۂ خود آسود۔

شیخ ابوالقاسم سہروردی از مریدان شیخ یعقوب ساوی مرتاض و محتاط و بوضع ملائی بود۔

شیخ معین الدین رفیقی خلف شیخ حمزہ رفیقی در علوم صوری و معنوی آراستہ و در ورع و تقوی پیراستہ بود۔ روزے بزیارت حضرت سلطان العارفین رفتہ در دلش گذشت کہ حضرت مخدوم از جمیع اولیای دہر بسیار کرامتہا ظاہر کردہ است۔ و مردہ ہا زندہ نمودہ است چہ سبب است؟ درین اندیشہ بخانہ باز آمد۔ و در اثنای راہ کسے از مخلصانش آمدہ التماس نمود کہ خرے داخل خانۂ من شدہ بود من او را ضرب چوبی زدم و خر تدکو رسقط شد اکنون مالک خر بسیار غوغا میکند قیمت و عوض نمیگیرد درین امر دستگیری فرمایند۔ شیخ در صحن خانۂ او رفتہ بخواند قم باذن اللہ خر زندہ ساخت ہما شب حضرت مخدوم در خواب دید فرمودند چرا خر زندہ کردی گفت حسب ضرورت حضرت سلطان فرمودند ای عزیز ہمچنین مرا نیز ضرورت افتاد۔ فقط۔ ۲۲ ماہ رمضان ۱۱۴۷ھ[1] رحلت نمود و در مزار آبائی آسود حافظ "کلام اللہ" تاریخ است۔

شیخ عبدالصبور پستل:۔ از خلفای شیخ محمد مراد ٹنگ مردے مرتاض و محرم راز در وضع آزادگی ممتاز و بسلسلۂ قادریہ جانباز بود۔ نشاء عالی داشت مقبرۂ او در محلۂ گندر پورہ مشہور است۔

خواجہ محمد صادق متو:۔ از خلفای خاندان خواجہ حسین خیاز عزیزے صاف باطن و روشندل متقی و مرتاض و فاضل بود در رفع بدعات و منہیات جدوجہدی فرمود

---

[1] ۱۱۴۷ھ م ۱۷۳۴ء

مولانا ابوالفتح: اُنی عالم عامل و عارف کامل بود. اولاً از شیخ محمد چشتی بمراتب سلوک فایز گشت. و ثانیاً در خدمت شیخ محمد مراد متو بهرهٔ وافر یافت. ایام زندگانی در متابعت سنت و رعایت طریقت و کثرت ریاضت بسر برد. ششم محرم سنه ۱۱۴۰ھ[2] بکمال ذوق و شهود رحلت نمود.

میر ضیاء الدین: قادری خلف و خلیفهٔ میر ابوالفتح قادری جامع علوم عقلیه و نقلیه بود. و از حسن خط و انشا بهره وافر داشت. بعد واقعهٔ پدر [illegible] سال خانقاه نشینی اختیار فرمود و ذکر و مراقبه بحلقه میکرد. مصدر فیض و برکات بود. در سنه ۱۱۴۲ھ در حظیرهٔ آبادی خود آسود.

بابا محمد مهدی: از خلفای بابا عبدالله گنریالی بود. مدتی در خدمت مرشد خود بریاضت و تقوی گذرانید. و در متابعت سنت و اطوار سلف صاحب همت بود. هر جا که میر سید مسجدی بنا میکرد و بتقریبی در تربیت وقتی چند گاه در تاره‌باد سکونت کرد. آخر عمر بشهر آمده در محله اندرواری عزلت گرفت و عمرش از صد متجاوز گشته غرهٔ ذیقعده سنه ۱۱۵۱ھ[3] رحلت نمود. و در انجا آسود.

شیخ عبدالله: از مریدان بابا عبدالله گنریالی متقی و مرتاض و محتاط بود. در پرگنه ملار مساجد بسیار ابداع نمود. و در متابعت سنت و رفع بدعت کوشش فرمود. و در موضع کنگن آسود.

---

۲ سنه ۱۱۴۰م سنه ۱۷۲۷ء

۳ سنه ۱۱۵۱م سنه ۱۷۳۸ء

شیخ بدرا[illegible]ین :- [illegible] یدان بابا عبدالله گرریالی مردے مرتاض و آگاه بود.
و در موضع ننگن آسود.

عبدالرشید مانٹو :- وخلیفهٔ خواجه عبدالرحیم مانٹو بطریق قادری فیض صحبت داشت. مهذب الاخلاق و زبدهٔ افراد آفاق بود زیاده بر هشتاد عمر یافت در سنه ۱۱۳۰ق[1] رحلت نمود.

خواجه عبدالباقی :- مرید خواجه عبدالرحیم مانٹو صاحب ورع و تقوی بود. در سنه ۱۱۴۲ھ رحلت نمود و بیرون قلعه آسود.

حافظ حبیب الله :- از مریدان خواجه عبدالرحیم پرهیزگار و ستوده اطوار بود. در محلهٔ جمالٹه آسود.

شیخ نور الله ڈلو :- از متابعان شاه ابوالبرکات در علوم صوری و معنوی آراسته و بورع و ریاضت پیراسته بود. اکثر علوم غریبه از ملا حسن و ملا عبدالصمد و ملا عزیز الله جهو اکتساب نمود. در غلبات حال بهرهٔ وافر داشت باوجود در الطریقه قادریه از منسوبان اخوند ملا نازک سلسلهٔ نقشبندیه را اجازت حاصل کرد.

حاجی محمد صادق :- از مریدان شیخ محمد چشتی بود. بعد طی منازل سلوک بامر مرشد بزرگوار بزیارت حرمین الشریفین نهضت کرد. و در اثنای راه شرفیاب صحبت شیخ محمد علی رضای سرهندی گشته استفاضه نمود. و با اولیای بسیار صحبت فرمود. بعد زیارت حرمین باز آمده در خدمت مرشد نامدار بقیهٔ حیات در توکل و تجرد

۱- سنه ۱۱۳۶ھ ۱۷۲۳ء

ومتابعت شریعت ومباسطت طریقت بسر برده بعمر شصت وشش سالگی رحلت نمود. ودر مزار اسلاف آسود۔

شیخ علی و شیخ صدیقی و شیخ عابد و شیخ فاروق فرزندان شیخ محمد چشتی صاحب فضل وکمال وستوده خصال وبرجستہ احوال در حظیرۂ والد ماجد خود مدفون است

میر محمد سلطان:۔ از مریدان خواجہ عبدالرحیم نقشبندی جامع علوم عقلیہ ونقلیہ وصاحب حالات عجیبہ بود در سفر ہند بخدمت بسیاری ز اولیای وقت رسیدۂ واز ہر کسے فیض وافی دیده در شاه جہان آباد آسود۔

محمد اسماعیل:۔ در جوانی ذوق خدادانی بہم رسانیده بنظر فیض اثر میر محمد شریف در بخارا رتبۂ ولایت حاصلکرده مدتے در حدود پشاور بخدمت شاه عباس کبروی گذرانید۔ پس بامر آنجناب در کشمیر آمده از بزرگان اینه دیار استفاده نمود. ودر ۱۱۵۳ھ[1] ارتحال فرمود ودر صحن خانۂ خود آسود۔

حافظ احمد .باره مولی از خدمت میان عنایت اللہ درویش در آگره فیض باطنی اخذ کرده بجانب کشمیر رجعت فرمود۔ صاحب کشف وحالات عجیبہ بود مردم بسیاری مرید او شده بعمر ہشتاد[2] در باره موله اندفان پذیرفت۔

میر قاسم .احمد اکدلی عزیزے معمر ومرتاض ومحتاط وفاضل وکامل بود. کسب فیوض باطنی از صالح خان فرمود۔ بعمر صد ساله در احمد اکدل آسود۔

عبدالرحیم گبروی از منسوبان محمد مراد پوشہ ٹینگو بود۔ ہفتاد سال در تفرد وتجرید

---

[1] ۱۱۵۳ھ م ۱۷۴۰ء در ۱۱۰۲ (ی) ۱۶۹۰ء [2] ہشتاد سال ۔ ص ۔

و توحید گذرانیده و از فیوض باطنی عالمی مستفید گردانید۔

بابا عبد الباقی کبروی خلف بابا صفی از یاریافتگان شاه حسین بهکلی بود همتے عالی داشت بزیارت حرمین موفق گشت۔ در ورع و تقوی بے همتا بود چون عمر عزیز بسر رسانید۔ درون روضهٔ بابا والی در حظیرهٔ حضرات کبرویه آسود۔

شیخ عبد الغنی لنگر :۔ از مریدان بابا هاشم پلو در توحید و سلوک و معرفت حفظ نسبت شریعت و طریقت فرد یگانه و فخر زمانه بود۔ بعد انتقال مرشد نامدار از صوفی عبد الرزاق نقشبندی اجازت سلسلهٔ نقشبندیه حاصلکرد۔ می آرند که بعضے اوقات تا یکدو هفته هیچ نمیخورد و در سکر و مستی محو میبود بعضے اوقات تا دو من غذا میکرد۔ روزے یک خروار ترب یکدم خورد وقتے درمیان باغے تا یکهفته بیهوش مطلق افتاده بود۔ باشارهٔ درویشے مسکه بر سرش مالیدند و بهوش آمد آخر ها بر جادهٔ ارشاد نشسته جمعے را براه حقیقت هدایت نمود۔ و بکمال ذوق و شوق و توکل بنقاد و چند سال بسر برده در محله دوکان سنگین آسود۔

شیخ قایم لسوی :۔ معروف بقایم اللیل از مریدان شاه دولت عزیزے عالم و عامل بتوحید و معرفت شامل محرم اسرار و عالی مقدار بود۔ یک لحظه از سوز و گداز نمی آسود۔ بعمر پنجاه و هفت سالگی رحلت نمود و در مغل مسجد آسود۔ شیخ محمد قایم تاریخ وفات اوست سنه ۱۱۴۳ھ۔

میر ابو القاسم :۔ نبیرهٔ میر احمد قادریست بفضایل و کمالات آراسته و بجلایل اوضاع پیراسته بود در سنه ۱۱۳۷ھ رحلت نمود در مزار آبا آسود۔

۱۔ ۱۱۴۳ھ ۱۷۳۰ء ۲۔ ۱۱۳۷ھ ۱۷۲۴ء

شیخ محمد یوسف کنٹ :- از مریدان شیخ محمد مراد ٹنگ بود در عنفوان جوانی ترک کامرانی کردہ نُہ مرتبہ ہمراہ مرشد خود در ہند رفت۔ و بصحبت بسیارے از اولیاے کبار فایز گشت۔ و رسوخ خدمت مرشد بزرگوار بسیار بعمل آورد۔ در ۱۱۵۵ھ[1] رحلت فرمود در مزار مولنا یوسف ترکی آسود نود سال عمر یافت۔

شیخ عبد الرشید :- خلف و خلیفۂ شیخ محمد مراد ٹنگ بود بعد اخذ فواید طریقہ از والد ماجد خود بغلبۂ اشتیاق در خدمت خواجہ عبد الاحد سرہندی بہرہ اندوز صحبت گشت و مدّتے در خدمتگذاری آنجناب جانفشانی نمود۔ پس بجانب کشمیر رجعت کرد۔ دو سال گذرانیدہ باز بملازمتِ آنجناب در ہند رفت از انجا دو سال گذشتہ ارتحال حضرت خواجہ در شاہجہان آباد بعمل آمد۔ و عبد الرشید نعش مبارک آنجناب در سرہند آوردہ مدفون ساخت۔ آنگاہ بوطن مالوف معاودت کردہ در افادۂ طالبان توجہ فرمود۔ و در حدود پنجاہ و چہار باوجود امراض شدیدہ بزیارت حرمین رفت بعد ادای مناسک چون رجعت فرمود در شاہجہان آباد ۲۷ رجب ۱۱۵۵ھ[2] رحلت نمود و در انجا آسود۔ کان ادراک و شعلۂ فہ کاو استعداد بود۔

مولوی حاجی محمد :- برادر زادۂ ملا طاہر غنی از مریدان شیخ محمد مراد ٹنگ عالم عامل و فاضل کامل بود در معقولات منقولات درس میکرد۔ شانے عالی داشت در ۱۱۵۴ھ[3] انتقال نمود۔

---

[1] ۱۱۵۵م ۱۷۴۲ء

[2] ۱۱۵۵م ۱۷۴۲ء

[3] ۱۱۵۴م ۱۷۴۱ء

مولانا زین الدین: فرزند ارجمند خواجه عبداللطیف از فضلای عصر یگانه دهر بود در صلاح و تقوی و زہد روزگار فرد بے ہمتا و در شعر و انشا مرد یکتا اوایل ۱۱۲۵ھ[1] رحلت نمود قریب بیست ہزار کس بر جنازهٔ او حاضر شده در محله رینه واری در مزار اسلاف آسود

عبدالستار زرگر: از مریدان عبدالرشید صاحب صفا درویشی وضع بود۔

عبدالرسول: مداد فروش در ریاضت و تقوی بے ہمتا بود آنچه از مداد فروشی حاصل میکرد بفقرا میداد صاحب خوارق و حالات عجیبه بود چون رحلت نمود در۔

خوشحال شاه سوپوری از مریدان اکبر شاه صاحب حالات عالیات بود عمر عزیز خود در ریاضات و عبادات بسر نمود و افاده و افاضهٔ خلق خدا بسیار فرمود در مکان ٹولی بل متصل قصبهٔ سوپور درمیان جزیره دریای بہت آسود۔

شیخ صدیق: مرید ملک شکر الله برجسته احوال و ستوده احوال بود۔ ایام زندگانی در ورع و تقوی و ترک لذات نفسانی بسر نمود۔ و در ۱۱۶۴ھ[2] رحلت نمود در موضع اکن گام پرگنهٔ بیرنگ آسود۔

میر علی ثانی فرزند دوم میر مومن صاحب ورع و تقوی بود و بعد وفات برادر خود میر عبدالشہید بر مسند ارشاد جلوس نمود و ششم ماه رجب ۱۱۵۵ھ[3] انتقال فرمود در حظیرهٔ اجداد آسود۔

رہی چچه بب: مرید شیخ ٹهنگه بابا بود و از آخوند ملا طیب ہم نظرے داشت اکثر اوقات در سکر و مستی مستغرق و بذات بحت ملصق میبود۔ در ۱۱۵۵ھ رحلت نمود ہمدوش مرشد آسود۔

---

1. ۱۱۲۵م ۱۷۱۳ء 2. ۱۱۶۴م ۱۷۵۰ء 3. ۱۱۵۵م ۱۷۴۲ء

حسین بابو:۔ نیز مرید ٹھگو بابا بود عمر عزیز خود در ورع و تقوی بسر برد۔ چون رحلت نمود در حظیرہ مرشد آسود۔

حافظ مُراد:۔ خلیفہ خوشحال میر بود و از حافظ عبداللہ فتحکدلی بدرجہ ارشاد و تکمیل رسید حالات و کمالات عجیبہ از و ظہور نمود۔ چون رحلت نمود در تھجوارہ آسود۔ تاریخ رہبر خلق (۱۱۵۴ھ[۱]) بود تاریخ است۔

شیخ انرلو:۔ نیز از مریدان خوشحال میر صاحب ذوق و شوق بود عُمر خود در سوز و گداز بسر برد۔

شیخ فتح اللہ:۔ خلف و خلیفہ شیخ انرلو از اہل ورع و تقوی و ارباب صفا بود در صحن پنڈت خانقاہ قصبہ بیج بہاڑہ آسود۔

بابا ابوالحسن:۔ از خلفای خوشحال میر برجستہ احوال و خجستہ افعال بود۔

بابا یُوسف درزی نیز از تربیت یافتگان خوشحال میر مردے کامل صاف باطن و روشن دل بود۔

اولی بابو:۔ از مریدان خوشحال میر صاحب ورع و تقوی بود۔ عُمر خود در تجرید و تفرید بسر نمود۔ در دیوہ سرمد فونستہ۔

حافظ محمد امین:۔ از خلفای خوشحال میر در مجاہدہ بے نظیر و در مشاہدہ صاف ضمیر در موضع دانتر عُزلت پذیر۔

بابا قایم:۔ مرید عبدالرشید زرگر در بحر مکاشفہ شناور۔ مرقد او در موضع کرلپورہ[۲] شار اشہر۔

۱۔ ۱۷۴۱ء۔ ۲۔ کھرپورہ شار تحصیل پلوامہ کشمیر

شیخ عطاء اللہ :۔ خلیفۂ شیخ شفیع گکو بود عمر عزیز در ورع و تقوی بسر نمود و در خطیرۂ مرشد آسود۔

حافظ ابراہیم :۔ فرزند حافظ عبد اللہ فتحکدلی در علم و عمل یکتا و در مجاہدہ و تقوی بے ہمتا۔ در خطیرۂ والد خود پا برجا۔

قاسم کاک :۔ خلیفۂ خواجہ ابراہیم کاک برجستہ احوال و ستودہ خصال بود در موضع شانگس آسود[1]۔

شیخ صیفی :۔ مرید بابا داؤد کھنی مردے مرتاض و محتاط بود۔ در موضع کونن پرگنۂ کوہہامہ آسود

شیخ عبد الغنی   نوہٹہ از خلفای نجی ریشی صاحب مکاشفہ و مجاہدہ بود مرقدا[و] مفقود۔

عبد السلام :۔ ساکائی از اولیای مستورین صاحب ورع و تمکین در موضع مذکور عزلت گزین۔

شیخ محمد عابد :۔ برادر عینیۂ شیخ محمد فاضل زونیمری و فرزند متبنای حضرت شیخ یعقوب چچہ بلی است کہ بر موقع ولادت از محلۂ زونیمر شبانہ او را در بغل برداشتہ در حوض عالی مسجد غسل کردہ وناف بریدہ در چچہ بل رسانید و تا عرصہ سہ شبانروز از پستان خودش شیر داد۔ بعد آن حوالۂ شیر مادر کردہ بانواع تفقدات پروردہ نمود و در علوم صوری و معنوی آراستہ جانشین خود فرمود۔ عاقبت از فیوض شیخ حسین کامراجی نیز فایز گشتہ بدرجہ کمال رسید۔ و در افادۂ خلق کوشید۔ و بعد رحلت در خطیرۂ حضرت شیخ عزلت گزید

---

[1] سونگس و ساگم ہر دو مواضع در تحصیل اسلام آباد واقع۔

شیخ نور اللہ مانتجی :- از وطن مالوف خود بطلب ... لی سفر کردہ در اطراف عالم بگردید۔ و بنظر اولیای کبار رسید۔ بعد زیارت حرمین بکشمیر آمدہ از شیخ حسین کامراجی رتبۂ ارشاد حاصل کردہ در غارہا خلوتہا کشید و در افادۂ مردم بسیار کوشید۔ چون ندای ارجعی بشنید در مقبرۂ مرشد پاک بخاک آرمید۔

شیخ حسن کامراجی خلف و خلیفۂ شیخ حسین کامراجی است بعد حصول شرف انابت و تلقین طریق طریقت در میان درخت کاوک بجای پدر تا عرصۂ چہل چلہ خلوت نشین بود با سباع و وحوش الفت میداشت۔ می آرند کہ دران ناحیہ شیرے مردم خوار آزار مردم میداد روزے بنظر شیخ رسید و حضرت شیخ او را گفت کہ اے بندۂ خدا خلق خدا را میازار۔ بعد ازین ترا بر شکار سگان اینڈیار فرمان دادم۔ پس آن غضنفر در نواحی او ترو چہی پورہ تخم سگان نگذاشت۔ و نوع انسان را بوجہ آزار نداد۔ فقط ہمچنین حالات و کمالات ایشان از حد افزون است۔ و در حظیرۂ پدر مدفون۔

حافظ عنایت اللہ قادری از اجلۂ مشایخ وقت بود در محلۂ نوشہرہ متصل مختہ پہکری سکونت میداشت۔ بتوفیق ازلی در ذیل تربیت عبد الصبور زرگر در آمدہ رتبۂ ارشاد حاصل نمود و کمالات و حالات خود ہمیشہ در پردہ میگذرانید۔ عجب سوز و گداز داشت۔ می آرند کہ شخصے قلندر وضع نزد ایشان آمدہ التماس نمود کہ از آثار و علامت وحدت وجود آگاہی بخشند۔ آنجناب حقہ تماکو طلبانیدہ۔ نای حقہ بر لب گرفتند و دود از دہان مبارک میکشید تد فی الحال از دہان حاضران مجلس دود جوشیدن گرفت۔ قلندر جواب خود بشنید و رفت۔ مدعا کہ حالات و کمالات آنجناب از حد بیرون است و در محلۂ نوشہرہ متصل مختہ پہکری مدفون۔

ملا عبدالسلام وکیل پادشاه برادر مرادالدین خان قاضی است در صغر سن همراه پدر و مادر خود در پیشاور رفت در آنجا کمالات علوم عقلیه و نقلیه حاصل نمود. آنگاه موجب کشش سعادت ازلی در خدمت حافظ عبدالغفور کشمیری که خلیفهٔ میان سعید لاهوری بود آداب طریقت آموخته مختار خلافت او گشت. آنگاه بوساطت برادر نامدار و اعانت مرشد بزرگوار بر عهدهٔ وکالت محکمه جات کشمیر ممتاز شده کرد معدله و محکمه جات پالکی سوار میرفت. باوجود آن مغلوب الحال میبود و منیوان گفت که روحی برزمین میرفت. حفظ نسبت و دوام حضور بغایت داشت خمس الاوقات همیشه در مسجد خود امامت می کرد خلقای بر جسته بهم رسانید. ۱۸ شوال سنه ۱۱۷۱ھ رحلت نمود. تاریخ

مرشد ارباب تقوی شیخ دین عبدالسلام — از قضا چون در جوار رحمت ایزد بخفت
سال و مه تاریخ یوم و وقت آن هاتف بگوش — هژدهٔ شوال یکشنبه دوپهر روز گفت

مرقد او در محلهٔ گوجواره مشهور است۔

مولانا ابوالفتح عرف پنڈت از نجبای روزگار صاحب ذوق و اسرار مرید میان محمد امین دار بود. و در ریاضات و مجاهدات و کشف و کرامات حالات عالیات داشت عرصهٔ بیست سال در خدمتگذاری مرشد نامدار جان نثاری کرده فضلات بشری ایشان در حالت علالت طبیعت بذوق تمام پاک می کرد و تا حین حیات آنجناب که جدا نشده. شب و روز در ملازمت ایشان مشغول می بود و حضرت موصوف او را بسیار عزیز میداشتند و لقمه از دست او می خوردند. و هنگام اخیر در کنار او جان عزیز خود بجانان تسلیم کردند چون از آن کرو قینیه آن بزرگوار در اشغال صفات سبعه اشتغال می داشتند و بحکم حضرت مرشد دو شیشه

---

۱ سنه ۱۱۷۱ھ مطابق ۱۷۵۸ء

دواکہ بسیار گران بہا بود ند از حجرہ کشیدند و بوقت برداشتن سراپردہ دو شیشہ
بہم خوردہ بشکستند و بشکستن آن مولنا بسیار متحیر و متغیر شدند۔ وحضرت میان
فرمودند شمارا گفتہ بودیم کہ بوقت مشغولی اذکار و افکار وجود موہومی خود فانی باید دانست
اگر ہمچنان می بودی اینوقت از شکستن شیشہ ہا متغیر الاحوال نمی شدی تو در اشکنندۂ
آن نمی دیدی۔ فقط۔

وحضرت مخدومی شیخ اکبر تاربلی نقل کردہ است کہ حضرت شاہ دولت بخاری
بیاران خود می فرمودند کہ قدم من بالاتر از قدم ابوالفتح نیست ہر گاہ کسے را بعد از من
حاجت استفادہ باشد از و نمایند۔ فقط۔

و ہم ایشان فرمودہ اند کہ مولنا ابوالفتح در ہر یازدہ بنام محبوب سبحانی قدس
سرہٗ نذرے بقدر وسعت بلا ناغہ می فرمودند۔ اتفاقاً در روز عرس شریف آنجناب ایشان را
چیزے نقدی امکان نشد کہ از بازار گوشت وغیرہ موجب عادت قدیم می آوردند۔ موجب
آن بسیار متفکر شدند و حلیلۂ خود را فرمودند کہ از ساگزار خود سر گہای ساگ چیدہ چیدہ
چیدہ و بروغن و مصالح آراستہ۔ سالن و طعام مہیا دارند و خود بمسجد رفتند و در میان
مسجد فقیرے دیدند کہ کسے او را دعوت نکردہ بود۔ و بکمال انبساط او را گفتند کہ امروز
برائے روز متبرکہ در ہر جا ضیافتہا موجود است و در خانۂ من ساگ و طعام مہیاست
اگر قبول دارند ہمراہ من بیایند آن مسافر ہمراہ آنجناب از مسجد برآمدہ در راہ کسے او را
دعوت کرد وحضرت مولنا فرمود کہ در انجا ضیافت لطیف باشد بروند۔ پس مولنا
حزین و غمگین بخانہ درآمدہ بکدورت تمام بنشستند۔ ناگاہ در حالت یقظہ دیدند کہ
حضرت محبوب سبحانی با کوکبۂ جہانبانی در صحن او نزول فرمودند و گفتند فتح بابا ہر چہ

برای مادارس بسیار بس میزبان بذوق فراوان خوان ماحضر در پیش مهمان عظیم الشان حاضر نمودند و آنحضرت چیزے بخود تناول فرمودند و چیزے بدیگران ایثار نمودند آنگاه بادشاه والا جاه از انجا برآمده در خانۂ تونگرے که برای ایشان ضیافت مکلف آراسته و ختم خوانان بر تسلیمات و تحیات سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم رسیده بودند در آمدند بزرگے که درمیان مجلس ختم بود باشراف دانسته باهل ختم بتعظیم برخاست و آنجناب از انجا نهضت فرموده. چون بر فنخکدل رسیدند جناب میان محمد امین دار با دو نور الابصار خود پیشوائی کرده شرف قدمبوسی حاصل نمود و بعرض رسانید که در خانۂ نیازمند تشریف آرند و چیزے ما حضر قبول دارند. آنحضرت فرمودند که از خانۂ فتح بابا خورده آمدیم فقط۔

فردا فرزندان میان محمد امین بکمال صدق و یقین در خانۂ ابو الفتح آمده باس طعام و سالن پسیدند و بر دیده ها مالیدند فی الحال حالتے و رقتے عجیب نصیب ایشان گردید. فقط۔

می آرند که روزے حضرت سلطان العارفین قدس سرهٗ بروے جلوه گر شده تعلیم چهار ضرب دوری بلا واسطه بوے تلقین فرموده[1] مدعا که حضرت مولنا از اولیای مکتوبین بود و در خمول و گمنامی بسیار میکوشید حتی که چون رحلت فرموده اول ماه ذوالحجه ۱۱۴۷ھ[2] بود مردمان در مزار ملکواه ایشا نزا دفن کردند و فردا علامت قبر در انجا ندیدند و تا سال دیگر روز وفات ایشان هم کسے را یاد نماند. یاران دانستند که بعد وفات هم خمول و گمنامی اختیار

[1] و حضرت مولنا الاشرف تعلیم آن از ایشان یافته بیاران خود تلقین فرمودند (ی)
[2] ۱۱۴۷ھ م ۱۷۳۴ء

ساخت۔ پس حضرت مرشدی شیخنا الاشرف عرس ایشان بروز چہارم ذوالحجہ فرضی
مقرر داشتند فقط۔ تاریخ۔

سال تاریخ وصل او دانی   فتح باب فتوح سلطانی

مخدوم حمزہ:۔ از احفاد حاجی موسیٰ قاری مرید میان محمد امین دار صاحب رتبہ
واعتبار بود۔ کلام قدیم بہفت قرأت از بر داشت در ستر حال بسیار می کوشید و در
نماز تہجد ختم احزاب بہ قرائت نیکہ می باید ہر شب می کرد وامر معروف ونہی منکر بلطف
وعنف بسیار میفرمود وخدمت فقرا وعلما بجا می آورد۔

ملا محمد محسن:۔ عالم تحریر وصاف ضمیر در علوم صوری ومعنوی مرید وشاگرد
میان محمد امین دار بود فروتنی وشکستگی نفس از حد داشت۔ مدت چہل سال در
خدمت مرشد باکمال گذرانید۔

میان حضور اللہ فرزند ارجمند وخلیفہ دلپسند حضرت میان محمد امین دار
صاحب اسرار ومعدن انوار بود۔ عمر خود در ورع وتقویٰ گذرانید و در زندگانی پدر از
سرگذشت۔

میان آیت اللہ:۔ فرزند دوم حضرت میان محمد امین صاحب صفا ویقین
بود بعد انتقال پدر قائم مقام او شد۔

محمد ضیا:۔ برادر زادہ ملا محمد محسن مرید میان محمد امین مصدر حالات عجیب وکمالات
نجیب بود۔

خواجہ عبد الرزاق:۔ سوداگر زادہ بود بعد تحصیل علوم عقلیہ ونقلیہ دست ارادت
بدامن میان محمد امین دار زدہ ترک دنیا نمود۔ وبزور ریاضات ومجاہدات

صفائی باطن حاصل فرمود. مدتہا در خدمت مرشد گذرانید۔

میرزا مومن خان پسر قلیج خان صوبدار کشمیر صاحب منصب جلیلہ بود چون در خدمت میان محمد امین فا باز گشت ترک منصب کردہ باشغال و اذکار مشغول شد وہر سال از لاہور احرام ملازمت آنحضرت بستہ بکشمیر می آمد و تحفہ ہای آورد. و بعد دہ پانزدہ روز مرخص میشد در لاہور مدفون است۔

شیخ پیر محمد:۔ اولا مرید خواجہ خاوند محمود بود و سالہائے بسیار در میان باغ آنجناب بمقام چچہ بل در ریاضت گذرانید. ثانیاً در ذیل تربیت میان محمد امین دار در آمد و او را سکر و مستی غالب گشت. و جوش و خروش از حد متجاوز میکرد. و مدتے در خانقاہ آنجناب بعزلت بسر برد چون حضرت خواجہ معین الدین نقشبندی ازین سخن اطلاع یافتند و چند ضرب عصا از دست خود بر شانہ او نواختند و گفتند چرا باعث بدنامی میشوی ترا از باغ خود بدر میکنم. پس وے در خدمت حضرت میان ترک آمد و رفت کردہ غائبانہ اخلاص می ورزید. در بذل و سخاوت بے ہمتا بود عاقبت مرجع مردم شد. چون رحلت نمود در ہمان باغ آسود۔

صوفی تنی رستمی:۔ از مریدان حضرت میان محمد امین دار صاحب اسرار بود. عمر خود در ورع و تقوی بسر نمود و در موضع پاندہ چھک آسود۔

میر محمود پانپوری:۔ از قبیلہ میرہای پانپوری صاحب حالات عجیبہ و واردات غریبہ بود در عنفوان جوانی بتوفیق ربانی ذوق خدادانی بہم رسانیدہ برای یافتن مرشد حقانی در خدمت حضرت بانی مسلمانی میر سید علی ہمدانی قدس سرہ در خانقاہ معلی نشستہ التجائی کرد و ہر روز در آستانہ فیض کاشانہ حضرت سلطان العارفین

قدس سرہٗ رفتہ بوفور اعتقاد برای حصول مراد استمداد می نمود شبے حضرت
مخدوم بروے جلوہ گر شدہ فرمودند کہ اے عزیز ترا شاہ ابوالفتح کول رہبری
کند و بمطلب اصلی برساند۔ چون حضرت شاہ رند وضع و قلندر مشرب بود وگاہ گاہ
لب بنای تنباکو می آلود۔ بنابر آن حضرت امیر میر محمود را درواقعہ فرمودند کہ پیش
آن بدظاہر مرو روز دیگر حضرت میر در خدمت حضرت مخدوم رفتہ التماس نمود و
حضرت مخدوم باز بروے جلوہ گر شدہ فرمودند کہ حضرت امیر پادشاہ شریعت و طریقت
است بنابر علو خود سخن عالی می فرمانید و ترا موجب استعداد خود صحبت ہمین بزرگ
غنیمت است برو پس میر محمود نزد شاہ ابوالفتح رفتہ ایشان در مجلس اول حقہ
تمباکو بدست او دادند و فرمودند کہ برو بر جوی مار و آب این حقہ را در آب تاب کن
نہ کہ قطرہٗ آبے بر زمین افتد و از انجا حقہٗ مذکور را از آب تازہ پر کردہ پیش ما بیار۔
چون حضرت میر بر لب جوی مار رسید و آب حقہٗ میان جوی انداخت۔ ناگاہ یک قطرہٗ
آبی بر سنگ مشرب افتادہ نقش اللہ منقوش شد۔ چون حضرت میر نقش اللہ دید و از
پائمال شدن آن ترسید۔ فی الحال آب شستن گرفت و تا یک پہر روز اصلاح نشد۔
پس سنگے برداشتہ آن نقش از سنگ زایل ساخت و اعتقاد حضرت شاہ در دل
او راسخ گشت۔ پس دست ارادت بدامن عاطفت آنجناب زدہ طی مراحل سلوک
نمود۔ و بدرجہ مشاہدہ و ارشاد ارتقا فرمود فقط۔

روزے حضرت میر درمیان خانقاہ معلی حضرت سید المرسلین صلی اللہ
علیہ وسلم با جمیع اولیای روی زمین بکمال توقیر و تمکین نشستہ دید و بوفور اشتیاق از مقام
معمولی خود برخاستہ بالاتر خرامید و آن آفتاب جہانتاب درین باب بنظر عتاب

درویشی دیده شما ... فرمودند که ای بیتاب بس باش موجب آن حضرت میر الرزه
بر اندام افتاد و در سینه باطنی او قبض ظاهر گشت انگاه بکمال انقلاب واضطراب
از مقابر اصحاب صفا و از خاطر عاطر ارباب ولا استعانت نموده اصلاً فتحباب
او نشده کامیاب نگشت. عاقبت الامر باعانت واتفاق بابا محمود سهروردی
در خدمت حضرت سلطان العارفین متوجه مانده دید که بطرف جرگهٔ شاهی
دو خیمهٔ عالی از جناب سید المرسلین صلی الله علیه وسلم. دوم از سلطان العارفین
قدس سره نصب شده بودند و بابا محمود در خدمت حضرت مخدوم رفته عرض
احوال میر محمود و حضرت مخدوم در خیمهٔ رفیعهٔ سرور کائنات در آمده برای عفو تقصیرات
میر محمود التجا نمودند. و سید الابرار بزبان گوهر بار فرمودند که میر محمود را بخشیدم پس
بمجرد شنیدن این لفظ میر محمود را نسبت معنوی از کردهٔ سابقه دوچند حاصل گشت
انگاه جناب سید المرسلین بوساطت و وسالت سلطان العارفین میر محمود را بلا
واسطه تلقین تعلیم توحید فرمودند که تا عرصهٔ دو نیم سال بذوق آن در سکر و مستی می بودند
وقتیکه حضرت میر آن تعلیم بحضرت شیخ اشرف فهکدلی تلقین فرمودند آنجناب هم عرصهٔ
شش ماه در مستی بسر بردند. و در حالتیکه حضرت شیخ یاران خود را آن تعلیم تلقین می
فرمودند مدت ها سرمست بادهٔ شوق و ذوق می بودند. مدعا که حضرت میر فرد یگانه
و فخر زمانه بود. و در آخر عمر باتفاق حضرت شیخ محمد اشرف در خدمت مولنا
ابو الفتح کالی مستفید شدند. و بفرمان ایشان مطالعه کتاب نفحات الانس می فرمودند
واز حال بی حال می شدند. و با حضرت عبد الرسول کول هم صحبت داشتند. چون
رحلت فرمودند در حظیرهٔ سادات پارسائیه زیر نردبان حضرت سلطان روبروی

دروازه آسوده‌اند ∴

آخوند ملا محمد مقیم[1] عرف ٹوپیگر و فرزند خواجه محمد فاضل ٹوپیگر «دوست مقیم فاضل»
تاریخ ولادت اوست. و در خدمت ملا محمد محسن و ملا امان الله شهید تحصیل علوم
عقلیه و نقلیه نموده بدرجهٔ فحول علما اعتلا نمود و بر مسند افاده نشسته علم تدقیق
به آسمان رسانید. در آخر حال ذوق خداپرستی بهم رسانیده در خدمت شاه دولت
بخاری که ذکرش گذشت شرف انابت حاصل کرده در اندک زمانے طی مراحل
سلوک نمود و خلعت ارشاد حاصل فرمود. پس در هنگام ورود سیف الدوله عبدالصمد
خان که از راه پکهلی بطرف پشاور نهضت کرده با علما و اولیای آن دیار صحبت داشت
و بعد مراجعت آنسواد در ایام نیابت فخر الدین خان از راه جمون به لاهور گذشت
و در آنجا بوسالت ملا اشرف الدین پسر مختوی خان بمصاحبت حکام آن دیار قائم
گشت و با علمای پنجاب در مباحثات فوقیت یافت. بعد مراجعت آمده و بر منصب
افتا ارتقا نمود و چند گاه به محکمهٔ عدالت زیب و زینت افزود. آخرها ترک
مناصب کرده بریاضات و عبادات اوقات بسر میبرد. حالات عجیبه و واردات
غریبه ازو صادر گشت و بافادهٔ علوم صوری و معنوی خلق خدا را فیض بار رسانید.
مریدان برگزیده و شاگردان جریده داشت. ۱۵ شوال سنه ۱۱۷۱[2] رحلت نموده
مزار اسلاف آسوده «ستون کعبهٔ دین افتاد» تاریخ انتقال آنصاحب کمال است.

۱۔ سنه ۱۱۰۱هـ م سنه ۱۶۸۹ء

۲۔ سنه ۱۱۷۱هـ م سنه ۱۷۵۷ء

بابا عبد الشکور گنائی خلیفۂ خاص میر حسن خان چیوڈاری صاحب جذبہ وارشاد بود۔ وبدولت خدا داد رتبۂ اوتاد حاصل نمود۔ وبا اخیار و مشایخ کبار وافراد برگزیدۂ روزگار صحبت داشت درموضع وہیرپورہ پرگنہ اچھہ درمزاریکہ متصل پل ازراہ عام بطرف مشرق واقع است آسود۔

شیخ رجب:۔ مردے بود فاضل وکامل درریاضت ومجاہدات عامل ودرسیر اطوار عاجل ودراظہار اوامر ونواہی مایل۔ وہمیشہ درافادہ وافاضۂ خلق خدا شاغل۔ ودر ریعان جوانی بتوفیق یزدانی منطقۂ ہمت بربستہ بزیارت حرمین الشریفین موفق گشت۔ ودرانجا براہ بیت المقدس دراستنبول آمدہ، پادشاہ روم معتقد او شد قریب ہفت سال درانجا کشیدہ عزم وطن ساخت پادشاہ میلغات بسیار ہدیۂ ایشان گذرانید۔ حضرت یکفلوسہ قبول نمود وگفت درخانۂ شاہی موی مبارک سید کائنات و تبرکات دیگر موجود است بمن بخشش سازند پادشاہ موی مبارک معہ تبرکات دیگر کہ تفصیل آن درخاتمہ است بحضرت شیخ عطا فرمود۔ انگاہ حضرت شیخ درکشمیر رسیدہ درمحلۂ اندرواری منزوی گشت ودرانجا مدفون است۔

شاہ یعقوب حقانی:۔ نبیرۂ شاہ مظفر الدین حقانی صاحب معرفت ومعانی وعالم ربانی بود عمر عزیز خود درورع وتقویٰ وخلوت وانزوا بسر نمود۔ ودرخدمت باعظمت خواجہ عبید اللہ بخارے روی ارادت آوردہ رتبۂ ارشاد حاصل فرمود۔ وکتاب معرفتہ الحقانی دربیان حالات حضرت شاہ قاسم حقانی وتذکار چندے ازایشان

لے نسخہ۔ برادر شاہ مظفر الدین حقانی بوداست درنسب نامہ حقانیان چنین معلوم شدہ ۱۲

عہ کذا فی الاصل

تبعہ ولحقۂ شیخ نورالدین نورانی قدس سرہٗ بکمال ذوق وشادمانی تصنیف کردہ است۔ ودر مزار آبای خود آسودہ است۔

بابا محمد واقی خلف وخلیفہ حاجی محمد باقی صاحب حالات عالیات بود۔ عمر خود در ریاضت وانزوا بسر نمود۔ ودر سنہ ۱۱۸۶ھ [1] در مقبرہ شیخ بابا والی آسود۔

شیخ عبدالرحیم: بتوفیق ازلی در خدمت شیخ عبدالحق دہلوی شرف انابت وتعلیم طریقت حاصل کردہ بریاضات وعبادات عامل گشت۔ آخرہا در خدمت بابا عثمان قادری خط ارشاد حاصل نمود۔ ودر محلۂ سورہ آسود۔

بابا محمد کاظم خلف وخلیفۂ بابا عثمان قادری بود واز برادر خود شیخ حیات رتبۂ ارشاد حاصل کردہ بافادۂ عبادت شاغل گشت۔ ودر ورع وتقوی شانی عالی داشت۔ در سنہ ۱۱۸۵ھ [2] جوار مرقد پدر آسود۔

بابا ضیاء الدین: از نجبای شہر خلیفہ وداماد خواجہ عبدالرشید مانتجو ست در کمالات صوری ومعنوی فرد بی ہمتا بود۔ ودر خطیرۂ خواجہ عبدالرحیم مانتجو آسود۔

بابا محمود قادری فرزند برومند بابا محمد حیات مرید بابا عثمان قادریست آخرہا از والد ماجد خود ارشاد طریقہ حاصل کردہ در متابعت مشایخ این سلسلۂ علیا عمر عزیز خود بسر برد۔ روزی شخصی مبروص برای ازالۂ مرض از ایشان سوال نمود۔ آنجناب فرمود کہ از من ضعیف چہ آید وی گفت شما را قادری گویند۔ فرمود چون یقین تو واثق است۔ این دانہ کلوخ سائیدہ بر داغہای برص طلا کن

---

[1] سنہ ۱۱۸۶ھ م سنہ ۱۷۷۲ء

[2] سنہ ۱۱۸۵ھ م سنہ ۱۷۷۱ء

مریض عمل کرده فی الحال شفا یافت در سنه ۱۱۸۰ھ[1] ۷ ربیع الاول رحلت فرمود در محله آبا آسوده.

ملا نور الله پوانی:- عالم پرهیزگار و حافظ قرآن بود و تلمذ از والد ماجد خود شیخ صالح نمود و از شیخ عبدالرحمن قادری تعلیم علم معنوی یافته عجیب سوز و گدازی داشت. و همیشه در کوهسار و مغاره ها بخلوت و انزوا می بود گیاه کیمیا می دانست. و بران عمل نمیکرد و صاحب خوارق و کرامات بود و با اولیای روزگار صحبت می کرد. خصوصاً در خدمت شاه عبدالرحمن قلندر بسیار آمد و رفت می داشت و تعلیم معنوی از ایشان مستفیض می شد. و زیارت مقابر بسیار می کرد و از کشف قبور خالی نبود. و با اهل هنود صلح کل می داشت بعضی ها در پرده باسلام آورده بفیوض باطنی بهره مند ساخت. می آرند که روزی بسیر تالاب آنچار سر در کشتی می رفت و در تنگنای کشتی با سفینهٔ او بند شد ملا حاضر را گفت که چشمان بپوشید چون چشمان بر بستند کشتی از محل ضیق خود بخود بدر رفت در سنه ۱۲۳۰ھ[2] بعمر نود و پنج سال ۲۰ جمادی الثانی رحلت نمود. قریب محله ملا رٹه آسوده[3].

شیخ ابراهیم:- از اولیای مکتومین قطب عالم بود عمر خود در تفرید و تجرید بسر نمود. مدتی در مسجد راجورکدل بگمنامی گذرانیده و با مردم اصلا ملتفت نمی شد سالها و ماه ها غایب می بود کسی او را نمی دید گویند در رود دیوار و کوه و دریا او را

---

۱ سنه ۱۱۸۰ھ در هم [illegible]

۲ سنه ۱۲۳۰ھ در هم ۱۸۱۴ء

۳ متصل محله ملا رٹه این وقت دیگر محله ایست نامش پٹولی مسجد پاندان غالباً صاحب موصوف آنجا مدفونست

در رفتن حایل نمیگشت - آیتے بود از آیات بینات الٰہی عبدالوہاب تولہ
مولی وشاہ عنایت اللہ از مریدان اوست - و بر وفات خود کسے را مطلع نکردہ
از انرو مرقد او غیر معلوم -

بابا ابو البقا:- قدوۂ ارباب صفا و زبدۂ اصحاب نقار و شنقیر و صاحب
تاثیر بود - و در متابعت شرع و استقامت ورع و مداومت اذکار و اشغال
و متابعت حسن افعال و اخفای خوارق و کرامات و افشای امر و نہی شریعت
بے نظیر و جمعے کثیر بتاثیر تربیت آن بزرگوار صاحب اسرار و نیک کردار بر
جادۂ روزگار یادگار بود - و در شاہ آباد آسود -

ملا عبدالرشید بینوا:- ساکن دوکان شیری بیٹ از مریدان بابا عثمان چچہ بلی
مردے سادہ وضع مستغرق بحر عرفان بود - و در خانقاہ معلّی و خانقاہ حضرت
مخدوم واعظی می کردہ کتاب روضۃ الاشعار در فن سخنوری نتیجہ طبع وقار اوست -
غزلہای صوفیانہ می گفت نمونہ اش این است - غزل -

خیال یار را دیدم درین گلزار می رقصم — چہ باشد گل کہ از مستی بہر ہر خار می رقصم
خریدار غم عشقم بسر سودا یاو دارم — گرفتہ نقد جان برکف بہر بازار می رقصم
اگر جنت و گر دوزخ ازان نستاین ہر دو — بدوزخ گر کنی جایم ہمان در نار می رقصم
سماع غیر رقصاند مرا اے بینوا ہر دم — نہ از چنگ و نہ از بربط نہ موسیقار می رقصم

و قصیدۂ غرا کہ در فضیلت کلمۂ لا الہ الا اللہ سیصد و شصت بیت تصنیف کردہ
است مطلعش اینست:- افضل الذکر یا عباد اللہ — قولنا لا الہ الا اللہ

و قصیدۂ مذکور بر کاغذ حریر نوشتہ ہمیشہ باخود میداشت و میگفت

که این در کفن من باید بپیچید۔ هرگاه پرسیده شوم که فن شاعری چرا گرفتی گویم کریما
هدیهٔ شعر آوردم بکرم خود قبول کن۔ چون رحلت نمود در همان محلا آسود۔

خواجه اعظم دیده مری خلف خیر الزمان خان سردایرهٔ اعیان دوران
بود۔ چون باکتساب علوم عقلیه و نقلیه کمالات انسانی حاصل نمود۔ بجاذبهٔ عشق
آلهی در خدمت شیخ محمد مراد ٹینگ منازل طریقت طے کرده خلعت ارشاد در بر
نمود۔ و با اولیای کرام صحبت داشت باوجود رتبهٔ مولیت در جود و سخا بے همتا
بود طبعے موزون داشت در نظم و نثر درهای سفت و اشعار آبدار می گفت چنانچه
از تصنیفات او رسالهٔ فیض مراد در حالات مرشد خود شیخ محمد مراد و فواید الرضا
در احوال شیخ علی رضا و فراق نامه در مرثیهٔ خلیفه عبید الله و قواعد المشایخ و تجربة
الطالبین و اشجار التحلد و ثمرة الاشجار و شرح کبریت احمر و تاریخ کشمیر و قصاید و
غزلیات بر صفحهٔ روزگار یادگار است۔ در عهد خود فرد یکتا بود۔ و بتاریخ دهم محرم سنه ۱۱۷۹[1]
انتقال فرمود۔ در مزار دیده مری ها آسود گویند هنگام نزع شخصے بعیادت ایشان
آمده از حکیم پرسید که خواجه را چه علت دارد حکیم گفت ضعف گرده۔ حضرت خواجه
فرمود همین لفظ بشمار بدکه تاریخ وفات من است۔ رحمة الله علیه۔

بابا محمد مقصود:۔ از مریدان شیخ محمد مراد ٹینگ بود۔ آخرها موجب لیاقت جبلی
بلا مادی پذیرفت۔ بعد انتقال آنجناب جانشین او شده بکمالات ظاهری و باطنی
آراسته بود۔ عمر عزیز خود در ترک دنیا بعزلت و انزوا بسر برد۔ ۸ جمید الثانی سنه ۱۱۹۳[2]

۱۔ سنه ۱۱۷۹ هـ م سنه ۱۷۶۵ء

۲۔ سنه ۱۱۹۳ هـ م سنه ۱۷۷۹ء

بمزار مرشد آسوده۔

مولانا سعید گنئو، عالم ربانی و مخزن اسرار پنہانی بود۔ ملا سلیمان می فرمود کہ ہر گاہ کسے را خواہش دیدان صحابہ باشد ایشانرا ببیند۔ گویند بکثرت سجود جبہۂ او را داغے پیدا شدہ بود۔ می گفت کہ این داغ عبودیت دارم در صلوٰۃ خمسہ اشک از چشمان مبارک او میریخت۔ ہمیشہ امامت میکرد عزیزے صاحب مکاشفہ از مشایخ ولایت بکشمیر آمدہ ودر آستانہ حضرت مخدوم میان مسجد ذاکر نزول فرمود۔ مشایخ وعلماء شہر بدیدن او می رفتند۔ ایشانرا ہم محبان خود بجبر واکراہ ہمراہ بردند۔ ہمینکہ بر دروازہ رسید حالتے بایشان وارد گشت۔ گفت اگر این عزیز بر حسب حال باطن من مطلع گردد مرا سنگسار خواہد کرد۔ چون ندای ارجعی بشنید در محلۂ جمالطہ آرمید۔

میر بہاء الدین قادری خلف و خلیفۂ میر ضیاء الدین قادریست در طریق طریقت واکتساب معرفت شانے عالی داشت از افراد وقت بود۔ در عہد افراسیاب بیگ خان بتہمت بلوائی عام ایشانرا ناحق متہم کردہ ہمراہ خواجہ علاء الدین نقشبندی بحضور فرستادند۔ مدتے در انجا بسر برد۔ بعد فوت افراسیاب بجانب کشمیر رجعت فرمود۔ چون در لاہور رسید انتقال فرمود۔ در مقبرۂ شیخ علی ہجویری آسودہ۔

میر محمد قاسم قادری خلف میر ابوالقاسم بن میر احمد قادریست۔ در ریعان جوانی از مولوی امان اللہ شہید کمالات انسانی حاصل نمود واز مشایخ خود رتبۂ ولایت حاصل کردہ بر وسادۂ افادہ اتکا فرمود۔ واوقات خود تبدریس وتقوی

صرف نمود۔ در مزار آبائی تود آسود۔

شاہ محمد معروف :۔ مشہور بشامی بالو از مریدان خواجہ حبیب اللہ لٹو صاحب حالات عجیبہ بود مدت العمر خود در مسجد گوتہ پورہ انزوا فرمود و متصل مسجد آسود۔

شیخ نعمت اللہ کلو :۔ بعمر پانزدہ سالگی در خدمت میرزا اکمل الدین بدخشی شرفیاب صحبت گشتہ تبلقین ذکر و قبول بیعت سربلندی یافت۔ و بجذبات شایستہ اقدام نمود۔ صاحب حالات عجیبہ بود۔ ۲۱ ذیقعد سنہ ۱۱۴۹ھ رحلت نمود و در مقبرۂ مرشد آسود۔

ملا نور الدین نوشہری از خلفای میرزا کامل خان بدخشی صاحب کمال و برجستہ احوال بود جمعے کثیر از فیوض باطنی او موثر گشت در محلۂ نوشہرہ مدفون است۔

خواجہ قاسم بتلو :۔ از مریدان با اخلاص میرزا اکمل الدین خان بدخشی صاحب حالات عجیبہ و کمالات عجیبہ بود۔ و دختر صبیہٴ حضرت مرزا در عقد داشت بعد طی منازل سلوک خطار ارشاد حاصل کردہ در افادۂ خلق خدا جانشین حضرت مرزا بود ایام زندگانی در ورع و تقوی بسر بردہ در مقبرۂ خاص مرشد خود آسود۔

مرزا فرہاد بیگ :۔ اوائل در پیش مولوی عبد العزیز منتو تلمذ فرمودہ در علوم عقلیہ و نقلیہ فایق و لایق شد۔ آنگاہ بشرف صحبت و اخذ بیعت بخدمت حضرت مرزا فایز گشت و تلقین اذکار و اوراد بہرہ مند شد و بجد و کد تمام در سلوک سبیل طریقت اشتغال ورزید۔ تا آنکہ بمنصب ولایت رسید و مصدر خوارق و حالات

سنہ ۱۱۴۹ھ م سنہ ۱۷۳۶ء

عجیبه شد۔ اما بسبب مستی و آزادگی و بواسطۂ صدور فتور گستاخی مرتبۂ ارشاد و تکمیل

از دست داد۔ چنانچہ حضرت مرزا در بحر العرفان می فرماید۔ بیت۔

ہست صوفی واز ہمہ آزاد۔ لیکنش نیست رتبۂ ارشاد

وے فرمودہ است کہ روزے در آثار شریف رفتم مردمان

از دیدن موی مبارک فارغ شدہ بودند منقبض شدہ آہے برکشیدم در زمان

جناب رسالتمآب صلعم جلوہ گر شدند و حال مقبوض من ببسط افتاد می فرمود روزے

سگے در راہ مردہ دیدم ہمت گماشتم کہ زندہ شود۔ فی الحال برخاستہ قدم

براہ نہاد تاکہ از نظر غائب شد طبیعے موزون داشت قصاید و غزلیات او مشہور است

در سنہ ۱۱۵۶ھ[۱] رحلت نمود۔ درون دروازہ باچہہ برن آسود۔

حاجی عبد السلام دار: ـ از احفاد خواجہ یعقوب دار است۔ چون بحد تمیز رسید

در سلک مریدان حضرت مرزا منتظم گردید و تبعلیم اوراد و اذکار و مراقبات بہرہ

مند شد۔ پس برادرانش بقصد تجارت در اکبر آباد فرستادند۔ چون آتش عشق الٰہی

از کانون سینۂ وے سر زد۔ جامۂ کہ در برداشت میان کوٹھی نہادہ لباس قلندری

پیراست و کلید کوٹھی بدریا انداختہ بتوکل محض راہ حرمین گرفت۔ بعد اداے مناسک

حج بہواے ملاقات مرشد بزرگوار سمت کشمیر رجعت کرد۔ مدت شش ماہ در خدمت

ایشان گذرانید تاکہ حالات عجیب و جذبات و خوارق غریب ازو صادر گشت

و پس از انتقال حضرت مرزا در غار قریۂ پانزن چہلچلہ کشید و بعد رحلت ۱۲ ربیع الاول

۱۱۷۲ھ[۲] در محلہ عالیکدل آرمید۔

---

۱ سنہ ۱۱۵۶ھ م سنہ ۱۷۴۳ء۔ ۲ سنہ ۱۱۷۲ھ م سنہ ۱۷۵۸ء

شیخ عبدالوہاب نوری :- از احفاد بابا عثمان اچپ گنائی بود۔ در ریعِ شباب باکتساب کمالات عقلیہ ونقلیہ کامیاب شدہ۔ ہمیشہ بالتہاب عشقِ حقیقی بے تاب می بود۔ درآن اثنا بجناب فیض مآب آفتاب برج یقین میرزا اکمل الدین باریاب صحبت گشت۔ وانتساب طریقۂ کبرویہ حاصل کرد۔ آنگاہ بانسلاب وجود مرسومی وانتہاب تخیلات موہومی منازل شارقۂ اطوار سبعہ در غایت تب وتاب طے کردہ، حضرت رب الارباب اوراالعالم لاہوت فتح باب نمود۔ وازان قدوۂ اولو الالباب بحصول خلعت خلافت وارشاد بہرہ یاب گردید۔ پس باتصاب مواد ہمت ازلی از استصحاب مراد غریبت جبلی بخدمت قاضی دولت شاہ بخاری لیسوی فواید روایت اندوختہ وبا خلیفہ اوست اں شیخ عبدالحق تونانی مبادلۂ اجازت یکدیگر نمودہ، اجازت طریقۂ لیسویہ حاصل کردہ۔ عمر خود در ورع وتقوی وانزوا وترک دنیا بسر برد وکتاب مستطاب فتحات کبرویہ وعلیت العرفان آبشار بحر ذخار طبعیت سرشار اوست۔

[1] ربیع الثانی سنہ ۱۱۸۲ھ دنیای غدار را پدرود نمودہ در جوار آستانۂ سید پدر این منفصل زنیہ کدل آسود "شیخ عبدالوہاب اکمل دین" تاریخ است۔

شیخ نعمت اللہ نرنبو :- از مریدان حضرت میرزاست طرفہ احوالے داشت در وجد وحال ورقت قلب فرد لاثانی واز وجود موہومی فانی بود۔

خواجہ حیات :- از قوم مغل بود۔ بجذبۂ الٰہی ترک مناہی کردہ تربیت حضرت میرزا طی مراحل معنوی فرمودہ۔ بخلعت ارشاد مباہی گشت ورتبۂ آگاہی حاصل کردہ

[illegible]

یھم ۱۱۶۸ شد

خواجہ محمد مقیم خلف خواجہ حبیب اللہ عطار و خلیفۂ حضرت میرزا کامل خان نامدار گنجینۂ اسرار و خزینۂ انوار بود۔ مدتے نواسی آن قدوۂ ابرار را تعلیم قرآن میکرد۔ در آخر خدمت موذنی و امامت بوے بخشیدند۔ عجیب شور و سروری داشت۔

شیخ عطاء اللہ:۔ از احفاد میر محمد خلیفہ مرید حضرت میرزا ست صاحب حالات عجیبہ و کمالات نجیبہ بود۔

شیخ عطاء اللہ ثانی پسر شیخ مومن داروغۂ عدالت بود باوصف اعلای منصب شاہی با حضرت میرزا دست بیعت دادہ کمالات طریقت حاصل نمود و بخلعت ارشاد مباہی گشت طبع موزون داشت۔ رباعی

ای آنکہ بخواب غفلت ہمہ شب خمیدہ باشی — فردا ز صبح صادق اثرے ندیدہ باشی
رہ وصل او کہ پایان نشود بقطع منزل — چو ز خود رمیدہ باشی بخدا رسیدہ باشی

بابا محمد مقصود مخدومی در صغر سن بخدمت مولانا مولوی امان اللہ شہید کمالات علوم صوری حاصل کردہ بہدایت و تربیت مشایخ روزگار بدرجۂ تقرب کردگار واصل گشت زندگانی خود در افادہ و استفادہ بسر برد در سنہ ۱۱۶۴ [1] رحلت نمود و در محوطۂ حضرت محبوب العالم آسود۔

شیخ محمد شفیع عرف طلائی از مشایخ روزگار صاحب اسرار و ستودہ اطوار و در ورد خوانی لاثانی بود۔ گویند از حضرت خضر علیہ السلام و از ارواح مشایخ فیض یاب می شد و در علم طب مہارتے عجیب داشت و از گیاہ جنگلی معالجۂ علیلان

---

[1] سنہ ۱۱۶۴ ھ م سنہ ۱۷۵۰ء

میساخت. گویند مس را طلا میکرد و بفقرا میداد لاجرم او را طلائی میگفتند هنگام رحلت حلیلهٔ خودش گفت که تو کیمیا گر بودی. و مرا نان شبینه نگذاشتی گفت که پتیلهٔ مس بر آتش گرم کن چون گرم کرد شیخ در پتیلهٔ مذکور آب دهان خود انداخته طلا ساخت چون رحلت نمود در موضع این پرگنهٔ کوهیامه آسود.

شاه عبد اللطیف:- از مردم بخارا بود و بطلب مولی در ملک هند ورود نمود از آنجا در خدمت شاه مسافر کمالات طریقت حاصل کرده بجانب خطه توجه نمود و مدتی مدید در آنجا گذرانید چون رحلت فرمود در مزار باره مسجد آسود.

حافظ عبد الصبور باره مولی. از خلفای حافظ احمد باره مولی است از خواجه احمد یسوی مقامات سلوک آموخته رتبهٔ ارشاد حاصل نمود. آخرها در محلهٔ ڈڈیار انزوا فرمود در سنه ۱۱۶۴[۱] میان مله کهواه آسود.

شیخ رحمت الله:- شیخ محمد مقیم اول بن شیخ محمد مومن بن شیخ حسن ثانی شیخ محمد عاصمی است که برادر عینیهٔ حضرت جامع الکمالات شیخ یعقوب صرفی بود و این بزرگوارن در فضائل صوری و معنوی نسلاً بعد نسل از آبای خود صاحب ارشاد و ولایت مآب بوده اند و بر منصب صدارت صلباً بعد صلب از طرف شاهان چغتائیه استقلال و اعتبار کلی داشتند. فقط.

و شیخ رحمت الله اکتساب علوم صوری و معنوی از والد ماجد خود شیخ محمد مقیم اول و ملا محسن فانی و مولنا امان الله شهید نموده فرد وقت شد که در علوم عقلی و نقلی بین الاقران ممتاز و در بحث و مناظره و تدریس علوم صوری و معنوی

---

[۱] سنه ۱۱۶۴ھ م سنه ۱۷۵۰ء

فرد بے انباز و در ریاضات و عبادات جانباز بود۔ چنانچہ فضلا و ظرفای آن وقت
میگفتند کہ وقت ما غنیمت است کہ مثل شیخ رحمت اللہ علامہ فاضل و کامل و متقی بر
جادۂ روزگار فیضبار است و از روحانیت حضرت امیر کبیر فیض باطنی می یافت و با
سید حسین بیہکی و خلیفہ عبید اللہ عقد اخوت معنوی داشت۔ اکثر اوقات ریاضات
و عبادات و اربعینات در خانقاہ معلی می فرمود و ہر روز از حد و دناوہ پورہ برای
تہجد در آن بقعۂ شریفہ میرفت و بر عتبۂ خانقاہ فیض پناہ بعضے حرکات ہمچنان
از وے صادر می شدند کہ بعید از وضع علامہ گی بود۔ روزے سائلے از ایشان
پرسید کہ ہر گاہ کسے عتبۂ علیہ خانقاہ معلی ہمچنین حرکتے میکند در حق او چہ حکم
است فرمود خوب نیست آن سایل در کمین ماند چون صدور حرکت از ایشان
یافت التماس نمود کہ چرا خود بذات این حرکت فرمودند۔ گفت آنچہ کہ از برکات
این عتبۂ علیہ مرا مکشوف است بے اختیار ہمچنین حرکات از من بوقوع مے می آیند۔ پس
بزرگے بر این حرف واقف شدہ بالقصد تا عتبۂ شریفہ ہمراہ ایشان آمد و آنجناب
از حرکت معہودۂ خود بلحاظ او باز ماندند [illegible] حضرت امیر آن بزرگ را جلوہ
گر شدہ فرمودند کہ عاشق مرا از اظہار عشق چرا مانع [illegible] آن بزرگ از اعتراض
[illegible] آمدہ [illegible] سالہای بسیار [illegible] ایشان چنین بود کہ
روز بیست [illegible] غسل پاک کردہ در خانقاہ معلی معتکف میشدند۔ و ہر
روز یک [illegible] اللہ میفرمودند و افطار ہمگی باب خالص می نمودند و محتاج
بماکولات نمی شدند و تا نماز عید فطر بہمان طہارت اول نماز ہا ادا می کردند۔ و درین
ایامہا اکثر اوقات بدیدار فیض بار سید الابرار صلی اللہ علیہ وسلم مستفیض می شدند

و بزرگان صاحب صفا که در آنوقت بودند۔ ایشانرا الصدور اینچنین تشریف عالی مبارک باد می دادند۔ می آرند که وطن اصلی ایشان در زینہ کدل بود انگاه مدتی در ناوہ پورہ سکونت می داشتند۔ و در عہد شیخ رحمت اللہ خانۂ انجا بسبب سیلاب منہدم گشتہ آنجناب بوساطت بابا قایم بیبوی در محلہ تارہ بل خانۂ کہ بتصرف جنیان معطل بود۔ خرید کردند و در انجا آرمیدند۔ مدعا کہ شیخ رحمت اللہ در عہد خود علامۂ فاضل و شیخ کامل و روشن دل بود۔ عمر عزیز خود ہمیشہ بدرس و افادۂ خلق گذرانید و در سنہ ۱۱۶۴ھ ۲ ماہ ذیقعدہ رحلت فرمود و بیرون مزار کلان شیخ بہاء الدین گنج بخش سمت شمال آسود۔ تاریخ "افنا دستون کعبۂ دین"

بابا عبد الغفور :۔ از احفاد بابا عبد اللہ نوربیت بتوفیق ازلی ترک دنیا کردہ بطلب مرشد رہنما در ملتان رفت و در انجا با اولیای کبار صحبت داشت از انجملہ بتلقین و تعلیم دانا بوعلی قلندر فایز شدہ سلوک راہ باطنی آموخت۔ و بریاضات و عبادات شاقہ عامل گشتہ۔ چراغ خاطر افروخت و سرمایۂ تکمیل ارشاد اندوخت از انجا بظہور خوارق و کرامات حاکم شہر ملتان مرید او گشت روزی مرشد بزرگوار خود او را رخصت داد کہ بوطن مالوف خود رفتہ رہنمائی و رہبری مردمان انجا باید ساخت۔ وی مطابق فرمان پیر برحق عازم کشمیر شدہ۔ حاکم ملتان او را نگذاشت و گفت تا وقتیکہ ایشانرا زندگانی باشد رخصت رفتن وطن خود نتوانم داد۔ بابا موجب رعایت او مجبور شدہ تا یکہفتہ در انجا توقف ورزید۔ و از عدولی حکم پیر بزرگوار بسیار ترسید۔ در اثنا اغدریت ... حضرت بابا از دنیا نقل فرمود حاکم ملتان

سنہ ۱۱۴۴ھ

تکفین تجہیز ایشان نمودہ مدفون ساخت۔ ودرہمانشب حضرت بابا بروح
مکتبی باز زندہ شدہ، بعد استحصال رخصت خاص از مرشد بزرگوار روانہ کشمیر شد ودر
علاقۂ پرگنۂ وچہتہ انزوا پذیرفت ومتاہل گشت وتا حین حیات درافادہ و
افاضۂ مردم بسیار کوشش نمود۔ اکثراوقات مجذوب ومغلوب توحید می بود
صوم وصلوٰۃ ترک می نمود۔ ودرخوارق وعادات وکشف وکرامات فردے عدیل
بود۔ چون بعمر طبیعی رسید ۲۶ صفر ۱۱۰۵ھ[1] از دنیا نقل نمود۔ "مست خدا" تاریخ است
وفرزندان خود را وصیت کرد کہ مرا طاقت برداشتن عذاب قبر دوبارہ ندارد کہ تلخی
عذاب گور اوّل درمذاق من باقی است۔ باید کہ لاشۂ من بعد غسل معمولی درہمین
خرقۂ پوشیدنی میان تابوت نہند وکفن اصلا نپوشند وبعد نماز جنازہ جائیکہ
تابوت من خود بخود خواہد نشست۔ درانجا گرداگرد تابوت دیوارے افرازند وتدفین
من اصلا نسازند۔ پس مطابق وصیت او جسد مبارکش راہمگی خرقۂ پوشیدنی پوشیدہ
درنعش نہادند ونماز جنازہ اش خواندند۔ آنگاہ تابوت بر ہوا پریدہ رفتہ درمقام
پرنہ برلب دریا میان جنگلے برزمین نشست۔ مردمان مطابق وصیت ایشان عمل
کردہ برنعش عالی چتر چوبین مستحکم ساختند وحوالی آن روضۂ رفیع افراختند کہ تا
حال ہمچنان است۔ می گویند کہ حاجی کریم داد خان حاکم کشمیر بسنوح خوارق ایشان
معتقد آنجناب شدہ بود۔ وے جسد مبارک ایشانرا از نعش کشیدہ کفن بران
پیچیدہ، ونماز جنازہ ثانی خواندہ، ہمچنان زیر چتر چوبین نہاد ودرہمانشب حضرت بابا
خلیفۂ خود را درواقعہ گفت کہ من برہنہ امم مرا ستر عورت از خرقۂ خود سازند وے فرداچتر

[1] ۱۱۰۵ھ م ۱۶۹۳ء

بردا شتند دیدکہ ایشان کفن یکسو نہادہ تو و برہنہ بودند. ہمان لحظہ خرقہ برید
مبارک ایشان پوشیدند و چتر بالا نہادند و بینندگان گفتند کہ در عرصۂ
صدسال جسد مبارک را بوجہے فتورے وقصورے نشدہ بود گویا کہ درخواب
خفتہ بودند۔

ملّا حیدر بلاقی :۔ عرف پشلو فرزند دلپسند ملا محمد مراد از اکابران روزگار
بود و از حافظ حسن اعمٰی کہ خلیفۂ میر علی قادری بود اکتساب علم باطنی نمودہ بعبادات
وریاضات عامل گشت۔ و از ملا نازک نقشبندی ہم استفادہ نمود و از حضرت خضر
علیہ السلام بارہا فیضیاب صحبت گشت۔ مدعا کہ در علوم صوری و معنوی فرد یکتا
بود۔ بتاریخ ہفدہم رجب سنہ ۱۱۳۴ھ[1] انتقال نمود و در مزار آبا آسود۔

تاریخ ۔ زہجران داغہا چون ماند بر دل ..... شدہ تاریخ وصلش "دل شاد" ۱۱۳۴ھ

ملّا رحمت اللہ لشلو فرزند ملّا حیدر بلاقی است در علوم ظاہری و باطنی از پدر
بزرگوار خود تلمذ نمود کہ بکمالات علمی بین الاقران ممتاز شد۔ قریب چہار ہزار جلد
کتابہای علوم دینی و رسمی از مال موروثی و مکتسبی خود موجود داشت کہ ہمہ را بر اولاد
ذکور خود وقف خاص نمود۔ پانزدہم ذی الحجہ سنہ ۱۱۷۴ھ انتقال فرمود۔ و در قصبۂ
شوپیان آسود۔

شیخ عبد الرسول :۔ المعروف بہ لسہ بالو خلیفہ خاص و مرید با اخلاص حضرت
شاہ ابو الفتح کول صاحب کمال و برجستہ احوال بود۔ و از شیخ عبد الرحیم مانٹو ہم
استفادہ نمود عجیب سوز و گداز سے داشت۔ می آرند کہ مقدم موضع سد و مرید معتقد

[1] ۱۱۳۴ھ ۱۷۲۱ء

ایشان بود. و بروز زفاف پسر خود ایشانرا درخانه دعوت نمود و حضرت شیخ
هنگام چاشت از خانه مقدم برآمده بمقام اهره بل که مقامے معروفست تشریف
برد. و درانجا آب دریای ویشو از بلندی کوه بقدر دو سه صد گز از دریچه
بزیر می افتد و در زیر آن حوضے عمیق واقع شده است و حضرت شیخ از روے
غلبۂ حال خود را از بلندی کوه در قعر حوض انداخت چونکه ازانجا فیل مثل پشه بنظر می
آید. مردمان از مردن ایشان پریشان و گریان درخانه آمدند و حضرت شیخ را در حجرۂ
خود نشسته دیدند و شادی ها کردند. چونکه میزبان قدرے طعام نزد ایشان آورد
و گفت از برای خدا طعام تمام بخورید ایشان در وجد آمده. هرچه که برائے ضیافت
طوی پخته کرده بودند بمعه سالن و این و آن تمام بخوردو درمیان باغچه برآمده. هرچه که
بر درختان میوه موجود بود اکل فرمود. پس در حالت مستی رو بشهر آورد و در محلۂ قلاش
پوره مدفون است.

مولانا عبد الحق: - اولاً در ریعان جوانی از شیخ ابوالقاسم یونی تربیت طریقت حاصل
کرد. ثانیاً از قاضی دولت شاه بخاری بدولت ابدی واصل گشت و بخلعت خلافت
ممتاز شد. آخرها بحرین رفت و درمیان جهاز انتقال فرمود و در جدۂ آسود.

شاه عبد الرحمن: - از مردم تجار اینه یار بود و بخدمت خواجه محمد نقشبندی مراتب
سعادت مندی حاصل کرده بجانب خطه رجعت نمود. و اندرون قلعه بسمت شمال
متوطن شده مدتے بسداد و ارشاد بسر برد. چون رحلت نمود در صحن خانه
خود آسوده.

بابا نور الدین: - المعروف به کانگرو در عنفوان جوانی بخدمت شاه عبد الصبور خلف

ملا محمد طاہر دست بیعت دادہ بر سجادۂ ارشاد متمکن گشت و از میان
محمد امین دار ہم استفادہ نمود عمر خود در ورع و تقویٰ بسر برد۔

حاجی عبدالولی :۔ از وطن خود طرفان اقصای بلاد ترکستان بقصد طواف
بیت الحرام و زیارت روضۂ حضرت خیر الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام شاد کام برآمد
مدتے در مدینۂ طیبہ قیام ساخت و سند احادیث از شیخ ابو الحسن سندی حاصل
کردہ بجانب کشمیر معاودت نمود۔ و مدتے در خانۂ ملا قوام الدین گذرانیدہ
اجازت روایت حدیث بایشان داد۔ عاقبت سوکھہ جیون مل بتہمت سازش
شہزادہ بلخی ایشانرا متہم کردہ در حدود پٹن در سنہ ۱۱۷۰ھ[1] بقتل رسانید و زبان
مبارکش تا دم صبح بذکر صمد متکلم بود و در موضع پٹن آسود۔

شیخ اسلام گوتہ پوری در حین جوانی براہ خدادانی بشتافت و صحبت بسیاری
از اولیاے کبار دریافت پس عمر خود در تقویٰ و استغنا و انزوا بسر برد و دروازۂ
حجرہ ہمیشہ مسدود میداشت۔ در ماکولات بسیار محتاط بود در سنہ ۱۱۸۱ھ[2] رحلت
نمود و در مسکن خود آسود۔

مخدوم محمد فصیح خلف و خلیفہ مخدوم محمد شریف صفاپوری صاحب حالات و
کمالات صوری و معنوی بود۔ در حظیرۂ حاجی احمد قاری متصل نو مسجد آسود۔

بابا محمد قایم :۔ خلیفۂ خاص و مرید با اخلاص سید غلام شاہ آزاد بود۔ و عمر
عزیز خود در بجا آوری خدمات مرشد بزرگوار بسر نمود و بعد استحصال رتبۂ ارشاد

---

[1] سنہ ۱۱۷۰ھ م سنہ ۱۷۵۶ء
[2] سنہ ۱۱۸۱ھ م سنہ ۱۷۶۷ء

در موضع تیلون پرگنهٔ کوهسار انزوا اپذیرفته بافادهٔ خلق مشغول شده خلفای برجسته رسانید. وحضرت سید بابا حسن رویت او وتمامی مریدان ومعتقدان خود کرد در [illegible] مزاج داشتند بوی بخشید ومرجع ومطاف مردم گردانید. فقط۔

[illegible] آرند که یکی از معتقدان ایشان بحج رفته بود. چون در بیت الله رسید حضرت بابا را دید که بیت الحرام را طواف می کرد واو را منع فرمود که در کشمیر رسیده این حرف بکسی نیاید گفت در موضع تیلون مدفون است۔

بابا [illegible] مشهور بعیال بابا از احفاد بابا علی رینه مخدومی بود در ورع [illegible] شانی عالی داشت. اولیای بسیار دیده بود عمر عزیز خود در موضع توله مولہ بافاده واستفاده بسر برد. چون رحلت نمود در حظیره میر بابا حیدر آسود۔

شیخ محمد معروف خلف وخلیفهٔ شیخ محمد فاضل زونیم ریست. در مجاهدات [illegible] کمالات وخرق عادات فرد یکتا بود. بعد انتقال والد ماجد خود سجادهٔ افاده گسترده عالمیان را فیض بخشی نمود. می آرند که ساکنان پاتهال را هر سال [illegible] شالی تمام میشد [illegible] حضرت شیخ بدرگاه کبریا التجا نمود از آنجا زگاهی در ملک [illegible] خانی [illegible] [illegible] رحلت فرمود ودر حظیرهٔ پدر بزرگوار آسود۔

شیخ محمد مسعود [illegible] فرزند دوم شیخ محمد فاضل زونیم ریست کمالات علوم عقلیه [illegible] انجمی [illegible] حاصل کرده بخدمت والد ماجد خود روی ارادت آورد و بر [illegible] عبادات عامل شد وابعد طی منازل سلوک خلعت ارشاد حاصل کرده

[illegible] هدم [illegible] ۱۱۴۹

[illegible] تیلون موضع است در علاقه [illegible] اسلام آباد۔

افادۀ خلق مایل گشت و عمر عزیز در وضع سادگی بے تکلف بسر برد۔ گویند که تا عرصۂ چهل و پنجسال یک سر بیچ پٹو بدل دستار بر سر مے پیچید و هر جا که می رسید سر پیچ بر زمین نهاده کتاب بر آن میگذاشت۔ و بوعظ و نصایح مردم مشغول می شد و کتاب مشکوٰة المصابیح همیشه وعظ می کرد۔

می آرند که روزے در تالاب اولر رسید۔ ماهیان تالاب شکار مرغان آبی و ماهیان تحفه آوردند و ایشان هیچ چیزے قبول نکردند۔ و فرمودند که الحال درمیان تالاب دام بگسترند۔ و هر چیزیکه بموجب قسمت ما در دام می آید منظور است چون ماهیان دام بگستردند یک صرّۂ سر بمهر موی از دام بر آوردند۔ چون صرّۂ مذکور را مُهر بر داشتند یک جلد کتاب مشکوٰة المصابیح و یک تسبیح عقیق البحر و یک دستۂ عصا از سنگ مرمر بر آمد۔ و این عطیه از عالم غیب پنداشته نهایت خوش شدند۔ و آن تسبیح و دستۂ عصا تا حال در خاندان راقم الحروف موجود است و کتاب مشکوٰة شریف انعابدزدی بردند۔ مدعا که حضرت شیخ از افراد روزگار بود ۸ ماه ذیقعد ۱۱۸۵ھ رحلت فرمود۔ و در حظیرۂ آبا۔ دفن شد۔ تاریخ خواستم تا دهنش از رائے نکو گفت "المسعود شیخ دین بگو"۔

بابا محمد مقیم :- نواسۂ شیخ حسن کامراجی بود و در حین جوانی ذوق خداداني بهم رسانیده در خدمت شیخ محمد فاضل زونیمبری روی ارادت آورد۔ و مدت دوازده سال در خدمت گذاری آنجناب اقدام نمود۔ روزے در موسم سرما وقت نماز تهجد کوزۂ آبی از نو شجاله آورده مدتے بیرون در استاده ماند۔ چون حضرت شیخ از حجره بر آمدند دیدند

۱۱۸۵ھ م ۱۷۷۱ء

مشغول شدند۔ آب کوزہ بسبب سرما منجمد شدہ بود و بابا محمد مقیم را در گرسنگی یکتا بغیر کانگری لرزان دید موجب آن حضرت شیخ را بر حال او رحم آمدہ فرمودند کہ اکنون وقت ما خوش است۔ و تو مقصود اصلی خود از من بخواہ وے گفت کہ مقصود من این است کہ در کمالات و حالات مثل تو باشم فی الحال شیخ او را در کنار گرفتہ ظاہر و باطن او با خود یکسان ساخت و فردا ہر کس را شکل ظاہری بابا ہمرنگ شیخ بنظر آمد و جانبین را ہمگی سفیدی و سیاہی لحیہ فرق و تفاوت یافتہ می شد انگاہ بابا بفرمان مرشد[1] در موضع نسو پرگنہ کوہامہ میان غارے بمدت پانزدہ سال انزوا پذیرفت و آخر عمر متاہل گشت و در موضع گامرد پرگنہ مذکور توطن فرمودہ بزراعت مشغول شد۔ چون رحلت نمود و در موضع مذکور آسود۔

بابا محمد صالح: برادر بابا محمد مقیم بر جادۂ شریعت و طریقت مستقیم بود و از شیخ محمد معروف فیوض معنوی حاصل کردہ عمر خود در ریاضت و تقویٰ گذرانید۔ چون رحلت نمود متصل روضۂ مرشد بزرگوار خود آسود۔

امان اللہ ملک شاہ آباد: از مریدان شیخ محمد معروف صاحب حالات عجیبہ و مصدر کمالات نجیبہ بود در شاہ آباد آسود۔

شیخ حیات: خلیفہ خاص و مرید با اخلاص شیخ محمد معروف بود و در ریاضات و عبادات شانے عالی داشت۔ یکصد و سہ سال عمر یافت و اوقات خود ہمیشہ در خلوت و انزوا بورع و تقویٰ گذرانید۔

شاہ بولاقی: از مریدان شاہ عنایت اللہ قادری صاحب حالات عجیبہ بود مرید

---

[1] مرشد آگاہ (د ی)

او عبدالسلام ٹاک می گفت که من روزے در حجرهٔ خاص ایشان نشسته بودم درِ حجره
بسته بود. ساعتے سر فرو بودم[1]. و در خود اثرِ بیهوشی یافتم چون دیده برکشادم
دیدم که شیخ غایب شده بود متحیر شدم که کجا رفتند ساعتے گذشته ایشان در
حجره پیدا شدند. زیاده تر حیران شدم ایشان فرمودند که ابدال را در و دیوار
حایل نیست فی الحال به نماز مشغول شدند فقط مقبرهٔ ایشان در شاه آباد.

حافظ طیب مزین :- در خدمت بابا عثمان کاک استفاضهٔ علوم باطنی
نموده تارک دنیا شد و از کتابت قوت می کرد. و در آخر در خانهٔ مفتی عبدالرزاق
رجبل متمکن بود. در ۱۱۸۱ھ[2] بمزار شاعرواری آسود.

شیخ محمد قایم :- معروف به پوتر پدرش از کشمیر هجرت کرده در دهلی متوطن شده
بود و شیخ در آنجا متولد شده. در عنفوان جوانی بخدمت شیخ محمد رضای دهلوی فایز
گشت. و بعد اخذ فواید معنوی بوطن اصلی خود رجوع نمود و در باغ حاجی یانڈی محلهٔ
خانیار سکونت کرد و در ۱۱۷۹ھ[3] انتقال نمود.

خواجه اسحق دندر :- در کمالات طریقت و شریعت طاق و در علم قرأت مشهور آفاق
بود چون علم قرأت ازین ملک منسوخ شده بود. درینوقت همین تعلیم او باز تجدید
یافت که تا حال اثر آن درین ملک باقی ست و بسیارے از علما و مشایخ ایندیار درین
علم شاگرد او بودند. رسالهٔ تحفة القرا و هدیة القرا منظوم از تصانیف اوست. ۱۳
صفر ۱۱۷۶ھ[4] رحلت فرمود. و در مزار آبا آسود.

---

۱ فرو بردم (ی) ۲ ۱۱۸۱ھ م ۱۷۶۷ء (۱) در ورع تقوی (ی)

۳ ۱۱۷۹ھ م ۱۷۶۵ء ۴ ۱۱۷۶ھ م ۱۷۶۷ء

حاجی نعمت اللہ :- از حفاد مهدی علی کبرویست و کمالات صوری و معنوی از افران حاصل کرده بدرجهٔ اعلیٰ ارتقا نموده و از ملا امان اللہ شهید روایت احادیث واثق اخذ فرموده در سنه ۱۱۸۲[1] در مقام اسلاف آسوده۔

محمد حسن قادری :- برادر زادهٔ حافظ حسن قادریست و از ملا امان اللہ شهید تلمذ نموده و فواید طریقت از عم بزرگوار خود اندوده در تورع[1] و تقوی مرتاض و در تحریر کتب احادیث ممتاز بود در سنه ۱۱۸۲[2] در خطیرهٔ عم خود آسوده۔

مخدوم محمد سعید :- خلف و خلیفهٔ مخدوم محمد فصیح بود۔ هندستان و خراسان را سیاحت نموده۔ و با مشایخ کبار صحبت داشته در مزار آبا مدفون است۔

ملا عبد الغفور :- فرزند شیخ محمد شفیع لکو عالم عامل و واصل کامل بود در اوایل از ملا امان اللہ شهید تلمذ نموده در اکتساب کمالات علمیه و عملیه بهرهٔ وافر اندوده در کمالات دینی و دنیوی افضل بود۔

شیخ محمد یحیی رفیقی :- از احفاد خواجه طاهر رفیق صاحب تحقیق تدقیق[3] و سرگرده اهل تدقیق بوده و بکمالات علمی و عملی از افران خود گوی سبقت ربوده۔ و از روح حضرت خواجه رفیق اکتساب فیوض باطنی می کرد۔ امورات ظاهری و باطنی پیش مقبرهٔ ایشان استفسار می نمود۔ نوزدهم ذی قعده سنه ۱۱۸۵[4] رحلت نموده در مزار آبا آسوده بدر شریعت و آفتاب مکرمت تاریخ است۔

---

[1] سنه ۱۱۸۲ هجری سنه ۱۷۶۸ء (۱) در ورع و تقوی

[2] سنه ۱۱۸۲ هجری سنه ۱۷۶۸ء

[3] تحقیق و تدقیق اصل

[4] سنه ۱۱۸۵ هجری سنه ۱۷۷۱ء

میان محمد یوسف :- در معارف و تقوی بے نظیر و از فیوضات معنوی روشن ضمیر بود و در محلہ قطب الدین پورہ آسود۔

شاہ محمد یوسف :- عالم ذوفنون بمہارت مقرون تارک دنیای دون از فیوضات باطنی مشحون سیاح اطراف ربع مسکون۔

شیخ عثمان رادہو :- فرزند شاہ محمد فاروق بن شیخ محمد چشتی بود و در خدمت مولنا سعد الدین صادق و مولنا حاجی محمد و آخوند ملا سلیمان و ملا محمد مقیم شرف حضور دریافت پس بجانب دہلی بشتافت و از حضرت شاہ ولی اللہ اجازت حدیث و کتب شریعت حاصل نمود و از ایشان کسب فواید طریقت افزود چون بہ ہند رجعت نمود در خدمت خواجہ عبد الرحیم شیخ کمان زواید فواید در ربود و در فن انشاء اشعار طبعے موزون داشت و در جودت طبع و حسن تقریر بے نظیر بود و در حظیرہ اجداد آسود۔

شاہ فرح الدین :- معروف بہ محمد فاروق متواز نجبای این شہر بود۔ و در عالم رویا از جناب حضرت مخدوم قدس سرہ بترک دنیا ما مور شد و مطابق فرمان عالیشان از ہمہ درگذشتہ در خدمت شاہ طاہر ہارونی دست بیعت دادہ بریاضات و مجاہدات کمالات طریقت و استعداد خلافت حاصل کرد۔ انگاہ در خدمت حاجی عبد السلام دار سرمایہ سعادت و دولت ابدی اندوخت۔ و مشعل خلافت سلسلۂ کبرویہ افروخت دیارات برجستہ و صاحب حال بہم رسانید و با وجود مرجعیت انام ایام خود در کسوت سادہ بغیر طمطراق بسر می برد۔ و اصلا میل شہرت و سجادہ نشینی نمی داشت۔ و شب و روز در وجد و سماع شاغل و با حزین و آتشین عامل می بود۔ روزے از بلندی بیت در عہ بر زمین سنگ افتاد و آسیبے ببدن او نرسید فقط۔

می آرند کہ روزے در ہمسائگی او زاہدے رسید کہ تلاوت قرآت
بجہر می کرد۔ شاہ تعظیم تلاوت وے مرعی داشتہ شغل خود موقوف نمود۔ وبعد چند روز
سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم در خواب دید و فرمود ندای شاہ فرح الدین لشغل خود
مشغول باش کہ یک آہ عارف بہتر از عبادت صد سالۂ زاہد است۔ و در ۱۱۹۱ھ[1] رحلت
فرمود اندرون یا چہمہ برلن زیر نردبان حضرت سلطان آسود۔

بابا محمد مرزا:۔ داماد حاجی عبدالسلام دار بود و بتربیت آنجناب راہ سلوک پیمود
روزے فیما بین الیشان کدورتے واقع شدہ بابا عزم نمود کہ فردا در پیش شیخ عبدالرحمن
کہ درویش کامل بود روی ارادت خواہم آورد۔ شبانہ بخواب دید کہ در صحن خانۂ شیخ
عبدالوہاب نوری رسید و حضرت میرزا اکمل الدین بدخشی در انجا دید۔ آنجناب بجانب
وے خطاب فرمود کہ اے میرزا بابا اگر با سلام ملال داری پیش وہاب بیا کہ آنہم از ماست
فردا بخدمت شیخ عبدالوہاب مشرف شدہ بتربیت الیشان فایز گشت کہ تا عرصۂ ہفت ماہ
بزور مجاہدہ شرف مشاہدہ حاصل کرد۔ آنگاہ باشارۂ شیخ در خدمت حاجی عبدالسلام
رفتہ زنگ کدورت از خاطر عاطر الیشان رفع کرد و بشرف ارشاد مشرف گشت۔
گویند در وجد و حال و سکر و استغراق زبدۂ اہل وفاق بود۔ و در مزار مرشد آسود۔

شیخ سیف اللہ:۔ از خلفای برجستۂ حاجی عبدالسلام دار صاحب مجاہدہ و مشاہدہ
و اسرار بود و در عبادات و ریاضات از اقران خود گوی سبقت ربود۔ فقط۔
می آرند کہ روزے وضو کردہ از مشرب می آمد و جوانے خوش رو کہ
باوی ہوس حجازی می داشت سر راہ دید و بغیر نحیت وضو خیر باد او رسید حاجی الحرمین

[1] ۱۱۹۱ھ م ۱۷۷۷ء

برین سخن از باطن وقوف یافته۔ او را تا سه روز پیش خو آمدن نداد۔ و چون بعجز و ابتهال باز آمده در پای حاجی افتاد و همان لحظه جان داد۔ پس مرشد بزرگوار جانبازی او دیده در مزار خود مدفون ساخت۔

شیخ دولت بابائی:۔ سفال گر زاده بود و از عبد السلام دار واقف اسرار شده در اذکار و افکار زبدهٔ ابرار روزگار بود۔ مقامات عالیه و آیات بینه داشت عمری طویل یافت و در موضع چکرو[1] پرگنهٔ کوبهامه عمر خود در ریاضات شاقه بسر نمود و در انجا بخواب آخرت آسود۔ و بعد رفتن مرشد هر گاهی بشهر نیامد۔ می آرند کسی روزی زندهٔ خود با فتاب نهاده بود و کیکان کوهساری از زندهٔ او شپش با منقار دور می انگندند۔

رحمه شاه:۔ از قوم زمیندار صاحب اسرار بود و از مشایخ بسیار استفاده نمود۔ عمر خود در موضع شنلوه پرگنه حمل در ریاضت و عبادت بسر برد۔ و همیشه در میان جنگل عزلت نشین می بود۔ طالبان بر جسته بهم ساید۔ چون رحلت نمود۔ در موضع دولو[2] پرگنهٔ ناگام[3] بخاک آسود۔

بابا محمد بلخی:۔ از طبقهٔ علمای روزگار متقی و پرهیزگار شاگرد ملا امان الله دار بود۔ ایام خود بفقر و قناعت وانزوا میگذرانید و از دنیا و اهل دنیا متنفر می بود و تا حین حیات در افاده و افاضهٔ علوم صوری و معنوی شاغل می بود۔

---

[1] نرسل (دی)

[2] چھراٹ (دی)

[3] مگھر سنه ۱۱۸۱ هـ م سنه ۱۷۶۷ ء (دی)

باباعبدالله : پسوی فرزند شیخ محمد قایم بود [illegible] حضرت ملا محمد مقیم ٹوپیگر [illegible]

صوری ومعنوی فایز شده . عمر خود را [illegible] عبادت [illegible] ریاضت ومجاهدات بسر [illegible]

صاحب شوق وذوق بود . ودر سنه ۱۱۸۵ رحلت فرمود . در [illegible] آسوده .

حافظ هدایت الله : [illegible] در [illegible] محمد [illegible] حاجی [illegible]

عقلیه ونقلیه [illegible] شده آنگاه [illegible] مولوی [illegible] بود ودر [illegible]

غوث ضوابط طریقت وروابط معرفت از حضرت [illegible] ارشاد [illegible]

سردار جهان خان [illegible] پشاور [illegible] برای تعلیم ایشان [illegible]

ترصیص نمود والیشان بر سجاده [illegible] رهنمای خلق [illegible] ام [illegible]

وباطنی بسر نمود . ودر سنه ۱۱۸۱ انتقال فرمود ودر پشاور [illegible]

ملا مقصود [illegible] : در خدمت آخوند نور [illegible] تحصیل علوم ظاهری [illegible]

در پیش شیخ مقصود العلوم معنوی فایق شده عمر خود [illegible] ریاضت وتقوی بسر برده

سنه ۱۱۹۲ رحلت فرمود

مولانا محمود بلخی : از شاگردان ملا حاجی محمد وشیخ رحمت الله بود ودر خدمت بسیاری

از اولیای زمانه تربیت حاصل کرده . عالم عامل ومرتاض کامل بحق واصل [illegible]

ودر مزار شیخ گنج بخش آسوده .

شیخ محمد اشرف فتحکدلی : قدوهٔ اصحاب صفا وزبدهٔ ارباب لقا [illegible]

شاه محمد رضا در علم وعمل یکتا ودر مجاهدات وریاضات فرد [illegible]

است . ودر ریعان جوانی ذوق [illegible] [illegible]

---

۱ سنه ۱۱۸۵ھ م ۱۷۷۱ء ۲ سنه ۱۱۸۱ھ م ۱۷۶۷ء ۳ سنه ۱۱۹۲ھ م ۱۷۷۸ء

خواجۂ عبدالغنی لنگر داده باندک فرصتی طی مقامات اطوار سبعه و سیر اسیار اربعه بطریقۂ
علیه قادریه و کبرویه نمود و خط ارشاد حاصل فرمود امابنابر علو استعداد خدا داد
اجازت آنجناب درحق خود ناتمام دانسته چندے تقاعد و توقف بجای خود فرمود
پس حضرت خواجه را ازین امر اطلاعے رسیدۂ شکر رنجشے بخاطر اوشان رو داد
و حضرت شیخ اشرف بعارضۂ جسمانی همچنان بیمار افتاد که امید حیات نمانده بجائی
خود دانست که این کہالت از کدورت خاطر حضرت خواجه است. بنابران بروح مبارک
حضرت سلطان العارفین قدس سره التجا نمود. و باشارۂ آنجناب حضرت خواجه
از کدورت اوشان درگذشته حضرت شیخ صحت یافت.

آنگاه حضرت شیخ اکثر اوقات بزیارت حضرت مخدوم آمد و رفت
می داشت. و بابت یافتن مرشد کامل التجا می کرد. روزے حضرت مخدوم بروے
جلوه گر شده فرمودند که ای عزیز برو در اثنای راه مرشد کامل باتو لاحق گردد حضرت
شیخ از نزدیشان فرود آمده در اثنای راه حضرت میر محمود پانپوری دیده فرمان حضرت
مخدوم باو بیان نمود. و میر محمود در جواب گفت که هرگاه این سخن بتو فرموده اند پس
مرا هم خواهند فرمود. آنگاه میر محمود بدرگاه عالی در آمده حضرت مخدوم باو فرمودند که
ترا با این جوان عقد مناکحت بسته دادم. بعد آن میر محمود بجانب شیخ اشرف خندان
گفت و شیخ اشرف فرمود که بخیال من معنی این سخن آنست که بر معامله ما و ایشان
کسے دیگر واقف نشود. همچنانکه بر معامله خاص زن و شوهر کسے واقف نمی باشد پس
حضرت شیخ از آنجناب بطریق عالیۂ سهروردیه تعلیم و تلقین یافته بدرجۂ اعلی ارتقا نمود
و خزاین اسرار و انوار الهی بروے مکشوف گشت. امابنابر علو استعداد اصلا تسلی خاطر

او نمی شد۔ واز نوشیدن بحار زلال وصال سیراب نمی گشت

روزے جناب میر حضرت شیخ را فرمودند کہ مرا حق سبحانہ وتعالی مقام حسین ابن منصور حلاج عطا فرمود کشف کونیہ بخشیدہ بود۔ اما در ادای حقوق این عطیۂ عظمیٰ قاصر ماندم چہ حضرت حسین منصور در یکشبانروز ہزار رکعت ادا می کرد۔ ومن نتوانستم ونیز از کشف کون باعث حجاب وفتور تجلیات رب الارباب دانستم بنابران بدرگاہ کبریا التجا نمودم تا کشف کاینات از من رفع شد۔ ومقام ابن منصور ہمین تمانند آرزیت رو نمید اتم کہ ترا در کدام جا تسلی خاطر نصیب خواہد بود۔ وتا حال میان من وتو رابطۂ پیری ومریدی بود۔ اکنون من وتو باہم برابر ویکدیگر برادر ہستیم بروہر جا کہ تسلی خاطر خود می یابی بجو ومرا نیز بگو۔ فقط۔

پس شیخ یا مرشد نامدار را از ہر جا جستجو نمودہ در خدمت مولانا ابوالفتح کاٹلی سرائے یافتند وعلوم انبیا الیشان معلوم کردہ۔ حضرت میر را خبر کردند۔ آنگاہ ہر دو بزرگوار در خدمت مولانا ابوالفتح بنیت استفادہ حاضر شدند۔ وخدمت مولانا بغیر پرسیدن نام ونشان فرمودند کہ فردا بر حلقہ حاضر باشند۔ فردا ہر دو عالیشان در خدمت الیشان حاضر آمدہ آنجناب نام ہر دو از آطرف بیان کردند وگفتند شب تمامی حضرات پانپوری جمع شدہ فرمودند کہ بر میر محمود کسے را تصرف کردن نمیدہیم۔ ما نزعشہ بابا وے آمدہ باشد وحضرت میر ازین مقول بسیار دلگیر شدہ حضرت مولانا اورا اجازت خواندن نفحات الانس بخشیدند۔ فقط۔

آنگاہ حضرت شیخ از مولانا طریقۂ قادریہ ونقشبندیہ اخذ کردہ بزلال وصال مالامال گشت۔ واطمنان خاطر حاصل کرد۔ فقط۔

بعد آن حضرت شیخ در خدمت بابا عبدالشکور گنائی که از خلفای میر حسن
حداد که صاحب ارشاد بود بطریق سهروردیه استفاده نمود خط ارشاد حاصل فرمود
بالجمله حضرت شیخ الوقت[1] بود و با اکابر اولیای این دیار صحبت داشت و از هر یکی فواید
زواید حاصل کرد. و جناب ایشان خود فرموده اند که از عمر هشت سالگی تا این دم طرفة
العینے ازین دو چیز بیرون نبودم. طالب مقصود یا واصل مقصود و از بزرگے نقل
کرده اند که وے تمام شب در آه و ناله و تاسف میگذرانید. کسے از او سبب این آه و ناله
پرسید گفت که تمنای خاطر دارم که یک نفسے مثل انفاس شیخ محمد اشرف مرا دست
دهد و هرگز میسر نمی شود. و بزرگان همعصر ایشان می فرمودند که عشرِ بابا مثل خود کسے
ندیده است. ذلک فضل الله یوتیه من یشاء فقط.

می آرند که روزے ایشان بر مشرب فتحکدل وضوی کردند و حضرت خضر علیه السلام
آمده فرمود که اینوقت میر عبدالرشید بیهقی قطب عالم بود. دزدے رفیق او را پاپوش
بسرقه برد و حضرت سید مرید را گفت که دزد اینوقت بر سر عالیکدل پاپوش تو بیع می کند
برو پاپوش خود ازو بگیر و مرید دنبال او رفته پاپوش خود ازو بگرفت. حق سبحانه و تعالی بتقاضای
این ماجرا حضرت سید را خلعت قطبیت نزع کرده تو بخشید. مبارک باد. شیخ گفت اگر
من لیاقت قطبیت پیدا کرده ام پس دعای من مستجاب باید بود. فی الحال دست
برداشته بدرگاه کبریا التجا نمود الهی خطای او لطفا عفو کن. و خلعت قطبیت باز بوے
عطا فرما. گویند تیر دعای او بهدف اجابت رسیده خلعت قطبیت باز بوے عطا کردند
فقط.

می آرند که حضرت شیخ روزے با یاران خود در افاضه فیوضات بودند

---

[1] شیخ الوقت بود (ص)

حالتی و رقتی عجیب بایشان روی داد۔ چون از آنحال باز آمدند فرمودند کہ آنوقت دیدم کہ جمعی کثیر در آثار شریف منتظر دیدار موی مبارک سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم درود حضور بشوق و ذوق می خواندند۔ و ناگاہ جناب اقدس سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم جنبان سوار از حجرہ برآمدند و بجانب شہر متوجہ شدند۔ و مردم بسیاری ہمرکاب ایشان صلوٰۃ می خواندند تا کہ از سد تالاب ڈل عبور کردند آنگاہ صاحب جنپان جلوۂ دیگر بخشید کہ جمیع خلایق بخطاب یا غوث الاعظم شور و فریاد برداشتند چون چندی راہ شہر ہمچنان پیمودند۔ صاحب جنپان بازبعنوان دیگر ظہور نمود کہ کافۂ انام بلفظ یا حضرت امیر کبیر استغاثہ میکردند۔ و ہمچنان بطرف شہر میرفتند۔ آنگاہ صاحب جنپان بنوع دیگر رخ نمود کہ تمامی مردم ہمراہی یا حضرت مشکلکشا ندا می کردند و چون بر پل فتحکدل رسیدند۔ صاحب جنپان بشکل دیگر متشکل گشت کہ ہمراہیان یا حضرت سلطان العارفین می گفتند۔ چون جنپان در صحن خانۂ فقیر رسید صاحبی از جنپان برآمد من بودم فقط۔

آوردہ اند کہ یکی از یاران خود حضرت شیخ را در آخر عمر پرسید کہ این وقت قطب عالم کیست فرمودند۔ کسیکہ درین ایام از دنیا نقل کند۔ و نماز جنازہ اش دوبارہ خواندہ شود۔ پس ہمدران ایام انتقال ایشان بظہور پیوست و در صحن خانقاہ معلی ایشانرا نماز جنازہ ادا کردند۔ وقتیکہ نعش ایشان بر محل مدفون رسید۔ میان مردم اختلاف افتاد کہ آیا در نماز جنازہ ایشان چہار تکبیر خواندہ شدند یا سہ تکبیر۔ پس شیخنا شیخ اکبر ہادی برای رفع اختلاف مردم نماز جنازہ ایشان باردوم بجماعت خواندند۔ و شخصی کہ از ایشان سوال تعیّن قطب عالم

کرده بود و در زمین آمده بیهوش افتاد. و نعره ها بر کشید و بعد افاقت حقیقت حال بیان نمود فقط.

می آرند که حضرت شیخ اوایل در خدمت بقا بابای شاه آبادی[1] اکتساب علوم دینیه و انتساب فضایل علمیه کرده بود. و در آخر عمر کتاب مستطاب صحیح بخاری در خدمت مولانا شیخ محمد یحیی رفیقی بدرس خواندند و فرمودند که قبل برین در اثنای تعلیم پیران خود مقام فنائی الرسول حاصل شده بود. الحمدلله اینوقت تکمیل و تبجیل آن دو چند حاصل گشته فقط.

نقلست که حضرت شیخ را روزی یاران خود متوجه شدند که ما را درس کتاب مثنوی بگویید. و آنجناب بیت اول مثنوی را تا مدت سه روز بحث کردند و باز تشریح طلبه ماندند و فرمودند که درس مثنوی همین است و گرنه ما و شما در فهم مضامین عام برابریم. آنگاه یاران تکلیف درس بایشان ندادند. مدعا که حضرت شیخ اوقات عزیز خود همیشه در اشتغال و اعمال شریعت و طریقت و مطالعه کتب توحید و تصوف بسر میبردند. و در حالت مطالعه اکثر آثار وجد و حال از آنجناب روی می نمود. و چون از بیان معارف و حقایق دُرفشانی می کردند همه حاضران مجلس از خود بیخود می شدند فقط.

حضرت شیخنا شیخ اکبر هادی می فرمودند که روزی حضرت شیخ معنی نفی و اثبات بدین طریق بیان کردند لا معبود الا الله یعنی در هر مکان و در هر زبان معبود حقیقی اوست. چه در مسجد و چه در بتخانه چه در کعبه و چه در کنشت

---

[1] بابا بقای شاه آبادی (د ی)

درواقع ہر عابد چہ مسلم وچہ کافر اورا می پرستند۔ رباعی۔

یک لمحہ زرخسار تو در خانۂ کعبہ — یک تار سر زلف تو در دیر مغان است
زان روست گر اینجا ہمہ لبیک و نفیر است — زان مُوست گر اینجا ہمہ فریاد و فغان است

مسلمان گر بدانستے کہ بُت چیست — بدانستے کہ دین در بُت پرستی است
اگر مشرک ز بُت آگاہ گشتے — چرا در دین خود گمراہ گشتے

لا مقصود الا اللہ یعنی بحقیقت مقصود ہر کدام در ہمہ حال اوست وہمہ اورا می طلبند چہ غافل وچہ آگاہ یعنی باخبر در باخبری وبیخبر در بیخبری۔ رباعی

میل خلق جملہ عالم تا ابد — گر شناسندت وگرنہ سوی تست۔
جز ترا چون دوست نتوان یافتن — دوستیٔ دیگران بر بوی تست۔

دوست دارم خویش را تا دوست میدارم ترا۔ لا موجود الا اللہ یعنی ہمہ اشیاء وہمہ ذرات عالم بوجود او موجود اند۔ بلکہ باعتبار تنزلات وجود ذرات ہمہ عالم عین وجود اوست غیر اورا خود وجودے نبودہ اگر لفظ غیر میگویند ہم تعبیر از وست رباعی

درین جام دیدم بعین الیقین — نمود است غیر تو یعنی نبود
کجا غیر و کو غیر و کو نقش غیر — سوی اللہ فی اللہ ما فی الوجود

— رباعی

در دیدہ عیان تو بودۂ من غافل — در سینہ نہان تو بودۂ من غافل
عمریست کہ در جہان ترا می جستم — خود جملہ جہان تو بودۂ من غافل

— رباعی

ہر نقش کہ او خواست بدان نقش برآمد — پوشیدہ ہمان نقش بدان نقش عیان شد
ہم پردہ برانداخت زرخ کرد تجلی — ہم پردۂ خود گشت پس پردہ نہان شد

— رباعی

ہر نقش کہ بر صفحہ ہستی او پیداست — این صورت آنکس کہ این نقش آراست

دریای کہن راچو برزند موج نو   موجش توانند فی الحقیقت دریاست

وہم این معانی بدستخط خاص بر بیاض خود نوشتہ گذاشتند

انتقال آنجناب بتاریخ چہارم ماہ ذوالحجہ ۱۱۹۵ھ[1] واقعشدہ۔ متصل مسکن خود ان

فتحکدل بالاتر بر لب دریا مدفون است۔ "واشرف خدا جو" تاریخ مشہور رحمۃ اللہ علیہ

خواجہ زمان دار:۔ از احفاد خواجہ یعقوب دار بود سی ہزار روپیہ منصب

داشت و از راجۂ لداخ ہم اورا پانزدہ ہزار روپیہ بابت وکالت معین بود در انحال

بتوفیق ازلی ترک دنیا کردہ درخدمت خواجہ عبدالغنی لنکروی ارادت آورد۔ و در

اندک زمانے منازل سلوک طے کردہ۔ رتبۂ ارشاد حاصل نمود و اکثر اوقات

در استغراق می بود سکر و مستی و وجد و حال غالب داشت۔ روزے بر دریای

بہت سر روزان نشستہ بود۔ و گویندۂ درمیان کشتی بلحن عراق میسرود۔ و خواجہ

بمعۂ دریچہ از خانہ برآمدہ درمیان بہت بر سر آن گو تیارہ رسید بعد ساعتے بمعۂ طاق

باز آمدہ بجای خود آرمید فقط۔

شاہ عنایت اللہ:۔ از مریدان عبدالغنی لنکر صاحب جذبہ و حالات

عجیبہ بود۔ سالہای بسیار پہلو بر زمین نہ نہادہ۔ و تمام شب بدو زانو نشستہ

جنبش نمی کرد۔ و بزور مجاہدہ کشف کونیہ حاصل کردہ بود۔ روزے با جمعے از

یاران بسیر دہ رفتہ بود۔ چون بر سر پشتۂ بلند رسیدند۔ باران بارید حضرت

شاہ راجامہای تود ہمچنان خشک بود۔ ویکے از یاران در حالت بارش باران

گفت کہ اینوقت ہر گاہ برنج بریان و شکری بود خوب لذت می داد۔ فی الحال

---

[1] مصرعہ (ی) سنہ ۱۱۹۵ھ م ۱۷۸۱ء

حضرت شاہ قدرے برنج بریان وشکر از بغل کشیدہ ، بادداد ... چون فرو الشہر آمدند شخصے گفت کہ من حضرت شاہ فلان ... دیدم کہ برنج بریان وشکر خریدمی کرد فقط ۔

آنگاہ بشوق دیدن مردان بہند رفت ۔ و در انجا بخدمت شاہ کلیم اللہ و میر محمد صدیق و شاہ ابو الفیض و شاہ محمد حسین کمل پوش و علامہ شہید بہرہ ہا اندوخت ۔ چون رحلت نمود ۳۰ ربیع الاول سنہ ۱۱۹۴[1] در ملہ کواہ آسود ۔

بابا فقیر اللہ رفیقی مرید شیخ عبد الغنی لنکر در ریاضات و مجاہدات بے ہمتا بود روزے از دریچہ خود دید کہ شیخ عبد الغنی براہ بازار می رفت ۔ یکبار از دریچہ پرواز آوردہ برپای شیخ افتاد و شیخ او را ازچنین افعال زجر فرمود ۔ و در مزارکابا آسود ۔

شیخ مصطفی رفیقی فرزند شیخ معین الدین رفیقی بود ۔ و دختر نیک اختر ملا محمد مقیم در عقد داشت ۔ ہمیشہ بزیور ورع و تقوی آراستہ و بحلاع علوم صوری و معنوی پیراستہ زبدۂ ارباب حال بود ۔ ہم ماہ رجب سنہ ۱۱۹۴[2] انتقال نمود ۔ و در مقبرۂ اجداد خود آسود ۔ غوث بے شبہہ تاریخ است ۔

نورہ بابای مخدومی :۔ نواسۂ نتبہ بابو بود و در عنفوان جوانی راہ خدا پیمود ۔ و با بسیاری از اولیای دہر و درویشان شہر ملاقات نمود ۔ و در خدمت خواجہ عبد اللہ بلخی بیعت کردہ بریاضات و عبادات عامل شد و از اقران خود فاضل گشت ۔ و ہنگام سفر دہلی فصوص الحکم و عوارف شریف را در خدمت علامہ شہید

۱۔ سنہ ۱۱۹۴ ھ م سنہ ۱۷۸۰ء

۲۔ سنہ ۱۱۹۴ ھ م سنہ ۱۷۸۰ء

گذرانید و از انجا بسفر حجاز ممتاز شده در مدینهٔ منوره از شیخ ابوالحسن مهدی سند
حاصل کرد. و نیز در انجا شیخ سلیمان عارفے معروف بود که باسرور کائنات زیر دریچهٔ
روضهٔ مطهره علانیه سخنها می کرد. روزے نوره بابا همراه عارف مذکور زیر دریچه
رفته بدیدار فیض آثار سرور کائنات صلی اللہ علیه وسلم مشرف شد و مدتے بیهوش
افتاد. چون بهوش آمد عارف را التماس نمود که در خدمت سرور کائنات عرض نماید
که من در مزار بقیع مدفون باشم. عارف بعرض حضور رسانید که نوره بابا میخواهد که
در انجا بماند. ناگاه خرقه پوشی حضرت بته مالو بود انگاه نوره بابا بوطن رجعت کرده.
در عمر خود بغیر خلوت و ریاضت شغلے نفرمود. و در سنه ۱۱۹۵ه[1] ۲ رجب در مقبرهٔ شیخ بته مالو
آسود.

بابا محمد اکبر فرزند بابا محمد اعظم بن اخوند ملا سهروردی بود. و پدر و مادرش
در صغر سن از سر گذشت. پس در حوز تربیت بابا محب اللہ آسود. و در خدمت
شیخ محمد چشتی و شیخ الاسلام شهید فیوض ظاهری و باطنی اخذ نمود. و از اولیای
شهر و بزرگان دهر بهره ها اندود. و در ماه صفر سنه ۱۱۹۵ه[2] در مقبرهٔ جد خود آسود.

شیخ محمود چشتی فرزند شیخ جلال الدین چشتی صاحب حالات عجیبه بود. و با حضرت
شیخ محمد چشتی دست بیعت داد. عمر خود در مجاهده گذرانید. و در قصبهٔ باره موله مدفون
است.

شیخ عبدالکریم چشتی از مریدان شیخ محمد چشتی بکمالات صوری و معنوی ممتاز بود

ظاهر شده. عرض نمود که مادرش هر روز پیش من گریه میکند و او را بکشمیر بفرستید و آن خرقه پوشی

۱. سنه ۱۱۹۵ه م سنه ۱۷۸۰ء
۲. سنه ۱۱۹۵ه م سنه ۱۷۸۰-۸۱ء

روزے بمسجد جامع رفت و در اثنای راه باران بشدت بارید چون حضرت شیخ
در مسجد جامع در آمد پوشاک او تمام خشک بود ۔ و در ایام قحط سالی یک من برنج
در پاس گذاشته بود که تا آخر قحط هر روز از آن راتبہ میکشیدند و میخوردند و آن
یک من برنج همچنان موجود بود ۔ چون رحلت نمود در باغبان پورہ آسود ۔

بابا عبدالوہاب :۔ از احفاد خواجہ مسعود پانپوری بکمالات صوری و معنوی
ممتاز و در ریاضات و مجاہدات جانباز بود ۔

شیخ محمد افضل بن شیخ مسعود بن شیخ محمد فاضل زونیمری است از والد ماجد
خود شیخ مسعود تربیت و تعلیم طریق معنویه یافته ۔ در ریاضات و مجاہدات جانبازی
ہا نمود ۔ و خط ارشاد حاصل کرده بر سجادهٔ شیخیت اتکا نمود ۔ و خلق خدا را فیض
بخشی فرمود ۔ حالات نادر از و صادر می شد ۔ عمر خود بوضع سادگی در لباس ستوده قرجانی
و نیکنامی بسر برد ۔ در سنہ ۱۱۹۶[1] انتقال فرمود و در مزار اجداد آسود ۔

مسعود شاہ :۔ در اوایل بملازمت حکام اہتمام داشت ۔ روزے از زبان
شیخ محمد مسعود زونیمری قصهٔ ہدایت و انابت شعوانہ شنیده موثر گردید ۔ و از اقوال
شنیعهٔ خود فی الحال تایب شده با شیخ مسعود دست بیعت داد ۔ و در ریاضات
و عبادات جهد بلیغ نموده ۔ طی مراحل و مقامات سلوک فرمود ۔ بفرمان مرشد خود
بر تربیت شاه محمد صادق قلندر منزوی شده جذبات و حالات عجیبہ بہم رسانید ۔ و عمر
عزیز خود در وضع قلندری بسر برد چون رحلت نمود ۔ بیرون خطیرهٔ حضرت شاه آسود

[1] سنہ ۱۱۹۶ ـ دوم سنہ ۱۷۸۱ء

میان گل محمد کنگال :۔ وطن اصلیش اکبرآباد بود۔ و در خدمت مشایخ کرام و اولیای عظام بہرہ اندوز صحبت گشتہ بتربیت و تلقین ایشان ریاضات شاقہ بعمل آورد۔ تا بدرجۂ اعلیٰ اعتلا نمود۔ و در حدود پکھلی مدتے بعزلت وانزوا گذرانید۔ چون بجانب کشمیر نہضت فرمود در میان خانقاہ دار القرب قدیم چندے بسر برد۔ بعد آن در خدمت حافظ عبد الصبور پکھنو شرفیاب صحبت گشتہ۔ کارش بجذبہ بستی و غلبۂ حال انجامید۔ آنگاہ بطرف پکھلی باز نہضت کردہ مدتے در انجا توقف فرمود۔ و در عہد حاجی کریم داد باز خطۂ کشمیر را رونق بخشیدہ طالبان خدارا فیض بخشی نمود۔ و جمعے کثیر را تباثیر صحبت ایشان درجۂ شہود حاصل گردید۔ بعد چندے باز بطرف پکھلی رجعت فرمودہ۔ در سنہ ۱۱۹۸[1] رحلت فرمودند و در پکھلی آسودند۔

میر محمد عالم قادری بن میر ابو القاسم از شاگردان علامۂ شہید لعلوم صوری و معنوی مستفید بود۔

شیخ عبد الستار :۔ برگزیدۂ افراد روزگار و مہذب الاطوار بود۔ عمر خود در ورع و تقویٰ بسر نمود۔

بابا محمد :۔ از احفاد حضرت شیخ داؤد خاکی منبع سرچشمۂ فیوض و شرفناکی بود۔

میر نظام الدین :۔ از سادات ملارٹہ متولی خانقاہ معلّٰی تلمیذ رشید ملا نور الہدیٰ۔ و خلیفۂ خاص شاہ ابو البقا بود۔ در سنہ ۱۱۹۸[2] رحلت نمود و در صحن خانقاہ معلّٰی آسود۔

---

[1] سنہ ۱۱۹۸ھ م سنہ ۱۷۸۳ء [2] سنہ ۱۱۹۸ھ م سنہ ۱۷۸۳ء

حاجی محمد مسکین: - خلیفۂ شاه ابوالبقا صاحب ورع و تقوی. و در مجاہدہ فرد یکتا بود. در قصبۂ بارہ مولہ آسود۔

شیخ عطاء اللہ در بہ گامی پدرش کہ نو مسلم بود. در صغر سن او را از سر گذشت. آن عزیز چون بسن تمیز رسید. سوز و گداز سے بہم رسانید و از روح سلطان العارفین و سید محمد عالی پہکر پوری[1] تربیت راہ باطنی یافتہ. کشف قبور و حالات دیگر ازو ظہور نمود. بعد آن باشارہ غیبی در خدمت شاہ ابوالبقای قادری شرف انابت حاصل کرد. از معارج سلوک عروج نمود. و راہ مکاشفہ عالم شہود بکشود. و خواجہ امیر الدین پہکلیوال کہ مرید او بود می فرمود کہ من در خدمت ایشان سوال کردم کہ نور طور اخفا چگونہ است تبسمے کردہ فرمود کہ نور آن سبز است و کم کسے در انجا رسیدہ است. اگر بفضل او تعالیٰ کسے را دست دہد دو نیست. بعد چندی از کلیات حضرت امیر کبیر قدس سرہ ہمچنان حقیقت نور اخفیٰ دریافتم کہ رنگ آن سبز است و کم کسے در انجا رسیدہ. مدعا کہ حالات و کمالات او افزونست. و در موضع در بہ گام مدفون. رحمۃ اللہ علیہ۔

حافظ داؤد اعمیٰ: - مردے متورع و متشرع مرید شاہ ابوالبقا بود. و با ارباب صفا صحبت داشت. آخر عمر بشہر آمدہ در جوار آستانہ سید حبیب سرخانی متمکن شد. و مدتے در انجا بعزلت و انزوا در یاد خدا بسر برد. و در سنہ ۱۱۹۹ھ[2] رحلت نمود. و در جوار آستانہ حضرت سید آسود۔

---

[1] پہکری پورہ (ص)

[2] ۱۱۹۹ھ م ۱۷۸۴ء

ملا محمد عاصم :- پسر ملا محمود بلخی عالم فاضل و عامل بود۔ اولاً در خدمت بابا مقصود نقشبندی۔ ثانیاً در خدمت خواجہ عبد الرحیم شیخ کمال انتساب طریق طریقت درست نمود در مقبرۂ آبا آسود۔

محمود بابو :- در موضع وین پرگنہ وہو سکونت میداشت۔ واز شیخ عبد الوہاب بانپوری تربیت و تعلیم راہ معنوی حاصل کردہ۔ در ریاضت و مجاہدت جانبازی ہا نمود۔ و اوقات خود بسادگی و بے تکلفی بسر برد۔ واز دنیا و اہل دنیا استغنا میکرد چنانچہ آزاد خان آرزوی ملاقات او شان کردہ بود محصل نگشت۔ عمر خود ہمیشہ در مسجد گذرانید۔ ۱۴ ربیع الاول سنہ ۱۲۲۰ھ[1] رحلت نمود و در موضع مذکور آسود۔

شیخ شرف الدین رہگیر :- بجاذبۂ عشق الٰہی از ملا عبد السلام وکیل شرف بیعت و انابت حاصل کردہ در مجاہدات و ریاضات بسیار کوشید۔ و رابطۂ او بدرجۂ مشاہدہ رسید چون خلعت ارشاد پوشید سرچشمہ ہای فیضان نامتناہی از خاطر او بجوشید و جمعی کثیر بدرجۂ مشاہدہ رسانید۔ آخر ہا در حلقۂ توجہ خواجہ عبد الرحیم شیخ کمان قایز گردید و کتاب روضۃ الشرف و روضۃ السلام در بیان حالات ملا عبد السلام و حضرت خواجہ عبد الرحیم شیخکمان کہ مشحون از اسرار است۔ از آبشار طبع او بچکید۔ و در سنہ ۱۲۰۵[2] عشرۂ جمید الاول در مقبرۂ مرشد بزرگوار خود عزلت پسندید۔ تاریخ۔

خبر سال وصالش ز خرد جستم دوش   شرف اہل یقین عارف باللہ آمد

ملا محمد سعید گندسو   عرف بخاری عالم تحریر و عارف صاف ضمیر شاگرد ملا محمد مقیم

---

۱ سنہ ۱۲۲۰ ھ م سنہ ۱۸۰۵ء

۲ سنہ ۱۲۰۵ ھ م سنہ ۱۷۹۰ء (ا مجمۂ الشرف (ن)

بود کتاب مستطاب صحیح بخاری معہ اسناد تمام از بر داشت۔ لاجرم او را بخاری میگفتند و بعد اکتساب علوم عقلیہ و نقلیہ دست انابت بذیل عاطفت ملا عبدالسلام وکیل زدہ طی مراحل سلوک نمود و بدرجۂ اعلیٰ ارتقا فرمود۔ و احادیث صحاح ستہ بخدمت آنجناب گذرانیدہ سند و اجازت آن حاصل نمود و عمر عزیز خود در تجرید و تفرید بخانۂ بزنۂ خود شیخ محمد افضل زونیمری گذرانید۔ آخر عمر در شاہ آباد رفتہ در ۱۲۰۸ھ[1] رحلت گزید۔ و در موضع منڈاہ بخواب استراحت آرمید۔ و نشاء کمالات او از تصانیف عالیۂ او ہویداست۔ چنانچہ ترجمۂ کلام قدیم موسوم بمفاتیح البرکات و شرح کبریت احمر و جلایل الدعوات نتیجۂ طبع وقاد اوست۔ تاریخ۔

وفاتش خرد با دل سیف گفت سعید ازل شد بجنت روان

شیخ عبداللطیف بیک ؒ :۔ از مریدان جلیل القدر ملا عبدالسلام وکیل صاحب ریاضت و تبجیل بود۔[2]

بابا محمد نظام :۔ برادر زادۂ بابا مقصود مخدومی بود از ملا سلیمان تلمذ نمود و در طریق طریقت و استقامت شریعت ممتاز۔ و در مجاہدہ جانباز بود۔ در صحن آستانۂ حضرت مخدوم آسود۔

شیخ محمود خلف شیخ رحمت اللہ شاگرد پدر بزرگوار خود و خلیفۂ خواجہ اعظم دیدہ مری است صاحب حالات عجیبہ بود۔ در مزار اجداد آسود۔

شیخ عبدالسلام :۔ مرید شیخ عبدالصبور نو مسجد بود قریب چہل سال در مسجد میر محمد امین ویسی

---

[1] ۱۲۰۸ھ ھم ۱۷۹۳ء

(۱) در محلہ سیدہ واری علاقہ خانیار سرینگر (ج)۔ بودہ بخاک آسود (ی)۔

گذرانید مصدر حالات و کمالات بود۔ در مقبرۂ خواجہ اسحٰق ناو چو متصل روضۂ سید بزرگوار سمت مشرق آسود۔

شاہ توفیق خجندی :۔ بوقوع حوادثات زمانہ از وطن خود جدا شدہ بعمر بیست و پنج سالہ در کشمیر رسید و بخدمت شاہ عبداللطیف در طریق طریقت مستفید گردید و لبعد ارتحال آنجناب در حلقۂ ارادت خلیفہ عبید اللہ زلوتی داخل شد و از خواجہ عبدالرحیم شیخ کمان نیز استفادہ نمود تا کہ بکمالات طریقت فایق گشتہ۔ عمر خود در مجاہدہ و مشاہدہ بسر برد و در سنہ ۱۲۰۵[۱] در مقبرِ سید کبیر بیہقی انتقال[۱] پذیرفت۔

بابا محمد مقیم سلطانی :۔ خلیفہ شیخ عبدالحق تونانی است۔ گویند ہمیشہ در بحر استغراق مستغرق می بود۔ کہ بوقت اقامت نماز اورا می جنبانیدند۔ و حاجتمندان بوقت خوردن طعام او را التماس می کردند کہ درآنوقت باخود می بود۔ وقتیکہ مرشد او شیخ عبدالحق در سفر حج میان جہاز انتقال فرمود بابا را در کشمیر اشک جاری شدہ گفت مرشد من امروز درمیان جہاز جان بحق تسلیم نمود۔ و اہل جہاز تکفین او کردہ درمیان دریا انداختند و لاشۂ وے تا جدہ ہمراہ جہاز می رفت۔ و در انجا دفن کردند فقط۔

مدعا کہ بابا در کشف و شہود لاثانی[۱] بود و ایام جوانی در تجرید گذ

آخر عمر روزے در خدمت عبدالوہاب نوری نشستہ بود سہ بار لفظ تقصیر بر زبان آورد شیخ سبب آن پرسید۔ گفت مرا از غیب ندا آمد کہ تنخواہی بکن من تقصیر گفتم باز ندا

---

[۱] سنہ ۱۲۰۵ ھ م سنہ ۱۷۹۰ ء (۱) در محلہ سیدہ واری علاقہ خانیار سرینگر (ج)

(۱) بودہ بخاک آسود (ی)

(۱) فرد لاثانی (ی)

رسید کہ دو زن بگیر تقصیر گفتم۔ بار سوم ندا کردند کہ سہ زن بخواہ باز تقصیر گفتم شیخ گفت
مبارک باد کہ بسنت مامور شدی بابا گفت استطاعت آن ندارم حکیم۔ شیخ گفت کہ بہ
ہندوستان برو کہ ترا بضاعت حاصل شود۔ پس بگفتۂ ایشان بہندوستان رفت
و مبلغ بسیاری فتوح آورد و در انجا سہ بار متاہل شد۔ می آرند کہ دیوانخانۂ شیخ عبد الوہاب
از یکجانب طاق می افتاد باوجود ترمیم مستحکم نمی شد۔ پس بابا مقیم متوجہ شدہ گفت
کہ در زیر این دیوار دو سید نامدار یکے سید بدر الدین و دوم سید نور الدین از یاران
حضرت امیر مدفونند چون بگفتۂ او خس و خاشاک از انجا بر داشتند۔ دو تربت سنگین
ظاہر شدند فقط۔ در محلۂ سازگری پورہ مدفون است۔

بابا محمد فاضل:۔ فرزند بابا محمد کاظم از خدمت والد ماجد خود و میر عبد اللہ منطقی تلقین
باطنی حاصل کردہ مرشد زمانہ و فرد یگانہ شد۔ و صبیۂ صلبیہ او در عقد میر نجم الدین منطقی بود۔
در سنہ ۱۱۹۹[1] انتقال نمود۔ و در مقبرۂ اجداد آسود۔

بولہ بابای قادری:۔ مرد سے مرتاض و جانباز در محلۂ بتہ مالنہ میبود۔ میر
بہاء الدین قادری می فرمود کہ من از خدمت ایشان اجازت نماز تہجد دریافتم و
بخاطرم گذشت کہ ایشان امّی ہستند چگونہ سورۂ یاسین در نماز تہجد بجای ضم سورہ
می خوانند۔ آنجناب باشراف دانستہ سورہ اخلاص بجہر خواندند۔ چون لفظ ہو اللہ احد
از زبان مبارک کشیدند۔ وجود ایشان از جای خود برخاستہ در ہوا رفت۔
و بعد ساعتی باز بر زمین آمد گویند روزے آب و ہن بطرف عراق انداختند و ہما
ن وقت حضرت محبوب سبحانی قدس سرہٗ بروے جلوہ گر شدہ۔ شرمندہ شدند کہ چرا آب دہان بطرف

---

[1] سنہ ۱۱۹۹ ھ م سنہ ۱۷۸۴ ع

ماانداختی۔ فی الحال منفعل شدہ تا یک ماہ گریہ میکرد۔ در ۱۲۰۲سنہ[1] رحلت نمود۔ درمقبرۂ بتہ مالُو آسود۔

نُوندہ پالو :- مرید سید غلام شاہ آزاد بود۔ روزے برکنار چشمۂ زیون مراقبہ کردہ بود۔ و سید بزرگ شاہ قادری پیش رو داشت۔ ناگاہ یک افعی آمدہ در آستین او درآمد۔ سید از غایت ہیبت ہیچ نتوانست گفت۔ بعد ساعتے از آستین او برآمدہ بر دامن سید نشست و عاقبت بطرفے گذشت۔ مدعا کہ وے درویشے کامل و فاضل بود۔ مدتے در آستانۂ چرار بعزلت گذرانید۔ بعد آن در پاتور میان غارے منزوی شدہ عمر خود در آنجا بسر برد۔ بتاریخ سلخ ذی قعدہ ۱۲۱۵سنہ[2] رحلت نمود۔

عبدالسلام قادری مرید شیخ عبدالصبور قادری صاحب حالات و کرامات بود۔ عمر خود در مسجد لال شاہ نشستہ بریاضت و تقویٰ گذرانید۔ و در ۱۲۰۷سنہ[3] نقل فرمود۔ و در آنجا آسود۔

ملا عابد کاوسو :- از احفاد ملا یوسف کاوسو بود۔ و در خدمت ملّا عبدالسلام وکیل بیعت نمود۔ بعد انتقال ایشان اجرای طریقہ فرمود۔ صاحب مکاشفہ و حالات عجیبہ بود۔ در ۱۲۰۶سنہ[4] نقل فرمود۔ و در مزار آبا آسود۔

---

[1] ۱۲۰۲سنہ ھ م ۱۷۸۷سنہ ء

[2] ۱۲۱۵سنہ ھ م ۱۸۰۰سنہ ء

[3] ۱۲۰۷سنہ ھ م ۱۷۹۲سنہ ء

[4] ۱۲۰۶سنہ ھ م ۱۷۹۱سنہ ء

شیخ عبدالرزاق نقشبندی مولدش قصبۂ سوپور بود۔ و ہنگام جوانی بطرف پکھلی رفتہ مدت شش سال در خدمت بزرگے گذرانید۔ اتفاقاً آن روشن ضمیر بطرف کشمیر نہضت کرد موصی الیہ برخلاف مرضی او بیا ہور رفت۔ و چند روز در انجا سرگردان بود آن پیر براہ عام اورا دست بگرفتہ بدلاسا و مدارا جانب کشمیر راہی ساخت چون در شہر ورود یافت۔ در خدمت ملا عبدالسلام و کیل در گذشت۔ و آنجناب در مجلس دوم اورا التعلیم و تلقین راہ معتے نمودہ۔ در اندک فرصتے خط خلافت باو بخشیدند۔ در ۱۲۰۹ھ[1] رحلت نمود و در محلۂ وانٹہ پورہ آسود۔

میر محی الدین قادری خلف و خلیفۂ میر بہاء الدین قادر لیست باستعداد خداداد در خدمت ملا محمد مقیم لعلوم صوری و معنوی حالات عجیبہ و کمالات غریبہ حاصل کردہ در خدمت بزرگان طریقت کہ در آنوقت مسند آرای شیخیت بودند روی ارادت آوردہ از ہر کسے اخذ فواید زواید فرمودہ در ورع و تقوی و جود و سخا از اقران خود گوی سبقت ربود و مدت پنجاہ و سہ سال بر جادۂ طریقت استقامت ورزید و خوارق و عادات و غلبۂ کمالات ازو صادر گردید۔ و بعمر شصت و شش سال از دنیا رحلت گزید۔ و در خطیرۂ آبای خود مضجع پسندید۔ و بر جنازۂ او بیرون مسجد جامع قریب دہ ہزار مردم جمع شدند۔ تاریخ۔ شد از دم مہ تابندہ پنہان (۱۲۱۱ھ[2])

میر نظام الدین قادری فرزند میر محی الدین قادر لیست در عنفوان جوانی بذوق خدادادی در خدمت شاہ عنایت اللہ قادری دست بیعت دادہ سعادت جاودانی

---

[1] ۱۲۰۹ھ دوم ۱۷۹۴ء

[2] ۱۲۱۱ھ دوم ۱۷۹۶ء

و گنج اسرار پنهانی حاصل نمود۔ پس از روی حسن استعداد و وسعت خداداد در خدمت میر محمد عالم قادری و ملا نور اللہ کنٹ استفادۂ علوم صوری و معنوی نموده بدرجۂ اعلیٰ ارتقا فرمود۔ و در خط و انشا و املا مهارتے عجیب داشت۔ بعد انتقال والد ماجد سجاده اجداد را رونقے تازه بخشید۔ و تاریخ خلافتش خلیفۂ سید عبدالقادر یافته اند۔ در ترویج طریق طریقت و اشاعت امور شریعت سر آمد اہل روزگار بود۔ در ۱۲۱۵ھ رحلت نمود۔ و در محوطۂ اجداد آسود "قطب دنیا نظام اولیا" تاریخ است

شاه فضل اللہ فرزند برومند شیخ عبدالوہاب نوریست۔ بعد اکتساب علوم عقلیه و نقلیه از ملا محمد مقیم مقدمۂ قیصری و رسائل تصوف بدرس خوانده۔ از ملا اکبر بارخانت علم قرأت آموخت۔ پس بعمر یازده سالگی دست ارادت بدامن عاطفت شیخ نعمت اللہ کلوزده بریاضات شاقه عامل و در علم معنوی کامل گشته۔ بعد ارتحال آن صاحب کمال بخدمت بابا محمد مقیم سلطانی رفته اجازت طریقۂ یسویه حاصل نمود انگاه در خدمت والد ماجد خود بخلعت خلافت ممتاز گشته در مجاہده و ریاضت بسیار کوشید۔ که در اکثر شبها بوضوی عشا نماز اشراق می کرد۔ و در افادۂ مردم ہمیشه شاغل می بود فقط۔

می آرند که مریدے در پیش شیخ محمد اشرف درویش اظهار کرد که بخانۂ آقای من دزدان در آمدند۔ و مال و منال او بغارت بردند۔ ہر گاه امروز دزد ظاہر نشود۔ البته تهمت دزدی بمن منسوب گردد اکنون مرا اعانت فرمائید بابا محمد اشرف گفت بیا پیش فضل اللہ میرویم و از و استعانت نمائیم۔

۱۔ ۱۲۱۵ھ م ۱۸۰۰ء

چون پیش شاه فضل الله رسیدند و اظهار مطلب خود نمودند. شاه بجانب مرید
گفت که همین وقت برو از فلان کبابی برای مانان و کباب بیار تا که در حق او دعا
میکنیم چون آن مرید پیش آن کبابی رفت بر جامهٔ چرکین او تارهای زرین درخشان
دید. فی الحال در دوکان او در آمده مال مسروقهٔ آقای خود بدر کشید فقط.
مدعا که حضرت شاه فرید زمانه بود دهم ماه صفر ۱۱۷۱ھ رحلت فرمود
و در مقبرهٔ سید نورالدین پهلوی پدر بزرگوار خود آسود. و ملا نور الله مانجی امام جنازهٔ
او بود. وی فرمود که امروز تعزیهٔ تمام اهل عالم است که مثل او شیخی صاحب
الشریعة والطریقة بعد ازین نخواهد بود.

شاه حفیظ الله فرزند دوم شیخ عبدالوهاب نوریست بعد اکتساب علوم
ظاهری در خدمت والد ماجد خود طی منازل سلوک نموده خط ارشاد حاصل نمود و
با فاضهٔ خلق عامل شد. می گفت که پدر بزرگوار من می فرمود که ای حفیظ الله
با سماع شنیده باش که شاه فضل الله رعایت شرع و تقوی غالب است
و از سماع احتراز میکند. مدعا که حضرت شاه فرد یگانه و فخر زمانه بود. و پیش
از برادر خود چهار سال انتقال نمود.

بابا محی الدین پاندانی در عنفوان جوانی بذوق و جدانی از شیخ عبدالوهاب
نورانی سراغ راه خدادانی دریافته. از امور نفسانی و فتور شهوانی اجتناب نمود.
و در ایام زمستان حمام شیخ را گرم می کرد. و شبانه پای مبارک ایشان بر سینه
نهاده میمالید و مینالید. و تنیکه غافل می شد شیخ بپای خودش بیدار می کرد.

سنه ۱۱۷۱ھ دهم صفر

و بعد انتقال آن زبدهٔ رجال از خواجه قایم تیلو شرف ارشاد حاصل کرده فایده چون
بسیار کوشید. صاحب ذوق و شوق بود. از کشف و کرامات او نقلها مشهور است
بتاریخ ۱۴ ماه شوال سنه ۱۲۴۵ھ[1] نقل فرمود. و در خانهٔ خود آسود.

مولانا محمد اسلم ٹوپیگرو. وفرزند خواجه محمد اعظم ٹوپیگرو است. چون ذوق
خدا طلبی بهم رسانید باجازت بزرگے در مسجد عالی معتکف گشت. و در عرصهٔ ده
روز بغیر دو خوشه منتک هیچ نخورد. بعد حصول مکاشفه بگفتهٔ بزرگے دیگر در
خانقاه شاه بدیع الدین که میان گورستان واقع بود یک چله کشید. و همیشه
تا دو پهر روز در مدرسه بتعلیم و تدریس خلق مشغول بود و آخر روز در عیدگاه رفته
کسب نظر می کرد. عاقبت باشارهٔ باون شیخ که خلیفهٔ میر حسن جان مجذوب بود
در خدمت شیخ عبدالوهاب نوری شرف سعادت حاصل کرده طریق طریقه پرورده آموخت
و چراغ معرفت افروخت. و سرمایهٔ خلافت اندوخت گویند صبیهٔ میر ابوالفتح گیرو
در عقد او بود در فن خط آطی و قطعه نویسی همتا نداشت. یکسال پیش از وفات
شیخ ۱۹ ماه رجب سنه ۱۱۸۱ھ[2] در پرگنهٔ شاه آباد در میره میدان نزد پدر آسود.

دایم شاه درویش :- در حدود نوشهره می بود. و دست انابت بدامن
آخوند نورالدین زده فی الفور طی مقامات سلوک نمود و بخلافت ممتاز گشت. همواره
در زاویهٔ خمول نشسته مشغول ریاضت می بود. و از کار درزی قوت می کرد.
می آرند که چهار هزار و چهار صد بار ذکر نفی و اثبات بیکدم می کرد. و حجرهٔ او نیز در
حرکت آمد.

---

[1] سنه ۱۲۴۵ھ م سنه ۱۸۲۹ء [2] سنه ۱۱۸۱ھ م سنه ۱۷۶۷ء

بابا فقیر الله فرزند آخوند نور الدین نوشهری است از والد ماجد خود تربیت راه معنوی یافته بدرجهٔ اعلی اعتلا نمود. عمر عزیز خود در اشغال واذکار و اوراد گذرانید.

شیخ منور حطی:- از یاران برگزیدهٔ شاه فرح الدین در وجد و حال صاحب کمال و زبدهٔ افراد رجال بود. و بغیر قال الله و قال رسول الله[1] و مقولات مشایخ هیچ سخنے از امور دنیوی بر زبان نمی آورد. عجیب ذوقے و شوقے داشت. ۱۸ ربیع الاول سنه ۱۲۳۸ھ[2] انتقال نمود. و جوار مرشد بزرگوار خود درون پاچهه برن آسود.

بابا عزیز الله حطی:- خلیفهٔ شاه فرح الدین متشرع و متورع و مرتاض و محتاط بود عمر خود در افاده و استفاده گذرانید. در صحن خانقاه معلی مدفون.

صدیق خان:- از قبیلهٔ بانجیان بود. بتوفیق ازلی در خدمت شاه فرح الدین روی ارادت آورده طی مراحل سلوک نمود. و در موضع رهمه پوره مدت العمر منزوی شده خلفای برجسته بهم رسانید. و در موضع مذکور آسود.

شیخ فاروق نارو:- از مریدان شاه فرح الدین است چشمے گریان و دلے بریان داشت. همیشه در وجد و حال می بود. و بغیر رقص و سرود نمی آسود. شبے در میدان می گردید. چون مانده شد سنگے دید و نشست و بران سنگ اتکا نمود. و بموجب گرمی سنگ قرارے یافت. چون صبح دمید برای نماز برخاست و آن سنگ هم روان شد. دید که متکای او شیرے بود. همچنین کمالات او بسیار.

درویش محمد اشرف:- المشهور به اچن شاه بعشق مولیٰ ترک دنیا کرده. دست

---

[1] رسول الله (ن)

[2] ۱۲۳۸ھ م سنه ۱۸۲۲ء

انابت بدامان شاه فرح الدین زده در مجاهده بسیار کوشید. و بدرجه مشاهده رسید.
ذوقے وافر و دردے منکاتر داشت هرچه که از فتوحات می یافت براه خدا صرف
می کرد. روزے بر موقع وجد و حال از بام خانهٔ پنج طبقی خود را بزیر انداخت.
و بر زمین رسیده می رقصید و میغلطید. همچنین حالات او بسیار مسطور است. و
مرقد او در موضع کاوره پرگنهٔ لار مشهور.

بابا اسد الله. خلف بابا عبد الله بن قائم اللیل بسو لیست از ملا نور الهدیٰ تلمذ نمود
و از والد ماجد خود بنسبت باطنی فائز گشت. صاف ضمیر و صاحب تاثیر بود. عمر خود در
ورع و تقویٰ و ترک دنیا گذرانید. در سنه ۱۲۱۷ھ رحلت نمود. و در مقبرهٔ آبا آسود.

بابا حسن خاکی. از احفاد شیخ بابا داؤد خاکی مخزن سعادت و شرفا کی بود. در علوم
صوری و معنوی ممتاز. و در ریاضات و مجاهدات جانباز ۱۴ شوال سنه ۱۲۱۷ھ رحلت نمود.
و در تکیهٔ خود متصل موضع ارن پرگنهٔ کو یهامر بخاک آسود.

ملا محمد ولی عمرے در خدمت آخوند نور الهدیٰ تلمذ نمود تا که در علوم عقلیه و نقلیه ماهر شد.
پس در خدمت میان گل محمد کنگال بامور باطنی اشتغال نمود. و در مجاهدات و ریاضات بے همتا بود. و در
مزار آبا آسود.

میان محمد رفیق. خلیفه خاص میان گل محمد کنگال در علوم ظاهری و باطنی صاحب کمال
بود. خرق عادات و کشف کرامات او مشهور است. در حالت مستی و جلال هر کسے
را که نظر می کرد. فی الحال بے هوش می شد. اگرچه کافر می بود. روزے در خدمت مولانا
نور الدین مانیجی استفادهٔ علوم می کرد. فی الحال محصلے از دیوان حاکم آمده مولانا را از
بابت ادائی زر نیاز تقاضای سخت نمود و حضرت میان بنظر جلال در روئے نظر کرده

بزمین افتاد۔ دمنٔ‌تے برزمین می غلطید مردمان بر ہلاکت او حمل کردند۔ ...لید مدتے بہوش آمد فقط۔ وفات ایشان در سنہ ۱۲۲۶ھ ۱۲ ذیقعدہ "ان المتقین فی جنات تاریخ است"۔ واز جسر نیحکدل بالاتر مدفون۔

میان عبدالمجید:۔ خلیفۂ میان گل محمد صاحب مجاہدہ ومشاہدہ بود۔ عمر خود در ریاضت وتقوی بسر برد۔ از اولیائی مکتومین بود در سنہ ۱۲۲۶ھ ۱۵ شعبان انتقال نمود۔ ودر پرگنۂ دراوہ آسود۔

میر احسن اللہ: نبیرۂ میر محمد مومن مرید عبدالشہید قادری صاحب ورع وتقوی بود۔ عمر خود در متابعت اسلاف بسر بردہ در سنہ ۱۲۰۰ھ بمزار آبا آسود۔

ملا نورالدین جعفر: خلف حاجی محمد صادق بود در خدمت شیخ رحمت اللہ و ملا محمد مقیم تحصیل علوم ظاہری نمودہ بدرجۂ افادہ ترقی یافت۔ دران اثنا از ملا محمود بلخی خلیفۂ والد خود تلقین وتربیت سلوک یافتہ بدرجہ اعلی ارتقا نمود۔ و در مزار آبا آسود۔

بابا محمد صالح:۔ از مریدان میر عبدالشہید بیہقی بود در قرأت ادعیہ استقامتے داشت وازمسجد خود گاہی بیرون نیامد فقط۔

بابا محمد مقصود:۔ توفیق ازلی دست بیعت بدامان میر عبدالرشید بیہقی دادہ در موضع رلور پرگنۂ لار بزیارت میان نعمت اللہ انزوا پذیرفت وبزور ریاضت ومشقت طی مراحل سلوک نمودہ۔ سعادت جاودانی وتقرب رحمانی حاصل کرد ہمیشہ از تلاوت کلام اللہ قوت می کرد۔ وبا ابنای روزگار ملتفت نمی شد۔ چون رحلت نمود درانجا آسود۔

عبدالوہاب: تولد مولی فرزند ارجمند بابا محمد اکرم متو است در خوردی بخدمت قطب

(۱) ۱۲۲۶ھ سنہ ۱۸۱۱ء (۲) سنہ ۱۲۲۶ھ سنہ ۱۸۲۰ء (۳) سنہ ۱۲۰۰ھ سنہ ۱۷۸۶ء (۱) میر عبدالرشید بیہقی (ص)

زمان شیخ ابراهیم که از اولیای مکنونین بود دست بیعت داده بآداب سلوک ماهر
شد رفته رفته بزور ریاضات و مجاهدات از مقام فنا بدرجۂ بقا ارتقا نمود در مدة العمر
در موضع توله موله بترک دنیا در یاد مولیٰ انزوا پذیرفت۔ در ماکول و مشروب احتیاط کلی
داشت۔ حالات عجیبه ازو صادر می شد۔ و در افادۂ خلق بسیار می کوشید۔ مرجع حکام
و ملجاء خاص و عام بود۔ والد راقم الحروف که از خاکساران او بود می فرمود کہ آنجناب
را با اولیای متقدمین مماثلت کلی داشت ۱۴ ماه صفر ۱۲۳۳ھ[1] انتقال فرمود۔ و نعش مبارک
او از توله موله در شهر بردند و در مسجد جامع قریب ده هزار مردم جمع شده نماز جنازه ادا
کردند۔ و در حظیره حافظ خورم متصل مسکن تو در دفن کردند سردار محمد عظیم خان تعمیر
مقبرۂ ایشان درست نمود۔
عبد السلام ٹاک :۔ از مریدان شاه بولاقی صاحب ریاضت و تقوی بود در مقبرۂ
مرشد خود در شاه آباد آسود۔
مخدوم محمد صالح فرزند مخدوم محمد سعید از صلحای وقت بود مدة العمر خود در خانقاه
نشسته کتابت کلام الله فرموده وقف می داشت۔ و فرزند او مخدوم محمد حمید نیز صاحب
ورع و تقوی مرید پدر خود بود و هر دو بزرگوار در مزار آبا آسود۔
بابا محمد شافی :۔ خلف و خلیفہ بابا محمد وافی صاحب ریاضت و تقوی بود در محوطۂ اجداد آسود۔
شاه کمال الدین حقانی خلف و خلیفۂ شاه یعقوب حقانی صاحب حالات عالیات در علم
و عمل ممتاز و در مجاهدات جانباز بود در علم تکسیر مهارتے عجیب داشت۔ در محوطۂ اسلاف مدفون
شیخ محمد اسلم :۔ خلف اسعد و شاگرد رشید شیخ محمد یحیٰی رفیقی در علوم صوری و معنوی

---

[1] سنہ ۱۲۳۳ھ م ۱۸۱۷ء

کامل و در استقامت شرع و مراعبت ورع مرد فاضل بود. و مدتے بر منصب فتوی اعتلا نمود و هفدهم ماه محرم سنه ۱۲۱۲ھ در مزار آبا آسود "غریب" تاریخ است.

شیخ عبد النبی مرجانپوری عالم فاضل و متقی کامل مرید و شاگرد عم خود مولوی محمود مصری بود در علم حدیث مهارتے عجیب داشت عمر خود در خانه خواجه شاه نیاز نقشبندی با فادۂ خلق بسر برد. و در مرجان پوره مدفون است.

شیخ سیف الله:- از احفاد بابا مجنون نرور لیست عالم عامل و فاضل کامل صاحب حالات متولی زیارت انجا بود. انقطاع بسیار داشت. بعد انتقال آزاد خان زوجۂ او در عقد آورد صاحب بذل و عطا بود. در سنه ۱۲۲۴ھ رحلت نمود و در مزار آبا آسود. جد مادری فقیر حقیر است.

شیخ محمد سخی: مقدم زادۂ موضع کامر پرگنۂ اسلام آباد. امی مطلق بود. شبے سید عالم صلی الله علیه وسلم در واقعه دید. ایشان فرمودند بخوان کلام الله فردا چون کلام الله برکشاد تمام از بر خواند و کشف ملکوت او را حاصل گشت. آنگاه حضرت خضر علیه السلام او را علانیه تعلیم و تلقین می ساخت. و از [illegible] اولیا نیز فیضیاب می شد. علم لدنی داشت هر مسئله که از و می پرسیدند بغیر تامل جواب می داد. مردی عامل و کامل بود در موضع مذکور آسود.

بابا عبید الله:- نواسه زادۂ شیخنا شیخ معروف زونیمری. صاحب ورع و تقوی بود. که بعد وفات حضرت شیخ جانشین او شده. مریدان آنجناب را تصرف نمود. آخر عمر در شاه آباد رفته در قریۂ منڈاد متوطن گشت. حالات خجسته داشت چون رحلت نمود در انجا آسود. امسال احفاد او که متمول هستند سند سیادت خود حاصل کردند. و نسب خود را با قاضی میر علی بڈشاهی که از اجداد قاضی شهید بود منسوب کردند. سبحان الله حضرت مولانا جامی قدس سره چه خوش پیشین گوئی کرده است.

فرد. آه ازین جاهلان جاه طلب ـ که غلو کرده در علو نسب ـ فقط

سنه ۱۲۱۲ھ ـ ۱۷۹۷م ـ سنه ۱۲۲۴ھ ـ سنه ۱۸۲۸ء [partly illegible]

شیخ نعمت اللہ: خلف و خلیفۂ شیخنا شیخ اشرف ٹوپیگر واست کہ باخلاق
حمیده و اوصاف پسندیده گویا ولی مادر زاد بود. در ایام طفولیت گاہی بلهو و لعب
دست نیالود. بعد اکتساب علوم دینی در خدمت و ملازمت والد نامدار بجان و دل کوشیده،
رضای ایشان حاصل نمود. و بارادت جبلی دست بیعت بدامن آنجناب زده در مجاہدات
و ریاضات جانبازیہا کرده ارشاد شیخ سلسلہ حاصل فرمود. و بعد انتقال والد نامدار قایم
مقام او شده در کتمان حال بسیار کوشید. خلفای حضرت شیخ او را تعظیم و توقیر
می نمودند در کتمان حال و صدق مقال بے مثال بود. و رجوع خلایق اصلا منظور نمی فرمود
و تربیت طالبان راه خدا بعد اخذ بیعت نفوذ یعنی یاران پدر بزرگوار خود می نمود. فقط۔

می آرند کہ روزے ایشان از عالم غیب مردے نورانی حاضر شده گفت
کہ شما را حضرت خواجہ مشکلکشا قدس سره در خانقاه معلی می طلبند. چون ایشان بر ایوان
جنوبی خانقاه معلی بنظر آنجناب مشرف شدند. حضرت خواجۂ بزرگ فرمودند کہ نخستین
شرف پابوس حضرت امیر کبیر قدس سره بجا آرند. ایشان بر ایوان شمالی خانقاه
رفتہ در خدمت حضرت امیر کبیر شرفیاب شدند. و آنجناب فرمودند کہ فتحیۂ ما باید خواند فقط۔

انگاه ایشان باز در خدمت حضرت خواجہ مشرف شده ایشان فرمودند
کہ بر خواندن ختم شریف مداومت باید کرد فقط۔

پس ایشان مدة العمر خود این ہر دو وظیفہ از دست ندادند۔
و دیگران را ہم اجازت بخشیدند فقط۔

می آرند که وقتے جناب شیخ نعمت الله و شیخ اکبرہادی و شیخ عباد الله قاری در
خانقاہ معلّے بنیّت اعتکاف عشرہ نشستند و شیخ نعمت الله از سفرۂ آن دو بزرگوار اکل و
شرب می نمودند بروز شب قدر حضرت امیر کبیر بروے جلوہ گر شدہ۔ فرمودند که اگر ایشان
از یاران پدر خود اکل و شرب می بسازند لیکن خادمان مارا از سفرۂ خود چیزے نمیخورانند۔
موجب آن شیخ نعمت الله تمامی خادمان بقعۂ شریفه راضیافت بخشیدند فقط۔
بتاریخ ۱۶ ماہ ذوالحجه سنه ۱۲۲۸ھ رحلت فرمودند و در خطیرۂ پدر بزرگوار
خود بالاتر از فتح کدل آسودند۔ تاریخ۔ از ذی الحجه یوم شانزدہم

شیخ محمد اکبرہادی فرزند ارجمند شیخ محمود بن علامه متقی شیخ رحمت الله و
نواسۂ میر عبد السلام اندرابی است۔ و خواجه اعظم تاریخ ولادت ایشان شیخ اکبرہادی گفته
است والیشان کمالات علوم عقلی و نقلی از جد امجد خود شیخ رحمت الله حاصل کردہ علم قرأت
از خسر خود خواجه اسحٰق ذندرو که ذکرش گذشت آموخت۔ و چراغ شوق خداپرستی افروخت
پس بهدایت ازلی دست ارادت بدامن همت حضرت شیخ اشرف فتح کدلی زدہ درس
سلوک آموخت و بریاضات و عبادات سرمایۂ ابدی اندوخت۔ می آرند که والدۂ آنجناب
که صبیۂ میر عبد السلام اندرابی بود ازیں حرکت خفه خاطر شدہ و فرزند خودرا گفت که من براہ
کبرویه مستفید هستم۔ و پدرت آباً عن جدٍ در سلسلۂ علیه کبرویه عامل و بهرہ مند بودست
و تو خود را چرا در سلسلۂ سهروردیه انداختے۔ فردای قیامت در پیش گاہ سید عالم صلی الله
علیه وسلم از تو شکایت خواهم نمود۔ و شیخ اکبر دریں امر متردد ماندہ بدرگاہ کبریا التجا نمود

سنه ۱۲۲۸ھ م ۱۸۱۳ء

ودر ہمان شب والدهٔ اش بخدمت سرور کائنات درواقعه مشرف شدهٔ فرزند خود بنظر گذرانید وشکایت او معروض داشت ۔ وآنجناب صلے اللہ علیہ وسلم دست شیخ اکبر گرفته حوالهٔ محبوب سبحانی رضی اللہ عنه فرمودند وایشان از شیخ اکبر پرسیدند که از کجائی گفت که از کشمیرم ۔ پس ایشان بحضرت محبوب العالم تفویض فرمودند ۔ وایشان دست او سپرد شیخ محمد اشرف نمودند وفرمودند که این جوان بتو دادم زیر تو منت نهادم فقط ۔

فردا والدهٔ اش حضرت شیخ اشرف را با جمیع یاران خود دعوت کرده از حرفهٔ چرخه گردانی ضیافت گذرانید ۔ وفرزند خود شیخ اکبر با ایشان بخشید فقط ۔

انگاه حضرت شیخ اکبر در بجا آوردی خدمات پیر بزرگوار همچنان چستی نمودند که از درجهٔ محبت بدرجهٔ محبوبیت رسیدند واز آمد فی جاگیرات وفتوحات اولاً مصارف خانهٔ شیخ اشرف مهیا می داشتند واز بقیهٔ آن خرج عیال خود وبرادران خود می فرمودند و حضرت شیخ هم بغایت گرویدهٔ ایشان بودمی فرمودند که محبت اکبر شاه برابر محبت یاد خدا دارم ۔ حتیٰ که آنجناب بروقت رحلت هم اکبر شاه گفته جان بحق تسلیم نمودند فقط ۔

واز حضرت مرشدی شیخ احمد تاره بلی مسموع است که روزی حضرت شیخ اشرف در باغ امرود که از شهر دو میل راه دور است برای تماشای شگوفه رفتند ۔ وشیخ اکبر را فرمودند که چای گرم برای ما در انجا باید رسانید پس شیخ اکبر ابریق چای بر وچاق نهاده زیر بغل گرفته در باغ امرود رسید چون وچاق از بغل کشید وشیخ اشرف دید که تمامی بغل او از بخار آتش پوست تال شده بود وحضرت شیخ نهایت محظوظ شدند وبنظر

آنجناب زخم های او بهمان لحظه با فاقت آمدند فقط -

ونیز از آنجناب مسموع است که شیخ نعمت الله را صبیه بالغه شده بود و
در فکر آن شیخ اکبر با یاران مشوره ساخت چونکه از ایشان هیچکسی را تموّل نبود خاموش
شدند پس شیخ اکبر چند دسته کاغذ خرید نمود و از دست بابا آیت الله که خوشنویس
وقت بود کلام الله بخط جلی نویسانیدند و از دست شیخ عبادی بر آن اعراب کنانیدند و
حضرت بابا الهام لاری تفاسیر بران قلمی داشتند - و حضرت شیخ اکبر عشرهٔ بر آن
نوشتند و با مداد خواجه خلیل تر بنو مذهب کرده بمبلغ خطیر هدیه کردند - و در مصرف طوی صبیهٔ
مذکوره صرف نمودند فقط -

وحضرت شیخ المشایخ شیخ احمد تاره بلی در رسالهٔ افضل الطرایق
آورده است که حضرت شیخ اکبر را طریقه است خاص در چار ضرب ملقّن از محبوب سبحانی
رضی الله عنه بے واسطه فقیر تعیینے است با آن از زبان مبارک جناب اوشان علیه الرضوان
برای تسکین و استقرار غلبهٔ حالی که [illegible] داشتند - و نزدیک بود که کار به بے اختیاری
کشند و از جا بیجا شوند - و بشنیدن فقیر تعیین که [illegible] شبانه جلوه گر شد فرمودند
و تسکین یافتند - و در ان غلبه حوصله فراخ شده اندک قرار گرفتند - و فقیر تعیین اینکه
خموش باش مخدوش [illegible] در مجاهده می کوش ، با وجود آن خالی از غلبهٔ حال نمی بودند
چنانچه خواجه [illegible] پکلیوال می گفت که وقتی فقیر را در حمام تلقین می فرمودند و از
غلبهٔ حال از دریچهٔ حمام برخاسته و آستین در دست گرفته بے اختیار تا دروازه رسیدند و
این بیت فرمودند - بیت

بظاهر شیخ و سر بر آستانم - بباطن رند و می در آستینم - فقط -

ونیز ہرگاہ وقتے طالبے درخدمتِ ایشان می آمد احیاناً می فرمودند:

ع - سرتا قدمت اوست کرا میجوئی - وحضرت شیخ احمد تارہ بلی می فرمودند کہ روزے آنجناب وقاضی جمال الدین عالیکدلی پیش از وقت پیشین باہم درحجرۂ خاص خود نشستند وہر دو بزرگوار تا آخر وقت پیشین درغلبۂ حال بودند - چون بخاطر من رسید مبادا وقت نماز فوت شود ببانگ بلند نماز نماز گفتم چون ایشان دریچہ وا نمودند - از روئی غلبۂ حال مرا تہدید فرمودند وگفتند کہ ای تشنۂ نماز مگر نماز گاہی ندیدہ ہستی - واین بیت خواندند بیت

نماز بحقیقت قضا بود لیکن - زمان صحبت ما را قضا نخواہد بود - فقط -

ونیز از آنجناب مسموع است کہ آنحضرت مطالعۂ کتب حضرات صوفیہ مثل عوارف المعارف وقصاید فارضیہ وشروح آن اکثر اوقات می فرمودند تحشّی بدستخط خود بر عوارف المعارف وغیرہ کتابہا ساز خود می نوشتند - ونیز ہرگاہ کسے مطلب خود در دل گرفتہ پیش ایشان می آمد - وآنجناب بغیر اظہار روے کتاب عوارف المعارف یا کتابے دیگر ورق گردانیدہ بدست او می دادند کہ وے جواب مطلب خود از آن صفحہ می یافت - واگر کسے ناخواندہ می بود - تقریرے زبانی بنوع دیگر می فرمودند کہ او راحل مشکل می یافت - فقط - ونیز از آنجناب مسموع است کہ روزے شخصے از ہمسایۂ محلہ شاخ بری تاک انگور حضرت شیخ اکبر می کرد ناگاہ از تاک انگور غلطیدہ بر زمین افتاد - وجان داد ومن درخدمت حضرت شیخ احوال افتادہ حال ساختم ایشان ہم متردد شدند - وساعتے متوجہ بباطن ماندہ فرمودند کہ خیر باشد برو یا ز او را ببین چون رفتم او را زندہ یافتم فقط -

ونیز آنحضرت می فرمودند کہ روزے حاکم وقت را پسر بیمار بود - چون بنظر آنجناب رسانیدند - فی الفور صحت یافت - ومبلغ یکہزار روپیہ ہدیۂ فرستاد حضرت

مبلغ مذکور صرف فقرا فرمود - ویکفلوسہ بخرج خانۂ خود نہ نمود - فقط

وہم از زبان آنجناب مسموع است کہ شخصے دو گوشوارۂ زرین در خانۂ حضرت شیخ امانت گذاشتہ بود و ہر دو بموجب تقدیر گم شدند - و حضرت شیخ مالک را گفتند کہ مبلغ دوازدہ روپیہ از کسب حلال باید آورد - وی مبلغ مذکور را حاضر کرد و آنجناب با یاران خود بخواندن دوازدہ ختم حضرات خواجگان عالیشان علیہم الرحمۃ والرضوان مشغول شدند - باتمام رسانیدند یک گوشوارۂ از سقف افتاد - و بعد خواندن شش ختم دیگر گوشوارۂ دوم ہمچنان بیفتاد فقط -

و بعد خواندن شش ختم

وہم از یاران آنجناب منقولست کہ روزے شیخ عبداللہ کارخانہ دار کہ مرید با اعتبار ایشان بود در خدمت آنحضرت دو چیز التماس نمود یکے آنکہ حاکم داغشال قرابات مطالبۂ باقیات سپاہان شدید دنبال کردہ است - دوم مال پشمینہ بسیار موجود دارم کسے خریدار نیست - ایشان فرمودند کہ ہر دو مشکل تو آسان خواہند شد - چون از انجام رخص شد در اثنای راہ بخانۂ تاجرے در آمد - وے تمام مال پشمینۂ او بمنافع کثیر خرید نمود - از انجا بر آمدہ در اثنای راہ شنید کہ حاکم داغشال را تبدیل شدہ داروغۂ جدید تابات بندوبست محال داغشال تو را می طلبد فقط -

مدعا کہ حضرت شیخ از افراد روزگار صاحب اسرار و بزرگوار بود در وبای سال ۱۲۴۳ھ[1] ۱۷ ماہ ربیع الاول انتقال فرمود - و در حظیرۂ سادات پارسائیہ متصل تربت میر محمود پاپوری آسود و شیخ اکبر ہادی کمل تاریخ است و نیز علیہم الرضوان فقط

---

[1] ۱۲۴۳ھ ۱۸۲۷ء

بابا آیت الله و شیخ عباد الله : - از طبقۂ اشراف نجار کشمیر از رخ اعیانی یکدیگر بودند و در خوردی یتیم شدند - و در صغر سن بتوفیق ازلی در تحصیل بزرگی و علم ضروری و خداپرستی مشغول شدند و از خواجه اسحق (؟) دندرو علم قرآت آموختند - و در یک اربعین حفظ قرآن مجید فرمودند - و بہمین قیاس در ہر مطالب فایز ... زمند بودند - و در صحبت و در تربیت شیخنا الاشرف در سلوک راہ حق راہبر و راہنما و رہبر گشتند فقط -

بابا آیت الله از یاران شیخ اشرف باستعداد و ہمت علوی مشہور و معروف بود و باستعداد و بر قوت و علو ہمت و امداد پیر طریقت کار خود از اقران بالا برده در ضبط و ربط عبادت الله و مجاہده فی سبیل الله و افاضه بر اہل الله مغبوط شیوخ کشمیر شده و در ہر کار ہمچنین تیز رو بود که باندک تحصیلی در علم ہر کتاب از ہر علم که بدست میگرفت چنان واصی شد که بدیگری درس میتوانست داد - و در نوشتن قرآن وغیره بخوشنویسی استادان برابر شده ۔ و چنان برکت پیدا کرده که ہر چند بسبب شغل ظاہری درس قرأت قرآن و اصلاح مشق شاگردان و تربیت طالبان و اشتغال باطنی و ضبط اوقات در عبادت رحمان کم مینوشت - و از حق کسب تحریر محتاجان و طالبان را در قضای حاجات ضروریه بشری رفاقت و دستگیری می فرمود و در نشر قرأت عشره امام بود - و فیض او بر خاص و عام تمام اہل کسب و حرفه ہم در مکاسب و حرفه ہای خود مشوره و راه صواب از ایشان میپرسیدند - و ہمچنین در راه حق ہادی مطلق شده در تربیت طالبان بر اسلوب پیران خود قوت اجتہاد داشت و پیر اشرفش برای تربیت طلاب و اجرای فیض قرأت و اصلاح مشاق و اوراد و اذکار مسجد متصل آستانۂ فیض کاشانۂ حضرت سلطان است نشانیدند و خود جناب ایشان ہم در آن مسجد میرسیدند - و باہم در افاضه و استفاضه می نشستند معہٰذا الیه در آنجا بکار ہای

مسطوره سرگرم شده قاضی الحاجات مردم گشت ۔ وحضرت شیخ اشرف طالبان راه خدا اکثر باو رجوع می ساختند ۔ وبحق اوشان می فرمودند که آیه بابای ما آیت الله آیت الکرسی وآیهٔ رحمت است ۔ در سن چهل سالگی ۸ شوال سنه ۱۱۹۸ هجری جادهٔ دار بقا انتقال فرمود و در خطیرهٔ سادات پارسائیه آسود فروحٌ وریحان وجنت نعیم تاریخ است فقط۔

وحضرت شیخ عباد الله در رسوخ وتمکین ودوام استقامت وارتسام عبادت وحفظ آداب شریعت وطریقت وافاضه وتوجهات وعنایت بر مستفیدان وطالبان راه حقیقت ومعرفت غبطهٔ اهل روزگار بود ۔ والد راقم الحروف می فرمود که روزے فقیر ولایتی درخدمت ایشان آمده التماس نمود که مرا معنی حقیقی لا اله الا الله شایع کرده دهند ایشان همراه او در مسجد رفته دوگانه ادا کردند ۔ ولونگی از سر او کشاده در کمر خود پیچیده ۔ ودو طرف لونگی را باهم تاب داده بدست او دادند ۔ وخود چون لا اله خواندند غایب شدند لونگی از کمر ایشان جدا شده بدست او افتاد

وفات ایشان ۱۲ ماه شعبان سنه ۱۲۳۰ھ واقع شده ودر مقبرهٔ شیخ گنج بخش متصل زیارت سید حبیب کاشانی جوار قلعه مدفون

شیخ الهام لاری از نجبای عصر وفرید دهر در نستعلیق نویسی فرد روزگار بود بتوفیق ازلی واشتیاق جبلی دست ارادت بدامن شیخ محمد اشرف فتحکدلی زده در اندک فرصتے طی مراحل سلوک نمود ۔ ودر موضع قصبه لار بر ساحل آبجو تکیه نشین شده مدت بیست سال در عزلت وانزوا ودر انجا بعبادت وریاضت وورع وتقوی گذرانید عجب شوقے

---

۱ حساب برابر سنه ۱۱۹۸ھ حی آید م سنه ۱۷۸۳ء

وذوقی داشت۔ وصاحب طبع موزون بود۔ عاقبتہ الامر بسبب رجوع خلایق ترک علایق انجا کردہ چندگاہ در شہر گذرانید۔ اخیر عمر در موضع ہارون متمکن شدہ درانجا انتقال فرمود۔ و در مزار شیخ بہاء الدین گنج بخش آسود۔

بابا محمد صدیق :۔ از یاران برجستۂ شیخ محمد اشرف بود۔ و در سیف خوانی کمال داشت۔ مدتی در موضع برین خلوت نشین شدہ۔ عمر خود بریاضات و عبادات بایستہ بسر برد۔ عاقبت بارشاد مرشد بزرگوار مرشد و رہنمای خلق اللہ شد۔ یاران برجستہ بہم رسانید۔ در بذل و عطا و ورع و تقویٰ بے ہمتا بود۔ چون رحلت نمود در بغل مسجد متصل روضۂ حضرت بابا قایم لیبوی بخواب استراحت آسود علیہ رحمتہ اللہ الودود۔

شیخ محمد یحییٰ شوپیانی صاحب فضل و کمال بود در علوم ظاہری دستے داشت چون میل خداپرستی بہم رسانید۔ دست ہمت بدامن شیخ محمد اشرف زدہ در اندک فرصتی بدرجۂ اعلےٰ ارتقا نمود۔ و ارشاد کامل حاصل فرمود۔ و مدتی درمیان شہر میبود۔ خدمات پیر روشن ضمیر بجان و دل بجا می آورد عاقبت در وطن مالوف خود رفتہ حاجت روای مردم شد۔ چون از دنیا رحلت نمود درانجا آسود۔

شیخ محمد عارف :۔ از قوم زمینداران موضع درند پرگنۂ پھاک بود بارادت جبلی و عطیۂ لم یزلی روی ارادت بخدمت شیخ محمد اشرف فتحکدلی آوردہ در ریاضات و مجاہدات[1] جانبازی بجا نمود۔ حالات عجیبہ داشت عمر خود در جود و تقویٰ گذرانید۔ و درانجا آسود۔

شیخ عبداللہ مخدومی در علوم صوری و معنوی مہارتے عجیب داشت۔ چون

---

[1] بجای مجاہدات "عبادات شاقہ" (ی)

ذوق خدا پرستی بہم رسانید در خدمت شیخنا شیخ محمد اشرف مشرف شده و بتوجه آنجناب چراغ معرفت افروخته با ریاضات و عبادات عامل گشت۔ عاقبت بفرمان مرشد بزرگوار در خدمت بابا آیت اللہ شرفیاب صحبت گشته طی مراحل سلوک نمود۔ وارشاد حاصل فرمود۔ چون رحلت نمود در مزار آبا آسوده۔

بابا عطاء اللہ نبیرۂ بابا فتح اللہ کامل خلیفہ شیخ محمد اشرف فتحکدلی بود در عبادات وریاضات وضبط اوقات وقرات دعوات ثانی نداشت۔ حضرت شیخ قدر ومنزلت او بسیاری داشتند۔ واز فیض صحبت شیخ محمد اکبر ہم مستفید بود و در مزار آبا آسود۔

بابا عبد الغفور:۔ از مریدان شیخ محمد اشرف صاحب شرف بود عمر خود در ریاضت وتقوی بسر نمود۔

مخدوم بہا الدین صفاپوری از احفاد شیخ محمد شریف بود از علوم ظاہری بہرہ داشت۔ در ایام جوانی نصاب حرزیمانی و رود خوانی بسیار می کرد۔ درین امر ہمت عالی داشت بر ہر چیزیکہ بعمل درود و وظایف می کرد۔ فی الحال می شد۔ می آرند کہ روزے شخصے را از مریدان شیخ اکبر بادی ظالمی ضربے شدید رسانید۔ وے رجوع بشیخ اکبر نمود ایشان فرمودند کہ در پیش بہا الدین صفاپوری رفتہ از طرف ما سلام بگوی وے حاجت روائی تو فی الحال خواہد کرد۔ چون آن شخص نزد موصوف رفت واز مرشد خود بوے پیغام رسانید۔ ایشان پاس اخیر در چشمہ سار مانسترتا گلو غرق آب ماندہ حرزیمانی خواندند ہمانوقت سر آن ظالم بدکیش در خوابگاہ خود از تن شد فقط۔

بعد آن چون بسعادت ازلی در خدمت شیخ محمد اشرف فتحکدلی شرفیاب

صحبت گشت یکبار ترک وظایف واوراد نمود۔ وچراغ معرفت افروخته طی المقامات سلوک فرمود۔ واز یاران شیخ بزرگوار هم استفاده نمود پس عمر عزیز خود در موضع صفاپور بر ساحل مانسر نشسته در ریاضات و عبادات بسر نمود مستجاب الدعوات و جاء حاجت روای مردم بود ودر انجا بجوار آخرت آسود۔

خواجه خلیل تریو :۔ از نجبای شهر خلیفه با اخلاص شیخ محمد اشرف فتحکدلی است در ریاضات و عبادات فرد یکتا بود۔ حالات عجیبه داشت۔ ۲۵ جمیدالثانی ۱۲۴۲ھ[1] رحلت نمود۔ ودر مزار آیا آسود۔ "بلبل شاخچه سدره" تاریخ است فقط۔

شیخ ثناءالله رونیمری از احفاد شیخ محمد فاضل رونیمر است بعد اکتساب علوم عقلیه و نقلیه از جد خود شیخ مسعود اخذ فیوض باطنی نمود ودر مسجد حضرت سلطان العارفین که در گندرپوره پرگنه کوبهامه است چهل اربعین را استقامت کرده بریاضت پرداخت۔ وحرزیمانی و رد اعظم وحزب البحر و دعای موسی و چهل اسم و حرز احتجام واسماء عظام را نصاب داد۔ و بعد ارتحال جد بزرگوار خود شیخ مسعود دست بیعت بدامن شیخ محمد اشرف فتحکدلی داده طی مراحل سلوک نمود و خلوت ها کشید۔ قهر و جلال بسیار داشت روزے ظالمے را طپانچه بر رو داد فی الحال نابینا شد فقط۔

روزے چهار ده گوساله در زرع جاگیر او افتادند۔ خادم را گفت که گوساله ها را از زرع بدر کن۔ و در چاه بیندازچون خادم گوساله ها بطرف جنگل دور کرد همانوقت خبرے آمده همه ها را کشته در چاهے پنهان ساخت۔ وفات او بچهارم ماه ذوالحجه ۱۲۳۵ھ[2]

---

[1] ۱۲۴۲ھ م ۱۸۲۶ء :: [2] ۱۲۳۵ھ م ۱۸۱۹ء

بود و در مزار اجداد خود در محلۂ زونیمر آسود ۔ تاریخ

گفت تاریخ وفاتش ہاتفی ۔ بود روز عرس عثمان حیا

شیخ ضیاء اللہ :۔ خلف و خلیفۂ شیخ محمد افضل زونیمر لیست و بنظر بسیاری از بزرگان دہر رسیدۂ در ریاضت و مشقت فرد بے ہمتا بود ۔ و در افادہ و استفاضہ بسیار کوشید و در صفائی باطن شانے عجیب داشت ۔ عمر خود در تورع و تقوی گذرانید و در متصل مسجد آسود ۔

شیخ سیف اللہ :۔ برادر شیخ ضیاء اللہ مرید شیخ حیات بود مدۃ العمر در ریاضت و ورع و تقوی و افادہ گذرانید ۔ و با اولیای بسیار صحبت داشت و در ماکول و مشروب بسیار پرہیز می کرد ۔ ۱۲ ربیع الاول سنہ ۱۲۴۳ھ[1] رحلت فرمود ۔ و در مزار آبا آسود ۔

شیخ محمود گنائی :۔ خلیفۂ عزہ بابای حطبی صاحب تورع و تقوی در کمالات باطنی بے ہمتا بود

شاہ حمید اللہ :۔ از خلفای عزہ بابای حطبی مرتاض و محتاط و صاحب حال بود در مقبرۂ بابا عبد الکریم فتحکدلی آسود ۔

قایم کنٹ :۔ خلیفہ شاہ عنایت اللہ بود و عمر خود در ریاضت و عبادت و تقوی بسر نمود ۔

میر ضیاء الدین قادری از مریدان شاہ عنایت اللہ صاحب ورع و تقوی بود در مزار آبای خود آسود ۔

شاہ امان اللہ :۔ مرید شاہ عنایت اللہ مرتاض و محتاط و بی ریا بودہ است ۔

بہاء الدین متو :۔ از خلفای شاہ عنایت اللہ مردے متورع و متشرع

---

[1] سنہ ۱۲۴۳ھ م سنہ ۱۸۲۷ء

بود عمر خود در تجرید و تفرید بخانهٔ شیخ سیف الله گذرانید۔ و در ریاضت و عبادت جانبازی ها نمود عجیب سوز و گداز ے داشت۔ کتاب ریشی نامه و سلطانی و قادریه و نقشبندیه و چشتیه پنج دفتر منظوم کرده است۔ چون رحلت نمود۔ در مزار آبای خود آسود۔

شاه اسد الله: ۔ خلف و خلیفهٔ شاه فضل الله نور لیت در ورع و تقوی عامل و در ریاضات و مجاهدات کامل بود۔ اما در مزاج اندکے تلخی داشت۔ چون رتبهٔ ارشاد حاصل کرد شخصے بخدمت شاه فضل الله از تلخی مزاج او شکایت آورد شاه فرمود وقتیکه بجای من بنشیند اخلاق او بد نخواهد بود۔ پس همچنان بظهور پیوست که عمر خود در وضع حلم و تواضع گذرانید۔ و در مرض موت با وجود ضعف نماز تراویح از دست نداد و شب بیست و پنجم ماه تراویح نشسته خواند۔ فردا وقت پیشین در سجده جان بحق تسلیم نمود و در حظیرهٔ آبا آسود۔

بابا علی لسوی: ۔ نبیرهٔ بابا مقیم سلطانی مرید شاه فضل الله صاحب مجاهده بود در تعبیر رویا مهارتے عجیب داشت۔ در مقبرهٔ آبای خود مدفون است۔

قاضی جمال الدین: ۔ از احفاد ملا جمال الدین سیالکوٹی نواسهٔ ملا محمد اسلم ٹوپیگرو بود و در علوم عقلی و نقلی مهارتے عجیب داشت۔ اولاً از ملا قوام الدین اخذ فیوض ظاهری و باطنی نمود۔ آنگاه دست ارادت بدامن شاه فضل الله زده طی مقامات سلوک نمود و خطِ ارشاد حاصل فرمود۔ و در کتمان حال بسیاری کوشید۔ و در تمام روز بدرس و تعلیم مشغول می بود که تمامی اهل شهر و روستائی دهها از تعلیم ایشان مستفیض میشدند۔ شاه عبد الرحمن مجذوب می فرمود که کوتوال روز و پاسبان شب همین است۔ و در فنا فی الرسول شانے عجیب داشت۔ نعت های عجیب از طبع رسای خود می گفت و بتاریخ ۲۷ شعبان

سنہ ۱۲۴۳ھ[۱] رحلت نمود۔ و در محلہ عالی کدل متصل خانہ خود مدفون است۔ تاریخ ۔

ہاتفی سال وفاتش فرمودہ ۔ سبع عشرون مہ شعبان بودہ ۔

حکیم نور الدین متو: ۔ از شرفای اینجا بود بتوفیق ازلی در ذیل تربیت شاہ فضل اللہ در آمدہ صفای باطن حاصل نمود و با شیخ عبد الوہاب باغبان پوری ہم صحبت داشت۔ آخرہا بنظر شاہ نظام الدین قلندر سرمست بادۂ توحید گشتہ عمر عزیز خود رندانہ بسر برد۔ حالات و کمالات عجیبہ داشت ۱۸ شعبان سنہ ۱۲۴۱ھ[۲] رحلت نمود ۔ و در محلہ سیدہ پورہ متصل حسن آباد مدفون است ۔

ملک جمیل: ۔ از ملکان قصبہ شوپیان روشن ضمیر و صاحب تاثیر بود عمر خود در تجرید و تفرید بوضع رندی بسر نمود آخر عمر روزی در موسم زمستان بحالت نزع جان رسید و گفت مرا امروز از دنیا رفتن بود ۔ اما بسبب غلبہ برف و برودت مردمان را اذیت میرسد بہتر آن است۔ کہ اول بہار بروز عرس شیخ بہاء الدین گنجبخش از دنیا میروم بمجرد گفتن صحت یافت ۔ انگاہ عرصۂ سہ ماہ گذشتہ در سنہ ۱۲۴۲ھ[۳] بروز عرس شیخ گنج بخش غسلے کردہ کفن پوشیدہ و در حجرۂ خود در آمدہ جان بحق تسلیم نمود ۔ و در مزار حکیم نور الدین آسود ۔

بابا محمود: ۔ از مریدان دولت بائی بود عمر خود در تفرید و تجرید گذرانید۔ در شہر مدفون است

۱۔ سنہ ۱۲۴۳ھ م سنہ ۱۸۲۷ء

۲۔ سنہ ۱۲۴۱ھ م سنہ ۱۸۲۵ء

۳۔ سنہ ۱۲۴۲ھ م سنہ ۱۸۲۶ء

بابا عثمان: - از مریدان عبدالسلام تاک صاحب مجاہدہ و تقوی بود - در شاہ آباد آسود -

عبدالرسول زرگر: - اولاً در خدمت محمد شاہ خندہ بونی بآداب طریقت مستفید شدہ بود بعد آن در خدمت شرف الدین زرگر طریقۂ سلوک با تمام رسانید - بسیار متورع و متشرع بود - چون رحلت نمود متصل تپوان مسجد آسود فقط -

شہاب شاہ قلندر: - در خوردی آثار صلاحیت[1] از ناصیۂ او ہویدا بود - و در ایام جوانی زوجۂ برادر خود عمداً او را بزنا متہم ساخت - و آخر خدا عضو مخصوص خود قطع کردہ بترک دنیا پرداخت - و رایت مجاہدہ و ریاضت افراخت - روزی قلندری از ولایت آمدہ چند روز در صومعۂ او گذرانید - و طالب سعادتمند بنظر او ارجمند شدہ سوز و گداز و تب و تاب بہم رسانیدہ و ریش خود تراشیدہ رخت قلندری پیراست و در موضع بنڈپورہ پرگنہ کوہیامہ نشستنگاہ خود آراستہ - بخرق عادات و کشف کرامات شہرت یافت - و مدت العمر در انجا متمکن بود - و ۱۶ صیام ۱۲۴۱ھ بر بلندی کوہ در انجا آسود -

شیخ عبدالرحمن اوتہ کامی فرزند بابا مقیم مردے عارف و فخیم بود و از عم خود شیخ صالح کسب سلوک آموختہ - عمر عزیز خود در مجاہدہ و ریاضت بسر برد - اکثر اوقات از طہارت خفتن نماز اشراق ادا می کرد - و در تورع و تقوی شان عجیب داشت حالات و کرامات او بسیار مشہور است - و در فن طبابت ہم فرد لاثانی بود - یگیاہ

---

(۱) صلاحیت ان اسلے ۱۲۴۱ھ مم ۱۸۲۵ء

جنگلی ہر کس را معالجہ می کرد ۔ روزے ظالمے را برای ایذای مسلمانان نصیحت کرد و بے قبول نمود ۔ فی الحال در موسم بارش برف ہمان لحظ خانمان او معہ مال و اسباب خانہ بسوخت ۔ ہفتم ماہ رجب سنہ ۱۲۶۱ھ[1] رحلت نمود ۔ و در موضع وتہ کام آسود "شیخ عارف" تاریخ است ۔

بابا عبدالصمد خلف الصدق بابا محمد شافی صاحب ورع و تقوی بود ۔ و استفاضہ از پدر بزرگوار خود نمود ۔ و در مزار آبای خود در سنہ ۱۲۶۱ھ[2] آسود "شیخ عبدالصمد ہمدانی" تاریخ وفات اوست ۔

شیخ محمد مقیم :۔ فرزند ارجمند شیخ ضیاء الدین زونیمری مرید شیخ محمد صدیق اشرفی مرتاض و محتاط بود ۔ عمر خود در ورع و تقوی و افادہ خلق خدا بسر نمود ۔ در مزار آبای خود محلہ زونیمر آسود ۔

میاں انور :۔ فرزند ارجمند و خلیفہ دلپسند میاں محمد رفیق صاحب تحقیق و توفیق سرمست بادہ شہود بود ۔ و از نظر فیض اثر او بسا صاحبان قسمت راستی افزود ۔ و در حدود دراوہ آسود ۔

شیخ مسعود :۔ ولی کامل مرید بابا محی الدین پاندانی بود ۔ عمر خود در ریاضت و تقوی و تجرید بسر نمود در موضع چاگل آسود ۔

قادر شاہ کامراجی بچہ زمیندارے بود چون عنایات رب ودود او را راہ کشود بکشود از رحمہ شاہ استفادہ نمود ۔ و طریقہ قادریہ را رواج داد و مریدان برجستہ بہم رسانید

---

[1] سنہ ۱۲۶۱ھ م سنہ ۱۸۴۵ء

[2] سنہ ۱۲۶۱ھ م سنہ ۱۸۴۵ء

در موضع رنبیته تمکن [illegible] نموده ست فوت شد -

کرم شاه [illegible] صاحب ریاضت و تقوی بود مرد مانرا سرراه گرفته تعلیم (باطنی) می داد - می گفت در بعد زمانه کسی را طلب نیست هر گاه بجای آب می اندازیم خشک شود - بازهم تا چند گاه طراوت آن باقی خواهد ماند - همچنین در تمامی کشمیر سیاحت کرده در چهار ارشاد خلق نموده در شاه آباد آسوده -

حاجی نظام الدین نوری در علوم صوری و معنوی ممتاز - و در ریاضت و مجاهدت بی انباز بود بعد تحصیل کمالات سعی و عمل بزیارت حرمین الشریفین موفق گشت - و با مشایخ بسیار صحبت داشت - بعد مراجعت آلسواد در خانهٔ خود عزلت گزید - و از در خانهٔ خود گاهی قدم بیرون نکشید حتی که بابت نماز جنازهٔ فرزند گرامی خود هم از در بیرون نه برآمد تارک کل بود مدة العمر کتابت کلام الله می کرد وقف می گذاشت و فتوحات بدست خود اصلا نمی گرفت - طبعی موزون داشت کتابت ملهمات در تصوف و توحید تصنیف کرده است - و در کتاب مذکور این ابیات در مذمت سادات بد عمل نوشته بود - ابیات -

سیدان زمانه سید اند — در لباس حسن یزید انند
آدم از خاک و سید از نور است — آدمیت ز سیدان دور است

حسن شاه شنوی را این حرف بد آمده این بیت نوشته فرستاد - بیت
خر عیسی اگر بمکه رود — چون بیاید هنوز خر باشد

و نظام الدین در جواب نوشت - ابیات -
سخن شیخ واقعی است ولی — شرفش بر خرد گر باشد

زانکہ عیسی بر و سواری کرد ۔ ہم سوئی کعبہ اشں نظر باشد
یا ہیچ اسپے بگرد او نرسد ۔ رخش رستم گرش پدر باشد

مدعا کہ وے فرد زمانہ بود حالات و کمالات او از حد افزونست ۔ ۲۹ ماہ ذوالحجہ ۱۲۶۱ھ[1] در فوراہ "رفوتن شیخ عارف" تاریخ است ۔

مولانا ضیاء الدین :۔ در علوم صوری و معنوی فرد کامل و فاضل بود در جامع بیجبارہ وعظ خوانی میکرد ۔ و عمر خود در ورع و تقوی و ریاضت گذرانید ۔ چون رحلت نمود ۔ در بیجبارہ آسود ۔

فتاح شاہ :۔ از مریدان صدیق شاہ اکن گامی بود در ریاضت و تقوی شانے عجیب داشت ۔ مدت العمر در کریوۂ کنلون عزلت نشین شدہ حاجت روای مردم بود چون رحلت نمود در حظیرۂ مولانا ضیاء الدین در بیجبارہ آسود ۔

صدیق شاہ :۔ مردے مرتاض و محتاط و ممتاز در عبادات و ریاضات جانباز بود ۔

شیخ محمد عبد اللہ درویش کامل بحق واصل بود مدۃ العمر بر کریوۂ بیجبارہ ریاضت نمود و در انجا آسو ۔

فتاح شاہ ثانی :۔ مردے متورع و متقی بود عمر خود در تجرید و تفرید بسیاحت گذرانید ۔ و در پرگنۂ ونتر بخواب آخرت آسود ۔

قادر شاہ ثانی :۔ از مریدان رحمہ شاہ صاحب ریاضت عالیات بود ۔ عمر خود بر کوہ دیوہ تل پرگنۂ زینہ گیر در تجرید و تفرید بعزلت گذرانید ۔ و در انجا بعزلت آخرت

---

[1] ۱۲۶۱ھ م ۱۸۴۵ء

خرامید۔

ضیاء الدین زرگیر۔ داماد شیخ اکبر ہادی و مرید شیخ عبدالرسول زرگر صاحب حالات و کمالات نجیبہ بود و خلق خدا را راہ ہدایت بنمود۔ و در سال ۱۲۶۰ھ[1] پنجم ماہ رجب رحلت فرمود و ہمدوش مرشد خود آسود۔

بابا عبداللہ مخدومی صاحب تمکین و وقار عالم عامل و فاضل کامل بود۔ از روح مبارک حضرت شیخ حمزہ مخدوم قدس سرہٗ فیض باطنی می یافت۔ بلکہ بامر حضرت سلطان چند بار در واقعہ بشہر چمکنی رفتہ از میان عمر چمکنی باکتساب فیوض باطنی بہرہ مند شدہ باز گشت آمد بعد آن دو مرتبہ بنیت زیارت پیر بزرگوار خود شیخ عمر چمکنے ظاہراً در شہر پشاور رفتہ لعنایات بینایات آنجناب مشرف شد۔ و در تردید واہیات حافظ کمال رسالہ تصنیف کردہ است۔ چون رحلت نمود و در صحن آستانہ فیض کاشانہ آسود۔

شیخ محمد نعیم بن شیخ محمد مقیم برادرزادہ و داماد شیخ اکبر ہادی لیست بعد تحصیل علوم ظاہری بخدمت خواجہ عبدالرحیم شیخکمان روی ارادت آورد و آداب طریقت آموخت۔ چراغ خاطر بمجاہدات و ریاضات افروخت۔ بعد انتقال خواجہ موصوف تکمیل ارشاد از شیخ اکبر نمودہ عمر خود در مصاحبت و مجالست حضرت خواجہ شاہ نیاز نقشبندی یارجمندی گذرانید۔ بلکہ ہمرکاب آنجناب بسیاحت ترکستان نہضت فرمود۔ و بعد انتقال شیخ اکبر ہادی چہار سال جانشین ایشان بود۔ بتاریخ ۲۷ ماہ صیام ۱۲۴۷ھ[2]

---

[1] ۱۲۶۰ھ م ۱۸۴۴ء

[2] ۱۲۴۷ھ م ۱۸۳۱ء

انتقال نمود۔ ودر خطیرۂ شیخ گنج بخش متصل حصار آسود۔

ملا جمال الدین لشپلو: ۔ فرزند ملا رحمت اللہ لشپلو است در اکتساب علوم صوری و معنوی شاگرد والد ماجد خود بود و از اخوند عبد السلام و کیل نظرے داشت واز خواجہ اسحق ذندرو و شیخ محمد عمر کسب علم قرأت عشرہ تجوید کردہ بود ابوالبرکات خان را اعتقاد الیشان بسیار داشت چنانچہ اہل غرض بنام ابوالبرکات سفارشی و بسیار می بروند بموجب آن دلتنگ شدہ در موضع داڑہ و پنورہ عزلت گزید۔ و در وبای عام آزادخان ۱۱۹۸ھ[2] رحلت فرمود۔ وبیرون روضۂ بابا یزید شمہ ناگی آسود۔

تاریخ۔ در آن ساعت کہ پوشید از جہان چشم۔ ندا آمد جمال ذات دیدہ

بابا محمد یحییٰ: ۔ بن بابا محمد میرزا و نواسۂ عبد السلام دار مرید پدر خود بود واز جد مادرے ہم نظری داشت۔ ودر عبادت و ریاضت بسیار کوشیدہ خلعت ارشاد از پدر خود پوشید۔ وعمر عزیز خود در تشرع وتدوین گذرانید۔ ۹ ربماہ جمید الاول ۱۲۰۷ھ رحلت گزید۔ ودر مزار آبا آرمید۔

بابا آیت اللہ: ۔ فرزند بابا عبد اللہ مخدومی ملائی زبردست بود۔ وبجذبۂ غیبی مرید شاہ ثناء اللہ قلندر شدہ بریاضات عامل گشت۔ حالات برجستہ داشت۔ در صحن آستانۂ حضرت مخدوم مدفون۔

رحمہ شاہ: ۔ مردے درویش سیرت بود با شاہ فضل اللہ صحبت داشت۔ مرید برجستہ

---

[1] ۱۲۴۷ھ م ۱۸۳۱ء

[2] ۱۱۹۸ھ م ۱۷۸۳ء

بهم رسانید۔ در قصبهٔ لار مدفون[1]۔

اخوند بابا ولی زنگیر در علوم صوری و معنوی ممتاز۔ و در ریاضت و تقوی سرفراز

مرید عم خود شیخ رسول زنگیر بود۔ و از شاه ثناء اللہ قلندر ہم استفاده داشت

صاحب سدا دوارشاد بود۔ عمر خود در استفاده و افاده بسر نمود۔ علم تکسیر خوب

میدانست۔ طبعے موزون داشت۔ این رباعی ازوست۔

رباعی سلیمان نیتی در زیر دست آری عقیقش را۔ مگر[1] ای خطا چرا مور آ گرد این شکر پیچی۔

بیفزو دو اینقدر بار وی آتش ناک ای ظالم۔ که چون زلف سیاهت دود آهم در سر پیچی۔

هشتم ماه صفر ۱۲۷۶ھ[2] انتقال فرمود متصل پٹوان مسجد آسود۔ "کاشف سر خدای" تاریخ است

بابا محمد ولی ثانی :۔ بن بابا محمد عرب از احفاد شیخ حسن لالو روشن ضمیر و صاحب تاثیر بود

عمر خود در ورع و تقوی بسر نمود[3]۔

قاضی حبیب اللہ :۔ خلف و خلیفه قاضی جمال الدین عالیکدلی در علوم صوری و معنوی

صاحب کمال و برجسته احوال بود صبیهٔ شیخ نعیم تاره بلی در عقد داشت۔ و در کتمان حال

بسیار می کوشید ۱۶ ذوالحجه رحلت نمود۔ و در مزار والد بزرگوار مدفون است ۔۔

"الذین امنوا اشد حبا للہ" ۱۳۰۰ھ تاریخ است۔

شیخ طیب رفیقی :۔ نبیرهٔ شیخ مصطفی رفیقی مرید پدر بزرگوار خود شیخ احمد

رفیقی بود۔ و از شیخ عبدالمجید کبروی سازه گرپوری و از میان عبدالمجید کرناوی شرف تکمیل

---

۱ مدفون است (ی) ۔ (۱) "مگر" (ی)

۲ ۱۲۷۶ھ ۱۸۵۹ء ۔ ۳ ۱۲۷۴ھ ۱۸۵۷ء (۱) مگر (ی) (۲) نهم ماه صفر

(ی) (۳) بعمر ۹۴ سال ۱۹ ماه شوال ۱۲۷۴ھ رحلت فرمود (ی)

وارشاد حاصل نمود - وبا اولیای کاملِ بسیار صحبت داشت - لامحالہ فی زماننا صاحبِ کشف وخوارق ومعانی مردِ بے ہمتا وفردِ لاثانی بود - عمرِ خود در جود وسخا وبذل وعطا وافادۂ خلقِ خدا بسر نمود وکتاب رفقاءالفقرا ورحالاتِ اسلاف واجدادِ خود تالیف فرمود - دہمِ ماہِ شوال ۱۲۶۶ھ[1] رحلت نمود - ودر مزار آبا آسود - کاشفِ سرِّ خدا تاریخ است -

شیخ محمد رضائے رفیقی: - از اعقادِ شیخ معین الدین رفیقی مردے متواضع وحلیم وبردبار متورع ومتشرع مرید شیخ نعمت اللہ بود تا مدۂ چہل وپنج سال پاسِ اخیر ہر روز غسل کردہ حرز یمانی میخواند ودر ریاضت ثانی نداشت - پنجم شعبان ۱۲۷۶ھ[2] رحلت نمود درمزار رفیقیان آسود -

میان قطب الدین: - برادرِ کلانِ میان انور صاحبِ اسرار ونیک محضر بود - عمرِ خود در افادہ بسر نمود ودر مقبرۂ والد ماجد خود آسود - تاریخ وفات ایشان از طبع زاد شیخ احمد تارہ بلی - تاریخ :-

عالم وعارفِ حق قطب الدین — گشت واصل بفردوسِ برین
گفت ہاتف کہ شد از علم وہدیٰ — قطب بالحق برفیقِ اعلےٰ

شب شنبہ - ۲ شعبان ۱۲۶۹ھ[3] بسنِ مسنون رحلت نمود

عبد السلام وانگن پورہ مردے صلاحیت آثار وستودہ اطوار مرید میر محمد منور خطی

---

[1] ۱۲۶۶ھ م ۱۸۴۹ء

[2] ۱۲۷۶ھ م ۱۸۵۹ء

[3] ۱۲۶۹ھ م ۱۸۵۲ء

بود۔ عمر خود در گمنامی و عزلت نشینی بسر برده۔ ۲۱ صفر ۱۲۷۳ھ[1] رحلت نمود۔ و در محلهٔ وانگن پوره آسود۔

بابا نظام الدین: ۔ از مریدان شیخ محمد سخی اسلام آبادی بود عمر خود در تورع و تقویٰ و ریاضت و گمنامی و خانه نشینی گذرانید۔ حالات و کمالات عجیبه داشت۔ روزے مرشد بزرگوار او را گفت که در حالت بودن زوجه اطفال و عیال خدا پرستی مشکل است۔ فی الحال زن خود را طلاق داده عمر عزیز در تجرید گذرانید۔ و بر وقت ملاقات مرشد بزرگوار از شهر تا اسلام آباد برهنه پا می رفت۔ و در علم فقه صاحب کمال بود در خطیرهٔ حضرت روپی رشی آسود۔

وزیر شاه: ۔ توانگر زاده عالیمقدار بود۔ بتوفیق ازلی ترک دنیا کرده حلیلهٔ خود هم مطلقه ساخت۔ و در خلوت دار العبادات ریاضتهای شاقه بعمل آورد۔ اکثر اوقات در مرغزارها و ییلاقها سیر می کرد۔ و تنها بر کوهسارها رفته در العبادات بسر می برد۔ همیشه ملبس بلباسهای فاخره می بود و اسپان خوش رفتار را آراسته و پیراسته سواری می کرد۔ و در روز دو سه روپیه خرج می ساخت و نذورات اصلاً قبول نمی کرد۔ و مردم عوام او را کیمیا گر میدانستند۔ در سال ۱۲۸۳ھ[2] رحلت فرمود۔ و در محوطهٔ زین علی دار آسود۔

کرم شاه لاری: ۔ از مریدان رحمه شاه در ریاضت و مجاهدت ممتاز بود۔ راقم الحروف شبے نزدیک او خفته بود۔ وے تمام شب در موسم سرما همگی یک کرته کرپاس پوشیده بغیر کانگڑی ورزش ذکر می کرد۔ و بحرارات درونی چهار سبوی آب سرد بنوشید۔ عجب شوقے

---

[1] ۱۲۷۳ھ م ۱۸۵۶ء

[2] ۱۲۸۳ھ م ۱۸۶۶ء

وزود تے داشت در موضع فراوند نوشت

شیخ موسی: خلف و خلیفۂ شیخ ثناء اللہ زونیمر لیست عمر خود در ورع تقوی و مجاہدہ بسر نمود۔ و در موضع بند پورہ آسود ۔

حافظ محمد مختار: فرزند ارجمند و خلیفۂ دلپسند شیخ عبد الرحمن آونہ گامی است۔ کلام قدیم از بر داشت کہ بلحن داودی میخواند۔ نہایت متورع و متشرع و پرہیزگار بود۔ در ۱۲۷۱ھ[1] رحلت نمود۔ "شیخ ارم مکین" تاریخ است

بابا محمود زرنگر: فرزند شیخ ضیاء الدین زرنگر و نواسۂ شیخ اکبر بادی صاف ضمیر و نیک تخمیر و مرتاض و محتاط بود۔ پنجم ماہ ربیع الثانی ۱۲۸۴ھ[2] رحلت فرمود۔ در محلہ پتوان مسجد آسود ۔

خواجہ احمد شو شتھو: عزیز روشن ضمیر و صاحب تاثیر از مریدان خضر صاحب خانقاہی بود عمر عزیز خود در حمام گنبد سرنگر بخلوت و انزوا در تفرید و تجرید و عبادات شاقہ بسر نمود۔ و در انجا بحق آسود۔

شیخ حبیب اللہ: فرزند شیخ سیف اللہ مرید والد خود بود زندگانی در ورع و تقوی بسر نمود و در گورہ گاڈی محلہ آسود ۔

ملا انور الحق: خلف ملا عبد الحق مرید شیخ ضیاء الدین زرنگر بود در کتمان حال بسیار جہد نمود مدۃ العمر خانقاہ نقشبندیہ را امامت می کرد۔ بسیار متورع و متشرع بود۔ در ۱۲۷۷ھ[3] رحلت نمود

---

[1] ۱۲۷۱ھ م ۱۸۵۴ء
[2] ۱۲۸۴ھ م ۱۸۵۷ء
[3] ۱۲۷۷ھ م ۱۸۶۰ء

درمزار آبا آسود -

تاریخ - گفت تاریخ او غلام حسن - قبرش از نور حق منور باد (۱)

شاہ محمد منور حقانی : - از احفاد خواجہ اسحق ختلانی خانہ داماد شاہ کمال الدین حقانی شاگرد ملا ابوالخیر بود - و در ریعان جوانی ذوق خداداقی بہم رسانیدہ - دست بیعت بدامن شاہ عبدالرحمن قلندر زدہ طریق طریقت آموخت - وچراغ مجاہدت افروخت - بعد مجذوب شدن حضرت شاہ تربیت او لغو لقمیر بہاء الدین منطقی کہ خلیفہ برجستہ حضرت شاہ بود شدہ بدرجہ ارشاد اعتلا نمود - وبجای شاہ کمال الدین حقانی وارث جانشین شدہ بافادہ خلق اشتغال نمود از بسکہ باذل ومتوکل بود از آمدن فتوحات امروز برای فرداچیزے موجود نمی گذاشت و در علم تکسیر فرد بے نظیر بود - چنانچہ والد نامہ نگار می فرمود کہ من موجب رابطہ خویشاوندی روزے ہمراہ ایشان درایام جوانی براہ جبہ کدل می رفتیم ہندو زنے را کوزہ آبی در دست بود ودامن من بدان آلود - وزن مذکورہ آب پرتاب کردہ باز بر مشرب رفت - وشاہ منور را غیرت آمدہ بر قطعۂ سفالی نقش مثلث از کار برکشید - وبدست من داد وگفت بر وزن مذکورہ راپیش ہرفتہ نشان بدہ - چون او را نشان دادم فی الحال دنبال ما بدوید - تاکہ بخانہ رسیدیم وآن زن مدتے بر زینہ نشستہ ماند - پس بر سفال مذکور بطرف دیگر نقش مربع برکشید - چون او را نشاندادم فی الحال مجبر بر رو پوشیدہ راہ خانہ گرفت فقط -

سنہ ۱۲۷۵ھ م ۱۸۵۸ء

(۱) احمد شاہ خلف شاہ محمد صدیق از مریدان شیخ علی لیبوی بود کہ ذکر او گذشت - عمر خود در ورع وتقویٰ گذرانید - بتاریخ ۷ ماہ ربیع الاول ۱۲۷۵ھ انتقال نمود در ملہ کھواہ آسود - (این عبادت در نسخہ یونیورسٹی کشمیر بعد تذکرہ ملا نور الحق درج است) -

پس عمل آن موجب فرمان شاہ عبدالرحمن یکبار ترک نمود - دگا ہے تا حین
حیات بعمل نیاورد - عالم کہ جامع کمالات صوری و معنوی بود دستِ کبیر یافت - ۱۴ ماہ ربیع
الاول ۱۲۷۵ھ رحلت فرمود - و در محوط حضرت شاہ قاسم حقانی آسود - راقم الحروف
کہ خاکپای ایشان بود تاریخہا گفت از آنجملہ - تاریخ -

رفت چون شہ منور از دنیا - رخت در عالم لقا بکشاد
گفت تاریخ او غلام حسن - احمد مجتبیٰ شفیعش باد

میرزا غلام بیگ : منصب دار زادۂ عالیمقدار بود - چہل ہزار روپیہ ترکۂ پدر داشت
و بنظر کیمیا اثر شاہ عبدالرحمن یکبار ترک دنیا کردہ مال و متاع براہِ خدا صرف نمود - و حلیلۂ
خود را یکنیم ہزار روپیہ نقد دادہ مطلقہ ساخت - پس بفرمان حضرت شاہ با محمد
منور دیوانی عقد اخوت معنوی در محلۂ پذیر آستان بخانہ ایشان بعبادت و ریاضت گذرانید -
و محمد منور را حلیلۂ خود در ایام سلوک فوت شد - پس ہر دو بزرگوار بر یک بستر خواب می فرمودند
و فرقت یکدیگر گاہے منظور نمی کردند - و نماز شام و خفتن و صلوٰۃ صبح و اشراق علی الدوام
در خانقاہ معلی میخواندند - و فقیر حقیر مدت دہ سال در خدمت گذاری ایشان بسر نمود -
و بموجب بد قسمتی خود چیزی ما حصل نشد - ع - تہیدستان قسمت را چہ سود از رہبر کامل
در انحال حضرت شیخ منور مرا نصیحت می فرمودند کہ ازین ترک زادہ بسیار
باید ترسید و خاطر خود از وساوس شیطانی باید نگہداشت کہ ہرگاہ در مشرق و مغرب پلنگے
موری گشتہ شود شخص را بمکاشفہ معلوم گردد فقط -
وہم ایشان می فرمودند کہ روزے این ترک زادہ در خانقاہ معلی بود و برای
نماز صبح اقتدا نمود و تا دو پہر روز استاد محو جلوۂ شہود بود - و از موجودی وجود خود خبرے

نداشت تا کہ این سخن بسمع میر بہاء الدین رسید۔ والیشان خلیفۂ خود محمد اکبر فرستادند۔ و وی بحکم آنجناب طپانچۂ سخت بر روی او نواخت تا کہ بہوش آمده نزد میر فقیر والیشان تا عرصۂ ششماه او را بار سلام نداد ند۔ و ہم الیشان فرمودند کہ روزے آزاد خان حاکم برای ملاقات حضرت شاه آمد۔ و حضرت شاه با شراف دانستہ غلام بیگ را گفت کہ اکنون مقدم بذات باینسو می آید۔ و او را اینجا آمدن نباید داد۔ پس موصوف الیہ بر در استاده مانده آزاد را دخول نداد و وے بقہر آمده چرا گیر پای زینہ سوار شد۔ و غلام بیگ طپانچۂ سخت بر روی آن ظالم نواخت و آزاد غضبناک شده جلاد را بدینہا در احکم داد کہ این شخص را چشمان بکشند۔ غلامان دست آنحضرت گرفتہ بیرون کشیدند۔ و آزاد بر نزد بالا بر آمده چشمان او بے نور گشت و نابینا شد۔ بموجب آن جلاد را حکم داد کہ باین شخص معترض نشوند۔ و خود در حالت نابینائی بحضور رسیده از حد التجا نمود۔ و جناب شاه تف بر روی او انداختہ باز بینا شد فقط۔

و ہم الیشان می فرمودند کہ روزے ماہر دو کس بزیارت بابا شکور الدین ریشی رفتہ بودیم و این ترک زاده بوقت نصف شب برخاستہ بر آب رفت۔ و در اثنای راه افعی پای او بگزید و آن دلاور افعی زیر پای خود گرفتہ بکشت و خود نماز تہجد خوانده تا وقت چاشت باشغال معمولی خود مشغول ماند۔ انگاه بخانہ آمده پای او متورم شده بود و شدت وجع بسیار داشت۔ پای خود اصلا بیرون نکشید۔ و معالجہ کردن نداد۔ عاقبت چند کس جمع آمده پای او بزور گرفتیم و شرطہا داده خون کشیدیم۔ بعد دو ماه صحت یافت۔ مدعا کہ در مجاہدات و ریاضت بے ہمتا بود۔ و بعد نماز پیشین ہمیشہ چای از دست خود پختہ می کرد۔ و تا پختن آن چہل و یکمرتبہ سورۂ مزمل میخواند۔ در شب و روز ہمگی دو سہ ساعت با مردمان اختلاط می کرد ورنہ بیکار خود شاغل و عامل می بود۔ و گریہ بکثرت می کرد کہ چادر ئی پوشیدنی او از اشک

ہمیشہ ترمی بود۔ ۲۲ ماہ رجب ۱۲۷۵ھ [1] نقل فرمود۔ و در محوطۂ شاہ قاسم حقانی آسود۔ و مولف تاریخ گفت۔ تاریخ ۔

چون غلام الدین ولی بینا | از جہان رفت بجاید مینا
ہاتف غیب بگفت آ زسال | گو غلام الدین ولی بینا

خواجہ امیر الدین پہکلیوال از احفاد خواجہ یعقوب پہکلیوال صاحب کمال و برجستہ احوال و ستودہ افعال بود۔ بتوفیق ازلی اولاً در خدمت قاضی جمال الدین غالیکدلی کمالات صوری و معنوی بہم رسانید۔ آنگاہ در ذیل تربیت خواجہ منور حطبی در آمدہ بریاضات و مجاہدت پرداخت وارشاد طریقہ کبرویہ حاصل نمودہ رایت اعتلا افراخت۔ بعد آن در خدمت شیخ عطاء اللہ دریہ گامی استفادہ نمودہ اجازت سلسلۂ عالیہ قادریہ اخذ فرمود۔ آنگاہ در خدمت شیخ اکبر بادی مشرف شدہ بطریق نقشبندیہ و سہروردیہ مجاز گردید۔ پس بموجب تعطش درونی بسیر ہندستان رفتہ در حدود ملتان بخدمت شیخ سلیمان فائز گشتہ بمقام معیت و شہود بشتافت و بخلافت تکمیل آنجناب افتخار یافت۔ بعد مراجعت آنسواد سجادۂ ارشاد گستردہ بافادہ افاضۂ خلق خدا مشغول شد۔ و مثنوی تحفۂ احمدی [و تحفۂ محمدی] در علم تصوف منظوم کردہ بخدمت جناب شیخ احمد تارہ بلی گذرانید کہ ہر دو رسالہ مطلوب طبع [بہر] غو اہل روزگار است۔ و رسالۂ ترلع و دیگر رسایل و تحقیقات امیری مصنفۂ ایشان درین دیار یادگار۔ مدعا کہ در علوم صوری و معنوی فرید بے ہمتا بود۔ ہشتم ماہ ذوالحجہ ۱۲۸۲ھ [2] رحلت فرمود و در

---

[1] سنہ ۱۲۷۵ھ م سنہ ۱۸۵۸ء

[2] سنہ ۱۲۸۲ھ م سنہ ۱۸۶۵ء

مزار کلان شیخ بهاء الدین گنج بخش آسود -

- تاریخ - پی تاریخ وصلش گفت هاتف - بهشتم ماه حج یوم سه شنبه

ملا ثناء الله پشلو : - فرزند اکبر ملا جمال الدین پشلو است بعد تحصیل علوم دینی دست ارادت بدامن شیخ عبادی قاری زده طی مقامات سلوک نمود - واز شیخ اکبر هادی هم رتبه تکمیل افزود مدت العمر خود در بقعهٔ شریفه آثار مبارک نبوی پیشوای می کرد - ودر انجا مدفون است -

ملا حیدر پشلو : - فرزند اوسط ملا جمال الدین پشلو عالم تحریر و روشن ضمیر و عالی تخمیر مرید جد مادری خود سید حیوه خان چیوڈاره بود بعد وفات ایشان مرید پدر بزرگوار خود شده واز شیخ اکبر هادی هم استفاده و استفاضه نمود - در علم قرائت و تجوید و رسم خط قرآن ممتاز ، ودر کمالات علوم صوری و معنوی بی انباز تصانیف عالیهٔ او در دهر مشهور و مثبت او براوراق السنه اجلا مسطور نور المراج در علم فرائض سراجی منظوم مفتاح الرحمت مصباح الظلمه مربع الغزلات فی رسم خط قرآن دُر یتیم غرایب الرغایب در فقه مناسخ در تصوف خیرات الحسنات در تجوید و شرح چهل و چهار حدیث وغیره رساله ها فقط -

مدعا که در کمالات علمی و عملی فرد روزگار بود ظرافت طبع بسیار داشت - علمای وقت شاگرد او بودند - ۲۱ ماه ربیع الاول ۱۲۴۳ھ[1] رحلت نمود - ودر مزار آبایا آسود -

---

[1] ۱۲۴۳ھ م ۱۸۲۷ء

ملا نورالدین قاری خانیاری مرید و شاگرد شیخ عبادی قاری بود۔ و از ملا محی الدین سیالکوٹی ہم استفادۂ علوم رسمی نمودہ۔ در عہد خود مردے بدل بود و در نشر علم قرأت بسیار کوششہا فرمود۔

خضر بابای قاری:۔ مرید حضرت شیخ عبادی قاری بود و علم قرأت ہم از آنجناب استفادہ نمود و اجازتِ اوراد و وظائف از شیخ اکبر بادی و شیخ طیب رفیقی و شیوخ دیگر اخذ فرمود و در صحن خانقاہ معلی آسود۔

شیخ رحمت اللہ ثانی:۔ خلف و خلیفۂ شیخ اکبر بادی در علوم صوری و معنوی فرد یکتا و در ریاضت و تقویٰ مردے ہمتا بود در سنہ ۱۲۲۹[1] ۱۸ ماہ محرم بعمر پنجاہ و یکسال در حین حیات پدر بزرگوار رحلت نمود "ختم صالحین" تاریخیست۔

شیخ محمد یحیٰ:۔ فرزند شیخ نعمت اللہ خلیفۂ شیخ اکبر بادی صاحب تورع و تقویٰ و فنا فی اللہ بود در خطیرۂ حضرت شیخ اشرف آسود۔

محمد شاہ قدیمی:۔ و مولوی غلام الدین جامی و مہدہ شاہ جامی و حیدر شاہ نیخ و قاضی جمال الدین خوشنویس و عبدالوہاب وانگن پورہ و محمد جیو کوہامی از مریدان برجستۂ شیخ اکبر صاحب ریاضات و مکاشفات بودند۔ و زندگانی خودہا در مجاہدات بسر بردند۔

شیخ احمد تارہ بلی:۔ فرزند ارجمند شیخ محمد نعیم از احفاد شیخ رحمت اللہ عاصمی تلمیذ سعید قاضی جمال الدین عالیکدلی بود۔ و کلام قدیم چون یاد فرمود قرأت عشرہ از شیخ عبادی قاری استفادہ نمود۔ آنگاہ بیاری حضرت باری راہِ رستگاری جستہ در خدمت شیخ

---

[1] سنہ ۱۲۲۹ ھ ۱۸۱۳ء

عبادی قاری علم معنوی آموخت۔ و بمجاہدات و ریاضاتِ شاقہ طیِ مقامات اطوار سبعہ نمودہ مشاغل لطائف ستہ بانوار و تجلیات معرفت و شہود افروخت و سرمایۂ دولت ابدی از پنج گنج پنج سلسلۂ عالیۂ قادریہ و نقشبندیہ و کبرویہ و سہروردیہ و چشتیہ کہ درکنوز خاطر یاران شیخنا الاشرف ذخیرۂ مکتوم بود اندوخت۔ نظم۔

روز و شب کارش بہر آن و زمن ہوشش دردم خلوت اندر انجمن

وقتِ او وقفِ وقوفِ قلب بود در وقوف وقت اشغالش فزود

بر قدم بودے نظر در رفتنش غیر ذکر اللہ نبود بے گفتنش

یاد میکردے بہر دم یادداشت داشتی اندر نگہداشت یادداشت

با عزیزان گشتہ نسبت حاصلش شد بجمع الجمع ہمت کاملش

دایما قرب و معیت یار او شد شہود لاتعین کار او

مدعا کہ بصدور حالات عالیات و کمالات بینہایات جنید عصر و بایزید دہر شد چنانچہ صیت جلالت و فخامت او در اطراف و اکناف آفاق مشہور است۔ و شہرت مہانت و صیانت او بہ نسبت خلق اللہ براوراق ادوار مسطور[1] مدت مدیدے در خدمت گذاری حضرت شیخ عبادی قاری بسر بردہ خشنودی خاطر آنجناب حاصل نمود دران اثنا حضرت شیخ اکبر ہادی را فرزند دلبند خورد ریعان جوانی از جہان فانی درگذشت ازین رو حضرت شیخ احمد را مرشد بزرگوار از خدمت خود آزاد کردہ برای ادائے حقوق خدمات شیخ اکبر مامور فرمود مطابق فرمان آنجناب شیخ احمد منطقۂ ہمت واستقامت

(۱) مسطورہ (ص)

برابستہ در بجا آوری خدماتِ شیخ اکبر بجان و دل کوشید - وتبعلیم و تلقین و تکمیل آنجناب مجدداً فایز گردید و بمقام معیت و شهود آرمید بعد انتقال حضرت شیخ اکبر مریدان و معتقدان آنجناب با وجود موجود بودن وجود مسعود شیخ محمد نعیم که پدر بزرگوار شیخ احمد و برادرزادهٔ و داماد شیخ اکبر بود رجوع بشیخ احمد نمودند - و یاران آنجناب هم مثل امیر الدین پهکلیوال وغیره شیخ احمد را باپت سجاده نشینی الحاح و ابرام از حد نمودند گواری خاطر عاطر آنجناب نشد - و مرجع مردم اصلا منظور نفرمود - اما بیاری حضرت باری مردمان اقالیم ترکستان و هندوستان و خراسان وغیره زیارت آنجناب از مغتنمات می دانستند - و تبعلیمات و تلقینات آنجناب مستفیض می شدند - همدران ایام شیخ غلام محی الدین والی کشمیر شده از انحضرا اعتماد و اعتقادے بهم رسانید - و خواهان ملاقات ایشان گردید - اما آنجناب اصلا تن بملاقات او نداده مدت پنج شش سال از نظر عوام پنهان ماندند - و درین مدت والی خط لغتهٔ همگی دو مرتبه بملاقات ایشان فایز گشت واز تعلیم و نصایح بهره مند شد - و بموجب سفارش آنجناب قریبِ لک خروار شالی بمساکین و درویشان و عالی خاندان اینده بار جاگیر بخشید - و هزارها روپیه نذر خدمت گذرانید - و آنجناب منجملهٔ آن یکفلوس هم بصرف خانهٔ خود نرسانید - مدعا که آنجناب از افراد روزگار بود زندگانی در تفرید و تجرید بسر برد - هنگام قعدهٔ نماز بر بدن مبارکش لرزه و قشعریره می افتاد - در کتمان حال بسیار می کوشید شهرت را آفت می دانست - در خانهٔ هیچکسے نمی رفت و در محافظت شرع و رعایت و استقامت و رع و استدامت سنت و دفع بدعت و رفع ضلالت اهل جهالت و اجرای امر معروف و نهی منکر و دفع شر اشرار و ارباب ضرر و حمایت خلق خدا و رعایت اهل تقا همیشه همت او مصروف همی بود - و در خدمت

خلق الله که رکن اعظم طریقت است دوام و مستدام متنبهی بود. چنانچه علی الصباح از
دست شریف خود چای پخته کرده، قریب دو سه صد مردم را تا هنگام دوپهر چای و نان
قسمت می فرمود. و عذر خواهی می نمود. و در بارش باران بسبب کراهت چکش بام خانه
ها و رشحات تری راه از خانه قدم بیرون نمی کشیدند و در رفتن راه سر پوشیده و نظر بر قدم
نهاده می رفتند. و اهل بدعت بسیار احتراز می کردند. و اهل هنود را با وجود غلبهٔ کفر بلا اندیشه دعوت
باسلام می فرمودند. چنانچه روزے پنڈت راجه کاک را درباب سفارشی سائلے این عبارت
نوشتند "کافر ناپاک پنڈت راجه کاک ای مدبّر فجّار وای کافر نابکار ترو باسلام آر خلق
خدای را میازار حاجت سایل بر آر تا برهی از عذاب نار" فقط ـ

اهل اسلام را برای اعتقاد اولیاء الله بسیار شوق می افزودند. و در ماکولات
مشروبات احتیاط کلی می فرمودند. روزے کاهل مزاج بودند. حکیم خوردن غذا با آب گوشت
تجویز داد. ایشان یک پاو گوشت آورده آنرا جوش دادند. و آب آن نوش کردند.
پس گوشت مذکور را تا بیست و چهار روز هر روز در آب جدید انداخته جوش میدادند.
و با همان آب غذا مے خوردند. حکیم را مے گفتند که هر روز آب گوشت میخورم فقط ـ

از پدر خود شنیده ام که در ایام قحط سالے پیر مردے فرتوت بسر راه افتاده
بود آنجناب هر روز بر بالین او می رفتند. و حصهٔ طعام خود لقمه لقمه در دهان او می انداختند.
و خود صایم الدهر و قایم اللیل می بودند فقط. راقم الحروف روزے بتوجه والد خود بطفیل
آنجناب و دو رکعت نماز تراویح که از جماعت باقی داشته بودند ادا کرده است که از بنی
اسرائیل تا سورهٔ ناس در دو رکعت قرأت خواندند فقط ـ

روزے همراه آنجناب در راه می رفتیم از یکجائی انگور خوب دیدم و نفس

من بخوردن. آن راغب شد چند قدم پیشتر رفته: خانۂ خلیفہ در آمدہ وصاحب خانہ را گفتند کہ در فلانہ بازار انگور خوب دیدم چہار فلوس را نان زود آوردہ بدہ۔ وے فی الفور انگور و نان آوردہ بمن عطا کردند فقط ۔

روزے ہمراہ آنجناب بزیارت مرقد شیخنا الاشرف در فتحکدل میرفتم و در اثنای راہ دیدم کہ ہیچکسے آنجناب را سلام نکرو گویا کہ ایشان را نمی دیدند چون از انجا مرجع شدند صدہا مردم گرد آمدہ تسلیمات بجا آوردند فقط ۔

روزے جوانے مصروع سرراہ دامن ایشان بگرفتہ و برای دفع مرض ملتمس شدہ بعجز و ابرام از حد نمود۔ آنجناب مجبور شدہ فرمودند کہ بروز زیر دریچۂ خانقاہ معلی استادہ باش و من بعد ساعتے در انجا خواہم رسید حضرت امیر ترا علاج می تواند کرد۔ پس بموجب وعدہ در انجا رسیدند۔ و در حق او دعا خواستند فی الفور بہ شد فقط ۔

مدعا کہ در تحریر حالات آنجناب دفترہا باید بود۔ اشعار آبدار از طبع رسای خود می گفتند۔ و منثرہای رنگین و نگین مینوشتند۔ رسالۂ افضل الطرائق در تعلیمات سلوک تصنیف کردہ اند۔ ۱۳ ماہ رجب المرجب ۱۲۷۸ھ[1] انتقال فرمودند۔ و در محلۂ تارہ بل آسودند۔ تاریخ از مصنف۔

۔تاریخ۔ شیخ احمد حافظ قرآن و فخر عارفان ۔ سیزدہ روز از رجب رفتہ علم زود رحیان فت
بہر تاریخ وصال و عمر و میلادش سروش ۔ دوش در گوشم بگفتا بشنوای تاریخ دان
شیخ احمد کبروی میلاد و عمرش عابد است ۔ شیخ احمد قادری سال وصال او بخوان

---

[1] ۱۲۷۸ھ ۱۸۶۱ء

شیخ محمد تاره بلی :- از اعیانی شیخ احمد تاره بلی شاگرد قاضی جمال الدین عالیکدلی و مرید شیخ عبادی قاری در کمالات صوری و معنوی فرد بے ہمتا بود - طبعے موزون داشت مقامات حضرت خواجه مشکلکشا و عقاید اسلامیه شرح قصیدهٔ برده و دو شرح قصیدهٔ بانت سعاد بکمال طلاقت زبانی و خوش بیانی منظوم کرده است بیستم ماه جمید الثانی سنه ۱۲۸۰ھ[1] انتقال نمود و در خطیرهٔ شیخ احمد تاره بلی آسود - تاریخ - عشرون مر جماد ثانی تاریخ است -

ملا محمد ظهیر پشلو :- فرزند ملا ثنا الله پشلو از یاران شیخ اکبر صاحب ورع و تقوی بود مدة العمر خود در آثار شریف امامت می کرد - بعد وفات مرشد خود از شیخ احمد شرف تکمیل حاصل نمود - ۲۷ ماه رجب سنه ۱۲۶۱[2] رحلت نمود - و در حضرت بل آسود - تاریخ - محمد رفت با معنے بمعراج -

عبدالرسول بن شیخ ثناء الله زونیمرلیت شاگرد ملا عبدالغنی سلیمانی و ملا عبیدالله بود و از شیخ نعمت الله اشرفی شرفت انابت حاصل نمود - و آنجناب تربیت او تفویض شیخ اکبر بادی فرمود پس تعلیم و تلقین ایشان فایز گشته مدتے در خدمتگزاری آنحضرت گذرانید و از شهاب شاه قلندر و بابا عبدالوهاب تولہ مولی و شیخ عبدالرحمن اونہ گامی نظرے داشت و در کتمان حال بسیار میکوشید حتی که این داستان گوی پدرهم بر حالات او واقف نمی شد - و با وجود الحاح و ابرام یکحرف از زبان نمی کشد فقط -

---

1- سنه ۱۲۸۰ھ م سنه ۱۸۶۳ء

2- سنه ۱۲۶۱ھ م سنه ۱۸۴۵ء

روزے زمیندار در پیش او بیان ساخت کہ پسر من سخن نمے توانی کرد ایشان بقہر آمد۔ گفت کہ من با پسر تو سخن نمی توانم کرد مگر شمشیر عفرت سلطان شکستہ است۔ ہمان وقت پسر او بر زمین افتادہ بے ہوش شد۔ و پدرش پیش ایشان آمدہ جزع و فزع از حد نمود۔ ایشان دانۂ کلوخے با و دادہ گفتند کہ بر بدن او بمال فی الحال بہوش آمدہ صحت یافت طبعے موزون داشت شیوا تخلص می کرد۔ رسالۂ مجموعۂ شیوا در ذکر اسلاف خود نظم کردہ است۔ و رسالۂ عجیب منظر در تصوف و رسالہ طرقہ در قضا و قدر و رسالۂ کرامات اولیاء اللہ منظوم از طبعزادِ اوست۔ پنجم ماہ جمید الاول ۱۲۸۸ھ[1] رحلت نمود۔ و در موضع گا ہ و پگنہ کو یہامہ در خطیرۂ شیخ محمد مقیم آسود۔

آہ غلام رسول رہبر راہ قبول — نام فرع و اصول روی ز دنیا نہفت

ہاتف فرخندہ فال از پی تاریخ سال — عمر و ولادت وصال کرد بیک بیت جفت

بلبل باغ قدم آمد عابد بزلیت — سال وفاتش سرِ دش شہر تبعارت گفت

قاضی نور الدین قاری:۔ فرزند قاضی جمال الدین شاگرد پدر خود و سید سعید اندرابی بود و استفادۂ علم قرأت از خضر صاحب خانقاہی و نورہ صاحب خانیاری و شیخ احمد تارہ بلی فرمود و در علم معنوی ہم کمال داشت۔ ۲۴ ماہ صفر ۱۲۹۴ھ[2] رحلت نمود و در خطیرۂ پدر بزرگوار خود آسود۔

شیخ احمد فرید:۔ از خلفای لعل شاہ مجذوب زندہ وضع و صاحب صفا بود عمر خود در افادہ بسر نمود و از اہل ہنود چند کس بتالیف قلوب مسلمان نمودہ بدرجۂ شہود رسانید۔ ۳ جمید الثانی

---

[1] ۱۲۸۸ھ، م ۱۸۷۱ء

[2] ۱۲۹۲ھ م ۱۸۷۷ء

سنه ۱۲۸۸ھ[۱] رحلت نمود -

رحمان صوفی :- از قبیلهٔ زمینداران کامراج بود و بموجب سعادتِ ازلی در ذیل تربیت خواجه فخر الدین در آمده ارشاد حاصل نمود - عمر خود در ریاضت و تقوی بسر برده کار گشا وزری می کرد - تا قیت لشوق مجاورتِ حضرت بل در موضع ملہ باغ سکونت ورزید طالبان بر جستہ بہم رسانید مستجاب الدعوات بود - تا قیت مرجع مردم شد - و آن مکروه مید الست خدمت خلق بسیار می کرد - ہفتم شوال سنه ۱۲۸۷ھ[۲] رحلت نمود - و در ملہ باغ آسود - تاریخ -

بود رحمان صوفی اولی   بہره ور از تقرب مولی

ماه شوال و روز ہفتم بود   راند محمل بجنّة المأوی

سالش از روی بجز ذی حشتم   خاص رحمان صوفی اولی

و برادرش عثمان صوفی نیز صالح و متقی بود در مقبرهٔ برادر مدفون است فقط -

صدیق بالو :- سیر گوجری بود بتوفیق خدا داد از عباد ذوالارشاد سرمایهٔ خیر و سعادت اندوخته عمر خود در ریاضت و سخاوت بسر برد - خدمت خلق بسیار می کرد - در موضع چاگل مدفون است -

آخون زاده نور اللہ :- تاجر مالدار از مردم افاغنہ بود و بنظر کیمیا اثر سرفراز شاه ملتانی ترک دنیا نمود - مال و دولت خود بنام مولی پرداخت - روزے سرفراز شاه در حمام فراف کدل او را توجہ داده و بغلبهٔ حال بے ہوش نموده در بوریا پیچیده گذاشت - و بعد

---

۱ سنه ۱۲۸۸ھ م سنه ۱۸۷۱ع

۲ سنه ۱۲۸۷ھ م سنه ۱۸۷۰ع

هفت روز باز آمده از بوریا کشیدے ہمچنان بیہوش بود. پس تکدے برئے زدہ بہوش آورد۔ مدتے در مستی گذرانید۔ بعد وفات مرشد در عالم صحو آمدہ در آستانہ شریف عزلت گزید و غاشیۂ شریعت بر دوش نہاد۔ گاہ اوقات روی خود بمردمان نشان می داد۔ وگاہی از صحن خود قدم بیرون نکشید۔ حتی کہ برای زیارت موی مبارک ہم گاہی بیرون نہ برآمد۔ ماکولات نمی خورد ہمگی از نیم آثار شیر خام افطار می کرد۔ واز میوہ جات ہمگی توت می خورد۔ روی مبارکش درخشان می بود۔ ۸ جمید الثانی سنہ ۱۲۹۶ھ[1] انتقال فرمود۔ و در حضرت بل آسود۔ تاریخ۔

خاص خدا سال او گفتم و جبرئیل بگفت بارگہ مصطفیٰ[2] مہبط نور اللہ است

بابا اعظم کبروی: خلف خلیفہ بابا محمود گنائی صاحب مجاہدہ و تقویٰ بود۔ واز بابا محمد ولی زیگیر ہم استفادہ نمود۔ آخر عمر مغلوب الحال بود و در محلہ رسکالی پورہ آسود۔

شیخ احمد پشلو: - فرزند ارجمند ملا حیدر پشلو در علوم ظاہری و باطنی از پدر بزرگوار خود تلمذ داشت واز یک قلندرے ہم نظرے یافتہ فیضیاب معنوی شدہ بود۔ لیسانہ بخدمت شیخ اکبر آبادی رسیدہ در طریقہ قادریہ ونقشبندیہ وسہروردیہ وکبرویہ مجاز شد۔ واز تعلیم وصحبت ایشان فیضیاب گردید۔ بعد وفات ایشان در پیشاور رفتہ از خدمت جان محمد صاحب فیض باطنی یافتہ در طریقہ چشتیہ ارشاد حاصل کردہ باز آمد۔ عمر خود بمجاہدہ ومشاہدہ در تقویٰ وگوشہ نشینی گذرانید بروز غرہ ذیحجہ سنہ ۱۲۹۶ھ[2] رحلت نمود۔ و در موضع کانہامہ پرگنہ بانگل آسود۔ تاریخ۔

ہاتفی گفت سالش از سر آہ شیخ احمد بزرگ اکمل بود

---

[1] سنہ ۱۲۹۶ھ م سنہ ۱۸۷۸ء نسخہ فیض یاب ۱۲

[2] سنہ ۱۲۹۶ھ م سنہ ۱۸۷۸ء

شیخ مصطفیٰ رفیقی :- خلف وخلیفۂ شیخ طیب رفیقی در علوم صوری ومعنوی ممتاز- ودر ورع وتقویٰ سرفراز بود- بعد انتقال والد بزرگوار جانشین او شده- عمر خود در افاده واستفاده بسر نمود- ۲۴ ربیع الاول ۱۲۹۴ھ[1] رحلت نمود- ودر مزار آبای خود آسود- غوث لاریب[(1)] تاریخ است -

شیخ احمد ترالی :- از قبیلۂ تیلیات بود- ودر خدمت مولوی غلام الدین مفتی بهره از علوم رسمی حاصل کرده بتوفیق ازلی روی ارادت بخدمت صدیق خان که از مریدان میر محمد منور حیطی بود آورده ارشاد سلسلۂ کبرویه حاصل نمود- آنگاه در دهلی رفته از مولوی اسحاق علم حدیث آموخت واز تربیت احمد سعید چراغ معرفت افروخت- وسعادت ابدی اندوخت- بعد چند سال بکشمیر آمده بافادۂ خلق مشغول شد- ودر تحریم تا ستوار رسالۂ تصنیف کرده بود- اما منظور علمای عصر نشد- آخر عمر بزیارت حرمین شریفین فایز شده مراجعت نمود- در ۱۲۹۶ھ[2] انتقال فرمود ودر قصبۂ ترال آسود -

شیخ احمد لیسوی :- خلف بابا علی لیسوی از اهل ورع وتقویٰ- مرید قاضی جمال الدین عالیکدلی بود واز بزرگان دیگر هم استفاده نمود- ۲۴ ربیع الاول ۱۲۸۴ھ[3] رحلت نمود- ودر مزار اجداد آسود- فخر ابرار تاریخ است -

شیخ عماد الدین رفیقی نبیرۂ شیخ محمد اسلم رفیقی شاگرد مولوی مقبول ماتنجی و شیخ

---

[1] ۱۲۹۴ھ م ۱۸۷۷ء

[2] ۱۲۹۶ھ م ۱۸۷۸ء

[3] ۱۲۸۴ھ م ۱۸۶۷ء (۱) غوث لاریب تاریخ وفات موافق نیست ۱۲

احمد واعظ بود و از شیخ احمد تاره بلی و درویش محمد مشتاق استفادهٔ علم معنوی کرده عمر خود در تجرید و تفرید و ورع و تقوی بسر نمود - و در علم حدیث مهارتے عجیب داشت - کتب احادیث بسیار تحریر نمود - آخر عمر بزیارت حرمین الشریفین مشرف شده از علمای آنطرف سند احادیث حاصل فرمود - وبتاریخ هفتم ماه رمضان سنه ۱۳۰۰[1] هه رحلت نمود - و در مزار اجداد آسود رضی الله والنبی عنه تاریخ است -

شیخ اسد الله رفیق حلف شیخ اسلم رفیقی از صلحای وقت بود - عمر خود در تجرید و تفرید و گوشه نشینی بکمال ورع و تقوی بسر نمود - ۸ محرم سنه ۱۳۰۵[2] رحلت نمود در مزار اجداد آسود -

قاضی غلام الدین :- نبیرهٔ قاضی جمال الدین عالیکدلی و خواهرزادهٔ حضرت شیخ احمد تاره بلی در علوم صوری و معنوی ممتاز - و در حسن اخلاق و افعال بے انباز بود - بعد تحصیل کمالات علوم ظاهری و حفظ کلام قدیم بقرأت عشره دست ارادت بدامن عاطفت شیخ احمد تاره بلی زده آداب سلوک آموخت - واز مشایخ دیگر هم مثل خواجه امیر الدین پهر کلیوال و شیخ محمد ولی زهگیر وغیره شرف خیر سعادت اندوخت - وچراغ زندگانی بصلاح وفلاح افروخت - ۱۷ ماه ربیع الاول سنه ۱۳۰۶ رحلت نمود - و در حظیرهٔ حضرت مرشد بزرگوار خود آسود - تاریخ از مصنف - تاریخ -

دریغا پیشوائے مسلمین رفت | غلام الدین امام متقین رفت
دریغا تیره گشته چشم دلها | که آن نور مبین زیر زمین رفت
دریغا خاندان اشرفی را | چراغ معرفت در ما وطین رفت

---

[1] سنه ۱۳۰۰ هه م سنه ۱۸۸۲ ء

[2] سنه ۱۳۰۵ هه م سنه ۱۸۸۷ ء   (۳) سنه ۱۳۰۶ ء هه م سنه ۱۸۸۹ ء

دریغا مرغ باغ اکبری دوشش | قفس از پا گشود و در کمین رفت
جگر پاره شد از خنجر غمم | که خون دل ز چشمان چکین رفت
ده و هفت از ربیع اولین بود | که روح او بفردوس برین رفت
خرد تاریخ وصلش گفت در گوشم | بگو آه آفتاب عابدین رفت

شیخ محی الدین - فرزند ارجمند شیخ محمد مقیم زینه‌گیری صاحب تورع و تقوی مرید شیخ محمد ولی زنگیر بود و مشایخ کبار و رشتهداران ایشان نیز بصحبت داشت - عمر خود در ریاضات و عبادات گذرانید ۹ ماه شوال سنه ۱۳۰۹ھ[1] انتقال فرمود و در محله کواه آسود - تاریخ -

پی سال تاریخ وصالش سروش | بگفتا مکانش بخلد برین

شیخ محمد سعید فرزند ارجمند شیخ محمد تاره بلی مردے فاضل و کامل بود - و کسب فیوض باطنی از عم بزرگوار خود شیخ احمد تاره بلی و شیخ عبدالله ترالی و شیخ محمد ولی زنگیر و امیر الدین پکلیوال نمود - عمر عزیز خود در صلاحیت و تقوی گذرانید - ساده وضع می زیست -
۱۹ ماه شوال سنه ۱۳۰۹ھ[2] بحادثه وبا نقل فرمود - و در مقبره شیخ احمد آسود - تاریخ -

حسن از پی سال وصلش بگفت | سعید از ازل شد بجنت قرین
چون محمد سعید نیک سرشت | شد ز دنیا بسوی باغ بهشت
خامه تاریخ سال رحلت او | بوده شیخ الورا سعید مست

خمس چهارم از علما و فضلای حقانی

ملا احمد علامه - از علمای تمام بود اطراف عالم را سیر نمود - و در زمان راجه سهه دیو

---

[1] سنه ۱۳۰۹ھ ۱۸۹۱ء [2] سنه ۱۳۰۹ھ ۱۸۹۱ء

بمرافقت سید شرف الدین قدس سرہٗ در کشمیر رسید ودر اشاعت مذہب اسلام بسیار را اہتمام ورزید۔ عجب ہمتے وجودتے داشت ودر زمان سلطان شمس الدین رتبہ شیخ الاسلامی یافتہ تا آخر عہد سلطان شہاب الدین ہزارہا مردم باسلام آورد ومدرسہ ہا جاری کرد۔ وجمعے کثیر از علوم دینیہ بہرہ مند ساخت۔ سلطان شہاب الدین وقطب الدین ومرزا حسن وغیرہ از شاگردان اوست۔ کتاب فتاوی شہابی بارشاد سلطان شہاب الدین در علم فقہ مرتب فرمود واز علم معنوی ہم حظ وافر داشت۔ گویند سید بلبل شاہ پیر صحبت او بود رسالہ شہاب ثاقب در علم تصوف بابت سلطان مزین فرمود۔ مدعا کہ فضایل وکمالات او از حد افزون است۔ ودر مقبرہ سید موصوف مدفون۔

ملا محمد علامہ: ۔ فرزند اسعد ملا احمد ودر کمالات علوم عقلیہ ونقلیہ ارشد بود۔ بعد وفات والد ماجد خود بر عہدہ شیخ الاسلامی تسلط نمود۔ ودر فیصلہ امور قضا مہارتے عجیب داشت۔ حکی آرند کہ زنے پسر دیگرے بدزدی برد۔ بعد چند سال مادرش سر راہ بشناخت۔ ومقدمہ در محکمہ قضا افتاد۔ چونکہ فریقین در محکمہ شاہان گذرانیدند۔ مولنا درین امر متحیر ماند۔ عاقبتہ الامر حکم داد کہ آتش برافروزند۔ و پسر متنازعہ را بسوزند۔ گویند بعد ورا این حکم مادر جعلی او درین امر ہیچ تردد نکرد۔ اما مادر اصلی او سراسیمہ گشتہ غوغا بر داشت۔ واز دعوای پسر ابرا نمود۔ پس مولنا پسر مذکور بوے داد فقط۔

حکی آرند کہ حضرت مولنا را جنے مسخر بود کہ از افعال نیک وبد مردم بوے خبر می داد چنانچہ روزے شخصی در پیش سلطان سکندر شکایت مولانا گذرانید۔ آن جن فی الفور مولانا را خبر کرد۔ وہمانوقت مولانا در پیش سلطان آمدہ شاکی را زجر فرمود۔

سلاطین را تسلی نمودند - مدتها که مولانا در عهد خود فرد لاثانی بود - در شهور ۸۱۵ھ[1] رحلت نمود
وجوار مرقد پدر بزرگوار خود آسود -

ملا افضل بخاری از علمای اکمل بخارا بود در عهد سلطان سکندر در دیار نزهت
آثار ورود نمود سلطان نسبت آنجناب تعظیم و تکریم بجا آورده موضع ناگام در اقطاع
او بخشید - پیشروی مسجد جامع برای او مدرسه سنگین بنا ساخت - مدة العمر در آنجا نشسته
عالمیان از تعلیم و تدریس او فایز شدند - چون رحلت نمود در حظیرۀ سید تاج الدین آسود -

ملا احمد کشمیری :- نواسۀ ملا احمد علامه است - و در پیش ملا افضل بخاری تلمذ نمود
و در علوم عقلیه نقلیه بین الاقران ممتاز - و در مصاحبت و منادمت سلطان زین العابدین
رئیس زبان دراز و انیس، و همراز و جلیس محرم راز بود - در شعر و سخن طبع عالی داشت - تاریخ
وقایع ملک کشمیر و ترجمه مهابارت وغیره رساله‌ها از تصنیفات اوست - و در بحث و مناظره
شأنی عجیب داشت چنانچه کیفیت جودت طبیعت او در ذکر سلطان زین العابدین مرقوم است -
و مدفنش در مزار سلاطین نامعلوم -

ملا حافظ بغدادی :- در زمان سلطان زین العابدین وارد این دیار شده عالم عامل و فاضل
کامل بود - عالمیان را بافاده و افاضه فیض بخشی نمود - عمر عزیز خود در مصاحبت و مجالست سلطان
بسر برد و در مقبرۀ ملا کبیر مدفون است -

مولانا کبیر :- استاد سلطان زین العابدین صاحب ورع و یقین بود - در صغر سن به هرات
رفته علوم غریبه و فنون عجیبه از هر نوع تحصیل نمود سلطان زین العابدین او را بتکلف

---

[1] ۸۱۵ھ م ۱۴۱۲ء

تمام طلبیده در نوشہر متصل دولتخانۂ خاص جا بنگاه او قرار داد۔ و منصب شیخ الاسلامی بنام نامی او مقرر ساخت۔ و بہا نجا مدرسہ بنا کرده چند قریہ برای وظائف طالب علمان از پرگنۂ ناگام وقف نہاد۔ پس حضرت مولانا عمر عزیز خود در تعلیم و تدریس انام و اشاعت اسلام و اشاعت سنت سید الانام علیہ الصلوٰۃ و السلام در آں مقام بسر نمود۔ و بعد رحلت در انجا آسود۔

مولانا قاضی جمال الدین :۔ صاحب فضل و کمال و برجستہ احوال بود از ہند آمده در خانقاه فیض پناه کبرویہ بوظائف و اوراد اوقات میگذرانید۔ رفتہ رفتہ شہرت فصاحت و بلاغت او بسمع سلطان زین العابدین رسیده بحضور طلبید۔ و خدمت قضایای اہل اسلام بوے تفویض ساخت کہ فیصلہ مقدمات بدیانت و صیانت می فرمود تا کہ بخاک آسود۔

ملا پارسا :۔ عالم تحریر و صاف ضمیر بود در عہد سلطان زین العابدین از بخارا آمده بر مدرسۂ سلطان درس می گفت۔ سلطان او را اطاعت و فرمانبرداری از حد می کرد۔ اقطاع بسیار داشت در محلہ نوشہر مدفون است۔۔۔

مولانا قاضی میر علی :۔ در عہد سلطان زین العابدین از بخارا آمده در علوم عقلیہ و نقلیہ ممتاز۔ و در بحث و مناظره سرفراز و در علوم تصوف و توحید محرم و دمساز بود۔ پادشاه دین پناه فضائل و کمالات او دیده بر خدمت قضایای ایشدیار ممتاز ساخت و چند قریہ در اقطاع او عطا کرد۔ از انجا کہ اتا حفاد و ذریات مولانا تا حال درین محال موجود است و بہرہ

---

[1] خاندان قاضیاں در شہر متعدد ہستند قاضیاں مہاراج گنج کہ در سال ۱۵۱۳ ہجری مشغول تجارت ہستند از ذریات مولانا قاضی میر علی ہستند دایره و اللہ اعلم۔

صلاحیت وتقوی وفضل وبلاغت وزکاء عمر بے ہمتا بوده اند - وبعضی ها بر صوبیداری وقضایای اینیار تسلط یافته اند - عقب ذریات ایشان دعوی سیادت ثابت می دارند -

مولانا رضی الدین :- از فصحای عصر وبلغای دہر بود - در علوم عقلیه ونقلیه وفقه وحدیث مهارتے عجیب داشت - ودر زمان تسلط میرزا حیدر بر مدرسه معموره قطب الدین پوره تدریس می کرد - ودر علوم غریبه تصانیف عالیه او مشهور - گویند ملا ملیحی داماد او بود - شیخ بابا داؤد خاکی وشمس الدین پال وغیره ہمانیز از شاگردان اوست - در شهور ۹۵۶ھ[1] رحلت فرمود - تاریخ - میر در مسجد جان بسپرد بحق -

مولانا کمال الدین :- از فرزندان قاضی میر علی است که جد تمام طبقه قاضیان است - البته از صحاب کمال فرید بے همال بود - قاضی موسی شهید برادر زاده اوست -

مولانا نوری گنائی : معروف به ملا ملیحی نبیره بابا عثمان اوچپ گنائی است که در اشاعت شرع واستقامت ورع وتدریس وتعلیم علوم اصل وفروع فرید دہر ویگانه عصر بود ودر کسب معرفت وطریقت مقامات عالیه داشت - ودر تلاش پوره مدفون است -

مولانا شنگرف گنائی :- نیز از احفاد بابا عثمان نامدار زبدهٔ اعیان اینیار دانشمند عالیقدر - در علوم عقلیه ونقلیه نادرهٔ روزگار بود - ودر سفر حرمین الشریفین با شیخ ابن حجر مکی ملاقات نمود - وسند احادیث صحاح سته از واخذ فرمود - ودر خطیره ملا ملیحی در تلاش پوره آسوده -

قاضی ابراهیم :- بن قاضی سکندر بن قاضی میر علی است - اکثر قبایل قاضی شهید ها سیه از احفاد اوست - مردے فاضل ومتبحر بود در عهد میرزا حیدر بر منصب قضایا استقلال داشت - سیدا شیال پسر شمس عراقی بتجویز او کشته شد - بنا بر آن کینه

---

[1] ۹۵۶ھ م ۱۵۴۹ء

او در سینۂ اہل تشیع مرہن بود کہ بقتضا ِ او قاضی موسی شہید کنانیدند۔ قضیۂ شہادت (۱)
او میان حصۂ دوم در ذکر حسین شاہ چک مرقوم است ۔

ملا عبدالوہاب :- فرزند ارجمند ملا فیروز دانشمند فاضل و عالم کامل بود در علم معما و فنون غریبہ رسالہا تصنیف کردہ است ۔ و بر حاشیۂ توفی و شرح مواقف و شرح شمیہ منطق حواشے نوشتہ است فقط :-

قاضی موسی شہید :- از احفاد قاضی میر علی است در کمالات علوم صوری و معنوی فاضل کامل و عالم عامل بود بام مسجد جامع را بمصرف زر کثیر مرمت نمود۔ می آرند کہ از عہد میر علی منصب قضایای کشمیر را تعلق بخاندان ایشان داشت حضرت پروردگار برکات علم و عمل و مال و جاہ در احفاد و ذریات ایشان تا چندین پشت باقی گذاشت ۔ وقتیکہ یعقوب خان چک بر حکومت کشمیر استقلال یافت وے حضرت قاضی را اعلانیہ تجویز داد کہ مردم عامہ را منصوص مرغوب سازند کہ در کلمات اذان فقرۂ علیؑ ولی اللہ شامل خوانند چونکہ این امر خطیر دلپذیر ارباب تحریر نبود۔ بنابران حضرت قاضی بکمال جودت و ہمت تجویز امریکہ برخلاف سنت بود نشد۔ و از صلابت حاکم جابر خوف نکرد بنابران یعقوب خان باوجود امتناع امرا و اعیان حضرت قاضی را بر تخت شہادت بنشانید۔ و اعیان و ارکان را ایندیار بیزسانید۔ لاشۂ مبارک او بر دُم فیل بستہ درمیان شہر بگردانید۔ چون بدر خانۂ خود رسید۔ والدۂ ماجدۂ حضرت قاضی معجر خود بطور نثار بر فرق او بجنبانید۔ و شکر خدا بجا آورد کہ در راہ حق شہید شد۔ ہمانوقت آسمان تیرہ و تار شدہ بصدمت رعد و برق ژالہ و تگرگ

---

(۱) ص ۲۸۶ جلد دوم مطبوعہ

باریدن گرفت۔ صاعقۂ محرقہ درخانۂ یعقوب شاہ افتاد۔ و باحتراق آن زوجۂ علی دار کہ وزیر او بود باسہ چہار عورت دیگر سوختہ شدند۔ و مردم بسیاری ازجان درگذشتند۔ و بعضے ہا بیہوش افتادند۔ کان ذلک فی سنہ ۹۹۳ھ[1] مقبرۂ او در بلہ کوہ مشہور۔

ملا حاجی گنائی:۔ عالم فاضل در علوم غریبہ کامل بود۔ مدتے مدید بر مدرسۂ سلطان قطب الدین درس می گفت از شاگردان شیخ یعقوب صرفیست۔

ملا حاجی بانڈی:۔ نیز از تلامیذ حضرت ایشان است عالم متورع و مفتی متشرع از نجبای وقت بود بانڈیہای گنکہن از احفاد اوست۔

قاضی محمد صالح:۔ خلف ارجمند قاضی شہید است عالم عامل و فقیہ کامل بود۔ بعد شہادت پدر نامدار او چون سلطنت کشمیر بشاہان دہلی تعلق گرفت۔ مولانا باستحقاق وراثت و لیاقت بر منصب جلیلۂ قضای کشمیر مسلط گشت۔ و در اجرای احکامات شرعی و عرفی نیکنامی حاصل کردہ عمر خود در ورع و تقوی بسر برد۔ دختر سید میر خان در عقد داشت۔

ملا محمد رضا:۔ معروف بہ حکیم دانا فرزند دلپسند مولانا کمال الدین سیالکوٹی است در علوم عقلیہ و نقلیہ وحید عصر بود۔ چون در پیشگاہ جہانگیر شاہ باریاب صحبت گشت۔ ہنگام امتحان و معارضۂ علمای شیعہ و شنیعہ سرآمد علمای سنت بود۔ بیاوری حضرت باری و باتفاق ملا حبیب اللہ جماعت علمای شیعہ لاجواب و ملزم ساخت۔ مقبرۂ او در محلۂ جمال تہ مشہور:۔

ملا حبیب اللہ:۔ از قبیلۂ جلیلۂ گنائی ہاست بعد تحصیل علوم عقلیہ و نقلیہ چون

---

1. سنہ ۹۹۳ھ م ۱۵۸۵ء

در فضیلت و مولویت اشتہار یافت۔ در شاہجہان آباد رفتہ بصحبت جہانگیر شاہ فایز گشت
و در حل دقایق و کشف حقایق از اقران زمانہ فایق شد۔ و در مباحثہ و محاولہ شیعہ و سنی باتفاق
ملا محمد رضا گوی سبقت برد۔ و بر ہمہ فوقیت یافت۔ و در املا و انشا و تحریر خط نستعلیق صاحب
کمال بود علیہ رحمۃ اللہ الودود۔

قاضی ابوالقاسم:۔ فرزند ارجمند ملا جمال الدین سیالکوٹی است کہ ذکر او در خمیس سوم
مسطور است۔ عالم تحریر و فاضل صاف تقریر در کمالات حامی بدر منیر۔ و در خیالات عقلی بے نظیر
داماد قاضی صالح بن قاضی شہید بود۔ اکثر علوم غریبہ از والد بزرگوار و عم نامدار خود حاصل کرد۔
آنگاہ از علما و فضلای دہر استفادہ نمود۔ پس با شاعت جودت طبیعت خود بر قضایای
کشمیر استقلال یافت تا حین حیات مقدمات مرجوعہ بدیانت داری فیصلہ می کرد۔ و در
موضع صفاپور بر ساحل شرقی مانسبل باغے احداث نمود کہ آنرا قاضی باغ میگویند۔ مبالغہ
حضرت قاضی فرد زمانہ بود۔ و در مقبرہ والد بزرگوار میان ملہ کواہ آسود۔

ملا حبیب:۔ میر عدل در محلہ بنگہ بٹہ سکونت می داشت۔ از خدمت ملا حاجی
گنائی استفادہ علوم عقلی و نقلی نمودہ بہنر رفت۔ و با اکابر علما صحبت داشت۔ بعد
مراجعت بتقریب منصب میر عدلی بمساہمت و مشارکت قاضی صالح در محکمہ عدالت فیصلہ
خصومات می کرد درس تفسیر ہم بسیار می گفت۔ ملا ابوالفتح کلو و ملا طاہر کوجائی و ملا یوسف
خاموش و شیخ میر حبیو و ملا حیدر رتیو۔ را رشتہ گردان اوست۔

ملا علی پوستک:۔ عالم متبحر بود و در پیشگاہ جہانگیر شاہ قربے داشت۔ پادشاہ
یکروز اورا بمطایبہ پوستک گفت پس بہمان لقب مشہور شد طبعی موزون داشت
اشعار برجستہ می گفت۔ در تاریخ وفات او این مصرع مشہور است۔ مصرع۔ وای پست

بلند همت کو. در سنه ۱۰۳۶ه[1]

ملا حیدر گنائی :- از حفده ملا ناشنگرف گنائی داماد شیخ ابراهیم است در علوم عقلی و نقلی مهارتی عجیب داشت - و از ذوق باطنی هم خالی نبود با قیت - در مقبرهٔ اجداد خود آسود -

ملا حسین گنائی :- از علمای متبحر بود و در جوار مسجد جامع سکونت می کرد - و در خانقاه ملک جلال تهاکور درس می گفت طالبی از فیض تعلیم او بهره ور گشت -

خواجه عبدالله تازی در انواع علوم فاضل کامل بود - خصوصاً در علم طب مهارتی عجیب داشت - و تالیفات بسیار درین فن تصنیف کرده است - علم طب و عمل آن در کشمیر از فیوضات اوست فقط -

ملا حیدر رائتور :- علامه بی نظیر و فاضل تحریر بود اکثر علمای هند از شاگردان اوست -

ملا فاضل :- در علم معقول و منقول حاوی بود در بحث و مناظره و انکشاف دقایق بی همتا اکثر حواشی ملا عبدالحکیم سیالکوتی را رد می نوشت -

ملا عبدالرزاق بانډی خواهرزادهٔ ملا فاضل عالم کامل و تحریر فاضل بود بر شرح تجرید حاشیه می نوشت - و می گفت که تالیف مرد دانشمند خواندن نمی تواند تا بفهم چه رسد بعد تحصیل کل شاه جهان او را تدریس مدرسهٔ کابل تفویض نمود - و شبها بر محکمات رد می نوشت - تا قیت خلل دماغ بهم رسانید - روزی گلوی خود به کزلک زخمی ساخت - شاگردان معالجهٔ آن کردند - چون در کشمیر رسید انتقال نمود - در محلهٔ کوجوارهٔ آسود -

ملا ابوالحسن :- معروف و شاهم بالی در علوم ظاهری فرید عصر بود تفسیر قاضی بیضاوی

---

[1] سنه ۱۰۳۶ه م سنه ۱۶۲۶ء

سر بسر یاد میخواند۔ مذکورات ملا عبدالحکیم را ردمی کرد۔ علمای وقت را بخیال نمی آورد۔ و باآنہا در مجلس التفات نمی کرد۔ استغنای علمی از حد داشت :۔

ملا علی الماس:۔ برادر زادۂ ملا الماس شاگرد ملا جوہر ناتھ منظور نظر فیض اثر بابا نصیب الدین غازی صاحب فضائل و کمالات بود۔ و در موضع وگمنہ پرگنہ بانکل آسود۔

ملا حاجی طوسی:۔ فاضل تحریر و عالم بے نظیر شاگرد ملا جوہر ناتھ بود و در علوم غریبہ ریاضی و اسطرلاب و تنجیم ید بیضا می نمود۔ با حضرت خواجہ خاوند محمود نقشبندی صحبت داشت جوار مرقد ملا جمال الدین مدفون است ۔

ملا یوسف کاوسو:۔ در ہر علم و در ہر فن ممتاز بے انباز بود۔ بتوسل یکے از مقربان با اُردوی شاہجہان در ہند رفت۔ چون کوکبۂ خسروی بر کوہ پیر پنجال عروج کرد در انجا مراسلۂ پادشاہ روم بنظر اعلےٰ رسید۔ پادشاہ حکم کرد کہ جواب مراسلہ زود بنویسند و بفرستند۔ اما از منشیان حضور در انجا کسے حاضر نبود۔ مُربی ملا یوسف بعرض رسانید کہ ہمراہ من یک ملائی کشمیر یست اگر حکم باشد وے جواب نامہ بنویسد۔ پادشاہ حکم تسوید داد۔ ملا یوسف بکمال ایجاز و بلاغت و ابہام جواب مراسلہ تحریر کردہ بحضور گذرانید۔ عنوان آن منظور نظر جہانبانی شد۔ ملا یوسف داخل منشیان حضور گشت و با فضلای ہندوستان بارہا مباحثہ نمود تا کہ روشناس دربار شد۔ بعد چندے بترتیب منصب صدارت رو بکشمیر آورد۔ و طالبان علم را جمع کردہ بدرس و افادۂ خلق مشغول شد۔ پس در ایام نظامت ظفر خان خان در واقعۂ قحط مردم عوام خانۂ مہادیو پنڈت نیکارہ را آتش دادہ غارت کردند۔ چون اخبار این واقعہ بسمع پادشاہ رسید اعیان خطہ بحضور طلب شدند۔ و ملا یوسف ہم دران زمرہ شامل بود۔ پادشاہ از حقیقت فساد مہادیو پرسید۔ وے بمقتضای

داتائی آغاز سخن کردہ کہ از علوم و از جہاد دلیق طلب گردید قصور نیست لیکن پادشاه برحرف لیکن او را ردّ بات زدہ کہ از علوم و جہاد بود کسے را قصور نیست پس قصور از من است کہ مثل تو حرف را پرسیدم ملا یوسف بجنب شاہی بے ہوش شدہ فی الحال با سہال مبطون گشت و از جہان درگذشت۔

ملا حسن گوجو: عالم و بینش بود حواشی او بر تفسیر بیضاوی بسیار مفید است۔

ملا باقر صباغ: در ایران رفتہ در علوم غریبہ کمال حاصل کرد و در معقول ہم مہارت عجیب داشت۔

ملا باقر تارہ بلو: شاگرد ملا قربان صباغ در علم معقول فرد یگانہ بود در ہند رفتہ با ملا عبدالحکیم و علمای ہندوستان در مباحثات و مناظرات ہمہ جا غالب آمد فقط۔

ملا یوسف چچک: دانشمند بحر و عالم بے نظیر بود۔ در خدمت حضرت خواجہ خاوند محمود اکثر بہرہ ور میشد دقایق علم فقہ و تفسیر از خدمت ایشان استفادہ می کرد۔ می گویند کہ در مباحثہ و مناظرہ ہیچکس او را مغلوب نمی کرد۔ فرزند او ملا عبدالنبی دانشمند ارجمند و دل پسند بود۔

قاضی عبداللہ ماہر در کمالات علم لاثانی و در عہد شاہجہان مفتی حقانی بود گویند در آن ایام قاضی ابوالقاسم فرزند ملا جمال در کشمیر حکم قضا یا می کرد۔ و بروز دیوان عدالت ملا محمد طاہر تنگ بتوسل صدر الصدور حضور پادشاه از ابوالقاسم استفتا نمود کہ شخصے قسم خوردہ است کہ نان نخورد۔ روزے گرسنہ بخانہ در آمد بر طاقچہ خوانے دید و گفت اگر خوردنی است بمن بدہید چون اہل بیت او ازین امر واقف بودند کہ وے نان نمی خورد ندادند۔ حانث قسم خورد کہ ... این خوان ہرگاه خوردنی نمی خورم۔ کذا و کذا۔ چون خوان آوردند و درمیان

آن زمان بود حالا حاجت چه کار کند که باز حاجت نشود۔ قاضی ابوالقاسم را جواب حاضر نشد
پادشاه بروی ملا عبد الله نظر کرد و گفت که این پسر کیست گفتند مفتی است۔ پادشاه گفت
پیش بیاید و جواب باصواب بگوید۔ وے عرض کرد که آداب فتوی این است که بعد ملاحظهٔ
کتاب جواب مسئله باید گفت پادشاه نهایت خوش شده گفت همین مرد قاضی باید بود
همان روز بر حکمهٔ قضاهای کشمیر مستقل گشت :۔

ملا حاجی گنائی :۔ عرف رضوی عالم تحریر و صاحب تقریر بود در اکثر علوم درس می گفت
عالمگیر در ایام شاهزادگی پیش او تلمذ می فرمود۔ هنگام صوبداری اورنگ آباد به مجالست او و مصاحبت
می کرد۔ گویند در ایامهائیکه عالمگیر بسبب بے پروائی شاه جهان و حرکات نامشروع
دارا شکوه ارادهٔ خروج نمود۔ و از علمای اردوی خود اجازت این امر خواست همه با قاطبهٔ تجویز
خروج دادند۔ مگر ملا حاجی مذکور صراحةً مجوز این امر نشد۔ و گفت هرچند که فسق و فجور از سلطان
بظهور آید بروے خروج کردن جائز نیست۔ خاصةً که بر پدر باشد۔ الغرض مولانا بحلیهٔ حقانیت
و عدالت موصوف بود۔

ملا محمد توپیگر :۔ شاگرد ملا جوهرناته بود۔ در علم صرف و نحو مهارتے عجیب داشت۔
و باین دو علم همیشه درس می گفت۔ در صلاحت و تقوی یکتا بود۔

ملا محمد گانی :۔ در اکثر علوم شاگرد بابا مجنون نروریست بلکه صحبت ایشان در عهد
داشت۔ و در علوم عقلی و نقلی ممتاز و بے انباز بود۔

ملا عبد الغنی :۔ ملا میری شاگرد ملا ابوالقاسم بود و از ملا حیدر چرخی و ملا محمد توپیگر و ملا یاق
تاره لّلهم استفاده نمود۔ پس در علوم صوری و معنوی بحر ذخّار و متقی نامدار در مصاحبت ملا شاه
صاحب اسرار بود۔

ملا رجب گنائی :۔ علامۂ فاضل شاگرد ملا حیدر تلّو بود فرزند او حافظ یعقوب حافظ قرآن صالح و خوش اسلوب ۔

ملا محمد عارف :۔ خلف ملا ابو القاسم بود و در پیشگاہ شاہجہان قربے داشت چندے بتقریب وقایع نگاری در ایران رفت با سلاطین صفوی بحسن کلام جواب و سوال می کرد طبعے موزون داشت ۔ این رباعی زادۂ طبع اوست رباعی ۔

خواہم کہ ازین تنبیب و پستی برہم ــــــ وز ننگ خودی و خود پرستی برہم

یک جرعۂ ز جام مستی او نوش کنم ــــــ از کشمکش خمار ہستی برہم

شیخ محمد معصوم سرہندی مکتوبے بنام ایشان تحریر کردہ است ۔ و در جلد ثالث مکتوبات ایشان مرقوم :۔

ملا محسن فانی :۔ از بنی اخوان جامع الکمالات شیخ یعقوب صرفیست بعد تحصیل کمالات علوم عقلی و نقلی اطراف و اکناف ہندستان را سیاحت نمود و نیک و بد زمانہ بسیار آزمود ۔ و با ہر ملت آشنائی کردہ تحقیقات حالات مذاہب و ملل بخوبی ساختہ کتاب "دبستان مذاہب" تصنیف فرمود ۔ و بموجب شہرت علمی باریاب صحبت داراشکوہ گشتہ مدتے ہمنا دمت حضور گذرانید ۔ آنگاہ عہدۂ صدارت کشمیر حاصل کردہ بوطنگاہ خود رجعت نمود ۔ و مرجع اصاغر و اکابر شد باوجود اشتغال حکمرانی در تدریس و تعلیم مخلوق مشغول می بود ۔ و شاگردان با کمال بہم رسانید ۔ طبعے موزون داشت اشعار آبدار می گفت ۔ و فانی تخلص می کرد ۔ و این غزل از نتائج طبع وقاد اوست غزل ۔

از بسکہ دل ز دامن تر آب می خورد ــــــ می کند تصور اگر آب می خورد

پیوستہ گرم و سرد جہان در پی ہم است ــــــ شب بادہ ہر کہ خورد سحر آب می خورد ۔

زاهد بسبز لشن زچه رونق نمی دهد | نخلی که خم شود ز بن آب می خورد
مردان چو ترکنند لب از جوی تیغ تیز | نامرد هم ز جوی سبیه آب می خورد
در مجلس شراب دماغش نمی رسد | فانی بجای باده اگر آب می خورد
سرو استاده به چو تو رفتار می کنی | طوطی خموش به چو تو گفتار می کنی
نرگس دل با اختیار بهرت نمی دهد | دامی نهاده که گرفتار می کنی
تو خود چه فتنهٔ که بچشمان ترک مست | تاراج عقل مردم هشیار می کنی
از دوستی که دارم عبرت نمی برم | خشم آیدم که چشم باغیار می کنی
با دشمنان بصلحی و با دوستان بجنگ | یاری بنا شد آنکه باغیار می کنی

می آرند که در اوائل بمذهب آزاد بود و با هر ملت صلح کل می داشت۔ و مذهب حکمارا وثوق می داد۔ اما در آخر عمر بخدمت حضرت میان محمد امین دار مشرف شده و دست انابت بدامن عاطفت ایشان زده از خیالات باطل درگذشت۔ و عقیدهٔ کامل بهم رسانید۔ و از علوم معنوی بتعلیم و تلقین آنجناب بهره مند گشت۔ انگاه تا عین حیات در گریه و زاری و توبه و استغفار اوقات بسر می برد۔ چون رحلت نمود در محلهٔ گوره گاڈی زیر دیوار مغربی خانقاه دارا شکوه آسود۔ و بوقت اخیر تاریخ وفات خود این مصرع بیان نمود۔ تاریخ۔ رفته فانی بعالم باقی (۱۰۸۲ھ):۔

مولانا ابو الفتح کلو۔ از نجبای دهر و اجلهٔ شهر بود۔ و در هنگام عنفوان جوانی

بتوفیق یزدانی تحصیل علوم حقانی او را سلسله جنبانی کرده در خدمت مولنا حیدر چرخی تلمذ نمود۔ و کمالات علوم عقلی و نقلی و صوری و معنوی حاصل فرمود۔ با وجود علو شان علوم معقول و منقول بسیار متورع و متقی بود۔ و در ماکول و مشروب احتیاط کلی مرعی می داشت۔ و لفظ غیب و فحش اصلا بزبان نمی آورد۔ و روپوشیده براه می رفت و بجانب نامحرم نگاه نمی کرد۔ در ریاضت و مجاہدت شانے عالی داشت۔ و در استخراج مسائل فقهیه در عهد خود فرد لاثانی بود۔ همیشه در تدریس و تعلیم اوقات بسر می برد۔ شاگردان برجسته و صاحب کمال بهم رسانید۔ و در آخر عمر خدمت افتای کشمیر باو تعلق گرفت کتاب سیف السابین در رد شیعه از تصنیفات اوست سوای آن تالیفات و تعلیقات او بسیار مشهور است۔ چون از جهان فانی بملک جاودانی رحلت فرمود۔ و در صحن بیرون مزار سلاطین بر صفهٔ سنگین و مرتفع پیشروی قبر میرزا حیدر کاشغری آسود۔ تاریخ ـــ

خواجه ابوالفتح باهزار کمال - رفت اندر هزار و یکصد سال

اولاد و احفاد او بر همه صاحب کمال و ستوده احوال بود : ـــ

ملا افضل تلخو : ـ فرزند ارجمند ملا حیدر چرخی است در علم و بلاغت و فضل و فصاحت ذهن عالی داشت بعد انتقال والد بزرگوار همت خود بتدریس و تعلیم مردم مصروف داشت چون رحلت نمود همدوش پدر

ملا عبد الرشید زرگر تلمیذ رشید محمد سعید چرخی است از ملا سلطان مانجی و قاضی عبد الرحیم در علوم عقلیه و نقلیه استفاده نمود عالم نحریر خوش تقریر و خوش تحریر بود۔ گویند وقتی سیفخان ناظم کشمیر علمای وقت برائے امتحان طاقت علوم در باغ جهان آرا جمع کرده خود در برج دارائے نشسته بود۔ و گفت اول یکے از طالبان علم حاضر بکنید۔ همین عبد الرشید در آمده همچنان بمباحثه و مناظره پیوست کلمای

اُردو لاجواب شدند - بعد فراغت مباحثه ظاهر کرد که من کمینه شاگردی
از علمای اینده یار هستم خان مزبور شرمنده شده پس هیچکس را تکلیف درباز نکرد.
ملائی موصوف در آخر عمر چون بنظر عالمگیر رسید بر خدمت قضای برہانپور استقلال
یافت - و با حضرت میر علیؒ قادری رابطهٔ معنوی داشت -

شیخ میر جیو ناوچو : - از شاگردان ملا حیدر چرخی و خواجه محمد ٹوپیگر وست فاضل
کامل و بهره علم کامل بود - عمرے طویل یافت - همیشه در تدریس علوم دینی و اشتغال ریاضت
و اوراد اوقات صرف می کرد در ۱۱۱۱ھ (۱) انتقال نمود - تاریخ -

آفتاب فضل شد زیر زمین — سال فوتش آه شیخ العالمین

ملا محمد امین گانی : - عالم متبحر بود در اکثر علوم تالیفات برجسته دارد از آنجمله در علم فرایض
رساله ها بنظم و نثر مرتب کرده است - و بر کتب متداوله حواشی او بسیار مفید - همیشه
اوقات عزیز خود در تدریس علوم دینی و مباحثهٔ دقایق و نکات بقناعت و توکل می گذرانید
ملا عنایت الله شال و ملا محسن فانی از شاگردان اوست - اواخر عمر برای جهیز دو دخترک
بحد بلوغ رسیده بودند - بهند رفت - در پس او هر دو دختر دوای مسموم بغلط خوردند و مردند
آنجناب بمقام دهلی در عالم منام از وفات دختران بشارت یافت که مهم ترا کفایت
کردیم اکنون باز در کشمیر رفته بکار خود مشغول باید شد - علی الصباح رخت سفر بسته
بکشمیر آمد بقیه عمر هم در تعلیم و تدریس بسر برد - در شب قدر ۱۱۰۹ھ (۲) برحمت حق پیوست - گویند
چون قاضی عبد الکریم از سفر هند خدمت قضای کشمیر آورد - ملا محمد امین هم بملاقات او نهضت کرد -
قاضی بسبب طول مدت مفارقت

(۱) ۱۱۱۱ھ م ۱۶۹۹ء (۲) ۱۱۰۹ھ م ۱۶۹۷ء

حضرت مولنا را شناخت - و بعد حصول معرفت اعتذار کرد - مولنا گفت از من معذور دار ید اذا جاد القضا عمی البصر :

ملا طاہر کوجائی :- از خاندان ملا حیدر چرخی بعلوم غریبه فایز گشته در اندک فرصتے سرآمد اقران دوران شد - و در ورع و تقوی ہم دستے کامل داشت -

قاضی موسی اندرواری از اولاد قاضی شهید - در فنون معقوله و منقوله فرد لا ثانی بود - عمر عزیز خود در تدریس و تعلیم خلایق صرف کرد استعداد عالی داشت :

ملا یوسف :- از قبیلهٔ گنائیہا است - بعد تحصیل علوم رسمی در لاہور رفت و از فضلای ہند و پنجاب علوم غریبه از معقوله و منقوله حاصلکرده - بر اقران زمانه فایق شد چون بطرف کشمیر رجعت کرد - مدتے در افاده و افاضهٔ خلق بسر برد - در ۱۱۰۷ھ (۱) رحلت کرد :

قاضی عبدالرحیم قضو :- بعد تحصیل علوم رسمی در شاه جہان آباد بوساطت جان نثار خان میر توزک رتبهٔ روشناسی عالمگیر حاصل کرد - دران اثنا جان نثار خان مذکور نزد عبدالعزیز خان والی ماورالنهر بسفارت مامور شده - ملا عبدالرحیم ہم بمرافقت او موافقت نمود - چون در حضور پادشاه بخارا رسیدند - در انجا ملای موصوف با مولنا محمد شریف در مجلس شاہی مباحثه نمود - و بر ہمه غالب آمد - موجب آن مدتے در پیشگاه پادشاه

---

(۱) سنه ۱۱۰۷ھ م ۱۶۹۵ع

بخارا گذرانیده رو بکشمیر آورد۔ ودرخانقاہ نقشبندیہ بتعلیم وتدریس مشغول شد۔ در ۱۱۰۷ھ[۱] رحلت نمود۔

ملا عبدالشکور پتلواز طبقۂ تجار کشمیر شاگرد مولنا حیدر چرخی است واز فضلای دیگر ہم استفادہ نمود۔ ودر اندک مدتے بدقایق وحقایق علوم از ہمہ فایق شد اکثر اوقات بدرس علم منقول زیادہ تر اشتغال می داشت در صلاحیت وتقوی در یامنت ممتاز بود وجہ عطیۂ عالمگیر کہ ہرسال بطبقۂ علما می رسید قبول نکرد در ۱۱۱۲ھ انتقال نمود۔

ملا عبدالرزاق :۔ گوجواری معروف بشاہ جیو در ایام طفولیت از ملا حیدر چرخی نظرے یافتہ بود پس ازان از فرزندان ایشان علوم غریبہ وفنون عجیبہ حاصل کردہ۔ در ورع وتقوی بسیار کوشید۔ بجمیع عبادات و ریاضات ومعاملات مطابق مذہب شافعی ادا میکرد نود سال عمر یافت در ۱۱۲۲ھ[۲] انتقال فرمود۔

ملا محمد عابد :۔ لوپیگرد در علم معقول ومنقول از علمای فحول بود۔ عمر خود در توکل وانزوا گذرانید گاہے بصحبت اغنیا مایل نگشت۔ در معاملات جزوی وکلی احتیاط تمام داشت۔ بعد تقسیم ترکہ درخت امرودی بحصۂ او آمد از باغبان پرسید کہ نہال این درخت از کدام باغ آوردہ است گویند مالک آن باغ کہ نہال ازانجا آوردہ بودند۔ بیوہ زنے بود۔ مولوی بوی پیغام کرد کہ یا بہای درخت بگیر یا درخت خود را تصرف کن آن عجوزہ درخت بجنس خواست۔ ودرخت مذکور قطع کردہ بخانہ برد۔ بدینگونہ از ورع

[۱] ۱۱۰۷ھ ۱۶۹۵ء ؛ [۲] ۱۱۲۲ھ ۱۷۱۰ء

او منقولات مذکور است ۔ ہفتاد سال عمر یافت ۔ در سنہ ۱۱۲۳ھ رحلت نمود ۔

ملا عنایت اللہ :۔ در وقت خود از علمای متبحر بود عمر خود در گمنامی و آزادگی بسر برد ۔

قاضی عبد الکریم :۔ نواسۂ ملا یوسف کاو سو بود و از خدمت مولنا ابو الفتح کلو علوم عقلیہ و نقلیہ اکتساب نمود ۔ بعد تحصیل کل بمعسکر عالمگیر رفتہ مدتے در انجا بسر برد ۔ عاقبۃ الامر بعد وفات ملا یوسف بر منصب قضاء کشمیر سرفراز شد ۔ عرصۂ بیست و چہار سال نفاذ امور قضایا کرد اکثر گریہ می کرد اواخر عہد عالمگیر از عہدہ معزول شد ۔

ملا محسن کہشو :۔ از شاگردان ملا محمد امین گانی بود و از فضلای دیگر ہم استفادہ نمود مدۃ العمر خود در علم منقولات بدقت و بتبحر درس می گفت شرح عین العلم بہ عبارت عربیہ بکمال دقت و متانت تصنیف کردہ بر کتاب مطول و ہدایہ حکمت محشی و تعلیقات دارد و نیز از ملا نازک نقشبندی تعلیم اشغال باطنی یافتہ بود چون رحلت نمود بالاے حظیرۂ ملا نازک آسود ۔

ملا اشرف نطنو :۔ از احفاد خواجہ حیدر نطنو است جودت طبع و ذکاوت قلب و استقامت مزاج بسیار داشت در خدمت ملا محسن کہشو تلمذ نمود و علوم غریبہ تحصیل فرمود رسالہ علم قرات و ردِ شیعہ و تشریح بعض فنون از تصنیفات اوست در فصاحت و بلاغت کلام از ہمہ مستثنا بود در سنہ ۱۱۲۰ھ رحلت نمود ۔

---

(۱) سنہ ۱۱۲۲ھ م سنہ ۱۷۱۰ء

ملا کاظم چیہوُ :- از بنی اعمام قاضی عبدالکریم چیہو متبحر و متورع بود مدۃ العمر بہ تعلیم و تدریس اشتغال میداشت و با مردم روزگار اصلا ملتفت نمی شد و از فیوض باطنی ہم خالی نہ بود در سنہ ۱۱۲۰ھ انتقال نمود۔

المعروف بہ قاضی خان از قبیلہ بیج ہا است درخوردنی آثار بزرگی از ناصیۂ او لائح بود باوجود عسرت معیشت ایام شباب در اکتساب علوم غریبہ و فنون عجیبہ در خدمت ملا عبدالرشید زرگر بسر برد چون در کمالات علمی بین الاقران فائق شد۔

و در شاہجہان آباد بوساطت سعادت خان صدر الصدور بہ حضور عالمگیر بار یاب صحبت گشت و ہموارہ در مجلس شاہی بہ مباحثہ و مناظرہ و تحقیق و تصدیق مسائل علمی و عملی ممتاز بود چندی شاہزادہ عظیم الشان را درس می گفت و مدتی بر قضایای شاہ جہان آباد مستقل گشت سالی بہ مرافقت شاہزادہ موصوف در بنگالہ قاضی بود آخرہا بہ نیروی اقبال بر قضایای حضور مامور گشتہ قاضی القضاۃ ہند شد تا آخر عہد عالم بہادر مدارج عزت و شوکت او روز بروز در ترقی بود اوایل سال سنہ ۱۱۲۱ھ بہ مرض اسہال مرتحل گشتہ نعش او بہ کشمیر آوردند و در موضع بچہہ پورہ میان باغ خود دفن کردند و ہوالشیخ الاسلام تاریخ است الحق فرد لاثانی بود از احفاد او بسیاری بہ کمالات علمی مشہور است - فقط -

حکیم عنایت اللہ گانی در علم طب یونانی و حذاقت و نبض شناسی در ملل دانی و شانہ بینی و حسن صورت و سیرت فرد لاثانی بود از کمالات او نقلہا مشہور است -

روزی در کوهسار رفته بود گوسفندی را ذبح کردند چون شانهٔ او را ملاحظه نمود گفت که فردا مرا بضرورت سمت شهر رفتن باشد و ترشح باران خواهد بود کسی از یاران ما ناگاه از اسپ علطیده افتد و درمیان شهر کسی از کلان تران دہر فوت گردد فقط پس در همان روز بعد پیشین جلودار صوبه دار به مطالبهٔ حکیم آمد که جعفرخان صوبه دار بیمار است بمجرد شنیدن حکیم بر سمند تیز رفتار سوار شده ترشح باران آغاز کرد و خود حکیم از اسپ علطیده افتاد فردا چون در شهر رسید جعفرخان قضا کرد همچنین کمالات او از حد افزون است در سنه ۱۱۰۵ھ رحلت نمود۔

ملا عبید اللہ:۔ تحریر روزگار و اعجوبهٔ صنعت پروردگار در صفائی ذہن وجودت ادراک فرید وقت بود و در فنون عجیبه و علوم غریبه و خط و انشا شانی عجیب داشت و از علمای ہند و ایران در مباحثه و مناظره ہیچ کسے با او لیستر نیامد از شاگردان ملا محسن کہشو بود عمر عزیز خود در قناعت و توکل گذرانید شب و روز در تعلیم و تدریس اشتغال می داشت جماعتی کثیر از فیوض علمی او فایز گشت آخرہا به شاہجہان آباد رفته در پیش گاه فرخ سیر رتبهٔ عالی یافت در ترجمهٔ کتاب فتاوی عالمگیری مامور گشت دران اثنا واقعهٔ فرخ سیر به عمل آمد و مولنا به کشمیر رجعت کرده انتقال فرمود۔

ملا عزیز اللہ:۔ به کمالات علوم عربی و فارسی و خط و انشا و شعر و سخن یگانهٔ روزگار بود اشعار آبداری گفت قانع تخلص می کرد عاقبت بطمع نفسانی در شاہجہان آباد رفت و در انجا فساد سلطنت بود بنا بران روی رفاه ندیده

در شاہجہان آباد رحلت کرد۔

مولانا امان اللہ شہید :- از سوداگرزادہ ہای این دیار صاحب اقتدار بود و در خدمت والد ماجد خود خواجہ ابوالخیر تلمذ نمود و علمای نامدار واولیای کبار بسیار دید و بہ برکت فیضان ایشان در اندک زمان بہ تحصیل علوم عقلیہ ونقلیہ و ورع و تقوی وکمالات معنوی بر اقران دوران سبقت بر و حواشی رائقہ و تعلیقات فائقہ در ہنگام افادہ بر بعضی کتب تحصیلیہ خود نوشتہ حل مشکلات فرمود و تصانیف ایشان در غایت وقت و متانت از مصنفات متاخرین ممتاز اند و در عین گرمی ہنگامۂ تدریس موجب وقوع واردات دنیوی در پیشگاہ محمد شاہ بہ مقام پانی پت بہ موافقت امیر الامرا در حربگاہ حاضر بود ناگاہ از دست جلا و اجل بموافقت امیر الامرا خان دوران جام شہادت نوشید و روح مبارکش ۱۵ ماہ ذی قعدہ ۱۱۵۲ھ در روضۂ رضوان آرمید اولاً لاشۂ مبارکش در حربگاہ دفن کردہ بودند آنگاہ بہ اشارۂ غیبی از انجا برآوردہ مزار اسلاف خود دفن کردند شیخ الاسلام عہد تاریخ است ۔

ملا عبدالشکور و ملا ابوالفیض :- ہر دو برادر در علوم عقلی ونقلی جامع الکمالات بودند عمر عزیز خود در قناعت وخمول گذرانیدہ اشتغال تذکار علوم می داشتند ملا ابوالفیض را بعضی حسود تفضیلی می شمردند فی الحقیقت ہر دو فاضل وکامل بودہ اند۔

خواجہ نوراللہ دیوانی از علمای متبحر بود ہمیشہ در تعلیم وتدریس اوقات عزیز خود صرف می کرد و در شعر و انشا مہارتی عجیب داشت ۔

ملا محمد الدین صادق :- فرزند علامه شیخ الاسلام مولوی امان الله شهید است
تولدش در سنه ۱۱۲۶ھ بوقوع آمده و در خدمت والد ماجد خود تحصیل علوم صوری و
معنوی فرموده بر مسند افادت جلوس نمود و در مباحثات و مناظرات بر اقران
خود فائق می بود عاقبت موجب مطالبهٔ والد نامدار در دهلی رفت و در آنجا
بتاریخ ۲۳ ذوالحجه سنه ۱۱۵۲ھ بعد وفات والد ماجد خود رحلت نمود و جوار مرقد او آسوده

ملا سلیمان :- خلف الصدق مولانا ابوالفتح کلو است هنگام رحلت
پدر به عمر پنج ساله بود مولانا بهنگام نزع فرمود که این فرزند جای من خواهد
گرفت این را بخوبی پرورش دادند پس بعد رشد و تمیز بخدمت ملا عنایت الله شال
گر شاگرد مولانا بود تلمذ فرموده در اندک مدتی از تحصیل کل فراغت نمود آنگاه
در پیش ملا محمد الشکور بدخشی در علم حساب و ریاضی و اصطرلاب وغیره از همه
فائق شد۔

وقتیکه نواب عنایت الله خان در کشمیر مدرسهٔ عامه بنا ساخت
ملا سلیمان بوساطت ملا حبیب الله صدر به تدریس مدرسه مقرر گشت و موضع
وضع ناگام جاگیر یافت مدتی بر آن قناعت کرده از صبح تا نماز خفتن درس
میگفت بسیار متشرع و متورع مرتاض و محتاط بود و به کثرت اذکار و اذکار
و اوراد تصفیهٔ باطن داشت ۳ ماه ربیع الاول سنه ۱۱۶۲ھ انتقال نمود
و در مزار اسلاف آسود۔

تاریخ :- "گنج دانش شد نهان زیر زمین"

عبدالکریم مفتو :- از طبقهٔ تجار نامدار بود به عمر سی سالگی توفیق تعلیم علم

بخدمت ملا عبدالشکور بدخشی یافته در اندک زمانی سرآمد علمای دهر شد ـ

گویند برابر کنج غربی مسجد جامع بصحبت حضرت خضر علیه السلام مستفیض گشته آنجناب زبان مبارک خود در دهان او انداخت ازین جهت باوصف کبرسن بپایۀ مولویت رسید و باوجود کمالات علمیه از معارف علوم باطنی نشأ وافر داشت ـ

روزی در اثنای درس حاشیۂ خیالی جائی محتاج تامل شد دران اثنا غنودگی برایشان غالب گشت فرمودند مصنف این کتاب باین رنگ و باین لباس حاضر آمده باین تقریر حل اشکل نمود ـ فقط ـ و نیز در خدمت میرزا اکمل الدین قلندر آمد و رفت می داشت و در امضائے حوایج مساکین و غربا سعی بلیغ می کرد ـ

روزی نه صد روپیه باو فتوح رسید و یک دم بفقرا بخشید و نیز از طرف پادشاه یازده روپیه روزینۂ او ماه بماه مقرر کرده بودند اصلا منظور نفرمود آخر عمر در دهلی رفته بعلت سرسام انتقال نمود و درانجا به مزار خواجه باقی بالله آسود ـ

ملا کاظم :ـ برادر زاده و شاگرد ملا عبدالحکیم بود در ورع و تقوی[1] وجود و سخا شانی از مال خود و از مال عمزاده های خود لک ها روپیه تجارت می کرد و وقت نزع چاکوئی از بغل کشیده در مال شرکت انداخت ـ

عاقبت به مقام سرهند انتقال نمود نعش او به کشمیر آورده در مزار اسلاف دفن کردند و بر موقع دفن لاشۂ مبارک او نهایت معطر بود بر دوراش

خواسته بودند که بر تربت او سنگی بگذارند وی در خواب منع فرمود.

ملا کاظم منسوب به برادر زاده و شاگرد آخون عبدالکریم است بسیار صالح و پرہیزگار بود شبانه برخواندن ادعیهٔ حصن حصین ہمیشه مواظبت می داشت ہنگام تلاوت قرآن چون آیهٔ ربنا آتنا فی الدنیا حسنة می خواند حجرهٔ او معطری شده در مسائل فقهیه کتابی تصنف کرده است. عاقبت در پنجه رفته انتقال نمود و در انجا آسود.

ملا افضل :- بن ملا رحمت الله بن ملا عبدالشکور خطیب مسجد جامع بود و در افاده و استفاده علوم صوری و معنوی و تدریس و تعلیم زندگانی خود بسر برد و در ۱۱۷۲ھ رحلت نمود در مزار اجداد آسود. فقط.

ملا عبدالستار :- از شاگردان ملا محسن و امان الله شهید است اکمل علمای فخیم بود ہمیشه بدرس و فتوی اشتغال داشت آخر عمر برفاقت عارف خان بدہلی رفت و در انجا بعلت اسهال درگذشت.

ملا اکبر یار خان :- داروغهٔ عدالت برادر ملا امان الله شهید بود تحصیل علوم از پدر خود مولوی ابوالخیر و اخذ فیوض معنوی از شیخ بابا رادھو و میر ابوالفتح قادری فرموده کمالات صوری و معنوی حاصل کرد از انگاه در دہلی رفته از شیخ عبدالخالق دہلوی سند احادیث اخذ نمود و بموجب لیاقت جبلی بقاری مطاع ملقب شد پس از پیشگاه پادشاه دہلی منصب داروغگی عدالت و خطاب خانی یافت و در انصرام شغل مفوضه احتیاط موفور مرعی می داشت در ۱۱۵۷ھ چہارم ماه شعبان رخت ہستی انداخته

در مزار آبا مدفون شد۔

مراد الدین خان:۔ از شاگردان ملا عنایت اللہ شال بود وارادت معنوی بخدمت محمد حسن قادری فرمود ہنگام ورود ارسلا خان کاشغری برفاقت او در اردوی شاہ عالم بہادر رفتہ بوکالت شرعیہ محکمۂ حضور مامور شد بعد چندے بمرتبۂ انتسار تعاتمود انگاہ پس از انتقال تاج محمود خان برمنصب اکرقاضی القضاۃ بود اقتدار یافت چون مولنا امان اللہ جام شہادت نوشیدوی خلعت صدارت دہلی پوشید و دوران اثنا از وارادت قضا اوایل ۱۱۶۱ھ درعالم بقا خرامید۔

ملا ابو الوفا:۔ از تلامیذ رشید مولوی محمد اشرف چرخی و ملا امان اللہ شہید بود در ریعان شباب بحضور معلی القاب بوساطت اکبریار خان باریاب صحبت گشتہ درکشمیر جاگیر یافت و بر منصب فتوی فایز گشتہ بجانب وطن بشتافت البتہ درفیصلۂ مقدمات و اخراج مسایل ازہمہ لایق بود و مسایل فرعیۂ فقہ درچہار جلد جمع نمود و تحقیقات شایستہ بکار برد کتاب انوار النبوۃ از تصنیفات اوست ۱۹ محرم ۱۱۷۹ھ وفات نمود و درشاعر واری آسود۔

ملا محمد:۔ فرزند ارجمند ملا اشرف چرخی است تحصیل علوم از ملا حاجی محمد وار بکمال اعتبار نمود و درخدمت بابا محسن قادری تعلیم علم معنوی یافتہ در مسجد کنار بہت مدت چہل چلہ انزوا نمود در ۱۱۷۹ھ رحلت فرمود و در مقبرۂ آبا آسود۔

ملا ہدایت اللہ گانی:۔ خلف خواجہ ابو الفتح گانی است واز خدمت ملا محمد حاجی تحصیل علوم فرمودہ زندگانی خود در ورع و تقوی و عدم التفات

اہل دنیا در توکل و تشرع گذرانید در سنہ ۱۱۰۰ھ رحلت نمود ۔

ملا محمد اسلم :- ترجیل دوپای از شاگردان ملا امان اللہ شہید از فنون علوم عقلیہ و نقلیہ مشحون بود گاہی بزلال شعر زبان می آلود و در مزار اسلاف آسود ۔

ملا یوسف :- گنائی باغی بر خدمت تدریس شاغل و لوامع افادت او بمردم واصل بود در سنہ ۱۱۹۲ھ در مقبرۂ پیر حاجی محمد آسود ۔

حکیم عنایت اللہ :- از شاگردان شیخ رحمت اللہ و ملا محمد مقیم بود و بدرجۂ کمال ارتقا نمود و در فن طبابت مہارت کلی افزود عاقبت بخاک آسود ۔

ملا عبداللہ گنائی مفتی پرہیزگار متقی نامدار برگزیدۂ روزگار یادگار ۔

ملا محمد معروف بن بابا محمد فاضل از شاگردان مولنا حاجی محمد مفتی متقی در صلاح و فلاح آراستہ بود بر مسجد زنگیں درس می گفت و در مقبرۂ آبا مدفون است ۔

ملا میرک فانی :- باوجود ارتقا بدرجۂ شنوئی دستی در شعر و املا داشت در سنہ ۱۱۶۲ھ رایت وصال ایزد متعال افراشت ۔

ملا شرف الدین خان :- نبیرۂ ملا کاظم در علوم عقلیہ و نقلیہ فاضل و کامل بود و در عہد شیر جنگ خان بہادر بر خدمت صدارت تسلط یافت و براہ صدق و صفا بشتافت طبعش موزون بود و اشعار او لطافت مشحون و در مقبرۂ

شیخ بہاؤالدین گنج بخش مدفون۔ قولہ۔

دل چو بے جا بشد پریشان گردد اوراق حواس
ربط در دفتر نماند چون شود سر فرد گم

از طبع زاد اوست۔

ملا ابوالمکارم۔ فرزند رجمند ملا ابوالوفا فرد یگانہ و مفتی زمانہ بود دست انابت بدامن حضرت خواجہ عبدالرحیم شیخ کمان زدہ درس مثنوی آموخت و در سنہ ۱۱۹۱ھ بعمر پنجاہ در عالم بقا شمع اقامت افروخت برد اللہ مضجعہ تاریخ وفات اوست۔

بابا محمد صدیق۔ خلف بابا محمد محسن بود در خدمت مولنا سعدالدین صادق و ملا حاجی محمد تلمذ نمود و در خدمت ملا قوام الدین حواشی عضدیہ گذرانید اوایل سنہ ۱۱۹۱ھ در مقبرۂ حافظ محمد حسن آسود۔

ملا نورالہدیٰ خلف و خلیفۂ ملا محمد مقیم ٹوپیگر دوست در صغر سن بہ تحصیل علوم موفق گشتہ از خدمت والد ماجد خود و از مولانا سعدالدین صادق و شیخ رحمت اللہ تا نہایت تحصیل علوم غریبہ و فنون عجیبہ رایت مفاخرت افراست کہ زبدۂ افراد شہر و اعلم العلمای دہر بود کہ بحر فیضان ایشان در خاطر علمای دوران تا حال سارے و جارے است عمر خود در افادہ و افاضۂ خلق خدا و ورع و تقویٰ وجود و سخا بسر برد در سنہ ۱۱۹۹ھ ندای ارجعی بشنید و در گورستان آبای خود خرامید۔ تاریخ۔ " رفتہ نورالہدیٰ ازین عالم "۔

فرزند اولش ملا عبداللہ کہ فارغ التحصیل بود در حیات پدر در سنہ ۱۱۹۶ھ دنیا را پدرود نمود و فرزند دوم ملا انور کہ از ہمہ فایق بود در سنہ ۱۲۰۱ بحق آسود۔

مولانا حسام الدین :- برادر زادهٔ علامۂ شہید است صاحب ورع وتقوی بود و درخدمت علامۂ شہید به علوم غریبه فایق شد بعد تحصیل کمالات علمی وعملی به کشمیر آمده جمعی را افاده نموده ثانیاً بدهلی رفت بعد فوت عم نامدار و محمد صادق بخدمت شاه کلیم الله رفته فیوض معنوی حاصل کرد انگاه بخدمت داروغگی حضور مامور شد وپس از وفات اکبر یارخان بر داروغگی عدالت کشمیر اقتدار یافت در سنه ۱۱۹۷ ترک کل کرده در مزار اسلاف آسود -

این رباعی از طبع زاد اوست ـ

رباعی

جهان هرچند هرسو پر بلیات و محن باشد
چو وابینی حرادت بیش در شهر و وطن باشد
به شهر غربت آبادی ز تشویشش امان یابی
بکام ایام د آرام و فراغ جان و تن باشد.

ملا ابوالفیض - کتائی تلمیذ سعید ملا حاجی محمد بخط وا نشا موید بود و در شاهجهان آباد از مولوی حسام الدین محمد استفاده نمود و در انجا رحلت فرمود -

ملا وحید الدین خان :- فرزند ملا عبدالسلام داماد مراد الدین خان بود بوساطت او در محکمۂ حضور رایت اعتبار افراشت وبعد ازان بدرجهٔ افتا ارتقا نمود در شاهجهان آباد رحلت فرمود -

ملا عبدالمومن :- پسر خواجه احسن الله بچ شاگرد رشید ملا محمد مقیم بود واز حاجی عبدالسلام دارشرف انابت حاصل کرده درامور شریعت وطریقت

بدرجۂ اعلیٰ ارتقا نمود در عہد کریم داد خان بر خدمت افتا اعتلا یافت در سنہ ۱۱۹۷ھ بعالم آخرت بشتافت۔

قاضی ملا حسین:۔ از تلامیذ ملا محمد مقیم متورع و متشرع بود در سنہ ۱۱۹۷ھ بحق آسود۔

خواجہ عطاء اللہ:۔ قانوگو با وجود اشغال دنیوی از علوم صوری و معنوی حظ وافر داشت۔

اسحق بیگ:۔ از شاگردان ملا اسلم رجبیل بود۔ در ورع و تقویٰ و افادۂ خلق عمر بسر برد۔

مولانا جان محمد:۔ فرزند ملا ابوالفتح بن ملا محمد فضایل سیالکوٹی بود و از شاگردان ملا عاقل تلمذ نمود و از اقران دوران سبقت ربود چون در سکان سیالکوٹ از دست عدوان تعدی بیگمان رو داد از انجا بار دے دہلی رو نہاد پادشاہ او را برعایت اجداد کہ استاد و مصاحب او بودند یک ہزار و دو صد روپیہ مشاہرہ مقرر کردہ رخصت انصراف بخشید چون در جمون رسید عیال و اطفال در انجا گذاشتہ بکشمیر آمد۔ آنگاہ پس از تخریب سلطنت چغتائیہ احوال او بعسرت انجامید بنا برآن درکابل رفتہ در پیشگاہ تیمور شاہ قربے بہم رسانید و مشاہرۂ خود را بدستور فرمان اجرائی حاصل کردہ بکشمیر آمد و در افادۂ خلق بسیار کوشید چون ارتحال نمود در خطیرۂ سید عابد آسود۔

حکیم محمد صدیق:۔ از شاگردان ملا نور الہدیٰ بود و در دقایق طب مہارتے عجیب داشت و در علاج امراض از اقران دوران ممتاز۔ فقط۔

ملا عبد القدوس:- از تلامیذ ملا سیلمان مدرس کامل و فاضل بود و در ورع و تقوی و افادۂ خلق خدا بسیار کوشید آخرها در بارہمولہ رفتہ بہ تدریس و تعلیم فیض عام بخشید و در انجا براہ آخرت خرامید۔

ملا اکبر خان:- از قبیلۂ گوجار یہا منصبدار زادہ بود و در خدمت ملا سلیمان بہ علوم صوری و معنوی کمالات حاصل نمود پس بہ جد و جہد تمام در افادۂ انام کوشیدہ اوقات روز و شب ہمگی در مذاکرہ علمی می گذرانید کتب ہای درسی از بر داشت عاقبۃ الامر والدینش باپت درست نمودن استاد جاگیر قدیم جبراً بحضور فرستادند چون در دہلی رسید از شاہ ولی اللہ سند احادیث حاصل نمود و در انجا بخواب استراحت آخرت آسود۔

ملا محمد منعم:- عرف منڈو شاگرد حکیم محمد صدیق بود و در فقر و استغنا رتبۂ اعلی داشت۔

ملا عنایت اللہ شال:- از تلامیذ ملا سلیمان بود بعد انتقال ایشان بخدمت نور الہدی رجوع نمود و در ورع و تقوی و افادۂ خلق عمر گذرانید ۳۰ ماہ شعبان ۱۲۰۵ھ رحلت نمود۔

ملا قوام الدین:- فرزند ارجمند مولانا سعد الدین صادق معدن ذہا و مخزن ذکا بود در ریعان شباب بتوفیق رب الارباب در خدمت شیخ رحمت اللہ و مقیم الستہ و ملا نور الہدی بہ تحصیل علوم غریبہ و فنون عجیبہ کامیاب گشتہ روایت احادیث نبوی از خدمت حاجی عبد الولی طرفانی و حاجی نعمت اللہ نوشہری و بابا محسن ملچمری اخذ نمود و علم قرائت از میر قاری تلمیذ شیخ الفقرا کسب فرمود

واز اقران دوران گوی سبقت ربود پس مدتی بر خانقاه سید این وسیع خلق خدا را به تعلیم و تدریس فتح باب نمود آنگاه در زمان حکومت بلند خان حسب فرمان احمد شاه درّان به خطاب شیخ الاسلامی افتخار یافت و بر منصب قضا وامینی عدالت اعتبار کلّی حاصل نمود و مردم اقاصی و ادانی رهین احسان فرمود ولبو فور اخلاق حمیده و اطوار پسندیده هر کسی از حکام این مقام تا عهد عبدالله خان در متابعت و مطاوعت او استکانت میکردند باوجود اشتغال دنیوی همیشه درخدمت شاه زین الدین قادری و میان محمد زکریای لاهوری و شیخ الاسلام احمد کدلے وغیره رابطهٔ مجالست و مصاحبت میداشت اما تسکین خاطر او نمی شد۔

وقتیکه حضرت خواجه عبدالرحیم شیخ کمان این بوستان خلد نشان را نضارت بخشیدند وی دست انابت بدامن همت ایشان زده تا عرصهٔ بیست و چهار سال استفاده و استفاضه نمود تاکه گوی سعادت در ربود و کمالات انسانی حاصل فرمود پس بمقتضای کل من علیها فان پنجم ماه ذلقعده سنه ۱۲۱۹ھ دنیای غدار را پدرود نمود و متصل مسکن خود آسود۔ تاریخ "نهان شد بزیر زمین آفتاب"

ملا عبدالرسول :۔ ساکن مسجد جامع در خدمت ملا مقصود و ملا نورالله کنت تحصیل علوم عربیه نموده عمر عزیز در افادهٔ خلق گذرانید ظریف طبع و صلاحیت آثار بود۔

ملا عبدالحق :۔ فرزند ارجمند ملا محمد مقصود متو تلمیذ ملا نورالله مانیجی در صلاحیت و تقوے فرد یکتا بود و بامید حصول شرف درجهٔ شهادت با عسکر جبار خان به مقابلهٔ لشکر سنگان کفن پوشیده بغزا رفت و به حملهٔ اول جام

شہادت نوشید پس فرزندِ او ملا نورالحق بعد دو ماہ در مقتل رفتہ لاشۂ مبارک او بغیر سر برداشتہ در شہر آورد و در مزار پدرِ خودش متصل پٹوان مسجد مدفون ساخت ۔

گویند لاشۂ اورا ہیچ وجہ قصور و فتور نہ شدہ بود ۔

حافظ ابوالخیر اسلام آبادی در خدمت ملا نورالدین جعفر مانتجی و ملا عطاء اللہ ہما تلمذ نمودہ مدت مدید در مکتب داری گذرانید عاقبت در خدمت میاں محمد رفیق خلیفۂ میاں گل محمد بہرہ یاب صحبت معنوی گشتہ عمر خود در خانۂ خواجہ شاہ نیاز نقشبندی بریاضت و تقویٰ بسر برد و در ۱۲۳۵ھ در مقبرۂ ملا نورالدین قرار یافت ۔

ملا محمد انور متو :- فرزند ملا محمد مقصود متو در علم و عمل از ہمہ اکمل و افضل بود ۔

ملا محمد فاضل مفتی :- خلف ملا ابوالمکارم در علوم عقلی و نقلی فرد یکتا بود ۔

ملا انور مانتجی :- فرزند اخوند ملا نوراللہ مرد کامل و فرد فاضل بود ۔

ملا عبدالغفور ولد محمد ولی عالم کامل و عامل و فاضل صاحب ورع و تقویٰ بود این چہار کس در حادثۂ وبای عام ۱۲۳۵ھ بقضا پیوستند ۔ فقط ۔

ہدایت اللہ متو ولد ملا کرم اللہ مفتی عالم تحریر و صاف ضمیر و نیک تخمیر شاگرد ملا سلیمان بعد عمر خود در تدریس و تعلیم و اوقات بسر نمود و تاریخ خواجہ اعظم را تا عہد جمعہ خان تکملہ نمود و رسالۂ مناقب النعمان از مولفات ایشان است در سنہ ۱۲۰۶ھ ۳۰ شعبان رحلت فرمود و در ملہ کراہ آسود ۔

مولوی محی الدین: معروف بہ مولوی اسود فرزند مولوی جان محمد سیالکوٹی عالم و فاضل و مدرس کامل بود و تلمذ از شیخ محمد مقیم تارہ بلی وغیرہ نمود۔
گویند رنگ بشرۂ او سیاہ فام بود لاجرم اورا اسود می گفتند ہمیشہ در تدریس و تعلیم و افتا اشتغال داشت ۳۰ ربیع الاول سنہ ۱۲۴۳ھ رحلت نمود۔

مولوی نظام الدین:۔ فرزند اسعد و شاگرد ارشد ملا قوام الدین قدوۂ علمای فحول و حاوی علوم معقول و منقول بود در زمان حکومت شاہان افاغنہ مدتے بر منصب قضایای کشمیر و امینی عدالت استقلال داشت و مقدمات شریعت بدیانت و صیانت فیصل می کرد و استفادۂ علم معنوی از بابا محی الدین پاندانی وغیرہ فرمودہ در مجاہدہ و تقوی بی ہمتا بود و تاریخ وقایع علمی نظامیہ ضمیمہ تاریخ خواجہ اعظم از نتایج طبع وقاد اوست و در سنہ ۱۲۷۰ھ ۱۸ ذالحجہ رحلت نمود و در مزار آبای آسود "فخر عصر" تاریخ است

مولانا غلام الدین:۔ فرزند مولنا محمد بن ملا افضل شاگرد مولوی محی الدین اسود در علوم عقلیہ و نقلیہ فرد یکتا و در دیانت و ورع و تقوی عامل بے ہمتا زبدۂ علمای دہر و قدوۂ فضلای شہر در حسن و اخلاق طاق و در حق گوئی و مہر و وفاق مشہور آفاق مرید شیخ اکبر بادی صاحب ریاضات و مجاہدات بود عمر عزیز خود در افادہ و افاضہ بسر نمود ۱۷ ذالحجہ سنہ ۱۲۵۸ھ رحلت فرمود و در مزار کلان حضرت گنج بخش آسود "مولوی غلام الدین" تاریخ وفات اوست۔

این "وقایع نظامیہ" مولوی نظام الدین کا دیکدلی نوشتہ است۔
بحوالہ واقعات سید محمد حسین لکھنوی۔

آخون زاده ملا رفیق :- از کابل آمده درین دیار فیض آثار توطن اختیار فرمود و در علوم معقول و منقول عالم و فاضل و کامل بود عمر خود در تعلیم و تدریس بسر نمود و شاگردان برجسته بهم رسانید۔

حافظ عبد الرسول واعظ :- شاگرد ملا رفیق بود و از علمای دیگر هم استفاده نمود و از تربیت شیخ محمد یحیی کبروی و امان الله پانپوری طی مقامات سلوک فرمود و کلام قدیم از برداشت مدة العمر خود وعظ خوانی می کرد در حسن تقریر لسانی و تشریح لطایف معانی و توضیح بیانی و نکته دانی فرد یکتا و در علوم صوری و معنوی مرد بے همتا بود و با اکابر مشایخ در بحث بعضی مسایل مختلف فیه گفت گو داشت ۱۲ ماه محرم ۱۲۶۱ھ رحلت فرمود و در مزار بهاره مسجد آسود - تاریخ -

فرد در وعظ بود ز انزو دل   بهر تاریخ گفت واعظ فرد

ملا امیر الدین مفتی :- فرزند مولوی هدایت الله متو حاوی علوم عقلیه و نقلیه مرید شیخ اکبر هانے بود ۲۰ ماه صفر ۱۲۵۸ھ رحلت فرمود عظیم الورا تاریخ است و در مقبرهٔ والد ماجد خود آسود -

ملا نور الله متو :- فرزند ملا انور متو عالم تحریر و عامل صاف ضمیر بود ۱۹ جمید الثانی سنه ۱۲۶۳ بخواب آخرت آسود -

ملا عبد الغنی :- از احفاد ملا سلیمان عالم فاضل و مدرس کامل بود زندگانی خود در ورع و تقوی بسر نمود -

مولوی امیر الدین :- برادر مولوی غلام الدین در علوم دینیه کان دها و مشعل ذکا بود - ۹ رجب ۱۲۷۸ھ انتقال فرمود -

شیخ احمد واعظ :- در علوم فقه و حدیث مهارتے عجیب داشت مدة العمر خود در وعظ

خوانی بسر برد و از صلاحیت و تقوی خالی نبود در افادۂ خلق بسیار کوشش نمود و با مردم وہابیہ مناظرہ ہا کردہ و در تردید آنہا رسالہ ہا تصنیف فرمودہ بماہ محرم سنہ ۱۲۹۰ در محلۂ دباغان آسود۔

مولوی ناصر الدین:۔ فرزند ارجمند مولانا نظام الدین محدث گرد پدر خود ملا غلام الدین مفتی بود و از بابا محی الدین پاندانی استفادۂ علوم معنوی فرمود و در عہد گلاب سنگھ در زمین سنگھ بر محکمہ قضایائے کشمیر حکمرانی می کرد و در بلوای عامۂ شیعہ و سنی ناحق او را متہم کردہ دو ہزار روپیہ جرمانہ گرفتند موجب آن ترک منصب کردہ اوقات خود در عزلت و انزوا بسیار دمولی بسر برد آخر عمر کسر نفس و رقت قلب بسیار داشت و اشک می ریخت و از ناصیۂ او آثار خیر و سعادت لایح بود ۲۰ صفر سنہ ۱۲۹۳ انتقال فرمود و در مزار آبا آسود۔ تاریخ:۔ ناصر دین خوش خصال ساخت چو با حق وصال گفت حسن بہر سال کرد بہشت آشیان ۞ ایضاً فی تاریخہ "کان ختم السالکین"۔

خمیس پنجم از اولیای مجاذیب

بی بی اللہ عارفہ:۔ عارفۂ کاملہ ثانی رابعہ بود و در شہور سنہ ہفت صد ظہور نمود می آرند کہ آن عفیفہ از موضع سمپور در خانۂ برہمنی متولد شدہ در صغر سن عجب سوز و گدازے داشت و با مردم غیب صحبت می کرد عاقبت پدر و مادرش در قصبۂ پانپور بعقد شوہر دادند وی با شوہر خود اصلا دمساز نمی شد و ہمیشہ مبہوت و مسکوت می بود و در ستر احوال خود جہد می فرمود و دران حالت شوہر و خوشدامنش حسد می کردند و می زدند چنانکہ خوشدامن بدکیش ہمیشہ در پایان طعام وی سنگی می گذاشت و بران چند دانہ طعام افشاندہ او را اتیہ می داد آن

عفیفه با من و سنگ شسته بند شد و با او میگذاشت و در نزد کسی افشای این ماجرا نمی کرد تا آنکه
روزے گوسفندی کشته بودند و لله عارفه را نسبت دیگر گفت که امروز طعامے خوب خواهی خورد
آن عفیفه جواب داد که هرچه کشتند بخود بکشند و مرا سنگ از زیر طعام دفع نگردد و خسر وی
این مقوله از دیوار شنید فی الحال جستجو کرده سنگ از با من او بدر کشید و در پیش زوجه
خود انداخته او را زجر نمود پس آن عجوزه بد کیش بیشتر در جوش آمده آن عفیفه کامله را :
فعال شنیعه و اطوار قبیحه متهم می کرد و شوهرش را تا گفتنی می گفت تا آنکه روزے لله عارفه برلب
دریا رفته سبوی آب بر سر آورده به حرارت شوق اندرونی شوریده وار می رفت شوهرش
که همیشه با او نقار داشت سبو را به چوبے بشکست و آب بر سر آن عارفه معلق ماند پس
عارفه همچنان در خانه رفته از همان آب باس های خانه پر کرده و باقی آب از روزن پرتاب
نمود و در آنجا تالابے بهم رسید که آن تالاب را لله تراگ می گویند تا سال سنه ۱۲۰۰
آبش موجود بود بعد آن خشک شد از همان روز لله عارفه سر بصحرا زده دیوانه وار شیفته و شوریده
با دل بیتاب و چشم پر آب بے خور و بے خواب در کوه و بیابان می گشت دیده دیده از نظر
ناظران نمایان می شد و اشعار در زبان کشمیری می گفت که آن را به زبان این دیار لله واک می گویند
مقارن آن حال حضرت سید جلال الدین مخدوم جهانیان جهانگرد قدس سره برای سیر و
تماشای این دیار تشریف ارزانی داشتند و لله عارفه تا بیره پور استقبال کرده به
ملازمت آن جناب فائز گشت آن حضرت شوریدگی او دیده دلاسا کردند و تشفی و تسلی نمودند و گفتند
که این قدر قلق و اضطراب و شوریدگی نباید کرد مرشد رهنمای تو سید حسین سمنانی است که عنقریب درین دیار
مسرت آثار خواهند رسید و ترا بدرجه شهود اعلا خواهند بخشید پس لله عارفه منتظر وقت می بود تا مادامی که حضرت
سید حسین سمنانی بانیطرف متوجه شدند لله عارفه تا هفت منزل پیشوائی کرده از تعلیم و تلقین ایشان فائز گشت

لے "دمن" باید بود

و از شوریدگی قرار یافت بعضی مورخان می گویند که وی عریان می رفت لیکن شایق بر این قایل نیست ۔

می آرند که روزی شخصی ذکر نفی و اثبات می کرد و سر خود می جنبانید لله عارفه او را پرسید که چه می کنی گفت نفی و اثبات می کنم گفت این نفی و اثبات نیست آن مرد گفت پس چگونه است گویند لله عارفه را دو کاسه در دست بود فی الحال یکی بر سر نهاد و دیگری زیر پای گرفت چون لفظ لا اله بر زبان راند آن هر دو کاسه باهم اتفاق کرده و ناپود شد چون الا الله گفت باز پیدا گشت ۔

می آرند که یک روز در بت خانهٔ سدهٔ شیر کنٹ در آمد و بول کردن گرفت شیر کنٹ گفت چه می کنی این خانهٔ خداست لله گفت جائیکه خانهٔ خدا نیست مرا نشان بده که در انجا بول کنم مدعا که تحریر حالات و کرامات او کتابی باید بود وفات او را کسی قایل نیست

می آرند که روز آخر زیر دیوار جامع بیجبهاره نشسته بود ناگاه مانند مشعل افروخته شد در ان حالت شعلهٔ از وجود او بآسمان صعود نمود و غایب گشت و در حق او هنود می گویند که وی از ماست مسلمانان دلیل می آرند که از ماست فی الحقیقت وی از خاصان خدا است رحمة الله علیها ۔

زینی شاه مجذوب :۔ از قوم چکان کوپه واره برادر مسعود چک بود و در زمان حکومت علی خان چک بر عهدهٔ سپه سالاری اقتدار یافت ۔

روزی در نواحی رنگی پوره با اعیان ملک صحبت می کرد ناگاه از آسمان برقی آمده بر جسد او التوا نموده بیهوش افتاد بعد مدتی چون به هوش آمد ترک دنیا نمود و مانند دیوانگان عریان می رفت و اظهار مغیبات می نمود ۔

گویند درخدمت حضرت سلطان العارفین قدس سرہ روی ارادت داشت
که اکثر اوقات در صحبت آن جناب حاضر می بود حادثهٔ قحط که در عهد علی خان چک
واقع شده به او منسوب است بلکه مردن علی خان هم جذبهٔ او بود تشریح آن در حصهٔ اول
در بیان حادثات مسطور است بالجمله حضرت ریتی شاه از اولیای کبار بود و کرامات
او بسیار مشهور است فقط ـ

می آرند که روزی یک شست ماهیان خشک درمیان چشمه که بیرون مقبرهٔ
اوست انداخت بقدرت خدا همه بازنده شدند فقط یک لختهٔ چوب که از آلهٔ قلبه رانی
خوار یافته بود همیشه همراه خود می داشت اکثر اوقات آنرا سوار شده می رفت می گفت
که این اسپ سواری من است روزی چوب مذکور در خرمن موضع اٹشاط انداخت
وگفت اسپ مرا کاه بدهند و بسته بگذارند مردمان بکار خود رفته هیچ کسی پرداخت
از بحرد فردا دیدند که تمام خرمن خورده از سرگین انبارها موجود بود چون اهل ده عجز وزاری کردند

روزی عورتی در زمین خود تخم ریزی می کرد مستانه حق رابه پرسید که این تخم
را چه قدر شالی می برآید گفت بر قدر که در رنج مخصوص تو گنجد آن عورت گفت چه قدر
در آن می گنجد مستانه گفت یک صد خروار چون الشان را در آن سال یک صد خروار وزن
کردند مقبرهٔ او در موضع درگنڈ وله ... اوتر مشهور است ـ

میان مانک شاه : ـ نام اصلی ایشان حبیب الرحمن است در علوم صوری و معنوی شانی عالی
داشت و در ایام سلوک کار زراعت می کرد ـ

وقتیکه بخواندن نماز مشغول می شد گاوان خود بخود قلبه می راندند و خطا
نمی کردند پس به ظهور این چنین[1] امور مشهور شد و در احوال او فتور آمد بنابران برخود لباس

[1] ؛ در نسخهٔ کشمیر یونیورسٹی مخطوطه تاریخ حسن ایکسیشن نمبر 1516 "چنین امور" نوشته شده است ص ۲ ـ ایضاً ـ فولیو نمبر ۲۶۳ ب ـ (ح ، آر)

جنون پیراسته در کوه و صحرا می گشت واکثر اوقات در خدمت حضرت سلطان العارفین
به ادب ونیازمندی برهنه پا می رفت شراب بلها به اشارهٔ او صورت تیسر ظاهر شد در آخر
عمر اقدام از رفتن بے کار ماندند و در میان خانقاہ کہ تا حال موجود است نشسته
می بود چون رحلت نمود در محلهٔ رعنا واری میان صحن خانقاه آسود۔

غیبی شاه مجذوب:۔ در زمان حضرت سلطان العارفین ظهور نمود کشف کونیه
داشت گویا که آئینهٔ جهان نما بود۔ اکثر اوقات حضرت شیخ بابا داؤد خاکی در خدمت او می
رفتند و تحقیق حقائق مے نمودند صاحب اسرار الابرار رقمطراز است که غیبی شاه به مخاطبهٔ
هیچ کسے سخن نمی کرد و بوقت تکلم دو اسم یکی الله دوم رتنی مخاطب گرفته آنچه گفتنی بآنها گفتی
وآنچه خواستی از ایشان خواستی و اسرار مکتومات در رموز مخفیات را بدلیشان خطاب نمودی و اخبار
عالم غیب به مخاطبات این ها به عالم بروز ظهور می ساخت و کلام او بلکه کل بدن او تمام کشف بود
چه هر که او را می دید صورت حال خود از خوب و زشت از زبان او دریافتی گاه بودی که نام زنے
دیگر هم مخاطب گرفته گفتگو کردی و او را کسی ظاهر ندیدی۔

می آرند که روزی در عالم ظهور آمده غاشیهٔ تکلیف شرع بر دوش گرفت و عقد
نماز بربست چون در رکوع رفت گفت سبحان ربی العظیم لدی دور است این راه واز جادهٔ
که من بودم بسیار بعید می نماید که هیچ کسے بتمامه تواند رفت مگر موفقان بتوفیق خاص و مقربان
برفیق اخلاص پس همان لحظه باز در عالم مجاذبه پیوست و در مکاشفه غرق شد۔ فقط۔

شیخ داؤد خاکی می فرماید که روزی در پیش او نشسته بودم و بزبان کشمیری
بیتے موزون ساخت که ترجمه اش اینست۔ بیت۔ میر سدا راشرابی با کباب۔ گو زما برخیز آنکو
نیست تاب سدمن از آنجا برخاستم و دور تر نشستم در آن حال یک سید نانے و شیشهٔ شراب واز لحم

مای خواندے بوی رسیداین آن مرتبه دیگر پیش او آمدم وگفت ای لدی درتنی باید شتر برویم وبرای عزیزان جای است کنیه پس چند روز ایشان نقل کردند ودر روضه حضرت بابا هردی ریشی دفن کردند وفقیر تاریخ گفت ۔

تاریخ ۔ ز سلطان غیب شد زیای اسرار | بسی اسرار غیب آمد به ساحل
چنین جذب با کشف کرامت | بود از نادر رات ای یار عاقل
بسی دم متبرش در ولایت | باشراق تبورشش نیز قایل
بشارتگوی معنویات اصحاب | ظریف وناصح وخوشگوی وباذل
بحال خادمان حاضر و غیب | همیشه فیض او بود است شامل
چو او فیاض کامل بود تاریخ | پی نوتش بخوان از فیض کامل ۹۸۱ ”

خواجه یعقوب مجنون :۔ از آگاهان راه ومقربان درگاه بود آنچه که در عالم کون وفساد نرفتی پیش او ان در نظر او مشهود گشتی او اکثر درکوه وبیابان می گشتی وگاه بودی که از چهار روز تا هفت هشت روز در یک جا افتاده ماندی شیخ خیون می گفت که من چون صوفیان را در صومعات ناملان ! در روایا ده زده دیدم خواستم که من نیز در صوم وصلوٰة وتسبیح وتطوع درآیم ودرس کتاب شغل مطالعه را تخفیف کنم ودرین تردد بودم که خواجه یعقوب ظاهر شد ومن در پی او رفتم وچیزی نگفتم تا که وی برای بول نشست و یاد سنگ کرد و با من گفت که هرگاه درس را ترک کنی پس نشسته نشسته چنین می کنی من نصیحت او پذیرفتم وشغل کتاب نگذاشتم فقط ۔

بابا داؤد مشکوتی می گوید که من او را روزی در یک خندق افتاده دیدم وبعد از هفته چون از آن راه باز آمدم او را همچنان افتاده دیدم وباغبانی به سر او یک خربوزه در دست

گرفته بسیار آرزو می کرد وی متحرک نمی شد و مت از وی پرسیدم که از چند روز خواجه در بیجا است گفت یازده روز است که بر نمی خیزد و چیزی نمی خورد ۔

خواجه داؤد مجنون :۔ از کاملان جذبات الٰہی و از شیفتگان خطفات نامتناہی بود روزے در پیش شاہ گدا رفته اوراشناعت نمود و درشت گفت که چرا خود را در دباغی و کناسی پوشیده نگذاشتی و با مثل من چرا دیوانه نشدی که ترا این آفت شہرت نمی رسید ترا با کرامت چه کار نمی دانی که در کرامت باشد عوامت است فقط ۔

شاہ بدیع الدین :۔ معروف به بادی شاہ از مجذوبان عالیشان بود زبان او شمشیر بران داشت ہر چه می گفت فی الحال می شد باوجود غلبه جذبه مقولات توحید و معروف شسته می گفت در اظہار مغیبات و حرف جذبات گویا حاکم بود چون از دنیا رحلت نمود در محله کوه آسود ۔

دولت شاہ :۔ از مریدان برجسته بابا داؤد خاکی بود و با بہدی ریشی بابا ہم صحبت داشت و ایشان را پیر صحبت می دانست اکثر اوقات مغلوب الاحوال می بود نعرہ ہا می زد و مدتے بی ہوش می افتاد حالات آینده ظاہر می کرد اکثر با عروس و ابکار می نشست وقتی حضرت ہردی ریشی بابا به او فرمودند که پنبه و آتش یکجا کرده نگہدار فی الحال پارہ آتشی در پنبه پیچیده بدست گرفت و یک موی از پنبه سوخته نشد ۔ فقط ۔

شیخ ابراہیم :۔ معروف به بابه کاک از مریدان خواجه رفیق اشائی عالم عامل و فاضل کامل بود سالہا در افاده تعلیم خلق اللہ سرگرمی داشت و در مناظره و مباحثه بر اقران خود فوقیت می جست عاقبت از ہمه دست شسته در خدمت حضرت خواجه رفیق روی ارادت آورد و مال و متاع دنیوی صرف راہ خدا کرده در حجره پایین خانقاه بریاضات شاقه پرداخت او بحث دقایق حقایق و معارف بیچنان می نمود که دانشمندان حیران می شدند ایام زندگانی ف

در تورع و تقوی و تفرید و تجرید بسر برد. میل سماع بسیاری داشت امّا حضرت خواجه او را از این کار بسیار منع می کردند.

روزی در خانهٔ همسایه به تقریب ملوی (؟) نغمه و سرود به آواز چنگ و رباط و عود بود. خواجه ابراهیم دریچهٔ حجرهٔ را بدان طرف باز نموده بزم می ساخت. از زبان حضرت خواجه بر آمد که این ابریه کاک را از خانقاه بدر کشیده‌ای. با استماع این خطاب پر عتاب بیتاب شده به کمال تب و تاب از خانقاه بدر رفت و به کمال انقلاب و اضطراب لباس خود را پاره پاره کرده گفت آزاد شدم آزاد شدم. در آن حال سکر و مستی بر وی غالب گشته تا شیفتهٔ دیوانگی بر دوش کشیده در آجام و کوهستان و دشت بیابان می گشت. با او لیکن وقت گفتگو با وی کرده جذبه با می نمود و مکاشفات و کرامات فوق الحد از وی سر می ساخت و از خلفای خود هیچ کس هم رنگ خود ساخته در بازار و کوهسار می رفت. بعد از آن حضرت خواجه او را پیش خود باز می دادند و می فرمودند که وی الحال ابه کاک شد. امّا یاران خود را بابت خبرگیری او ترغیب می دادند.

می آرند که روزی خواجه ابراهیم در مطبخ حضرت خواجه در آمده از زین ولی درخواست طعام نموده وی گفت که سوای دیگ حضرت خواجه چیزی موجود نیست اگر طاقت دارند از دیگچه خود بکشند و به خوردن. خواجه ابراهیم از دیگچه مذکوره طعام کشیده یاران خود را قسمت نمود. بعد آن دیگچه همچنان پر از طعام بود و بجای خود نهاده رخصت نمود. بعد انتقال حضرت خواجه در ایام وبای ۱۲۰۷ھ روزی خواجه ابراهیم در خدمت شیخ محمد شاه ثانیه آمده التماس نمود که ما همه یاران خود فردا از دنیا رفتنی است. چونکه بیس مطلق هستیم خود ایشان در مکان ما حاضر آمده تجهیز و تکفین بی کسان فرمایند و شال کاک را با من در یک لحد مدفون سازند. از آنجا بر آمده تا شب همه با غسل کردند و نشستند و شوری بر پا نموده در حجره در آمدند و همه با ۲۸ ماه صفر ۱۲۰۷ھ

جان بحق تسلیم نمودند فرد اشیخ محمد شریف درانجا رفته بچهل کس را در یک محوطه مدفون ساخت و شاله کاک را بنابر رعایت شرع برخلاف وصیت آنجناب در قبر دیگر انداخت فرداچون برای فاتحه رفتند شاله کاک را به کاک را در یک لحد دیدند۔

می آرند که زنے مریدهٔ ایشان صاحب عرفان بود وقتیکه ایشان با جمیع یاران نقل کردند زن مذکوره را گفتند که درین جاباش و بر ما نوحه و زاری کن چرا که بکسیں مطلق هستیم هر گاه مارا مرشد بزرگوار خود درانجا مالکی کرد پس ترا بعد چهل روز بدان سو خواهیم برد هر گاه آن جناب مالکی نه کرد پس آمدن ترا با ما چه فایده است گویند بعد انقضای مدت چهل روز عورت مذکوره هم انتقال نمود و در محوطهٔ ایشان آسود۔

خواجه محمد صالح: مشهور به شاله کاک سوداگرزادهٔ عالی خیال صاحب حسن جمال بود تبعرف خواجه ابراهیم کاک ترک دنیا کرده لباس جنون پیراست که شب و روز با مرشد نامدار خود در کوه صحرا می گشت۔

می آیند که ایشان همیشه از خاکستر بید سیاه قوت می کردند در آخر عمر شخصے را گفتند که برای ما هر روز طعام بیاوری روزمره طعام مهیا داشته چند روز خوردند و نقل فرمودند روزے حاضران مجلس را گفتند که امروز در شهر آتش افتد و مقام ما هم خواهد سوخت همان شب آتش گرفته مقام ایشان هم بسوخت۔ فقط۔

میر فاضل مجذوب: عالم خوش نویس بود ناگاه آثار بے تعینی از غیب بروی ظاهر گشته مجذوب شد و از دایرهٔ شرع بیرون رفت و به گردیدن افتاد بعده او را کشش فیروزشاه جباری درگرفت عاقبت بر مقبرهٔ او رفته بنشست سالها انجا بود آثار جنون ازو رفته چندی به ورع و تقوی گذرانید۔

کرشتہ جیو :۔ دیجاہیت اور اکرشنہ کار می گفتند بسیار مالدار و کو ٹھی دار با اعتبار بود خدمت فقرا از دل و جان می کرد ۔

می آرند کہ محمد مراد زمیندار موضع وڈی پورہ کامراج یک ہزار روپیہ از و قرضہ بردہ بود کہ تامیعاد ادا نمود موجب آن کرشنہ کار برائے اخذ معاملہ او در موضع وڈی پورہ رفت چون نزدیک وہ رسید از اسپ فرود آمدہ زیر درختے بہ سایہ آسود و از دور زمیندارے دید کہ در مزروعہ خود قلبہ رانی می کرد دران اثنا وقت پیشین بود زمیندار بخواندن نماز فارغ شدہ بکار خود باز شاغل گشت کرشنہ کار این حال دیدہ بہ خاطر خود سنجید کہ این شخص ولی کامل است لاجرم در پیش او در رفتہ احوالش پرسید گفت من از مردم پنجاب ہستم میان مانک نام دارم درین جا محمد مراد را بغیر اجرت کار می کنم و خورش و پوشش از وی گیرم کرشنہ کار گفت کہ چرا خود را مضرت می رسانی اگر می آئی ہمراہ من در شہر ترا خوردن و پوشیدن بغیر کار می دہم و خدمت ہم می کنم وی گفت ہرگاہ محمد مراد برضای خود مرا رخصت بدہد بلا مضایقہ می آیم انگاہ کرشنہ کار در خانہ محمد مراد رفتہ با او الفت نمود و گفت کہ من ترا قرضۂ خود بحل کنم بشرطیکہ خدمتگار خود میان مانک بمن بخشید وے میان مانک بدست گرفتہ بوے تفویض نمود فردا ہر دو روانۂ شہر شدند چون از نظر مردم دور رفتند کرشنہ کار از اسپ فرود آمدہ بہ پائے میان مانک شاہ افتاد و گفت من واقف احوال تو شدم حالا من غلام زر خریدۂ ایشانم اکنون بر اسپ من سوار شوند و راہ روند پس موجب الحاح او میان مانک شاہ بر اسپ سوار شدہ بشہر رسیدند انگاہ میان مانک شاہ روز مرہ یک سبو آب از دریا می آورد دکتان را ز بسیار می نمود ۔

روزی کرشنہ کار او را متوجہ شدہ برائے تعلیم و تلقین علم باطنی بسیار الحاح و ابرام نمود میان مانکشاہ او را تنہا میان ڈل بردہ تلقین کلمہ نمود و از شراب معرفت مالامال ساخت

کہ عالم لاہوت بروی مکشوف گشت بعد چندی میان مانک شاہ مجذوب شدہ در کوہ و صحرا می گشت کرشنہ کار دنبال او می بود وقتیکہ میان مانک شاہ از رفتار فرو ماندہ مسجد نشین گشت کرشنہ کار خدمات او بجا می آورد ۔

بعد انتقال او کرشنا کار ہم مجذوب شدہ سر بہ مستی کشید پس تا حین حیات خود در میان ملہ کواہ نشستہ استخوان ہای مردگان می کشید و ریسمان کردہ در گردن می انداخت موجب آن از ہنود و مسلمان کسے پیش او نمی آمد وقت آخر بجد و در ینہ واری در محلۂ قصابان از دست خود حجرے حفر نمود شبانہ در میان آن خفتہ جان بحق تسلیم فرمود زندہ پیر آمد بالای او خاک افشاندند اہل ہنود فراہم آمدہ قبر او کشادند لاشہ او نیافتند ۔

زندہ پیر مجذوب: ہنود زادۂ عالی تخمیر خسر پورہ کرشنہ پیر لودوی برہمنونی کرشنہ پیر در خدمت حضرت مانک شاہ بر موقع مجذوبیت مشرف شدہ بتوجہ ایشان از شیوۂ جہالت درگذشت و تربیت او حوالہ کرشنہ پیر شدہ بتوفیق ازلی دست از ماسوائے شستہ بدرجۂ اعلیٰ ارتقاء نمود و از اولیای دوران شد بعد وفات کرشنہ پیر چون نقاب جنون بر خود کشید عجب شورشے داشت کہ تمامی کارہا بہوش می کرد و استخوانہائے مردگان از گور کشیدہ طوق گردن می ساخت شاہ محمد قلندر[1] ہر گاہ کہ او را می دید سجدہ می داد اگر کسے احوال خود از وی می پرسید بجانوران منسوب کردہ جواب می گفت یعنی زاغ یا کرگس چنین می گوید و باز یا ہد ہد ہمچنین می گفت ہر چہ می گفت فی الفور بہ ظہور می پیوست چون ندای ارجعی بشنید در میان ملہ کواہ از جان درگذشت پس اہل ہنود و مسلمان جمع آمدہ باہم متنازع شدند مسلمانان بر تدفین او قادر شدند و اہل ہنود بر سوختن ۔

مدعا کہ فیما بین فریقین جنگ و جدل بطول انجامید در اثنا شخصے از محرمات

---

[1] شاہ محمد صادق قلندر

زنده پیر را بر پل درگجن گریزان دید حقیقت اضطراب پرسید گفت من مرده بودم ہنود و مسلمان
باہم جنگ می سازند من ازمیان جانبان گریخته آمدم بر تو فیصلهٔ آنہا بکن چون آن شخص بر
تابوت دیدند ہمگی گفتن یافتند پس کفن اورا دو لخت کردند مسلمانان یک قطعه در محله قصابان
بر راه دفن کردند و ہنود وان لبوزانیدند ۔

ریشه پیر پدرش در موضع گشی پرگنهٔ ویترناز قوم ہنود بود بعد وفات او ریشه پیر در قصبهٔ
سوپور میان گشی متولد شد در محله رنگه ٹینگ در خانه جد مادری پرورش یافت گویند ولی
مادرزاد بود از ہنگام شعور بیاد کردگار شب بیداری می نمود چون به سن دوازده سالگی رسید
نزد کرشنه کار در مزار رفته واز نظر او عالم ناسوت بروی مکشوف گشت ۔ چون تربیت او تعلق
زنده پیر شده بدرجهٔ اعلیٰ ارتقاء نمود تا حین حیات زنده پیر سرگرم مجاہدات و عبادات
می بود بعد وفات او مجذوب شده سر بر ہستی کشیده مانند در کوہسار و بازار می گردید خود را
ریشه پیر پادشاه می گفت مردمان انبوه بروے جمع می آمدند ۔

عاقبت پایہاے او از رفتار بیکار مانده در محلهٔ ملچمر قرار یافت زبان
او سیف قاطع بود ہرچه می گفت می شد تا حین حیات مرجع ہنود و مسلمین بود و بقضاء
مرعود پاسے از شب گذشته رحلت نمود خادمان او که ہندو ہا بودند لاشهٔ او بخوف مسلمانان
ہمان وقت برداشته بر لب دریا بردند و غسلش نمودند ۔ در کفن نپیچیدند درین اثنا اہل اسلام راخبر
شده ہجوم کردند دیدند که بر تخته ہمگی گفن موجود بود بستند و آن کفن و تخته برداشته به مکان
مشہور لبوزانیدند مسلمانان این زمان ریشه پیر را از اہل ہنود می پندارند امامحمد خیات در
تاریخ خود او را از اہل صفا می نگارد ۔ والله اعلم

شاه محمد صادق قلندر رح ۔ از سادات اندرابیاست عالم و فاضل و کامل بود کلام قدیم به ہفت قرأت

از برداشت اول در خدمت میر علی قادری صفائی باطن حاصل کرده مدتے در خانقاه ایشان امامت می کرد

روزی در عین نماز صدائے بگوشش رسیده در رفت آمده نعره برکشید واز بالای خانقاه بر زمین غلطید واز همان روز ترک تعلقات کرده بدهلی رفت ودر خدمت بابرکت خواجه عبید الله معروف به خواجه خورد که خلف الصدق خواجه محمد باقی بود استفاده طریق نقشبندیه نمود وجذبات وتصرفات وحالات عالیات وخوارق عادات حاصل کرده بجانب کشمیر رجعت فرمود چون جناب خواجه هم مغلوب توحید بودند در مشار الیه نیز توحید اثر قوی کرده اکثر اوقات از راه مغلوبیت سر رشته مطهره را از دست می داد ودر منهیات می افتاد ومتارک صوم وصلوٰة می شد وبعضی مردم خوش اسلوب را بخود گرویده کرده بریش تراشی مامور می ساخت ودر اینها اثر تصرف هویدا می شد ولیکن راه مستقیم میسر این ها نبود ولیکن گاه گاهے با فاقت آمده نماز هم با تعدیل ارکان می خواند وترک شرب بنگ وشراب هم می کرد وتلاوت کلام الله هم بترتیب می ساخت

روزی شیخ محمد مراد تنگ از وی پرسید که راه راست کدام است وشاه راه کدام است گفت شاه راه محمدیت وراه راست راه شریعت شیخ گفت پس ایشان چرا راه دیگر می روند گفت مغلوب می شوم ومعذورم اعتقاد الحاح من نخواهید کرد چنانچه درین روزها روح پاک حضرت خواجه بزرگ قدس سره پیدا شده مرا فرمود که تا چندین چنین باشی بموجب آن با فاقت آمده ام فقط بدانکه این مقام منزلته اقدام طالبان غلو وحدت است بوحدت وجود نفی افعال از خود که آنرا تجلی فعلی نامند درین درجه هر سالکے را این حال روی داده بعضی در حکم معذور بمانند وبعضی لعنتها بر خلاف آن یافتند وقلیلے بالحاد رفته ضعیف العقیده شدند هر دے باشد که احوال این راه بدست آورده راه وحدت که چه تصور فرموده به شاه راه در آید واین همه به توجه پیر میسر است الا ما شاء الله فقط والسکاری معذورون لا یعتبر بالاقتداء ولا ینبغی للتعظیم برعایة الظاهر الشریعة فقط ـ

می آرند که روزی تا لی وا بچهٔ خوش تر از دو دلخواه به یک نگاه مفتون ساخته
همراه خود برده مادر او که از مریدان حافظ عبید الله فتح کدلی بود پیش او رفته جزع و
فزع نمود پس وقتیکه قلندر از حبه کدل باز آمده نزدیک فتح کدل رسید حافظ
عبد الله بر در خانهٔ خود استاده ماند بطرف قلندر توجه فرمود و قلندر هم ساعتی در
انجا استاده ماند آنگاه قلندر راه خود گرفت و آن بچه بهوش آمده با مادر خود در خانه
رفت پس حافظ عبد الله را کسی از یاران خود حقیقت این واقعه پرسید و فرمود که من به جانب
قلندر توجه کرده بودم وی به جوش آمده به نظر جلال در من دید که جان من سوختن گرفت
فی الحال در خدمت سرور کائنات صلی الله علیه وسلم پناه بردم و آنجناب قلندر را زجر فرمودند
و گفتند چرا از خط امر شریعت ما خارج می کنی برو و به نسبت خود سرگرم باش و بعد ازین
کسی را مزاحمت مرسان موجب آن قلندر راه خود گرفته تا آن بچه را التصرف برداشت. فقط.

بعد ازان حضرت شاه از شهر برآمده در موضع ونه لار کنج خلوت گرفت و از
اهل روزگار متنفر گشت و در ایام شعور هر گاه کسی از اهل فضل و کمال به پیش او می رسید آن دم
قرات می خواند۔

می آرند که زن ... پیر و پیر پخته کرده هدیه ایشان آورده با پسر ... و
التماس نمود حضرت شاه لوبی دو سیب بخشیدند و به توجه ایشان در عرصهٔ دو سال او را
دو پسر پیدا شدند همچنین حالات و کرامات ایشان از حد افزون است طبعی موزون داشت
ابیات تصوفانه می گفت دیوان اشعارش مملو از سوز و گداز و این رباعیات نتیجهٔ طبع وقاد
اوست :

رباعی :- یک چند سواره سیر و گشتی کردیم یک چند پیاده پشت و پشتی کردیم

دیدیم کہ این کوچہ ندارد پایان گشتی کردیم و بازگشتی کردیم

رباعی:- ہر کہ آمد گل زباغ زندگانی چید و رفت آمد و بر ہستی ملک جہان خندید و رفت

از ازل صادق بدنیا میل آمیزش نداشت چند روزے آمد و یاران خود را دید و رفت

مستزاد: یک چند پئے زینت و زیور گشتیم در عہد شباب

یک چند پئے دانش و دفتر گشتیم کردیم حساب

چون واقف این جہان ابتر گشتیم نقشے است بر آب

دست از ہمہ شستیم و قلندر گشتیم اینک در یاب

آخر عمر در مغلوبیت وفات یافت۔ روز وفات ایشان سلخ ماہ ذیقعدہ ۱۱۰۰ھ مسطور است و مرقد ایشان در موضع قیصر لار بالائی بلندی مشہور۔

شیخ محمد شریف:- معروف بہ شوگہ بابا از خلفای برجستہ خواجہ مسعود پانپوری است گویند در ایام سیر و سلوک روزی بر درختی سوار شدہ بود فی الحال از عالم غیب جذبہ بادرسیدہ غوغا برداشت کہ مرا می گیرند و می برند ہی ہی کجا روم چہ می کنم در انحال بہ کمال اضطراب و انقلاب از درخت فرود آمدہ سر بہ جنون کشید و شوریدہ ہر سوی دوید پس خویشان خودش بستہ کردہ در پیش شیخ مسعود بردند و حضرت شیخ آن شیفتہ را در میان حجرہ خانقاہ بند فرمودند و در حالات او ترقی نمودند آنگاہ حضرت بابا سالہای بسیار در آن حجرہ گذرانید و بگفتہ ہیچ کسے قدم بیرون نہ کشید و ہموارہ در محیط سکر و صحو مستغرق می بود۔

روزی خادم خود بابا علی را گفت کہ بیا بر فلان میخانہ می رویم و در انجا شراب کشی کنیم بابا علی گفت برخیز می روم فی الحال مستانہ حق از حجرہ بر آمدہ بر میکدہ گذشتند و در انجا قرار نہ کردہ پیشتر رفتند۔ دران اثنا حجامی آمدہ آئینہ در دست شوگہ بابا داد چون آنجناب در آئینہ نظر کرد و ریش خود بدید فی الحال حجام را باپت تراشیدن ریش مبارک خود تجویز داد و گفت ریش مردان را بکار است و من کار مردان نہ کردم

الحال لحیہ چہ بکار است حجام گفت حجام ندارم و آب چگونہ بیارم شوگہ بابا پارہ سفالے
برداشتہ بدست بابا علی داد کہ آب بیار وی قلیل آب درمیان خذف آورد و بابا گفت
واہ واہ اکنون گفتی کہ ترا شراب می دہم و بالفعل آب ہم نمی دہی پس آب بر لحیۂ خود
مالیدہ از دست حجام صاف کنانید آنگاہ در حالت مستی مدتی میان کوہ و صحرا می گشت
آخر باز در حجرۂ خود متمکن شدہ بصوم و صلوٰۃ پرداخت ۔

می آرند کہ روزی ملا جوہر ناہتہ با جمعی از شاگردان بہ ملاقات ایشان
آمدہ التماس دعا نمود حضرت بابا دست مبارک خود از شانہ بالا برداشتہ بدعا التجا
فرمود شاگردی را بہ خاطر خود خطرہ شد کہ این قدر دستہا بالا برداشتن مناسب نہ بود
فی الحال حضرت بابا کتاب از بغل او کشیدہ برکشادہ بدست او داد چون شاگرد مطالعہ
نمود در آن نوشتہ بود کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم بر وقت دعا دست مبارک از شانہ
بالا می افراخت موجب آن منکر خجل شدہ ہیچ نہ گفت ۔ فقط ۔

می آرند کہ بعد وفات شیخ مسعود شوگہ بابا بنای خانقاہ نمود روزی
بنگر ریشی در واقعہ دید کہ روی مبارک شوگہ بابا مثل آفتاب تابندہ است اما بر رخسارۂ
او داغ سیاہے دارد فردا در خدمت شوگہ بابا آمدہ از واقعۂ شب ہیچ نہ گفت و شوگہ
بابا از آن طرف فرمود کہ ای ریشی واقعۂ شب راست بگو چہ دیدی گفت روے تو چون
آفتاب درخشندہ دیدم و بر رخسارۂ تو خال سیاہی دریافتم شوگہ بابا گفت آن
داغ باینست صرف اوقات در تعمیر خانقاہ بر روی من نصب کردند مدعا کہ حضرت بابا فرید
دہر و یگانۂ عصر بود ۱۲ صفر سنہ ۱۰۲۷ھ رحلت فرمود در قصبۂ پانپور آسود ۔

صالح خان :۔ از خلفای بابا نصیب الدین غازیست و اخوند ملا طیب پیر صحبت او بود

می آرند که حضرت ابو الفقرا روزی در موضع چیوڈاره رسیدند و ملا طیب و خان بابا همراه
داشتند ناگاه قلندری در آن قریه رسید و حضرت بابا به وقت نصف شب بر احوال قلندر
باشراف مطلع گشت و همان وقت هر سه بزرگوار در خدمت او مشرف شدند و آن
قلندر را کوزهٔ از شراب حقیقی در پیش بود بحضرت بابا پیشکش نمود حضرت بابا کوزهٔ در
دست گرفته تمام بنوشید و قدر کاسه باقی مانده بدست ملا طیب داد و حضرت ملا آن مقدار
کشیده کوزه بدست خان بابا داد وی چند قطره از کوزه نوشیده قلندر راه خود بگرفت و حضرت
بابا را بوجهی احوال خود متغیر نگشت و ملا طیب به هوش افتاد تا عرصهٔ دو سه سال در
غلبه سکر و مستی بود و از تکالیف شرعی دست باز داشت عاقبت به هوش آمده بر سجادهٔ
شیخیت نشست و خان بابا سر به جنون کشیده در کوه و صحرا می گشت و جمعی کثیر از وحوش
و طیور و دام و دد گرد او حلقه کرده می نشستند و وی بی خور و خواب همیشه در تفتاب می بود
بعد عرصهٔ دوازده سال آهسته آهسته به هوش آمده غاشیهٔ امر شریعت
بر دوش گرفت و بصوم و صلوٰة راغب گشت و عمر عزیز خود در ورع و تقوٰی و ریاضت
گذرانید و در موضع کر باسم خان بابا مشهور است آسود "فیض مطلق" تاریخ است (۱۰۶۹ھ)

شیخ ابراهیم :- المعروف به ٹهگه بابا از مریدان ملا طیب صاحب کشف و خوارق
بود می آرند که حضرت اخوند روزی طالبی را فرمود که بعد نماز دیگر ترا در میان فلان مسجد
توجه خواهم داد شیخ ابراهیم این حرف شنیده پیشتر در مسجد رفت و خود را در میان
بوریا پیچیده پنهان گذاشت چون حضرت اخوند بر وقت موعود طالب را توجه دادند
در وے موثر نگشت۔

آنجناب بار دوم همت بسته باو متوجه شدند اصلا اثر نکرد بار سوم بجوش

آمده طالب رابحیان توجه دادند کہ شعلہ ہای تو از دہان مبارک ایشان مشتعل می گشت اما فیضان ایشان در وی تاثیری نبخشید پس حضرت اخوند چپ و راست جستجو کردہ شیخ ابراہیم در بوریا پیچیدہ دیدند و فرمودند ای ٹہگ یعنی فریب ساز بازی کردی و فیوض باطنی انکشر بروے ہمان روز شیخ ابراہیم را مستی غالب گشتہ مجذوب شد و مدتی بصحوت و مسکوت برلب دریا نشستہ مست بادۂ شہود می بود و بہ کسے سخن نمی کرد و لبعد عرصہ دہ سال بہ توجہ بابا عبداللہ پانپوری در عالم صحو آمدہ طوق شریعت در گردن انداخت و بہ صوم و صلوٰۃ پرداخت چون رحلت فرمود متصل روضۂ ملا طیب طرف شمال برلب دریا آسود۔

شاہ محمد عارف: خلف و خلیفۂ شاہ ابوالفتح کول بود در اوایل ذکر خدا می کرد و سرش بہ سقف می پیوست و مجروح می شد و چشمانش ہمیشہ سرخ و مخمور می بود و در ہنگام صبح ہر کہ او را می دید بی ہوش می شد۔

عاقبت سکر و مستی بروے غالب آمدہ سر بہ جنون کشید در کوہ و صحرا برہنہ پا می دوید و ہنگام واقعۂ والد نامدار در میان دہ رفتہ بود چون یاران حضرت شاہ دفن کردند و بہ وقت تلقین میت شاہ عارف در میان قبر نشستہ دیدند کہ پدر خود را تلقین می فرمود پس شاہ عارف مدۃ العمر خود در سوز و گداز بود در مقبرہ پدر آسود۔

شاہ عبدالرشید:۔ از مریدان اخوند ملا طیب اولاً صاحب ورع و تقوی بود عاقبت مغلوب توحید گشتہ غاشیۂ شریعت از دوش فرو گذاشت و در کوہ و صحرا می گشت اظہار خوارق و مغیبات می کرد۔

می آرند کہ یکی از مخلصان او معذور گشتہ و از رفتن بیکار شد روزی در خدمت

ایشان رفته استدعای توجه نمود ساعتی نگذشت که احتیاج بولش افتاد و به سبب
عذر بیرون برآمدن نتوانست و در گوشهٔ حجره رفته باحتیاج نشست حضرت شاه چوبی
در دست گرفته او را هیبت نمود ازآن معذور از هیبت ایشان ترسیده باضطراب برخاست
و دو بیده رفته به کرم الهی به شد - فقط

روزی در مقام خود نشسته بودند و شبانه چند کس نزد ایشان خفته بودند
چون پاسی از شب گذشت همه را بیدار نمود و گفت بروید تماشای چراغانه ببینید آن
جماعه از انجا برآمده دیدند که محلهٔ آنها را آتش گرفته خانه های آنها می سوخت در شهام پوره
مقبره ایشانست -

بابا رضا :- فرزند بابا عبدالله بن بابا مسعود نوری مرید پدر خود بود مدتی در مجاهدات و
ریاضات به کمال ورع و تقوی بسر نمود عاقبت سر به مستی کشیده مغلوب گشته علانیه اسرار
پنهانی می گفت -

روزی بر ساحل دریا عبور نمود پایهای او تر نشدند و در قصبهٔ سوپور مدفون است

حسن شاه :- مجذوبی از اهل صفا بود داغهای برص بر بدن داشت و روز با برهنه و سر
برهنه در اطراف شهر و بازارها می گشت و نسبت مردم گاهی قهر مرعی می داشت کلامی درهم
پیچیده بعید الفهم می گفت دران حاجت روای مطلب اهل غرض می کرد و قتیکه از راه خشم
دندان بر دندان میزد دران زمان بیم آفت می بود -

طومان شاه :- از نظر یافتگان داود بابے سخت مزاج و درشت گو بود مردمان
را زد و کوب و فحش گوئی بسیار می کرد ازان حاجت روائے مردم می شد -

روزی قانون گوی کوہٹار را حاکم شہر باپت کدام جرم سنگین در شہر

مطالبه نمود وی در پیش طهماسپ شاه رفت وی فرمود بر وچند ضرب تازیانه بخورد و به خیریت تمام بازگشت بیا همچنان بوقوع آمد روز وفات خود مخلصی را در خواب گفت که در کوتهبار برای من کفن گرفته فردا بیاید آمد وی علی العباح از بازار کفن خریده وقت شام نزد وی رسید وی فی الفور غسل کرده رو به قبله نشست و جان بحق تسلیم نمود اهل ده آمده او را کفن پوشیده دفن کردند۔

یسی میر:- هندوزاده نامدار بود به نظر زنده پیر ترک دنیا کرده بیاد مولی مشغول شد روزی آتشی از غیب آمده بیرون النوا نمود و مغلوب شد آنگاه در کوچه و بازار می گشت عجیب شورشی داشت۔

حبیب شاه:- معروف به کدو سرمست بادهٔ توحید بود بر دکان عطاری می نشست عاقبت عطار را جذبه کرده مسلمان ساخت پس هر دو باتفاق می گشتند و در خانهٔ کسی نمی در آمدند۔

بابا قادر:- از نبایر بابا عبدالله زوری بود و به الله بابا رضا ترک دنیا کرده به یاد خدا مشغول شد مدتی در تقوی بود بعد وفات بابا رضا مغلوب توحید گشته از تکالیف شرعی [illegible] در حدود [illegible] رضا [illegible] به کنایه [illegible] شاقی دکانی می گفت گویا دل او آئینه جهان نما بود و جائیکه نغمه و سرود و رقص می بود زود در انجا حاضر می شد و بارقاصان رقص ها می کرد و بیت ها می خواند گاهی دران حال دو سه روز بیهوش می افتاد چون ندای ارجعی بشنید بر ضرع ترگ پوره پرگنه رحل آمیده

میان ذوقاقی شاه:- از مردم پنجاب بود بعد طی مراحل سلوک در کشمیر آمده درین جا مستی بروی غالب گشته عریان گو گریان می رفت و راگهای هندی بسیار

می خواند سوختم سوختم بار بار می گفت دو سه سبوی آب یک دم می نوشید۔

روزی قازان در هوا می پریدند چون سوی آنها نظر کرد دو قاز نزد او آمدند گفت شما خوب نوحه می کنید من بر خود گریه کنم شما نوحه مسازید پس وی به گریه آمده قازان آواز های بلند می دادند مدت دو روز در همین حال بود و انتقال نمود و در موضع ذالر پرگنه بهی پوره آسود۔

شیخ عبد اللہ سلری معروف به داود بائی از قوم چکان ترهبه گام بود و به نظر شیخ اسماعیل قادری ترک دنیا کرده مدت بیست و هفت سال در ذیل تربیت ایشان بود ریاضات شاقه به عمل آورد و خود را غوث می گفت بعد وفات مرشد هشت سال در کامراج بود بعد آن چهل و هفت سال در شهر و دیهات به مقامات متعدده به عبادت بسر برد۔

عاقبت مغلوب توحید گشته مجذوب شد و از تکالیف شرع درگذشت و در میان جنگلها سیر می کرد و بعد از چند روز باز می آمد عجب شوریدگی داشت هر که مهمان می شد جواب مطلبش زود می داد ۹ ماه ذوالحجه ۱۰۷۹ھ به عمر نود سالگی وفات یافت و در موضع سلر مدفون است گویند پیش از رحلت به چهار سال گفته بود که مرا جذب خواهد گرفت و بعد از چهار سال قضا خواهم کرد و در موضع سلر مرا مدفون خواهند ساخت و در قبر من وسعت بیست کس خواهند دید همچنان به عمل آمد و تنیکه آن جناب را دفن کردند ناگاه سنگی از فراز کوه غلطیده آمده بدهان قبرش بنشست و فقط۔

خواجه طاہر:۔ عرف بخ داماد و مرید شاه قاسم حقانی صاحب حالات و کمالات عالیات بود هنگام دادن خط ارشاد کتاب نفحات الانس بوی بخشیدند بعد چندی

کتاب مذکور از وی به عاریت خواستند وی در جواب گفت حضرت مکرد لوانه اند که بخشید تو در ابازمی خواهند شاه فرمود چرا این حرف گفتی از ناصیه تو علامات دیوانگی هویداست۔ فقط ۔

می آیند که بابا طاہر را آواز عورتی خوش آمده فی الحال آن عورت به عقد آورد و در موضع بچه وارد متوطن شد و از بطن وی فرزندی متولد گشت که او را قایم بابا نام کردند مدت چہار روز از تولد او گذشته بابا طاہر به کشتوار گریخت و قایم بابا در بغل انداخته همراه برد و بعد چہار سال باز آمد قایم بابا چہار ساله بود چون در خانهٔ خود رسید دست خود بر روے قایم بابا مالید گفت که من ریش خود می تراشم اما تو شرم ریش خواہی نگہداشت آنکه محاسن تو قبایح من ظاہر سازد موجب آن بریدن قایم بابا تا ہشتاد سال یکموی ظاہر نه شد فقط و سبب دیوانگی و ریش نتراشیدن بابا طاہر بروایت صاحب فتحات ہمچنین به ظہور آمد که روزی شخصے از حضرت شاه قاسم سوال کرد که ایشان بچه سبب اہل مقابر را فاتحه نمی خوانند فرمود که من اہل ایمان را بروحانیت فیض می رسانم و کسانیکه بی ایمانند بنام آنها فاتحه خواندن جایز نیست آن شخص گفت که مارا چه حکم است که بعد وفات حضرت بر قبر ایشان فاتحه می خوانیم یا نه فرمود که ایمان یافتن من از زمین شوره نی رستن است اگر بعد مردن من تا چہل روز از قبر من شاخ نی بروید یقین دانند که من از اہل ایمانم پس بر قبر من فاتحه بخوانند۔ فقط ۔

القصه بعد وفات ایشان تا عرصه سی و نه روز شاخ نی ظاہر نه شد مخالفان فرصت یافته چیزہا گفتند که بسبب ضعف اعتقاد مردم شد و خدمت بابا طاہر

ہمان روز زنش خود ترا شیدہ سر بہ جنون نہاد فردا بروز جہلم می بینند کہ تمام مقبرہ از شاخہای نی سبز شدہ بود چنانچہ از گورد آہنگر یک شاخ روئید کہ ہنگام شعلہ آتش رنگ طلائی گرفت۔ چون آتش می نشست سبز می شد۔

گویند آہنگر را روز دوم از سندان آہن شاخ نی پدید آمد زنش گفت بزاج مین کہ مطرقہ بران زد زن شوہر ہر دو دیوانہ شدند و بعد سہ چہار روز غرق آب گشتہ از جان درگذشتند وارثان زمین آنہا شامل مقبرہ کردند مدعا کہ باباطاہر تاحین حیات مجذوب ماندہ از جان درگذشت در کہوارہ مدفونست۔

لالہ مانجو: — از مریدان حضرت شاہ قاسم حقانی است مدتی در ریاضات و عبادات شاغل و عامل بود۔ عاقبت مغلوب الحال شدہ سر بہ جنون کشید۔ ہمیشہ در کوہ و صحرا می گشت حاجت روای مردم بود اکثر زن عقیمہ بابت اولاد پیش او می رفتند و ایشان بہ خاکستر آلودہ ہر کسی را کہ چہار انگشت بر شکم می نہادند دختری می زائید و ہر کسی را کہ تمامی دست می نہاد پسری می شد۔ فقط۔

شخصی را فرزند خود بیمار بود چون پیش ایشان آورد آنجناب فرمودند کہ سامان عروسی او براد خاطر چون سامان عروسی او بہ فقرا داد پسر شفا یافت ۱۷ محرم سنہ ۱۰۶۲ھ رحلت نمود در محلہ باروت سازان متصل مسجد آسود۔ فقط۔

حکیم شاہ مجذوب: — در عنفوان جوانی جذبہ تقریب حمانی یافتہ دیوانہ وار در اسواق و کوہسار می گشت۔ عاقبت در محلہ حول قرار یافت غرضمندان را از سابقہ و لاحقہ بکنایہ و اشارہ خبر می داد۔ گویند کشف کونیہ داشت و با ارباب علم و اصحاب معنی بہ ہوشیاری تکلم می کرد در سنہ ۱۱۱۱ھ رحلت نمود و در محلہ حول آسود۔

یوسف شاه :- در حالات و معقولات با حکیم شاه برابر بود و در همان نزدیکی انتقال نمود ۔

محمد مراد پوشه ٹینگو :- پیوسته بر سر خود گگی می داشت لاجرم او را پوشه ٹینگو می گفتند از ساکنان محلهٔ علاء الدین پوره بود چون ذوق خدا پرستی بهم رسانید بخدمت زاهد بابای ناگامی فایض گشت و طریق طریقت آموخت پس بسیر هندوستان رفت و با بزرگان زمانه صحبت داشت ۔ چون بازگشت به کشمیر آمد دیوانه وار به اطراف سیر می کرد و جمعی را تصرف نموده همرنگ خود ساخت آخر عمر خانه نشین شد در ۱۱۲۲ھ نقل فرمود در محله زیر پرستان آسود ۔

بربر شاه :- از مریدان شیخ نور محمد پروانه ۔ سرمست بادهٔ عشق الٰهی و ذوق نامتناهی بود در مایه سومه آسود ۔

ریشه بائی :- بر سر راه نوهٹه نشسته می بود هر کس را از حال باطنی خود خبر می داد و در انجا آسود ۔

عبدی شاه :- عجب مستانه بود هر چه می گفت می شد زبان او حکم خدا بود روزی با خود گفتگو می کرد که آرام می رود و حمام هم می برد رود هم می رود پل هم می رود در همان هفته شهر را بسبب طغیان بهت طوفان شد ۔

زونی شاه :- سرمست بادهٔ توحید بود با طوطان شاه اکثر صحبت می داشت در کوٹھیار مدفون است ۔

غیبی شاه :- از مریدان خواجه مسعود پانپوری بود و شوگه بابا هم صحبت داشت ۔ عاقبت سکر و مستی بروی غالب گشته در کوه و صحرا می گشت و از حال دل هر کس را خبر می داد و آخر ها

برکوه ڈگون انتقال نمود شخصے تاگاہ درانجا رسیده لاشۂ او افتاده دید و خرسی نگاہبانی او می کرد پس لاشۂ او آورده در تعبۂ نزال دفن کردند۔ فقط۔

عنایت شاه:۔ از مریدان سلطان میر بود بعد وفات مرشد سر بشوخی کشیده عریان و گریان و خندان می رفت و ہر کس را از نیک و بد سالقه واحد خبری داد و سخنان به ہوشیاری می کرد در موضع تھمن پرگنہ شاداباد مدفون است۔

اعظم شاه:۔ فرزند میر علی که خلیفۂ خواجه رفیق بود از مریدان خان شاه است چندسال در ورع و تقوی بسر نمود۔ عاقبت سر به جنون کشیده در کوه و صحرا می گشت شب ہا بر درختان می گذرانید در محوطۂ والدنا مدار مدفون است۔

محمد شاه:۔ از اہل صفا بود مدة العمر در موضع انگس زیر درختی مبہوت و سکوت نشسته می بود در آنجا آسود۔

فیروز شاه:۔ برادر محمد شاه از نظر یافتگان ابوالفقرا بود سکر و مستی غالب داشت در موضع سنگین کردت آسود۔

فیروز شاه ثانی:۔ نیز از پیروان بابا نصیب غازی بود روشنضمیر و صاحب تاثیر بود زاغی در دست گرفته براه می رفت و دسوانه وانگشتری بر مثل زنان می پوشید ہرچه از نیک و بد می گفت فی الفور به عمل می آمد در بیجباره مدفون است۔

قدره شاه:۔ از مریدان شاه بنگہا بود سبوی بر دوش گرفته مردمان را آب می داد و پا برہنه می رفت و در حضرت بل مدفون است۔

فیره بالو:۔ از قوم ہنود بود به جذبۂ کدام قلندرے مسلمان شده سر به مستی کشید سخنان زیر لب می گفت و کسی معنی آن نمی دانست۔

نعیم شاه: - از قوم مرادیا سکنهٔ راجورکدل بود در جوانی جذبه یافته از امور دنیا روی برتافته سر به جنون کشید والزام کرده بود که هرگاه کسی را زبانی می گفت که تا این قدر مبلغ یا این چیز را دهم بلا تفاوت به وقوع می افتاد در سنه ۱۱۶۵ھ رحلت نمود۔

شاه مخدومی: - صاحب جذبه و حالات عجیبه بود صفای قلب به حدی داشت که از خطور خاطر هر کس را خبر می داد در سنه ۱۱۹۶ھ رحلت نمود۔

عبدالوهاب: - از مجاذیب دیگر ممتاز و در سیر بلند پرواز بود و بامر خواجه عبدالرحیم شیخ کمان ستر عورت نمود و ریش تراشی می کرد و در سنه ۱۱۹۹ھ رحلت نمود۔

مراد شاه: - از مجاذیب صاحب کشف بود روزی به خانهٔ میر عبادالله کنٹ آمده طرف سقف خانهٔ او که خاتم بند بود به تاسف و حیرت دید و آهی برکشید و گفت چقدر زر خرج شده باشد و چقدر نجاران درست کرده باشند و در همان شب آن خانه را آتش واقع شد در سن کبیر درگذشت و در هزاری بازار مدفون۔

شرف شاه سگ نواز مجاذیب بود و اختلاط با سگها می داشت روزی در صحن آستانهٔ حضرت سلطان العارفین با جماعت سگها در آمد و در آن وقت حافظ عبدالله مخذول وعظ می خواند و مستانهٔ حق را به نظر کراهت دید خواست که او را از انجا یکشد مستانه گفت ای رافضی عنقریب گوشت تو نصیب سگها باشد بعد چند روز همچنان بوقوع آمد که لاشهٔ او سگان بازار خوردند۔ فقط۔

شاه عبدالرحمان قلندر: - از شرفای این دیار بود اما والد ایشان موجب گردش دوران کار آتش بزی می کرد۔ می آرند که حضرت شاه ولی مادرزاد بود چون بحد بلوغ رسید در هندوستان رفته بخدمت شاه محمد روشن قادری روی ارادت آورد مدتی در حضور

ایشان طی منازل و مقامات سلوک کرده ارشاد حاصل نمود و بامر مرشد نامدار رحمت
کشمیر رجعت فرمود و مدت مدیدے درخلوت وانزوا بسر برد او لا بر کوه باره مولہ
چند گاه منزوی بود پس در محلہ میر سید محمد امین ویسی که وطن اصلی او بود آمده سالہا
در عزلت وانزوا بسر برد آنگاه در اسلام آباد رفته چند سال در خانقاه حضرت
ریشی قدس سرہٗ به عبادت گذرانید. بعد اں در جوار خانقاه معلی صومعۂ افراخته بقیه عمر
در انجا بسر رسانید آخر عمر سکر و مستی بروی غالب گشته مجذوب شد. و از تکلیفات
شرعی درگذشت و اشغل وجود مسعودش بیکار ماند و سنگی نام عورتی خدمت او می کرد و
جواب مطالب حاجتمندان از هر نوع بجانب سنگی بیان می فرمود هر کس که برای طلب دنیا می آمد او را
دشنام ہا می داد وی ازان دشنام ہا مطلب خود معلوم می کرد و هر کس که برای طلب مولی می آمد
او را احترام می داشت۔

مع اکنخاطر مبارکش آئینه جہاں نما بود ہر چه که حاجتمندان به خاطر می گرفتند جواب
آن عورت مذکوره مخاطب گرفته می گفت و میر بہاؤ الدین منطقی که خلیفۂ برجستۂ او بود بعد
حصول درجۂ مجذوبیت تربیت طالبان جدید و مریدان قدیم باو تفویض می ساخت و او را آخون
لقب کرده بود۔

می آرند که روزی میر بہاء الدین در خدمت آنجناب التماس نمود که فی زمانت
در دنیا ابو الوقت کیست فرمود که ابو الوقت کسی است که مختار بود در امور عالم کون و فساد ہمچنان
که ہر گاه بقصد زلزلہ پا می بر زمین زند فی الحال زمین در جنبش آید پس برائے تحقیق خاطر حضرت
میر پا می مبارک خود بر زمین زده زلزلۂ شدید واقع شد۔ فقط۔

روزی شاہزادۂ خراسان بزیارت ایشان آمد و آنجناب خادمان خود را

فرمود که برای مهمان ضیافت مکلف تیار سازند فی الحال بارش باران شروع نمود و خادمان
بابت رفع شدت باران در خدمت ایشان التماس کردند فی الحال در صحن خانهٔ ایشان باران
بند شده یک قطره نبارید و در میان شهر باران به شدت تمام متقاطر بود تا وقتیکه مجلس ختم شد
بیت :- هر چه از گردونِ گردان می رسد

از طفیل روحِ مردان می رسد

حضرت مرشدی میرزا غلام بیگ حقانی می فرمودند که سردار عبدالله خان دختران دوشیزه جبراً از مردمان
می برد - روزی میر بهاؤالدین در خدمت ایشان از وقوع این امر ناشایان شکایت
بیان نمود و حضرت شاه به کمال قهر و غضبان کاغذ پارهٔ برداشته بدست میر مذکور داد و فرمود که پاره
کن تا دیگر کسی را حاکم این ملک خواهیم ساخت و بعد چند روز فرمودند که امروز بسیار مانده شده ام
حاضران عرض کردند که چگونه مانده شده اند آنجناب فرمود که امروز لشکر وزیر مختار الدوله از دریای
اٹھک باین سو گذرانیدم و چند روز گذشته مختار الدوله در کشمیر رسید و عبدالله خان را قلع قمع
کرده در اینجا عطا محمد خان حاکم نمود - فقط - و نیز حضرت مرشدی میرزا غلام الدین می فرمودند که
روزی سردار عظیم خان در خدمت ایشان آمده التماس نمود رنجیت سنگھ برای تسخیر کشمیر فوج گرفته
آمده است آن جناب فرمودند که تا من زنده هستم او را آمدن ندهم پس رنجیت سنگھ در محاربه
هزیمت خورده بازگشت رفت و بعد وفات ایشان لشکر کشیده ملک کشمیر را تسخیر نمود -

مدعا که حضرت شاه از اولیای کبار قطب روزگار بود و هر سخنی از سخنان ایشان
خرق عادت و کشف و کرامت بود به هفتم ماه شعبان ۱۲۳۲ھ جان بحق تسلیم فرمودند در جوار
خانقاه معلی آسوده - تاریخ - چون از دنیا روی دل بر تافت گفت هاتفی

زد به فردوس برین آن قطب رحمانی علم

شاه نظام الدین:۔ از کاملان جذبات الٰهی بود مدتی در کوچه و بازار سیر می کرد حاجتمندان را جواب شافی می گفت. می آرند که روزے اهل شهر در عیدگاه برای نماز استسقا رفتند و مردمان شاه نظام الدین هم سر راه گرفته همراه بردند وی در عیدگاه رسیده سه چلم چرس کشیده دود آن بطرف آسمان سر کرده چند قطرهٔ اشک فرو ریخت همان لحظه بارش باران شروع نمود چون رحلت فرمود در محله گند پوره آسود۔

احمد شاه:۔ از مریدان بقا بابای شاه آبادی سرمست بادهٔ شهود بود و عمر خود در تجرید و تفرید گذرانید همیشه گرونده و سیاح می بود و گاهی در یک جا قرار نه نمود در شب و روز هزار رکعت نماز بر سر راه با غیر ترتیب می کرد و حاجتمندان را از مافی الضمیر خبر می داد و ایام در ویرانه ها می گذرانید چون رحلت نمود در شاه آباد آسود۔

خوشحال شاه:۔ همیشه در کوه و صحرا می گشت و از مردمان وحشت می کرد و در میان جنگلات لوبیا کاشت نموده ثمرهٔ آن بوقت پختگی می خورد عجیب شوقی و ذوقی داشت از نیک و بد هرچه می گفت می شد در بیچاره مدفون است۔

حکیم شاه ثانی:۔ کار زرگری می کرد و به تهمت تلبیس سکه ماخوذ شده مدتے در زندان بود و از نار معرفت شرری به خاطر داشت روزے شعلهٔ آتشی از دریچه در آمده بر بدن او التوا نموده بے هوش افتاد و بعد دو روز به هوش آمده سر به جنون کشید حاکم او را از بند رها کرده مدتے در کوچه و بازار شوریده می گشت و به خانهٔ هیچکسے داخل نمی شد۔

عاقبت در محلهٔ گوجواره توقف نمود و مرجع هر دم گشت و هر کسے را خلاصهٔ مطلب خود به کنایه و اشاره می گفت که فی الحال به عمل می آمد میان سنگر کرنیل

را اعتقاد داو بسیار بود دوم ماه ذوالحجه ۱۲۶۱ھ رحلت نمود ودکوجواره آسود ر

ثناء الله قلندر فرزند بابا بقای شاه آبادی صاحب حالات وکمالات بود و بتربیت والد ماجد خود منازل سلوک طی کرده سکروستی بروی غالب گشت وازتکلیفات شرع درگذشت و با علما واہل صفا سخن به ہوشیاری می کرد و مریدان خود را تعلیم و تلقین می ساخت واز نظر کیمیا اثر او جمعی کثیر مستفیض شدند ۔

جمال شاه ریش دراز از مردمان پرگنهٔ لار صاحب اسرار بود و در دہات پرگنهٔ مذکور دیوانه وار می گشت و ہر کس را از احوال نیک و بد خبر می داد فقیر کامل وروشن دل بود ۔

جمال شاه خلیفهٔ شاه ثناء الله قلندر بود مدتے در مغاره کوہسار بخلوت وانزوا بسر برد عاقبت مجذوب شده عجب جوش وخروشے می کرد سخت مزاجی ودرشت گوئی بسیار می ساخت مدتے درباغ عیش آباد برسر راه نشسته می بود لیکن آن در بازار محلهٔ تاشوان قرار یافت آخرہا بر دروازهٔ درونی شیرگدھ نشست ۔

روزے مہده نواب آمده باو بجدل پیوست مہده شاه گفت چرا ملک کشمیر را خراب کردی و بدست ڈوگره ہا دادے جمال شاه گفت مرا اختیار است ہر چه می خواہم می کنم درین گفتگو یا ہم بجنگ پیوستند و مہده نواب ضرب چوبی برسرش زده از جان گذرانید و در ہمان نزدیکی راجه گلاب سنگھ وفات یافت

لعل شاه خلیفهٔ شاه ثناء الله قلندر بود بعد طی منازل سلوک کسوت جنون پوشیده درکوه وصحرا می گشت ۔ عاقبت جانشین شده طالبان راه خدا را رہبری می کرد حالات عجیبه داشت ۔

سرفراز شاہ :- از مردم افاغنہ بود تجارت کشمیر می کرد. عاقبت بہ جذبۂ غیبی ترک دنیا کردہ مال دنیا براہ خدا صرف نمود و کسوت جنون بر خود پیچیدہ مدتے در کوچہ و بازار می گشت و ہر چہ از نیک و بد بہ نسبت مطالب مندان می گفت می شد. عاقبت در محلۂ راجور کدل انتقال نمود متصل روضۂ حضرت سید سر راہ آسود. آخون زادہ نور اللہ تعمیر مقبرہ اعم فرمود۔

مہدہ نواب :- گویند از نظر یافتگان سرفراز شاہ بود مدتے در اسواق و اطراف می گشت صفائی خاطر از حد داشت و مردم مجذوب را ہر جا کہ می دید زد و کوب می کرد چنانچہ جمال شاہ از جان گذرانید۔

شعبان شاہ :- خلیفہ جمال شاہ ریش دراز بود مدت العمر از نوشہرہ تا سونہ مرگ سیر می کرد سخت گوی و درشت مزاج بود۔

ولی شاہ :- از اہل صفا بود در پرگنۂ دلوہ سر قرار یافت راجہ رنبیر سنگھ معتقد او بود بہ نسبت او ہر چہ می گفت می شد در سنہ ۱۲۸۱ھ رحلت نمود و در انجا آسود۔

سالم شاہ :- از ساکنان پرگنۂ لار بچہ عزمینداری بود بتوفیق ازلی دست ارادت بدامن کرم شاہ لارے زدہ بہ تعلیم علم باطنی مستفیض شد۔

روزے در ییلاقی رفتہ بود و در انجا شبانہ صاعقۂ از غیب آمدہ بر بدن او التوا نمود و ہماں وقت ترک کل کردہ سر بجنون کشید و در کوہ و صحرا می گردید عجیب شوریدگی داشت. عاقبت در موضع لسر مقام پرگنۂ برنگ قرار یافت و مرجع مردم شد و از خیال خاطر خود ہر کس را خبر می داد راجہ رنبیر سنگھ والی کشمیر ہم مطیع و منقاد او بود از خزینۂ او مطبخ و لنگر جاری داشت و در ایام قحط سنہ ۱۲۹۶ھ روزے فرزند زادۂ خود کہ بعمر سہ سالگی بود بر دوش گرفتہ غایب شد و بعد انقضای سہ شبانروز بغیر پسر باز آمد

گفتندش که پسر را چه کردی گفت کر بہل بیچاره گذاشتم شاید بعد ده دوازده سال باز بدست می آید پس مردمان جستجوی پسر کرده جائی نیافتند و محروم شدند بعد انتقال سالم شاه عرصهٔ دوازده سال گذشته شخصی از ساکنان دیوه سر روزی در کوهسار ستدره نارکه مسکن جنیات و توطن درنده و حشرات است بکاری رفته بود در میان درهٔ کوهسار زیر درختی نوجوانی عریان مطلق دید که موی سرش بطرف بالا ایستاده تاج خروش بحمد مودر و خوش قطع رسته مانند مروحه از هوا می جنبید و برگ های گیاه سبز برده می خورد آن مرد بدیدن او متحیر شده ترسید که مبادا نوعی از جنیات باشد و مرا برنجاند فی الفور بده رفت و از ساکنان ده چند کس همراه آورده باز بدیدن او آمد و او را امتحان کرده آزمودند فی الحال بده بردند و باو خوردنی باداد ندوی اصلا سخن کردن نتوانست که گنگ و لال بود چون این واقعه مشتهر گشت کیلن سالم شاه هم خبر شنیده بدیدن او رفت و فرزند خود را بکدام علامتی بشناخته بخانه برد ۔ نظم ۔

ای خدا این چه شان و شوکت تست ۔ این چه برهان و رنگ قدرت تست

این چه تبجیل و لاء بالیهاست ۔ این چه تکفیل و لغز حالیهاست

بوقوع این واقعه مردم اطراف و اکناف بدیدن او آمده همه ها متحیر شدند و گفتند سبحان الله که این بچهٔ شیرخواره در میان کوهستان منیع که زیاده از پانزده درعه در آنجا همیشه برف می بارد و تقریباً تا هشت ماه موجود می باشد و مسکن اجنه و مکمن درنده و حشرات است بغیر ماکول و مشروب عرصهٔ دوازده سال چگونه بسر رسانید از آنجمله بعضی دانشمندان تاویل کردند که این امر عجیب کارگذاری قدرت تست اما توجه سالم شاه فقیر سبب ۔ فقط ۔



خاتمہ در بیان حقیقت اشیای متبرکہ و اوزار محترمہ کہ درین دیار از جناب رسالت صلی اللہ علیہ وسلم و از اولیای با عظمت یادگار است

موی مبارک سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم

در بقعۂ حضرتبل

می آرند کہ سید عبداللہ نام شخصے در مدینۂ مطہرہ متولی درگاہ صاحب حرمت و جاہ بود وی از روی جلادت و خودسری در اذعان فرمان شاہ روم نوعی فضولی و عدولی کردہ مستوجب عتاب و عقاب شاہی گردید و برای اخراج کردن او از باب عالی یرلیغ صادر گشت۔ بنابران فرمان فرمای آں سوار حسب فرمان لازم الاذعان سید موصوف را در شہور سنہ ۱۰۴۴ھ[1] بطرف ہندوستان جلای وطن کردہ خانمان او ضبط نمود پس سید نامدار در ہند آمدہ سہ تبرک نامی و گرامی یعنی موی گیسوی مبارک سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم و عمامہ شریف و زین منیف حضرت علی کرم اللہ وجہہ ہمراہ داشت و شاہجہان اورا قدردانی و مہربانی از حد افزودہ اقطاع او در شہر بیجاپور مقرر فرمود بعد انقضای عرصۂ چند گاہ سید نامدار دنیای غدار را پدرود نمودہ رخت خود در دارالقرار کشیدہ آنگاہ فرزندان اورا عالمگیر پادشاہ بہ علت سازش داراشکوہ اقطاع ضبط نمود بہ موجب آن فرزندان سید عبداللہ برای استحصال واگذار جاگیر خود در پیش گاہ عالمگیر آمدہ مدتی در شاہجہان آباد بہ عسرت گذرانیدند و برای اخراجات خود نہایت عاجز آمدہ از دوکان خواجہ نورالدین عرف ایشہ بری کہ شخصی از ساکنان کشمیر تاجر نامدار و کوٹھی دار اردو بازار بود مبلغی خطیر برای مصارف و اخراجات برداشتہ مدیون او شدند و بعد مدتی از دربار عالمگیر رخصت انصراف حاصل نمودہ خود را استطاعت ادای دیون خواجۂ

[1] ۱۰۴۴ھ = ۱۶۳۴ء

موصوف ندیدند عندالاضطرار موی مبارک سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کہ تیمناً ہمراہ داشتند بمعۂ یک نفر غلام مسمی میدانش کہ ملازم و خدمتگذار موی شریف بود بخواجہ موصوف ہبہ نمودند و وے از روی سعادت عین عنایت دانستہ قرضۂ خود بایشان بحل فرمود پس سامان سفر درست کردہ بجانب کشمیر رجعت نمود دراں حال جاسوسان درگاہ کیفیت این واقعہ بسمع عالمگیر پادشاہ رسانیدند و عالمگیر حکم داد کہ موی شریف ہر جا کہ باشد بازگشت آوردہ بنظر اعلی رسانند نورالدّین عجالۃً طی مراحل کردہ در لاہور رسیدہ بود از انجا کارگذاران درگاہ موی مبارک از و گرفتہ بمعۂ میدانش در حضور پادشاہ گذرانیدند و خواجہ نورالدین بعلت دق مبتلا گشتہ در لاہور از جان درگذشت۔

پادشاہ این عطیۂ دلخواہ عین عنایت دانستہ فرمان داد کہ موی مبارک در خانقاہ حضرت خواجہ معین الدّین چشتی گذاشتہ خاص و عام بدیدار آن مشرّف کردہ باشد پس مقربان درگاہ موی مبارک در اجمیر بردہ میان خانقاہ مذکور گذاشتند ہمگی نہ روز منقضی گشتہ عالمگیر را سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم در خواب جلوہ گر شدہ فرمودند کہ موی مبارک من فی الفور در خطۂ کشمیر بفرستید و درنگی نسازند۔ عالمگیر ہماں لحظہ موی مبارک از اجمیر طلبانیدہ میدانش را خلعت فاخرہ عطا کردہ و خیمۂ خاص خویش ہمراہ دادہ روانہ کشمیر فرمود انگاہ میدانش از پیش گاہ مرخص شدہ چون در لاہور رسید نعش خواجہ نورالدّین ہمراہ گرفتہ بجانب کشمیر نہضت فرمود از این طرف از مشایخ و علمائے عظام و مرجع خاص و عام جمعی کثیر تا ہیرہ پور استقبال نمودند و حضرت شیخ محمّد راد ہوتا مقام بمبر پا برہنہ پیشوای کردہ و صندوق موی مبارک بر سر خود گرفتہ بہ کمال وجد و حال در راہ می رفت تا کہ در شہر رسیدند و موی شریف در روضۂ حضرت خواجہ معین الدّین نقشبندی نہادند۔

فردا ہجوم خلایق انبوہ شدہ موی مبارک از صندوقچہ برکشادند و از دست شیخ محمد رادہو که شیخ وقت بود بمردمان نشان دادند و بہ کثرت ازدحام عوام چندکس پایمال شدہ از جان درگذشتند بنابران اعیان شہر و اجلای دہر با فاضل خان کہ صوبہ دار کشمیر بود مصلحت کردند و باغ صادق خان کہ برکنارہ ڈل واقع است برای وسعت محل افضل دانستہ و از مالک آن خط وقف نوشتہ گرفتہ تشریف موی شریف در انجا نہادند۔

عالمگیر برای خادمان درگاہ سہ قریہ اقطاع بخشیدہ میرزا قلندر بیگ تاریخ ورود آن چنین فرمود تاریخ ؎ محتاجان را بوقت حاجت طلبی
موی مدد است یا رسول عربی ؛ تاریخ نزول بابکی ہاتف گفت
"کشمیر مدینہ بشد از موی نبی[ف ۱]"

پس حضرت شیخ محمد رادہو تا حین حیات خود زیارت موی شریف بمردمان اقاصی و ادانی می نمود و بعد انتقال آنجناب ہیچکسے بر اشاعت آن جرأت نفرمود دران اثنا اعیان شہر و رؤسای دہر استحقاق این امر بہ خواجہ بُلاقی بانڈی کہ داماد خواجہ نورالدین بود دانستہ اشاعت موی شریف بطور او نہادند از انباز و ازشان خاندان خواجہ بُلاقی متولے این درگاہ ہستند و برنوبت خود ہا نشان میدہند پیشتر درسال تمام ہمگی دو مرتبہ یکی بروز شب معراج تا سہ روز دوم بروز مولود شریف تا سہ روز زیارت نشان می دادند بعد چندگاہ بنا بر خواہش عوام و بہ نظر کثرت مسافران در ایام اعراس چہار یار باصفا[رض] چہار مرتبہ اشاعت آن نیز مقرر فرمودند کہ الحال شش مرتبہ تا مدت دہ روز درسال زیارت آن مقرر و معمولست۔ فقط۔ و برای تحقیق و توثیق آن ہمگی تصدیق اولیائے باصفاست چنانچہ در ایام ورود آن حضرت شیخ محمد رادہو و حضرت خواجہ احمد لیسوی کہ از اولیای کبار بودند بجناب فیض مآب حضرت

ف ۱ : "کشمیر مدینہ لبشد از موی نبی[ص]" بحساب ابجد قیمت حروف ۱۱۱۱ ھ رسد۔
یعنی درسال سنہ ۱۱۱۱ ھ موئی مقدس نبی[ص] در کشمیر رسیدہ است ؛ (حی - آ م)

رسالت پناه صلی اللہ علیہ وسلم متوجہ ماندہ بدیدار فیض آثار آنحضرت مشرف شدند عند الاستفسار حضرت رسالت مآب فرمودند کہ این موی از گیسوی راست من است وشیوع معجزات فیل هم بر تحقیق آن توثیق کافی است از آنجملہ۔ یکی آنکہ:

آزاد خان در ایام حکومت خود برامتحان آن مستعد گشتہ خواست کہ موی شریف از قندیل خاص بیرون کشیدہ آنرا بر آتش امتحان کند چون سر موی مبارک از موچینہ بگرفتہ بکمال زور کشش نمود موی مبارک از قندیل بیرون نہ برآمدہ سر آن برابر یک نقطہ گسستہ شد وآن نقطہ تا حال در قندیل مذکور موجود است و آزاد خان را عرصۂ چہل روز گذشتہ سر از تن جدا کردند۔ دوم آنکہ:

موی شریف درمیان قندیل ہمیشہ معلق می باشد و باطراف قندیل اصلا پیوست نمی کند وآن نقطۂ گسستہ ہم علیحدہ معلق است۔ سیوم آنکہ:

قندیل موصوف از یکسو تا صاف می نماید متولیان درگاہ بارہا خواستہ بودند کہ موی مبارک کشیدہ در قندیل دیگر بگذارند اما موی شریف از قندیل نمی برآید۔ چہارم آنکہ:

طالبان راہ خدا را در انجا رسیدہ کشایشی حاصل می شود و قبض آنہا بہ بسط مبدل گردد۔ پنجم آنکہ: اکثر مشایخ و علما در انجا بدیدار فیض آثار سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم مشرف شوند۔ ششم آنکہ: در کشمیر چہار موی مبارک دیگر است اما مرجع ومطاف مردم از بلاد دور دست در اینجا است۔ ہفتم آنکہ:

در بعضی ایام قامت موی مبارک راست می باشد و گاہی پیچیدہ می نماید و در حالت پیچیدگی نزول آفات وبلیات گردد۔ فقط

نعت شریف

ای دل و جان فدای یک مویت — نقد کونین بهای یک مویت
گشته کشمیر یثرب ثانی — از ظهور صفای یک مویت
ذره هست مهر عالم تاب — پیش نور و ضیای یک مویت
بخشد ایزد گناه هر امت — روز محشر برای یک مویت
عقل کُل با کمال علم و خرد — کی تواند ثنای یک مویت
کرد مشکین ریاض جنت را — نافهٔ عطرسای یک مویت
می کند حل مشکلات جهان — سخن دلکشای یک مویت
عاجز آید زبان انس و ملک — از همه وصفای یک مویت
چار یار تو رکن اسلامند — ز اعتماد قوای یک مویت
مال و جان داده حضرت صدیق رض — در بهای وفای یک مویت
کاخ دین را عمر رض قوی بنیاد — کرده از کبریای یک مویت
سر فگنده بذل جان عثمان رض — در حضور حیای یک مویت
تا ابد کشور ولایت را — مرتضی رض در ولای یک مویت
بر حیات النبی ص بود روشن — این دلیل بقای یک مویت
اهل کشمیر ناجی اند همه — از حصول لقای یک مویت
غیر حق هیچکس نمی داند — قدر عز و علای یک مویت
یا نبی ص امت تو مشتاقند — سوی شمس الضحای یک مویت
بنما رو که هر دو دیده عبید — می دهد رونمای یک مویت

در محلۂ قلاشپورہ

می آرند که خواجه فیروز اشائی شخصی نامدار و ذوالاقتدار بود و بوساطت امرای دربار باریاب صحبت عالمگیر گشت و مدتی در مصاحبت حضور گذرانید از آنجا موی گیسوی مبارک سرور عالم صلی الله علیه وسلم و موی محاسن مبارک خلیفۂ اول رضی الله عنه و جامۂ مبارک حضرت امام حسن مجتبیٰ رضی الله عنه که آیات کلام الله بر آن نوشته است و یک ورق کلام الله بخط حضرت شاه ولایت رضی الله عنه از دولت خانۂ شاهی بمونت تمام حاصل کرده در سنه ۱۰۸۰ھ به جانب کشمیر رجعت نمود و این تبرکات گرامی در خانۂ خود تیمناً سربسته موجود گذاشته در اشاعت آن مبادرت ننمود ۔

تاریخ :- بروح نبی باد هزاران تسلیمات | که موی شفاعتش بر ماند از درگاه
آن موی زگیسوی وی آن خواجۂ فیروز | آورد به کشمیر زبهر برکات
می گفت سحر بلبل قدسی پی تاریخ | "بر موی مقدس محمد صلوات"

بعد انتقال خواجه فیروز پسرش خواجه محمد وفا جانشین پدر شده تبرکات موصوف را متصرف گشت و در شهور سنه ۱۱۳۹ھ مراد شاه نام شخصی مجذوب توحید بود وی هر روز آمده خانۂ خواجه محمد وفا را سنگها میزد و دشنامها می داد و می گفت که چرا آفتاب را پوشیده گذاشتنید چون دیوانۂ مذکور چند روز برین مداومت نمود خواجه محمد وفا در خدمت میر عبد اللطیف ذوارکی آمده حقیقت دیوانه بیان نمود و حضرت میر فرمودند که در خانۂ شما موی مبارک نبوی موجود است و این دیوانه بابت شایع کردن آن بشما اشارتی و بشارتی می دهد پس حضرت میر خود متوجه این امر گشته بروز معراج سال ۱۱۳۹ھ موی شریف با تبرکات دیگر درمیان مسجد محلۂ قلاشپوره کشیدند و موی شریف سرور کائنات موی مبارک حضرت

---

۱ = " بر موی مقدس محمد صلوات " بحساب ابجد قیمت حروف سنه ۱۰۸۰ھ (سنه ۱۶۶۹ع) می رسد - ۲ سنه ۱۷۲۶ع ؛ ۳ ایضاً ؛ (بقیه آید)

خلیفهٔ اول در یک قندیل نهاده بمردم نشان دادند۔ تاریخ

چون موی شریف سیّد عالیدرجات | زد جلوه برون زپرده باصد برکات
تاریخ اشاعتش بگفتا ہاتف | "برموی مبارک محمد صلوات[۱]"

از آنجا در سال تمام شش مرتبه تا مدت ده روز بشرح آثار شریف اشاعت زیارت آن معمول است سند توثیق آن ہمگی تصدیق اولیاست شاہان چغتائیه تا انقضای حکومت خود برای لنگر آن مقام روزمره یازده روپیه مقرر گذاشته بودند و بابت معیشت خادمان این درگاه منجملهٔ نه ہزار روپیه جاگیر معمولی شش بقعه ہفتصد روپیه سال به سال مشخص و معمول بود که در عہد سنگان مفقود شد۔ فقط۔

بعد وفات خواجه محمد وفا فرزند او خواجه عبدالرسول متولی زیارت بود وی خواجه عبدالحکیم کول بخانه داماد آورده تولیت مقام بوی بخشید و فرزندان خواجه عبدالرسول بی اولاد رفت الحال فرزندان خواجه عبدالحکیم متولی درگاه ہستند۔ فقط۔

در محلهٔ اندرواره

می آرند که شیخ رجب کشمیری بزرگی عالم و فاضل و ولی کامل بود بعد طواف حرمین الشریفین در شہر استنبول رفته پادشاه روم مطیع و منقاد خود گردانید و مدت ہفت سال در انجا بافاده و افاضهٔ خلق گذرانید عاقبة الامر در سال ۱۰۸۳ھ[۲] عازم کشمیر شده پادشاه روم اورا مبلغ بسیاری بطور تحفه و ہدایا پیشکش نمود و حضرت شیخ یک فلوسه قبول نفرمود و گفت که مرا مال دنیا بکار نیست ہرگاه موی مبارک سید عالم صلی اللہ علیه وسلم که در خانهٔ شاہی موجود است عطا خواہند نمود ممنون و مرہون احسان شما خواہم شد شاه روم موی گیسوی مبارک سرور عالم صلی اللہ علیه وسلم و قبرپوش جناب رسالت مآب و کمربند حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنه طلاکاره که

[۱] ۱۰۸۰ھ مطابق ۱۶۶۹ء [۲] ھ ۱۶۷۲ء

بران نادعلی نوشته است و جامهٔ حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہٗ برنگ خاکی و عمامهٔ مبارک حضرت محبوب سبحانی رضی اللہ عنہٗ برنگ سبز و کلاه مبارک حضرت امیر کبیر رحمۃ اللہ علیہ که بدست خود دوخته اند و کلاه مبارک حضرت خواجه مشکل کشا قدس سرهٗ حضرت شیخ را به کمال خلوص محبت بخشید پس حضرت شیخ مسرور شده از راه هندوستان وارد کشمیر گردید و در محلهٔ اندروارے بخلوت و عزلت آرمید و تبرکات متذکرہ بالا در حجرهٔ خود موجود نهاده هیچکسی را نشان نداد بعد انتقال او اعیان و اجلائی شهر جمع شده موی شریف مقدس تبرکات با برکات بروز معراج سال ۱۱۴۵ھ خلق اللہ را نشان دادند و شاهان چغتائیه برای خرچ لنگر و معیشت خادمان مالیهٔ موضع گنگه بوگ و کاکاپور بقدر چهار هزار و پانصد خروار وقف نمودند که تا عهد افاغنه جاری بود و خواجه احسن اللہ نام شخصی چند پورنی زمین برای تعمیر زیارت وقف فرمود توثیق آن همگی اولیاست شیخنا حضرت شیخ احمد تاره بلی مدة العمر خود بهر مرتبه در انجا برای زیارت می رفتند۔

در محلهٔ سوره

می آرند که سید عنایت علی از اخفاد حضرت سید جلال الدین بخاری در مدینهٔ مطهره متوطن بود از انجا با جمیع عیال و اطفال بسیاحت برآمده مدتی در روم و شام و بغداد وغیره اطراف سیاحت نمود انگاه در هندوستان آمده سیاحت آن شهر بشهر نمود عاقبت در ۱۱۲۱ھ در کشمیر رسید و تبرکات بدفعات ذیل همراه داشت۔

یکی:۔ موی محاسن مبارک سید کائنات دوم:۔ موی گیسوی مبارک سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سیوم:۔ موی شریف حضرت صدیق اکبر رضؓ چهارم:۔ موی مبارک حضرت عمر بن خطاب پنجم:۔ موی شریف حضرت عثمان رضؓ ششم:۔ موی مبارک حضرت علی مرتضی رضی اللہ عنهم

۱ ۵ = ۱۲۳۲ھ ؛ ۲ ۵ = ۱۲۱۹ھ

هفتم :- نعلین شریف سیّد عالم ﷺ هشتم :- قدم رسول ﷺ بر دو سنگ

نهم :- موی مبارک حضرت محبوب سبحانی رضی اللہ عنہ۔ فقط

پس سیّد موصوف مدتی در موضع نوہار پرگنہ اچھہ گذرانید آخر عمر در احمداکدل آمدہ متمکن شدہ تبرکات مذکورہ اصلا شایع نہ نمود انگاہ نبیرۂ او سیّد کرم اللہ در محلۂ سورہ متمکن شدہ عمر خود درانجا گذرانید دران ایام خواجہ منوّر شاہ دیوانی کہ رئیس شہر بود از بانڈیہلے حضرت بل باپت تزویج پسر خود دختر خواست آنہا ندادند موجب آن منوّر شاہ را عداوت آنہا بخاطر جاگیر شدہ خواست کہ عزت و ثروت آنہا کہ بسبب موی مبارک ست بشکند نبابران باتفاق مصطفیٰ بیگ بہلوچ موی مبارک سیّد کائنات ﷺ با تبرکات دیگر کہ در خانۂ سیّد کرم اللہ موجود بود کشیدہ در عمارت باغچہ مصطفیٰ بیگ کہ گماشتۂ منوّر شاہ دیوانے بود گذاشتند و بروز مولود سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم در سنہ ۱۲۲۵ھ مخلوق رانشان دادند و درمیان شہر مردمانرا تحریص و ترغیب نمودند کہ درانجا برای زیارت بروند بلکہ چہار دہ منزل سفاین باپت آمد و رفت مردم بغیر اُجرت وقف نہادند و روساے شہر را خورو بہا دادند تاکہ رواج و رونق آن مقام بکام دل نمودند و براے نہادن تبرکات مذکور مصطفیٰ بیگ عمارتی جدید بنا نمود۔ تاریخ ـــہ

مصطفیٰ بیگ از خدائی ذوالمنن	یافت چون توفیق بر فعل حسن
کرد تعمیر چنین ماوای خاص	از برائی این تبرکہای خاص
تافت چون تاریخ تشریف قبول	"رحمۃ للعالمین یا رسول ﷺ" ۱۲۶۲ھ

مدعا کہ سیّد کرم اللہ تا حین حیات بدست خود زیارت شریف بمردم نشان می داد و مصطفیٰ بیگ متولی درگاہ بود چون سیّد کرم اللہ بی اولاد رفت پس مصطفیٰ بیگ بر اشاعت موی شریف وغیرہ خود مستقل گشت بعد چندی منوّر شاہ از دنیا رفتہ رونق و رواج آن

مقام شکست الحال بروز میله همگی اہل محلهٔ سوره درانجا جمع می شوند وارثان مصطفیٰ بیگ
بزیارت نشان می دہند۔ فقط

در محلهٔ ڈانگر پوره

می گویند که خواجه صابر ترنبو شخصے از نجبای شهر تاجر مالدار بود و در عهد عالمگیر به هند
رفته در شهر آگره کوٹھی تجارت انداخت و درانجا مبلغ بسیاری خرج کرده از کدام سیاحی
موی مبارک نبوی علی صاحبها الصلوات والسلام خرید نمود آخر عمر عزم کشمیر کرده موی مبارک
همراه آورد همگی در خانهٔ خود موجود داشته شایع نکرد بعد چندگاه نبیرهٔ او خواجه رحمت الله ترنبو
سر بفلک کشیده موی مبارک درخانهٔ خواجه نعمت الله ترنبو که از قبیلهٔ دیگر بود امانت نهاد
وی از روی خیانت موی شریف را دو حصه کرد فی الحال چشمان او بی نور شده از جان در گذشت
پس پسر او خواجه منور موی شریف را قابض مانده وارثان خواجه رحمت الله را تصرف نداد
آنگاه در عهد سردار عبدالله خان خواجه عبدالکریم که از وارثان خواجه رحمت الله بود۔ باتفاق
بهار شاه کانگر و جهد کرده تعمیر خانقاه نمودند و موی مبارک از دست خواجه منور ابن نعمت الله
شایع کنایند و قابض موی شریف گشته خانه به خانه می گردایند۔
مدتی درخانهٔ میر ضیاء الدین قادری و چندی درخانهٔ خواجه منور گوپه کاری و مدتی درخانهٔ
میر حسین قادری نهاده هر کس را وعدهٔ عطا می کرد۔ عاقبت باز در محلهٔ ڈانگر پوره رسانیده
فوت شد و از خاندان ترنبو ها کسی متصرف آن نماند الحال درخانهٔ مسکینے گذاشته اند و
بروزهای عمومی بر مسجد کشیده نشان می دہند۔

تبرکات متفرقه

درخانقاه معلّی آورده اند که جناب حضرت امیر کبیر قدس سرّهٗ بر موقع اخذ ارشاد از شیخ محمد ازکانی دو چیز تبرک یافتند۔ یکی در فش مبارک سیّد کائینات که در غزوات همراه می بود و دوم ستون خیمهٔ آنجناب علیه صلوات والسلام که حضرت امام حسین رضی الله عنهٗ در معرکهٔ کربلا همراه برده بودند و حضرت امیر تبرکات مذکور در سفر حرمین الشریفین بارها همراه بردند۔ پس وقتیکه آنجناب از خطهٔ کشمیر بجانب پهکلی نهضت فرمودند و ملک لدی ماگری که رئیس کشمیر و مرید و اپدیر آن [illegible] روشنضمیر بود علم را آن مقرر کرده با موکب منصور همراه بردند چون در سواد کنر (کنار) واقع رحلت آنجناب بوقوع آمد ملک ویوی گنائی و ملک لدی ماگری بسعی موفور و جد نامحصور رایت منصور ستون خیمه مبرور با اضافهٔ [illegible] حضرت امیر کبیر بکشمیر آوردند۔ و در خانقاه معلّی محفوظ داشتند۔

هنگامی که سنگان لاهور قابض و متصرف ملک کشمیر شدند علم [illegible] را بنابر تعصب ذاتی از بالا بقدر یک درعه شکستند بعد آن شخصی از ساکنان پهکلی در یک حجرهٔ خانقاه معلّی خلوت نشین شده عصای شریف حضرت امیر کبیر شبانه بدزدی برده در پهکلی [illegible] دو قطعهٔ ستون مبارک و علم شریف در خانقاه معلّی موجود۔ فقط۔

در محلهٔ نروره۔ می آرند که حضرت امیر سیّد احمد کرمانی دو صندوق تبرکات مفصلهٔ ذیل کراز مدینهٔ شریفه بمونت تمام حاصل کرده بود همراه خود به کشمیر آورده بود تا ایام حیات مستعاره در اینجا بسر رسانید پس فرزند دلبند آنجناب حضرت میر سیّد مسافر تبرکات موصوف را هنگام وادن خلعت ارشاد بحضرت بابا مسعود نروری بخشیدند و خط ارشاد و سند تبرکات بدستخط خود نوشته دادند که نقل آن اینست۔

نقل وثیقه

اقرار کرد و اعتراف نمود میر سید مسافر که خلیفه داشتم و در طریقت پسندیدم و از همه مریدان اعتبار داشتم چنانکه خدمت میر سید احمد کرمانی قدس سره پسندید و اعتبار داشت مرا مرید یقینی و تابع آئینی بابا مسعود نروری و نیز علم و ردا و خرقه و کلاه و جامه مقفل است. دیگر آنکه دو عدد نعلین و دو عدد پنجه و شجره و جامهٔ امام موسیٰ علی رضا و بیعت و چله نشینی مر خلیفهٔ مذکور را حواله کردم. و درین باب بروایات او اعتماد نمودم و اگر کسی بعد ازین بر سطوری صدر دعوی کند و استحقاق طلبد دعوی استحقاق او باطل و نامسموع باشد و در روز قیامت بصورت سگ و خوک مبعوث خواهد شد و ازین سلسلهٔ عالیه خارج خواهد بود حرره هذه الوثیقه سنه ست و سبعین و تسع مائة کان ذلک بحضر طایفهٔ علمای مسلمین و ثقاة ذوی العدالة بابا شکر و بابا نظام صوفی و حسن ریزه فقط

بعد رحلت بابا مسعود تبرکات موصوف در محله نروره بتصرف اخفاد آنجناب مانده تا دم حال موجود ند چونکه صنادیق موصوف مقفل اند هیچکسی بر کشادن آن طاقت نمی کند چنانچه آزاد خان هنگام صوبداری خود یک صندوق تبرکات به هودج فیل نهاده در عیدگاه کشید و جدا در ... راقم الحروف بابا سیف الله فرمود که تبرکات از صندوق کشیده مخلوق را نشان بدهند آنجناب گفت که مرا طاقت قفل کشادن آن نیست ایشان کلید بگیرند و از دست خود

بکشایند چون آزاد خان قفل وانمود قریب دو سه انگشت سرپوش صندوق برداشت یکبار زلزلهٔ شدید زمین و زمان بجنبید وفیل بر زمین غلطید بابا سیف الله که متولی درگاه بود صندوق تبرکات بر سر خود برداشته در حجرهٔ خاص رسانید و در عهد شیخ غلام محی الدین ۱۲۶۱ھ بعارضهٔ وبائی هیضه خلقت بسیارے تلف شده شیخ مذکور تجویز داد که تبرکات موصوف بالای بام بکشند و برای دفع بلا بوساطت و وسالت تبرکات التجا نمایند پس خالوی فقیر حقیر بابا محمّد اسلم تبرکات مذکور شبانه بالای بام کشیده مردمان دیدند که تمامی صحن و اطراف آن بانوار غیبی منوّر شده دو صمصام آتش رنگ از دو صندوق برآمدند و بجانب شمال و جنوب بهوا رفتند فردا آتش وبای هیضه هیجان یافته هزاران مردم در عرصهٔ چند روز تلف شدند والله اعلم۔

همدران زمان بابا محمّد برادر بابا محمّد اسلم شبانه چشمان از الته بسته کرده دست خود درمیان صندوق انداخت و یک جفت نعلین سیّد کائنات و پنجهٔ درفش که در غزوات همرکاب آنجناب می بود و بیرون کشیده بگفته شیخ غلام محی الدین مردم عوام را بروز عاشورا نشان دادند۔

چند سال گذشته پنجهٔ درفش مبارک وزدان بسرقه بردند و متولیان درگاه پنجه درفش جعلی تیار کنانیده بجای آن گذاشتند که الحال با نعلین شریف همان پنجهٔ جعلی نشان میدهند۔ فقط ـ چون از فتن خطا ارشاد کیفیت چگونگی تبرکات چیزی یافته نمی شود لیکن مشهور است که در یک طبله ردائے شریف و کلاه مبارک حضرت فاطمهٔ زهرا رضی الله عنها و جامهٔ خون آلود حضرت امام حسین ع شهید کربلا است۔ موجب آن انفتاح صندوق دشوار گردد والله اعلم۔

درمحلهٔ زین علی دار. صاحب فتحات کبرویه رقمطراز است که بعضی رفقای حضرت شیخ یعقوب صرفی قدس سرهٔ نقل کرده اند که چون حضرت ایشان از سفر حرمین الشریفین باز آمده در اکبرآباد رسیدند و در انجا روزی در خواب قیلوله ایشان را جنبشی عظیم واقع شده بعد ساعتی جامهٔ سفیدی بر بدن مبارک آنجناب ظاهر گشت چون ازان حال باز آمدند فرمودند که حضرت رسالت پناه صلی الله علیه وسلم و حضرت مخدوم اعلم در خواب بر من جلوه گر شدند و حضرت مخدوم بعرض رسانید که این مرید صادق من است آنحضرت صلعم جامهٔ مبارک خود بدست ایشان داده فرمود که باین پسر بده فی الحال جامهٔ مبارک پوشیدم و بشارتها یافتم پس جامهٔ موصوف تا حین حیات نزد آنجناب موجود بود و هنگام انتقال خود بحضرت خواجه حبیب نوشهری بخشیدند و خواجهٔ موصوف به خلیفهٔ خود خواجه زین علی دار عطا فرمودند که تا حال آنجامهٔ فرخنده فال نزد احفاد آنجناب موجود است و از چند سال بروز عرس حضرت زین علی دار مخلوق را نشان میدهند. فقط.

و نیز صاحب فتحات کبرویه می نگارد که چون حضرت شیخ یعقوب صرفی بخواهش زیارت حرمین الشریفین در بغداد رسیدند و خلیفهٔ بغداد بدیدن حالات و کمالات آنجناب مسرور شده جامهٔ مبارک حضرت امام اعظم کوفی رضی الله تعالی عنه و کلاه مبارک حضرت بایزید بسطامی قدس سره و عصای مبارک حضرت امام موسی علی رضا رضی الله عنه بایشان عطا فرمود چون حضرت ایشان در کشمیر رسیدند کلاه حضرت بایزید به برادر خود حضرت شیخ محمد بخشیدند که الحال در نزد احفاد آنجناب بخانهٔ حضرت شیخ احمد تاره بلی موجود است و عصای مبارک حضرت امام همام بخواجه حبیب نوشهری عطا فرمودند که الحال در محلهٔ مسجد جامع در خانهٔ شخصی از روی انقلاب زمانه رسیده است و جامهٔ حضرت امام العالم رضی مدتی در مقبرهٔ حضرت ایشان موجود بود

پس دزدان بسرقه بردند. فقط۔

در محلهٔ نرپرستان آورده اند که چون حضرت شاه قاسم حقانی از سفر حرمین الشریفین باز آمده در صوبهٔ اجین رسید و با حضرت شیخ فیض الله ملاقات نمود آنجناب حسن اعتقاد و وسعت استعداد او دیده باجازت سلسلهٔ عالیهٔ قادریه مستفید گردانید و گرتهٔ مبارک حضرت غوث الاعظم رضی الله عنه و خرقه و تسبیح حضرت امیر کبیر قدس سره تبرکاً بوی بخشید پس حضرت شاه از انجا رخصت شده در صورت بندر رسید خدمت خواجه جمال الدین معروف بخواجهٔ دیوانه او را بعطیات بیغایات سرافراز کرده اجازت سلسلهٔ نقشبندیه مرحمت فرمود و جامهٔ مبارک حضرت ابوبکر صدیق رضی الله عنه که حضرت خواجهٔ مشکلکشا بخط خاص خود تمامی کلام الله برآن نوشته است و کمربند و رومال حضرت خواجهٔ بزرگ قدس سره تیمناً باو عطا نمود از انجا نهضت کرده چون در فتح پور رسید و با حضرت شیخ سلیم چشتی باریاب صحبت گشته باجازت سلسلهٔ چشتیه ممتاز گردید و لونگی حضرت خواجه معین الدین چشتی که نقشهٔ صدوره برآن نوشته است و سورهٔ فاتحه بخط حضرت علی مرتضی کرم الله تعالی وجهه از آنجناب تبرک یافته روانهٔ کشمیر گردید و تبرکات موصوف حال در نزد احفاد حضرت شاه قاسم حقانی در محلهٔ نرپرستان بخانهٔ شاه منور حقانی وغیرها موجود است و مردم عوام از زیارت آن محروم الا بعضی مردم معتقد احیاناً به زیارت آن مستفیض می شوند. فقط۔

در محلهٔ خانیار می گویند که در سال ۱۲۲۱ه شخصی از مردمان کابل بطور سیاحت در کشمیر رسیده موی شریف حضرت محبوب سبحانی قدس سره همراه داشت و سردار عبدالله خان که در آنزمان ناظم خطه بود اورا قدر و اعزاز فوق الحد افزوده و مبلغ خطیری داده موی مبارک حضرت غوث الاعظم رضی الله عنه از و خرید نمود. چونکه سردار عبدالله خان مرید و معتقد حضرت سید بزرگ شاه قادری شده بود بنابر خلوص محبت و رابطهٔ بیعت موی مبارک موصوف بهدیهٔ

خدمت آنجناب نمود و حضرت سید باین عطیهٔ عظمیٰ خوشوقت شده برای تعظیم آن زیارت خانهٔ عالی در محلهٔ خانیار ترصیص نمود۔

و در سال ۱۲۱۱ھ بروز عرس مبارک حضرت محبوب سبحانی رضی اللہ عنہٗ اہل اسلام از خاص و عام بزیارت آن مستفید گردانید از انباز ہر سال بروز موعود مردمان بزیارت آن می روند تاریخ اشاعت آن ذرۂ غبارا نزد وحبا یافته اند یعنی ذرۂ غبار احتیاً زیاده باید کرد فقط۔ ازانجاکه زیارت خانهٔ اوّل راچندان وسعتی نبود موجب آن خواجه ثناء الله شال در سال ۱۲۹۴ھ از روی همت و دریا دلی قریب چهل و پنجهزار روپیه صرف کرده زیارت خانهٔ جدید بکمال وسعت و رفعت ترصیص نمود و باقسام آرایشها آراسته گوئی سعادت ربود۔

تاریخ :- "زیارت خانهٔ زیبا خرد گفت ۱۲۹۴ھ ؛ دگر تعمیر عالی شان همایون ۱۲۹۴ھ"

در محلهٔ عالی کدل اوائل سال ۱۲۵۵ھ میر حسین شاه قادری که بر جادهٔ شیخیت متمکن شده بود موی مبارک حضرت غوث الثقلین رضی الله عنه از سادات لعل بازار معه سند جاگیر بمهر و دستخط شاهجهان پادشاه گرفته برای تعظیم و تبجیل آن زیارت خانهٔ عالی در محلهٔ عالی کدل متصل خانقاه بنا فرمود و مبلغ بسیارے در تعمیر آن صرف نمود که از انباز مردم اقاصی و ادانی بروز عرس مبارک حضرت محبوب سبحانی قدس سره در انجا می روند بزیارت آن مستفید شوند۔

ایضاً۔ عصای مبارک حضرت ابوبکر صدیق رضی الله عنه که معنعن تا حضرت شاه مشکلکشا قدس سره رسیده است و ایشان تبرکاً بخلفای خود بخشیده است در مقبرهٔ حضرت خواجه معین الدین نقشبندی موجود است و بروز عرس حضرت شاه مشکل کشا زیارت آن معمول۔

ایضاً۔ در خانهٔ خواجه شاه نیاز نقشبندی دو نیم سیپارهٔ کلام قدیم بخط حضرت علی مرتضی کرم الله تعالی وجهه موجود است که حضرت عثمان رضی الله عنه بروقت شهادت خود آنرا تلاوت می کردند و

اجزای آن از خون آنجناب آلوده شده اندو نیز کلاه مبارک حضرت امیر المومنین ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ درانجا موجود۔

ایضاً۔ عصای مبارک حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی کہ حضرت شیخ حمزہ مخدوم از پیران خود تبرک یافتہ در محلہ قلاش پورہ مصدر فیض وفتوح۔

عصای مبارک حضرت شیخ بہاء الدین زکریای ملتانی قدس سرہ کہ بذریعہ شیخ عبدالشکور لاہوری در دست حضرت خواجہ رفیق معہ تسبیح وخرقہ شیخ عبدالشکور رسیدہ است در فتح کدل موجود۔

درقصبہ اسلام آباد حضرت شیخ داود خاکی قدس سرہ دریکی از مصنفات خودمی نویسد کہ این ذکریست مشتمل برآنکہ در سال نہصد و نود وسیوم در دورہ مبارک سلطنت سلطان یوسف شاہ چک اسعدہ اللہ تعالیٰ در قریہ وارہ پورہ بلدہ کشمیر حفظ اللہ تعالیٰ عن الآفات واللہ میر مومنی صالح در وقت دمیدن صبح برای استعداد نماز بہر طہارت کردن برکنارہ جوی رفتہ بود انجا مردی معتبر ملبس دید کہ یک پای بر سنگ نہادہ و یک پای در آب ماندہ بعد ازان پای را نیز بر آب ماندہ چند گام پیشتر رفت و از نظر آن ناظر غایب شد وآن ناظر خیال کرد کہ شاید این عزیز درین قریہ مہمان کسی بودہ باشد کہ بمسجد این قریہ برائے نماز رفتہ باشد ومن ہم بمسجد بروم وتا با او نماز بجماعت ادا کنم چون بمسجد رفت اورا نیافت وتنہا نماز خود ادا کرد و باز بہمان جای کہ اورا دیدہ بود آمدہ تفحص کرد دید کہ آن سنگ قدیم کہ آن عزیز برآن رسیدہ بود معطر شدہ است و نشان قدم در سنگپارہ فرو رفتہ است وبعد ازان ازین واقعہ با اہل آن قریہ خبر کرد وہمہ کس بوی خوش آن قدمگاہ را شمیدہ اند و اثر قدم را دیدہ اند وہنوز آن اثر نمایانست و دو مرد صاحب

واقعه که صدق واقعات ایشان اکثر مجرب شده بود استخاره کرده اند برای تعین آنکه صاحب این قدم بزرگوار که بوده هر دو بشارت یافتند که آن عزیز حضرت رسالت پناه صلی الله علیه وسلم بود که بقوت اعجاز خود با روح و بدن با ینولایت بطریق سیر آمده بود و موثر و منطبع شدن حجر از اعجاز اوست و علمای حدیث روایت یافتند که حضرت رسول را صلی الله علیه وسلم بعد از وفات صوری هنوز هم با بدن و روح قوت تصرف و سیر کردن هست با جسد و روح هر جا که می خواهد در اقطار زمین و آسمان سیر می کند والله اعلم تا این جا کلام حضرت بابا است و خواجه اعظم مورخ قدس سرهٗ می گوید عجب نباشد که ظهور نبوی در آنوقت بجهت اصلاح امور این ملک که از تسلط چکان بخرابی رسیده شده بلکه قرینه این رو داد آنکه همان سال تبدیل سلطنت و انتقال آن از چکان اتفاق افتاد والله اعلم.

گویند یوسف شاه سنگ مذکوره از انجا آورانیده تیمناً در مقبرهٔ حضرت بابا هری ریشی قدس سرهٗ در قصبهٔ اسلام آباد نهاد که تا حال در انجا موجود است فقط غیر ازین تبرکات بسیار از مخترعات اهل روزگار در هند یار یادگار است اما از روی عدم دلیل توثیق و تحقیق درین رساله درج نشد فقط۔

خاتمه

صد شکر درین نگار خانه | بر تار نفس [illegible] ترانه
بر بسته بساز تازه روی | کردم بنوای خوش سرودی
بنواختم ساز روح افزا | بر نغمهٔ ذکر اہل دلہا
موسیقاری نواختم شاد | کردم ارواح اَولیا یاد
کردم بریاد شان سرودی | دادم بروان شان درودی
دل گفت بجان براختتامش | "اسرار الاخیار" سال و نامش[1]
این نغمه اگر ز ساز خالی است | اما بنواشنید عالی است
چون زنده دلی نیافتم باز | با مردگان زان شدم سخن ساز
دارم نظری که روز محشر | باشم ز نسیم شان معطر
گر زندهٔ این ترانهٔ من | خوش بشنود از چغانهٔ من
از سوز درون کشیده آہی | بر حال بدم کند نگاہی
سازد بدعای خیر یادم | زان روح شود بگور شادم
یارب بلقای مصطفیٰ را | یارب بولای اَولیا را
یارب بنوای مستمندان | یارب بہ دوای درد مندان
در روز جزا حسن حسن کن | از عفو شگفته چون چمن کن

از لطف و عطا خطا نش بگذار
وارش بجوار اَولیا دار

[1] = "اسرار الاخیار" بحساب ابجد قیمت حروف ۱۳۰۵ھ می رسد۔

دی رنبیر گورنمنٹ پریس جموں